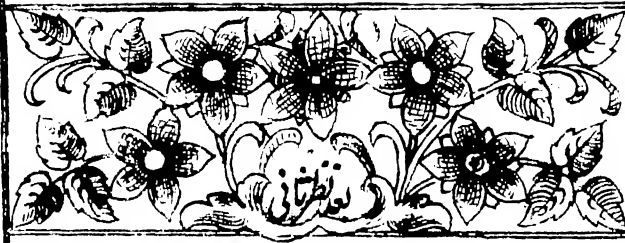


بن حریق می بایک و نایب خوشن



کلیات و



مطابق می نویسد که منصف است و محاسن

<p>کچھ کہیا تا شیر تیری ۴ ۴ ۴ ۴ کیا تھل اُن کو پل میں جو تھے سمجھتے تھے وہ قوم عاد سب کو ہر اک اپنے تئیں مردانگی میں ندان آئے جو میدان میں صفین باندھ مقابل ہوتے ہی افواج دین کے ہست سے دست دپالے اُنھوں نے غرض اس فتح و فیر دزی سے جدم</p>	<p>سلامعدن میں کر دیتی ہے فولاد غزو و کبر میں ثانی شداد اور اپنی تیغ کو سب قوم پر باد گئے رستم بھٹا گاہ پسلا د طلب کر روح دردیرہ سے امداد اُنھوں سے آگے بھاگے اُنکے ہمزاد نہ پہونچی روح دردیرہ بفریاد ہو ادل دوستوں کا خرم و شاد</p>
---	--

توین ہا لف سے پوچھا سال تاریخ  
وہ بولا ہے یہ نسخ تو خدا داد

### قطعہ مبارکباد عید درج نواب وزیر الممالک تجلعالدولہ بہادر

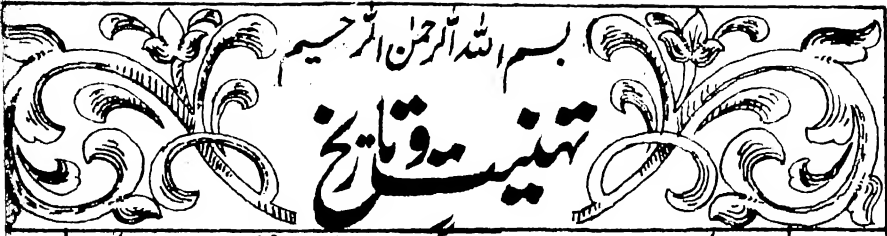
<p>یہ روز عید ہے آفاق میں ہے رسم قدیم بہدر رتبہ کے حاضر ہوئے ہیں لیکر نذر کوئی تو مل لے آیا ہے اور کوئی یا قوت گر اس جناب معلیٰ میں پلے عز قبول اگرچہ کیا ہون میں اور کیا ہے میری نذر اسجا نشاط و خوشدلی و عیش و تحکو لے کر نذر دعا کرے ہے یہ سودا کہ منشی نقتدیہ</p>	<p>مولیٰ چاہئے مولا کو نذر وین زر و سیم جو تیرے دامن دولت کے سایہ میں بن مقیم سخن وہ نذر کیا میں کہ بہ زور و یتیم زہے سعادت طالع مرے زہے تکریم یہ بات سمجھ ہے وہ شخص جو کوئی ہے فہیم ہلال عید نے قدخم کیا ہے تسلیم کرے شمار قلم و دین تیرے ہفت اقلیم</p>
---	--

کرے در عید ملی دے خلق ہمنیت تج کو  
رہے ہمیشہ ریاست کا تیرے سر دیہیم

### قطعہ مبارکباد تولد شہنشاہ پسر نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر

<p>صبح دم آج دل حقائق کا پیر عقل اپنے سے کیا میں سوال</p>	<p>میں جو پایا پر از نشاط مسلم اسکے موجب سے کر تو مجھے کلام</p>
---	---





قطعہ مبارکباد عید دروہ عالمگیر بادشاہ ثانی خلد اللہ ملکہ

بلال عید سے کمر گیا ہے ماہ صیام  
جہان کے پنج یہ مشور ہے جنون کا نام  
خوشی و خوشدلی و عیش و عشرت و آرام  
اس آستان پر کہیگا وہ سجدہ گاہ اناام  
گئے ہے آپکو نہ پشت سے پہر غلام  
ضیف کفر سدا جس سے اور قوی اسلام  
بلند رتبہ سلاطین عصر سے خدام  
یہ جانتا ہے دعائیہ پر ہو ختم کلام  
رہے کینہ شب قدر روز عید غلام

نویزیر فلک یوں ہوئی ہے شہرہ عام  
دہل بجاکے منادی کاٹے انھون کو خیر  
نشاط و جشن و طرب خرمی و امن امان  
مصلح عید یہ حاضر ہوں تہنیت کے لیے  
وہ بارگاہ ہے ایسے جناب کی جکا  
عزیز دولت و دین بادشاہ عالمگیر  
رہے وہ خسر و ہندوستان کہین جس کے  
جہان پناہ پس از عرض تہنیت سودا  
اس آستان فلک مرتبت پہ تابہ ہد

قطعہ مبارکباد وزارت نواب آصف الدولہ بہادر

باہم یہ تجھے دیکھ کے پڑ حکم فتنارک  
تقدیر اٹھی بول کہ بسیار مبارک

تدبیر شناسا ہی و تقدیر آملی  
تدبیر لگی کہ ہے باب وزارت

قطعہ مبارکباد فتح توفیق نواب خجائع الدولہ بہادر

بے تاحترمت ہند آباد  
کوئی تجھسا نہیں یہ دہر کو یاد  
قلم سے تیرے تا اس پر نہ ہو صا  
بہادی تو نے کفرستان کی بنیاد  
لیا ہے ملک بہر دفع الجاد  
کردن کیا ہے اُدھر از حد تعداد

آئی ذات سے تیری جہان میں  
ہوا ہو صاحب سیف و قلم اور  
نہ اجرا ہوئے قسمت کے لکھے تک  
بیکدم سیل آب تیغ سے آج  
نہ مال و زرہ کی خاطر تو نے یہ ملک  
وگر نہ تیری بخشش کا بیان میں



دو چار مجھے ہوا جشن عید راہ کے بیچ  
پھر اسکے بعد میں پوچھا کہ ہر ہے تم غم  
دیا جواب کہ میں اُس جناب عالی کو  
کہ جسکے حُسن و جامہ جلال کو ہر گز  
وزیرِ عظم ہند و شجاع دین جس کے  
کرے فقیر کو بل میں امیر عالم میں  
برنگ گل ہے چمن میں جہان کے دامن  
برائے تنیت اب لکے تو بھی کچھ سودا  
چنانچہ شکے یہ مشرہ ہوا ہوں یاں حاضر  
نشاط عید و شب قدر شادی نوروز  
چلا کرے تری محفل میں ساغرے عیش  
مسعدت سے زمانہ کے تیرے سایہ تلے  
رہے بنیختی ایا م اس طرح سے عدد

کیا مصافحہ اس سے میں ہو کے شادان شاد  
رکھے ہمیشہ حق آباد تجھ سے فیض آباد  
چلا ہوں دینے کو اب عید کی مبارکباد  
کھونچو نہ چھوٹتے دارا سے لے کے تالیاں  
ہم کرے فلم و سیف کفر کی بنیاد  
زبان خامہ کا جس کے تصرف ارشاد  
اُسی کے دست سخا کے تلے ہمیشہ کشاد  
چل اُس جناب میں گر ہے سخن کی استعداد  
یہ چند شعر کر اپنی مین طبع سے ایجاد  
رہے ہمیشہ تجھے سالہائے لالچ و داد  
جہان میکدہ جب تک خدا رکھے آباد  
عرفج و دولت ہر دوست دن بدن ہو زیاد  
کہ بیچ و کتاب میں جیسے ہو جو ہر فولاد

کر در عید کی دے تجکو تنیت عالم  
حق احمد مختار و آلہ الامجاد

## قطرہ سالگرہ

رہے فلک پہ درخشاں گی میں تا میران  
گفتاؤ ہے جواب اقبالِ بخت میں تیرے  
عروج ہو ترے اعدا کا یوں تنزل میں  
ہر ایک سالگرہ میں تو موتوں سے تلے  
اگنی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلے  
کہ جیسے مہر کی تابش سے کوہِ برف کھلے

## قطرہ مبارکباد سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

پے شمار ثمرے عمر سال عالم کے  
زمین پہ وہم میں تعداد ایک سے افزود  
پڑا کرے یہ گرہ رشتہ میں بباغ جہان  
عروسِ دہری کی چاہ ہے بے بال بال گرہ  
فلک پہ زیادہ ترلہ خم سے ہو خیال گرہ  
ثمر سے تا ہود و خون میں ڈال ٹل گرہ

کہا اُن نے کہ آصف الدولہ صاحب السیف والقلم آیا حق نے اُس کو عطا کیا ایک جسکے طالع میں خوبی دو جہان موجب خرمی ہے یہ تو سنے سنتے ہی اس نوید کے میرے کسی تاریخ میں تولد کی گئی ایک بعد از حساب کے امین لیا اندیشہ نہ کی کیونکر اسے تھا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے تاج امتبال سر پہ ہے اُسکے	رکھے ہے اشتہار جس کا نام نہیں از ہند تا بروم و شام ایک فرزند آج نیک انجام لوح محفوظ پر ہوئی ارتسام پائے جا درد دل خواص و عام دل کو پہونچا مے طرب کا جام عقدا د اپنے لائق انعام پایا اک سال کی کمی کا مقام پڑھے جا کر حضور میں یہ غلام ہوا حق کی طرف سے یہ الہام کہہ کہ ہے خرمادہ آیتام کو
---	---

### قطعہ مبارکباد نوروز

تری محفل میں شمع دولت افروز تری طبع مبارک کو جہان میں فروغ فیض سے تیرے ہر روشن نگہ ترک فلک کی باز گشتی تھنفل سے جناب مرتضیٰ کے	ہوایہ سال نو فرخندہ فیروز ہوا اس سال کی ہے فرحت آموز بسان سمع جو تیرا ہے دل ہونو تیرے اعدا کو ہے تیر جگر دوز بجھے ہر روز ہو دے عید نوروز
--	--

### قطعہ مبارکباد عید الضحیٰ

یارب کہ جب تک عید قربان ہوئے جون دیدہ مذہب و روح سدا چشم حسود	ہر دست ترا خرم و شادان ہووے دیکھے وہ ترا جاہ تو حیران ہووے
---	--

مبارکباد عید نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر

علی الصباح جو بکلا میں بسندہ خانہ سے	ترے ہی آستان ہوی کو کر کے دلیں یاد
--------------------------------------	------------------------------------

## قطعہ مبارکباد عیدِ مرحِ نواب زیر الممالک نواب عابد الملک بہادر

فلک جناب دربار گاہ پر تیرے پھر کرے تری مغل میں در عشرت خوش دلون سے اُنکے جو خدام اجناب کے ہیں رہے سردار کو یون رہط عمر سے تیری اکہی سند دولت کی تیرے پا انداز	ہمیشہ اُن کے حافر ہوں انبساط عید صبح و شام پر از بادہ نشاط عید ہر ایک سال ہوا فرود اختلاط عید کہ جون زرعہ سوال ارتباط عید سچے قیام قیامت تلک بساط عید
---	---

## قطعہ مبارکباد غسلِ صحت نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

جہان میں آبِ ہوا کی موافقت تجکو جو کچھ کہ جنس مواید سے ہے عالم میں پر آبِ خوشی ہو خلیقت کو تیری صحت سے بزرگ گل کوئی پھولا نہیں سماتا ہے غرض عایہ ہے سودا کی تو سلامت ہے	رکھے قیام قیامت تلک صبح و درست کسل سے تیری طبیعت کے تھا نہایت کہ آج تک ہوئی ہوئی زرد و زخمت بسان غنچہ قبا ہے کسی کے تن پر چمت سلامت ہمہ آفاق سلامت تست
---	--

## قطعہ مبارکباد عیدِ مرحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

ہر ایک عیدِ مد و خور نے سیم و زر لیکر علومِ مرتبہ تیرے نے ہاتھ سے اپنے کوئی تو نقد لے آیا تھا اور کوئی جنس اگرچہ بعل و گہر تک سمون نے گدرا نے مگر حضور میں باس عید کو تری حنا طر	مجھے ذرا راہ ادب دور سے دکھائی نذر کبھونہ اُنکے کھن دست سے اٹھائی نذر جہان یون میں جسے جو میسر آئی نذر پر اس جناب کے شایان شان نیائی نذر شفا سلامتی کی تابخش لائی نذر
--	---

## قطعہ مبارکباد عیدِ اضحیٰ مرحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

جہان میں شادی عیدِ اضحیٰ ہے آجکے دن طوان کعبہ کا ہے فرض اہل ایمان کو	نوشی دلون میں ہے لبر نزاکت تاقان مگر جسے نہ ہو مقدور تو اسے ہے ممان
---	--

جہان میں ابر کریم کے ہو قطرے جو فیض تو نگر آج کے دن ہر گدا کو کرتی ہے عجب یہ ماہ و عجب روز آج ہی حسین اکسی جب تئیں دنیا ہو تو ہو دنیا میں	کرے ہے ہنتر و کتر کو یوں نہال گرہ کھید قفل در فیض کی مثال گرہ بسان ناخن قدرت رکھے کمال گرہ کشاد کا رخلایق ہو تیری سال گرہ
--	--

### مبارکباد سا لگرہ نواب احمد خان

فلک جناب درین بحر تازا ابر کریم برائے سال شماری عمر تو ہر سال	شود بہ بطن صدف قطرہ دانہ دار گرہ دہد بد شستہ طول اہل ہزارہ گرہ
--	---

### قطعہ مبارکباد سا لگرہ نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

جو سال عمر ازل سے ترے مقرر ہیں گرہ یہ سال گرہ کی پڑی رشتہ میں بنادین بچہ جو اتنے ہی لیکے مرداریہ	کردن ہوں عرض حضور آگے زبان فصیح عدد کو اُسکے بیان تجھے میں کرن ہنک کہو تمام نہ ہوئے وہ دورہ تیسرے
--	---

### مبارکباد سا لگرہ نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

تمھاری سالگرہ کی عروس دم سردا ہر ایک بال میں لگتی ہے اختر کی یاد یہ ہے وہ سالگرہ زیر آسمان بجھکے نڈایہ دم بدم آتی ہے عرش تازہ	یہ چاہتی ہے کفے اپنے بال لگرہ یہی ہے آرزو اُسکی کردن خیال گرہ بسان ناخن قدرت رکھے کمال گرہ کشاد کا رخلایق ہے تیری سال گرہ
--	--

### قطعہ مبارکباد سا لگرہ نواب آصف الدولہ بہادر

خدا ہمیشہ رکھے ظل عاطفت کے تلے رکھے دہن میں ترے نام کی حلاوت کے گرہ سے طول قدیشگر کو ہو جب تک	بسائے مملکت ہند میں چہ شہر و چہ درہ طرح نبات کے شیریں زبان ہر کہہ بڑھ جائے عمر کو تیرے ہر ایک سالگرہ
---	--

اکہی تاجمان ہے حسن رضا خان کا قیام دہر ہے جب تک اسی طرح اک خلق	عروج دولت و اقبال دن بدن ہوزیاد کرد عید کی دیوے تجھے مبارک باد
قطعہ مبارکبا عید اضحیٰ درمخ حسن رضا خان	
رہے جہان میں جب تک کہ رسم قربانی ترا حرم سعادت ہو خلق کا سجود زبان تنہیت خلق یوں کہے تجھ کو سوائے تنہیت اب یہ دعا ہے سودا کی اکہی دوست جو ہوئے حسن رضا خان کا بسان دیدہ مذبح ہو رہے حیران	ہمیشہ تاکہ بحالادین حج و عمرہ عبد رہے یہ خانہ دولت زمانہ میں آباد ہزار عید وہ عید اضحیٰ مبارک باد تری جناب میں تا سالہا لا تعداد رہے وہ سایہ دولت میں اُسکے خرم خضاد جو دیکھے جاہ کو اُسکے کوئی پیچشم عناد
قطعہ مبارکبا عید اضحیٰ درمخ حسن رضا خان	
جہان میں زیر فلک آج عید قربان ہے یہ جتنے ہیں کہ وہ انکا دہر میں عمن حضور اس کے گردن بعد تنہیت یہ عرض غرض نثار کو تیرے تو کیا تھا سودا پاس اکہی روئے زمین پر ہے تجھے عیدین	ہر ایک خرم و مسرور و شاد خندان ہے زبان دوست قلم سے حسن رضا خان ہے خوشی ہر ایک کی تیرے بہ عرفان ہے سخن ہی نذر وہ لایا کہ تو سخن دان ہے فلک پہ سب سے بارہ نادر خشان ہے
قطعہ	
چل مت کہ حسن رضا خان سے ہے عجب طرح کی زیارت گاہ یاں علم نذر حضرت عباس اس سبب کل زمین اس گھر کی اے خوشحال وہ کہ اس سے نذر شاد رہ آفتاب محشر کی	در دولت سرا جو تیرا ہے جس سے تحصیل دین و دنیا ہے صدق دل سے ترا جو برپا ہے بہ نظر سر بعرش اعلیٰ ہے مخلصی آخرت کی سمجھا ہے کیا تمازت سے بجو پروا ہے
سال تابخ اس علم کی ہے یہ	سر ترے سایہ اس علم کا ہے

<p>سوا طرح سے مقرر کیا ہے مین کہ لباس کردن عدد کو ترے ذبح شکل قربانی</p>	<p>پسین کے وہ جو ہو آلودگی سے پاک اخصان پھرون مین گرد ترے پس کی یہی ہطواف</p>
<p>نری جناب مین یہ ہی معاشیہ سودا کی فلک نہ مری کے تیرے کعبہ پھر بخلان</p>	
<p>قطعہ در ملح نواب شجاع الدولہ بہادر</p>	
<p>اے خوشحال اس کے جوزیر فلک یہ وہ در ہے گرد جس کے جون حرم اپنے دل مین جو رکھے تیری دلا دوستی رکھیں وہ کس کی مجھ سوا ان مین گستا ہے یہ سودا آپ کو</p>	<p>بجہ کہ کرتا ہے تیرے در کی طرف ہوتے مین اتوام ساجد صف بصف دل نہیں وہ پر زگوہر ہے صدق مین جو سگہائے در شاہ نجف گر قبول افتد زہے عز و شرف</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>برائے نذر جو مرزا حسن رضا خان سے بحسب امر مین تاریخ کئے کو سودا تو مجھ کو روئے بشارت یون ہوا معلوم</p>	<p>ہوئی علم کی محرم مین اس برس تجدید کیا تھا فلک مین شب حق سے مانگ کرتا امید قبول ہے یہ علم در جناب شاہ شہید</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>ترے جو یا مین اس مین مین ہم تو بڑا مان مت مضائقہ کیا</p>	<p>دھونڈے ہے گل کو عندلیب ایدو فکر ہر کس بہت در بہت ادست</p>
<p>قطعہ مبارکباد عید اضحیٰ در مدح حسن رضا خان</p>	
<p>خوشی ہمار مین ہے عید اضحیٰ کی آج کے روز سہرا یک نذرے آیا ہے اس جناب کے بچ چنانچہ نذر ہے سودا کی یہ دعا لیب</p>	<p>طرب ہے سینون مین لبریز دول ہے شاد و نشاط ملا زبون مین کہ دم بقت در است داد جو ہو قبول زہے اس کے بخت کی امداد</p>

لباس نفرتی برین کسی کے جواہر کی دیک سے یہ کہ مجھ مفت مجلس گوگرد دیکھو تو گویا پلے ہے جام ساتی سے پیالے جمکا دی ہے زمرہ کی صراحی کردن ترفیت کیا اہل طرب کی ٹاڈے پل میں رقاص فلک کو بنائے پھول آرایش کے ایسے لگی دان اشرفی تختوں کے اوپر تو نگر اس سے یان تک ہوئی خلق یہی کتنا ہے بیخود ہو کے ہر دم خوشی کا یہ زمین نے کر کے گلزار غرض اتنا رواج آفاق میں ہے کہ ہے سنگ میں یون شیشہ نقل جب اس شادی کو اس شاعر نے دیکھا کی لے مہربان صاحب یہ تاریخ	سرا پا کوئی پہرے ہے زری کا قرینہ ہے دکان جوہری کا ادش ہے تاجدار خاندی کا باین صورت شراب دہری کا قدح میں نعل کے بچہ پری کا مددے چنگ سحر ساری کا کرشمہ اون کی چشم مہری کا کہ گویا کام ہے یہ زر گری کا جہان مطلوب تھا گل جعفری کا کہ ہے محتج ہر اک لے زری کا تاشائے ہو جنبہ چلمبری کا دکھایا بمعزہ پیغمبری کا نشاط باطنی خطا ہری کا کہ نیسے قہقہہ کبک درری کا جہان میں دہ ہو ہے رنگ اندری کا ہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا
--	--

### قطرہ تاریخ باغ بنا کردہ ٹیکٹ رای

ٹیکٹ رلے مارا بھماخت بتانے چو امر گشت مرا بہر سال تا بخیش ہر عددے بہارش بریدم و گشت	بخا پنڈ گلشن فردوسی ہم پرے نرسد خوشی رسید کہ اور اسد و دے نرسد گلشن تو اتھی گزند دے نرسد
---	--

### قطرہ ترفیت چاہ

چشمہ از حکم آصف الدولہ بچین حسن و لطف شد تعمیر	آنکہ در ہند اشرف الوزراست کہ خضر گفت بچو چشمہ کجاست
---	--



## قطعہ عامل شادی

آکم اس بیاہ آپس میں یہ کرتے ہیں  
ولون کو چاہیے آرام ہو جانکو  
شاد کامی میں سدا غل ہے دل زمین  
دینی ہو کو یہ نوید اسکی ہوئی فرض العین  
مہر اور ماہ سے یہ ایک قرآن احمدین

اہل تنجیم جہان تک ہیں اب آفاق کے بیچ  
اسن و آمان سے گزرتے بھمان عالم کو  
ہے یقین ہلکے عیش سے ہو کر سر خوش  
بندگی میں وہ یہ اب اپنی کرتے ہیں عرض  
پایا اس بیاہ کی ہم دیکھ کے سال تاریخ

## قطعہ

ہے نشہ خرمی کا ہر سر میں  
ہم غریب و غریب بد و زمین  
مجلس مہتر اور کستریں  
درد و مرجان و مصل و گوہر میں  
سر سے تا پا ہوں زیور و زرمین  
کیون نہ ہو دے تمام کشور میں  
جس کے فرزند کے ہوا خرمین  
ہو کے بیٹھا بخوشد لی گھر میں  
ہے یہ مہ آفتاب کے برمین

مست ب ہیں مے طرب سے آج  
خوشد لی ایک سی میں پاتا ہوں  
رقص اور راگ رنگ شام و صبح  
فرق بخشش کا دان نہیں ہرگز  
زن و مرد آج سب کے زمین  
ستینت اب حسن رضا خان کو  
یہ شب عیش کد خدائی کی  
وہ عروس اپنے سے جو ہم آغوش  
بول اٹھا ہاتھ از سر شادی

## قطعہ مبارکباد کد خدائی مہربان خان

جو عاشق ہے محبت پروری کا  
کرے ہے خامہ یوں صنعت گری کا  
خوشی جان دار خشکی اور تری کا  
منقش خانہ چمنہ رخ چمنری کا  
کسی عشرت کو دعویٰ ہسری کا

صبا اس دوست کو جاہلینت دے  
یہ کیوں پڑے کہ بخت نامہ تحریر  
ہو اس حبس کا سن شادیاں  
طرب لبریر ہوتا ہے شب و روز  
ہیں اس عیش سے عالم میں ہرگز

## قطعة قرین مسجد

مسجد نو برائے صوم و سلواة گفت سودا بحسب ایمانش سربت دور ازین نجسته سراے	ساخت چون مولوی فضل عظیم سال تاریخ او بدین سلیم انّ هذا مقام ابرهیم
---	--



کارفرمایش را چه مجاد و لال بشنوائے تشنه حرف من ز بوس بسرد دستی همین گویم	چه بخوبی در نقش آراست زیت منظور تا بد چو تر است آب این را بنوش آب بقا است
--	---

### قطعه تعریف چاه

شد بحکم آصف الدوله بنا ده چه گویم از صفائے آب ادا سال تارخیش چو بستم از خرد	چشمه کز چشم عاشق خوشتر است کاندر آن هر قطره گویا گوهر است از روی و مفش بفتا گوهر تر است
---	---

### قطعه مبارکباد و تولد شدن فرزند آصف الدوله بهباد

مبارک باد این فرزند و بسند شدم و رنم که تاریخ تولد که با تف گفت ناگه از سر بوش	ترامی دره التاج شرافت برای آن گل باغ نجابت گرامی گوهر درج سیادت
--	---

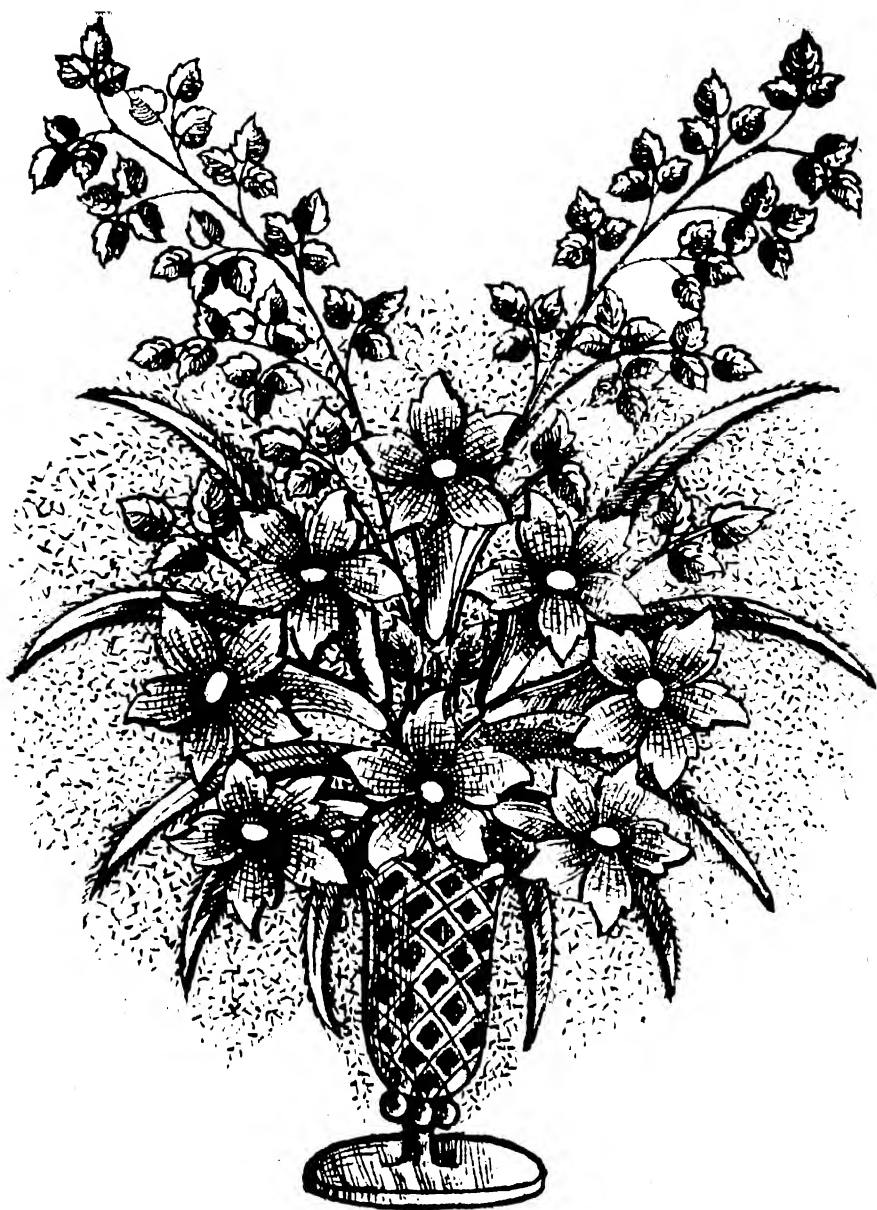
### قطعه وصف مسجد بنا کرده آصف الدوله بهباد

مسجد نو بنا بفضیض آباد یعنی نواب آصف الدوله هر چه مسجد هر آنکه طاقش دید نام الله اندستو نهایش هست بر بخت بیت الله شده مقبول زیر محرابش ساخت اورا بصدق قائم خان از سن هجرتش چو پیر سیدند	گشت در عهد شرف الوزرا اشجع الملک و صفدر اعدا گفت سبحان ربی الاعلی می نماید بدیده بیسنا گشت موزون ز بسکه او بعفا دست برداشت هر که بهر دعا کرد حاصل سعادت دوسرا گفت فی الفور این سخن سودا
--	--

سال تایخ اوزروی نیاز  
اینتسم فخر مسجد اقصا

نورانی

نورانی



چھوٹ جائے تو پھیر ماتھ نہ آئے	پکڑو ہی پکڑو باؤسے اُڑ جائے
پہیلی	
ایک پُرکھ دونار کسا دین	بن جی کی جی تن کو بھا دین
پانی مین جب ڈوبے ایک	تجھی دوسری ملکے یکے
کے پُرکھ سون بیک پکار	پھر ادھھرے تو ڈوبے نار
پہیلی	
دوا سمون کی ہے اک ہخیر	سمجھے جسے ہونسم و تمینر
ایک چسرنڈ اور ایک پرند	حسرت حلت مین پابند
صورت سیرت مین بھی ایک	کھا دین اُن کو بد اور نیگ
نام مین باہم یہ سنجوگ	فرق سے لیوین کبھو نہ لوگ
خلقت مین تو وہ ہے نبات	اسم بسانا حیوانات
بتون مین اُس کے نہیں خسل	سمجھے تو پاوے تو پھسل
پہیلی شمع	
پُرکھ نار کو دیکھو نت	بن گناہ سرکاٹے نت
پہیلی	
نس ڈھگ رہت پھرت مین ڈولت	موسون پیہ سودے نہیں بولت
پہیلی	
پچھو پچھو سب کے دھاوے	جت اوجیا رواٹ نہیں آئے
پہیلی	
باہر رہے بھیستہ نہیں آئے	بھاری اُن سے کون اٹھاوے

## پسیلی پستان

دیکھئے ہسم دو ٹوپی دئے  
پسین نہ پانی لگے نہ بھوگ  
مرد استری اُن سے جے  
جانت ہین سب جگ کے لوگ

## پسیلی

چھپی رہے پردے میں نار  
ماس کھائے جب لاگے بھوک  
ایک پسیلی کے انچھرتین  
آدھ انچھر بن من موہ ڈالے  
انت انچھر بن دیوے دکھ  
منہ پر کیا ہے کر تو دھیان  
سے سبھی کی گالی مار لو  
مکھ پوچھین لو ہو کو تھوک  
تین میں چار اوگن ہر بین  
مبسدھ انچھر بن جنون کو پالے  
سب انچھر سے سرون سکھ  
اُٹ دیے سے نئے جو خان

## پسیلی پر چھائیں یعنی سایہ

عجب طرح کی ہے اک نار  
وہ دن دد بے بی کے سنگ  
دیا برے تو وہ شرماے  
اُس کا کیا میں کر دن بچار  
لاگ رہے سن دا کے انگ  
ڈھگ سے سرک وہ دور ہو جاے

## پسیلی بڑاپان

دھری پستی اگون رہین  
بھائی رے ہم اُن سے کسین

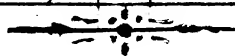
## پسیلی پو

تخفہ دیکھا ہے آج ایک تو رنگ  
تہ سے کچھ باہ راہے جانوں میں  
ہوئی کھا کے جو دے ہے تک ہوئی  
تد میں چھوٹا تمام رنگے رنگ  
بدلے سر سر کے را نون میں  
چھوڑ لینے کو وہ کرے مہوئی

پہیلی			
کون نار جو دن اور رات	خالی اُس سے کوئی نہ آتھ	رہتی ہے وہ سب کے رات	جو ہے دیکھو اس جگ مانھ
پہیلی			
نہ بیٹیں ہن ایک ہے ناری	من میں کرین سوچ بچار	جگ میں دیکھو سب کی پیاری	پر کھ مرین اور جیوین ناری
پہیلی			
پاؤن چلے نہیں پاؤن کہا دین	دوہین بو جھو تین بتا دین		
پہیلی بھڑا			
رات کو جو گی نہیں کن پھٹا	انگ انگ موتی سے چھاؤ	گڈڑی اوڑھے سر پر جٹا	چار میٹا جگت کو بھاؤ
پہیلی			
تین پاؤن اور پاؤن نہ ایک	جو چاہے سونے اٹھائے	بیٹھی رہے چلے نہیں نیک	ہے وہ داری دیو بتائے
پہیلی			
ایک نار جگ موہت چلے	جو تم بو جھو کر دن اسیں	تیس پر کھ سون نہ تھلے	تاؤن بتاؤن تا بنائیں
پہیلی			
ایک بچھی سو نہ ہر ا	پیا لے میں اسکے چوکا دھرا		



یہ آپس جگ جگ کو بھاگے	کھائی نہیں اور وہ بتلا دے
پہیلی	
تا کو ب جگ بس ہے کے	ہیں بکن کنبن میں رہے
پہیلی سخا نہ	
جس کو باندھے نہ شاعر موزون ہوت اُس کی بیت	اُس مضمون سے ہوا ہر آوے جب بیاکھ اور چیت
پہیلی	
کیا تو بولا بعد از فکر ہوئے گی کچھ باد بتا س	اور اُس نار کا جس نے ذکر کر تا نہیں ہے کام قیاس
پہیلی شمشیر	
اُس نار کا ہے یہی بچار جب وہ ناری پیاری ہو	سر پر تختی کھ پم بار جیتے ختم کرے وہ دو
پہیلی سپر	
کان نہیں وہ پہنے بالی جنتا عرض اتنا ہے طول	ایک نار بھو نرا سی کالی ناک نہیں وہ ہو گئے پھول
پہیلی چاروب	
ایک ٹیکے سے ب وہ باندھیں گھر گھر کے گھر کر دین ایک پل میں صاف	نیزہ بازون کا ایک ہے لشکر رو کرین جس طرف برائے مصاف



پسیلی سپر		
پانوں دو اور آنکھیں چار	سیام برن اک دیکھی نار	اچھے کرتب ایسے کرے
جو پی کے بدلے آپ ہی مرے		
پسیلی نرگس		
رد پا سونا وا کے سیس	تر یا ایک بھا کے پنچ	میسنا جیسے وا کے پانوں
چیسری جیسے وا کا ناٹون		
پسیلی بورانی		
جو بوجھ سو بڑا گیانی	آدھی بو بوساری رانی	
پسیلی مستی		
لوہے کی وہ نار بنانی تابنے کردہ کہتی ہیں	نر ناری یان کوئی بنا لگائے رہتی ہیں	
پسیلی ارگجا		
جن دیکھا اُن لایا چھاتی	آدھا ارنا سارا ہاتھی	
پسیلی شمع		
کھڑی کھڑی ردے منے دکنڈہ پوچھے بات	سر طرامقیش کا اور گوری من گات	
پسیلی گلگیر		
جب منہ کھولے سر کو کاٹے	گال پھولائے لینا تاکے	
پسیلی شمع		
سر پر آگ بدن پر پانی	چسٹھ چوکی پر بیٹھے رانی	

جب چو کے پردے منہ ڈال	ساتنے سو ہو اس کا کال
پہلی	
ایک ناری کے انچھر چار	کیا ہے وہ بتلا اے یار
ہر انچھر بن وہ فورن کو	بدلے ہے ایک اور برن
تریا ہے یا جساد و گرہ	ہر دم ہو ناری سے نر
پہلے انچھر بن ہو یار	دوسرے انچھر بن ہو مار
تیسرے انچھر بن ہو بیر	چوتھے انچھر بن ہو طیر
پہلی	
ایک نار دیکھی او جل سے	سر کا کر کا کر پر کل سے
جاتے جگ مین وہ پانی کو	جو برسات لگا دے جی کو
پہلی انہ	
ایک ترور کا پھل ہے نر	پہلے ناری پیچھے نر کو
واپس کے یہ دیکھو حال	باہر کھال اور بھیستراں
پہلی خط	
ایک نار سب ناری مین پاری	آدھی گوری آدھی کاری
دیکھو داکا اٹھ طور	گونگی آپ بکاوے اور
پہلی باز	
بعضی بات کہی نہ جائے	ناری ہو کر نہ کہلائے
پہلی شمشیر	
ایک جو دو کرے نوٹہ کرے پیار	دو کرے تو پت رکھے تو کلوتی نار

پہیلی خوبکلان	
اتنک سی مین دیکھی نار	چنت ہے وا کو سب سنار
بھلی بڑی ہے داکا ناؤن	بوجھو پیسلی یا چھانڈ دگاؤن
پہیلی باز	
نار ایک سو پور کھ کھاوے	نت اٹھ بھور مہینا کھاوے
واکی آنکھیں تیس دکھاؤن	پھیر مین اُس کا ناؤن بتاؤن
پہیلی پاکی	
ایک نار وہ چھیل چھیلی لوگو نے وہ اڑتی	اد پر اپنے مرد چڑھائے مرد نہ وہ بڑھتی ہی
پہیلی دشنام	
آدھا لنگا آدھی ساری	سمدھن کو لاگی ات پیاری
پہیلی جونک	
ایک نار کی بان دیوانی	لو ہو سکے سب تھے جب پانی
پہیلی ماہی	
ات چنچل او جل سمی ہاڑاس اور چام	نر ناری سب ایک سی کرین چام کے دم
پہیلی بیضہ	
ایک پیلا سدا نو یلا جو بوجھے سوزندہ ہے	زندہ مین سے مردہ نکلیے مرد مین زندہ ہے
پہیلی اچار	
دو اچھر بن چار ہے ایک اچھر بن چار	میں اچھر کا ہوت ہے مین کرو بچار

بار بار سر کاٹین واکا	ہے کوئی پنٹھ تباہے یا کا
پہلی حسام	
مندر ایک سکھی کا بنا	یا مین پون نہ آوے کھن
اس مندر کی ریت دیوانی	آگ بجھادے اور اڈھے پانی
پہلی چار پائی	
سونے کی وہ نار کساوے	بنا کوئی بان دکھاوے
پہلی انار آتش بازی	
رات سین اک میوہ آیا	بھو لون پاتون سب کو بھایا
آگ دے وہ ہو دے روکھ	پانی دیے وہ جادے سوکھ
پہلی گھڑیاں	
ایک راجا کے گھر میں رانی	تلے کی پسندی پیوے پانی
لاجون مائے ڈوبی جائے	ناحق چوٹ پر دیسی کھائے
پہلی تکیہ	
ایک پرزکھ مین ایسا دیکھا	سیس کمرے واکا لیکھا
شاہ و گدا مین واکا ناٹون	بوجھو پہلی یا چھانڈ وگاٹون
پہلی روپیہ	
گیارہ سال کا ایک کھائے	جا کو لاکا ادھا بھاوے
تول تال کے کیا پوؤرا	اس بن جگ کا کام ادھورا
جو کوئی ہم کو لائے دکھاوے	وہ لے آخر پرکھ کھاوے

پہیلی قسم	
سب تن ہاڑ پیٹ میں نسین چلت چال جگت ابیدی	بن پگ چلے سیس لو کہیں کبھی انٹی کبھی سیدھی
پہیلی پلنگ	
سونے کا اک شیر بنایا	بنا کان کا سب کو بھایا
پہیلی آمینہ	
ایک پر کم مندر میں بیٹھا انگ بھموت لگائے	آگے آئے تے کو کھائے منہ میں سیناٹ جائے
پہیلی گھڑیاں	
تریا ایک پانی میں ترے	نہن دہ پانی میں پھرے
جب وہ تر یا غوطہ کھائے	اُس کا یار تب مارا جائے
پہیلی بنگین	
تریا چسرج موہ سنا دے	کا لا منٹھ کر جگ دکھلا دے
جب وہ تر یا الٹی ہو دے	تب سیدھا دیکھے سب کو دے
پہیلی پا پڑ	
کہن سنن کو پاؤں پر اوڑھ چلو نہیں جائے	دینٹہ بنی سب ماس کی جو پاؤں سو کھائے
پہیلی نفتارہ	
نر ناری ایک تھوڑی دھلنیں	جیون جیون بولیں توں توں نہیں
ایک منائے ایک تاپن ہارا	نامٹی نا اینٹ نہ گارا

## پہلی پنیر

انت اچھر بن جات پھان  
سیت سلونا ستر ا بھوگ

آدا اچھر بن پیرا پان  
مدا اچھر بن اودنے جوگ

## پہلی ستار و طنبور

پانچ سینک دا کے سرمانھ  
بن لکھ پن پیٹ سے کہے

ایک پڑکھ اور اکیے باھف  
سینگ پاؤن سے باندھے لہے

## پہلی بافیدن بوریا

گھڑی گھڑی کے ماسے سے وہ دودھ لگے  
بٹھا ماسے پڑی ماسے ساری نہیں تھرکے

## پہلی ناچج برچھی

بن پھولے پھل ہے لگے سو کون بچھ کے والہ

بن تھل جڑو بنی ہے دے پات نہ والہ

## پہلی ہت پھول

یہ ترور وہ پھول ہے سوجا جرج دیکھو آئے

جا کے پات نہ کوئل پھل سدی دیو جلائے

## پہلی لالہ

ناہین ناہین دا کو نا لون

ارکت برن اور بھوئین من ٹھا لون

## پہلی شبنم

سارے برچھ پھنک تانڈ بے چڑیاں پیکی ٹاٹیں

نہیں کھات کد انہیں ڈوبے ہاتھی کھٹے نہاٹیں

## پہلی پوست بالہ

نیاری ہونیاری بے جیو گیو پی کے سنگ

سب تن داک کی بیوک کی نکھ سکھ بے دھنک

پہیلی مقراض	
دو کالے جب انک ملا دین	چھاتی جوڑین ایک کہا دین
آنکھ انگر یا کرتے جا لگین	سمنکھ ہو کر کاٹن لا لگین +
پہیلی شبو	
ایک سمین اک ناری آفے	واکا آنا سب کو بھاوے
نور کی صورت رین کی بوے	جو بوجھے سو بر لا ہو دے کو
پہیلی شمع	
تریا چلتر ہے کمان تو وہ نہ جانے کوئے	باد کھنیرے مار کے آپ ہی سہی ہوئے
پہیلی بندوق	
کارا منٹھ اور کاری گات	بن بھو جھن وہ کرے نہ بات
نت اٹھ مار جو رسے کھائے	بول بول سب بھار جھائے
پہیلی بندوق	
ایک نار دو امین کھائے	بیٹ مین وا کے ہاتھی جائے
اس نار کا یہی سجاؤ	جن دیکھتا ت چھاتی لاؤ
پہیلی دھوتی	
ایک نار دیکھی اردھنگی	راکھے ہے وہ ٹانگین تنگی
جو دھوبن کرتی ہے کام	سو ہے داتر یا کا نام کو
پہیلی اکینے	
ایک نار پیا کو بھانی	تن واسو سگرا جون پانی



پہیلی طاق	
دا بن مو کو بھون نہ بھاوے	بخت نہیں پے طاق کماوے
پہیلی کا غد	
وہ ناکستی نا وہ لڑھا	سدا رہے خشکی میں پڑھا
جیت لا دو پیٹھ پر لے	کبھون پاؤن پانی میں نہ لے
پہیلی سنگھاڑا	
ماس میت رنگا نور و سینک پلہ مانھ	ہار دنا ہر سب کین اچت ہے جل مانھ
پہیلی طبلہ مردنگ	
ماے سے وہ جی اٹھے بن ماے مرجائے	بن پاؤن جگ جگ پھرے ہاتھوں ہا بکائے
پہیلی شان عسل	
لکھ ناری اک مالک جانامورت جی چندا	امرت دودھ پیوا کرو اکون کیا برکھ بندا
بنت موم دل ہے وہ مانگ داکو باؤن	جو بوجھے سوامرت بدیوے بوجھ تہاے ناؤن
پہیلی خرگوش	
خر آگے اور پاچھے کان	جو بوجھے سوچتہ سبحان
پہیلی پان	
بھائے کین اور داکو کھا دین	اتنے پر پھر منھ دکھلا دین
پہیلی حقہ	
گاکر تیرے جل بھری سر پلا کی آگ	ابا جن لاگی بانسری سوکسن لاگے ناگ

## پہلی عرق

دھوپ لگے سوکے نہیں اور چھان لگے کھلا  
مین تجھ پوچھوں لے سکھی لون لگے مر جائے

## پہلی چوڑ

چار دسا کی سولہ رانی  
مرنا جینا وا کے ہاتھ  
تین پُر کم کے ہاتھ بکائی  
کبھی نہ سوئی پنی کے ساتھ

## پہلی قندیل

سہرا باندھا پاؤں پداورنگ لے لے سکتی  
پیٹ مین وا کے لگ لگادی گلے میں اس کے دلی پھانی

## پہلی بندوق

اک حواری ہے ہتھیری پر پر طوطا پالے  
اٹا ہاتھی اپنے بھتر ڈالے اور نکالے

## پہلی بھنور کلی

نان وہ بکھ نہ جوے نان وہ ماس نہ رنگ  
کھنڈہ بید ہو کت ہن کلی کے سنگ

## پہلی شمشیر

مانجھ ہا داک ندی بے جا کے دار نہ پار  
دار دیکھ جیا جات ہے کہین اترے پار

## پہلی سپر

بردا کون ہے نہیں نان وہ دار پھول  
یہ اجر ج دیکھو سکھی ایک پات اور پھول

## ایضاً

ایک تیرے اد پنے چار  
بن ان کے وہ رہے اگھار

اب رکھے پر پانی ناخنہ	بیور رکھے ہے ہر دی ماخہ
پہلی عنیک	
اک تیرہ جاسون آنکھ ملا دے	دیکھن ہاراناںک جڑھا دے
ہے کوئی ایسا یاں کون بوجھے	جو بوجھے جن تھوڑا سو جھے
ایضاً	
ایک نار دیکھن کو آدے	جو دیکھے سو آنکھ لگا دے
پہلی قبلہ نما	
سُندر مندر بیٹھ کے بجے نہ آپن تھور	آٹھون دسا پھرت ہے سرت پیا کی اور
ایضاً	
ایک نار است بے تھر تھر کبئیہ	واہی کے سنکھ ہے جاسون لاکھ نہ
پہلی غربال	
ایک نار تر یا لے یو	ہے جلے نہ چلنے کیے
پہلی دودھ دہی	
ایک نر کا اک نر بن آدے	سبھی کہا یہ جسم جسم آدے
دا کے ہوت متھن نر نا دی	نر پیار د اور نار کو پیاری
پہلی بادکش	
ایک پڑکھ وہ ب کو بھاوے	بناسین کوئی ہاتھ نہ لاوے
مین کس دیا داکا ناؤن	بوجھ پہلی یا چھانڈ دگا ناؤن

## پہلی دوات قلم

ایک پرکھ اک تیسہ سون کالا	کالا منٹھ کر داسون بھاگا
بھاگ چلا کوئی لکھے نہ ادر	دوئی ناری اک نر کی جور

## پہلی لوح طفلان

ایک نار دیکھی سکبان	نت اٹھ پرت کرے اشنان
ادر گات چندن سولا دے	سور دیوتا پوجن آوے
بوجھون مین سوچ بچار	کٹ پیل سی سندرنار

## پہلی پاتی یعنی خط

ایک نارات پاتری کچھ گوری کچھ سیام	بن پگ بائین سون چلی آوت ہے یہ کام
آوت ہے یہ کام دیس دیس کو دھافے	جہان جائے ات ہی ہے جی ادر بٹھائے

## ایضا

گپت بھید پر گھٹ کہے جانے سبشار	بوجھو بد یا بید ہے پتری اک نار
--------------------------------	--------------------------------

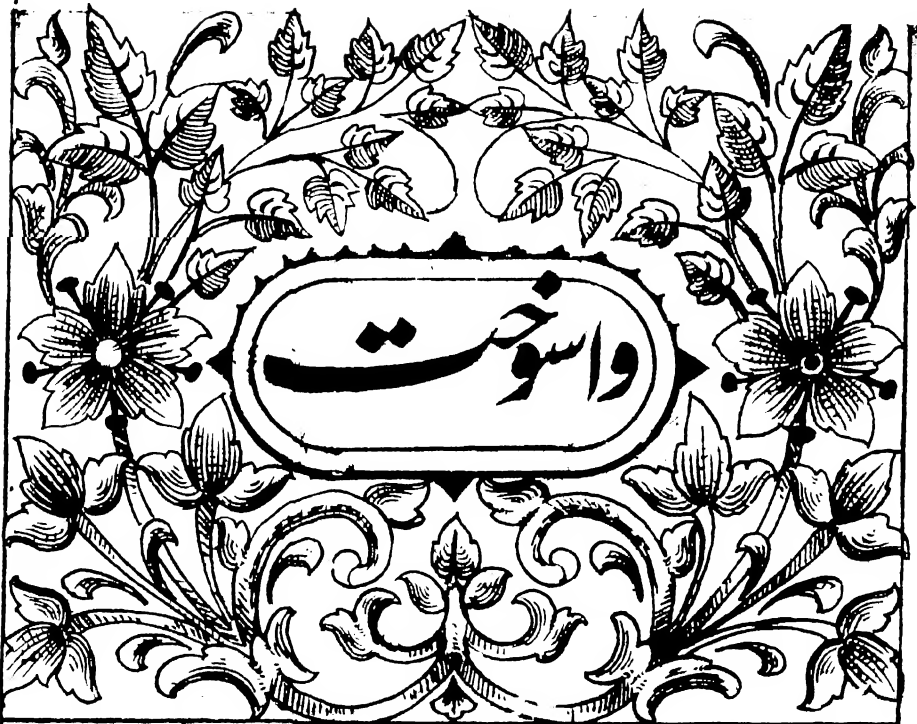
## پہلی مہر چھاپ

ناری ایک دھنی کے ہاتھ	کبھو نہ چھانڑے دا کو ساتھ
کار د منٹھ کرے تانوں اجارے	تب دا کے جگ منٹھ پتیارے



نت ہے کہ پرگہ کو ساتھ	راکھے سدا ہیٹ میں لاکھ
پہیلی تیر و کمان	
ناری کیت سینگ دودھرے	اور بر بھکر لگا یا کرے
اُن دوجب دیتہ ملاے	ناری رہے پر کہ اڑ جائے
پہیلی کمان	
دو بھجا کیت سیس اور پوا کے کان	رین دنان اترے چڑھے سر تا کرو گیان
پہیلی کبادہ	
گھاؤ گھاؤ جب انگ لگا دے	تب وہ ناری پرگہ کہا دے
پہیلی بندوق	
جو پوے سو ہے چری چلت رہی بن پافون	پران ہران وہ ہوئے ہے سرج بچار و نالوان
پہیلی	
ایک نار کے سانج کھنیرے	ادکھد راکھے گن بہتیرے
جو کی نا کھتم اور سینکے پورے	ایک آنکھ سو چھپ چھپ گھوے
پہیلی بانسری	
چکی سیدھی ہے پٹ پھونکت لٹھے پکار	تان بان مارے سدا لی بنی یہ بچار
پہیلی چاکو	
بہت کام کا ہے اک زر	آدھے دھڑ میں اُس کا گھر
کپڑا ہو کر گھر میں بیٹھے	کام کرے نہیں ٹھالا بیٹھے

	این زمان چارہ اندازیم و چہ تدبیر کنیم کردہ خود کہہ گوئیم و چہ تقریر کنیم	
کیا کہے دل بھی بُرا ہے یہ محبت کا فسون اس غم دور دو بلا بچ کمان تک میں مروں اب نہیں تاب زبان کو جو میں خاموش کوں	کب تک دل سے میں اس کاوش بجا کروں آتش غم سے طرح غم کے زور رو کے جلوں کیونکہ احوال دل اس شوخ سے جا کر یہ کہوں	
	شوخ این آتش جانسوز لطفن تاکے سو ختم سو ختم این راز نہفتن تاکے	
ہلے تجھ زلف کے سودے میں پریشان ہے دل داغ ہجران سے ترے شک کے فالن ہے دل اس قدر اپنے کیے سے یہ پشیمان ہے دل	تیرے دیدار کا جو آئینہ چیلن ہے دل گاہ پروانہ گئے شمع شبتان ہے دل کیا کہوں تجھ سے بہت بے سربامان ہے دل	
	حال دل خستہ شوق پر شنیدن دارد بہ خود دست آن قدر آئینہ کہ دیدن دارد	
سچ کہو کس سے تمہاری ٹہلی لاگی ہے لگن ہو گئی اور تنک ہی میں کچھ اب پھیر نہیں دل مرا ٹوٹ گیا مجھے اب بے عملدگن	کیا ہوا کس کو ٹھٹھاکس کا لیا ہاتھ میں من کیا ہوئے تم نے جو ہم ساتھ کیے تھے وہ بن حیف مدحیف کہ قدر اسکی نہ تین جانی سخن	
	دل کہ طومار وفا بود من محزون لہا بارہ کر دند اندانستہ بتان مضمون را	
اس قدر چشم مروت کو ٹھٹھاکت اک بار خوبرویوں میں مجھے کن نے بنایا سجدار بلکہ پھر تاتھا تو ہر ایک کے گھر سو سو بار	کچھ تو آدل میں سمجھا اپنے کر لیا ت اے یاد در نہ خوبان میں نہ کرتا تھا کوئی سجد شمار اپنی مجلس میں نہ دیتا تھا کوئی تحسنگو بار	
	این زمان جائے تو دور دیدہ مردم شدہ بہت روئے زریبے تو از دیدہ من کم شدہ بہت	
پہلے ہی دلوں میں تم نے لیا کس عنوان میں نے معلوم کیا ہے غرض اس بات کلبان یہ بھی یہ بھی دل اپنے میں نہ رکھے ارمان	اب جھڑپتے ہو مجھے دیکھتے تم بھٹی تان دلوں میں کر کے لیا جاتے ہو میری جان لیکن ہوتا نہیں کچھ تم سے لیا میں نے جان	



یا آگئی کمون اب کس سے مین اپنا احوال یا رب اس پہنچ سے میرے دل شیدا کو نکال تجہ سوا غیر سے مین کیونکہ کمون دکا حال	زلف خوبان کی مرے دکو ہوئی ہے تجال کاش اب موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال یتری ہی ذات سے میرا یہی ہر دم ہے سوال
---	---

سازا باد خدا یاد دلیرانے را یادہ مہرتان پہنچ سلمانے را	
---	--

کیون رے دل مین نہ ہر اک آن بجے کتا تھا درد فرقت نہیں آسان بجے کتا تھا دیکھ تو ہو گا پشیمان بجے کتا تھا	بی وفاؤں سے نہ مل مان بجے کتا تھا اس قدر مت ہو تو نادان بجے کتا تھا کیون تو لیتا ہے مری جان بجے کتا تھا
--	---

اچھ کر دی تو دلا با خود دبا جان مین کس نہ کو دست چنن کار گئے بادشمن	
--	--

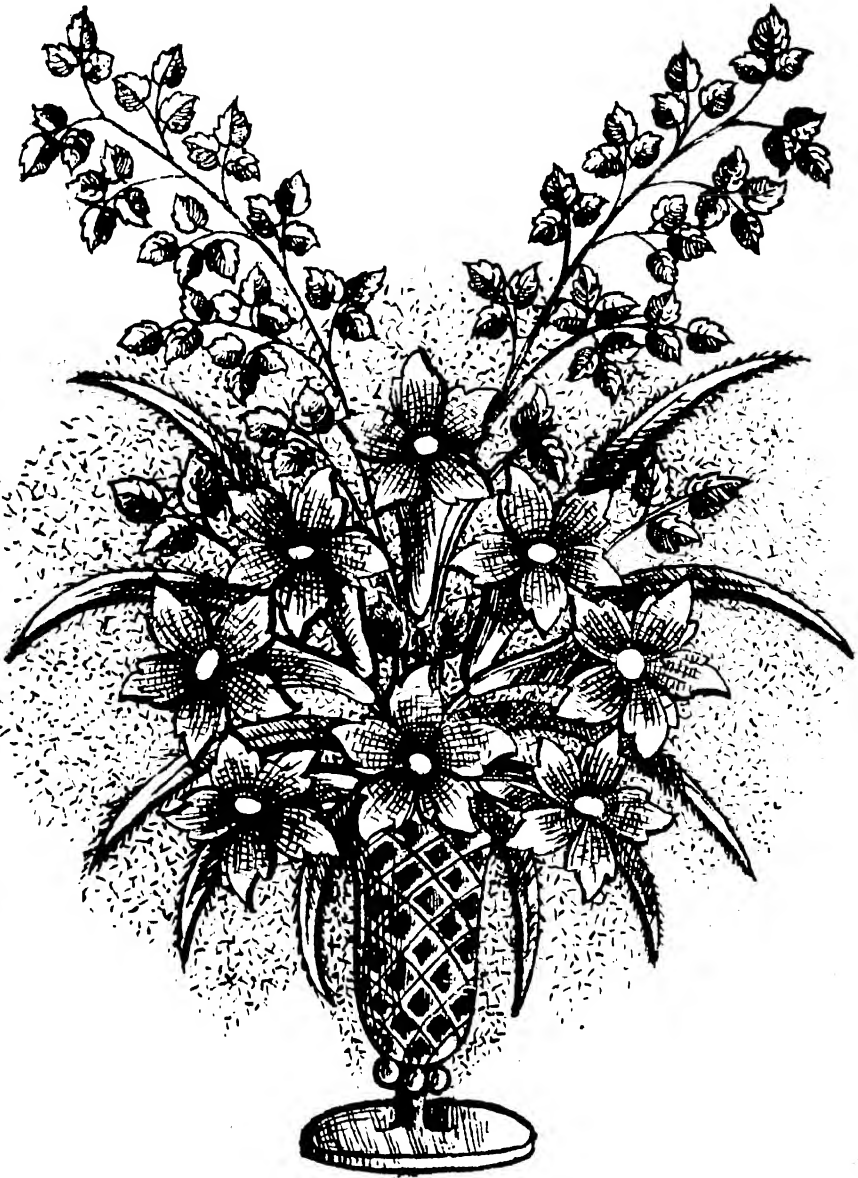
مجھ کو اس شوخ سے تنہا نہ بڑا احتیال لکے آنکھوں سے دوائے تو مرا گھر گھالا کیون جو ہے تو مری جان کا لینے والا	مفت مین مجھ کو بھی لجا کے بلا میں ڈالا کیون لے دل کہہ تو بھلائیے تڑا کیا ڈھالا اے رے اے مین دشمن کو بغل مین پالا
---	--

عاشقے ہم جو منت نیست خدا میداند پاک باز ہم کس طور مرا میداند	
تم سے امید بھی تھی کہ یہ بسا د کرد جرم کیا ہم سے ہوا پہلے تو ارشاد کرد خاکساری مری ناحق تو نہ بر باد کرد	دل ہمارے کو گھٹا غیر کا دل شاد کرد تب ہمیں بندگی اپنی سے تم آزاد کرد کچھ تو اس اگلی بھی اُلفت کو میان یاد کرد
یاد باد آنکہ سر کوئے تو ام منزل بود برزبان بود ترا اینجہ مراد دل بود	
کیون سے بہر تجھے یاد نہیں اگلی چاہ کہ تو اب کو نسا اثبات کیا مجھ یہ گناہ بلکہ کہتا ہے رقیبوں سے نہ دوا سگوارا	ایک دن میری جدائی کا تجھے عطا سواہ مہر گز احوال مرے پر نہیں کرتا تو نگاہ استدر عجب سے تو بہار ہے سبحان اللہ
باو آن شب کہ بہ زمت رہ بیگانہ بود گردشع نوح تو جس من بردوانہ بود	
باند ضلالت پٹی دستار سکھایا ہم نے رکھ کے جمدھر کو تجھے بانکا بنا یا ہم نے فخوخی و ناز کے طرزوں کو جتایا ہم نے	تنگ جامے کو ترے برین کھپایا ہم نے اکڑ چلنے کو تجھے سب سے بتایا ہم نے ہاتھ اپنے سے غرض تجکو گنایا ہم نے
این نہ گویم کہ من از دست تو کشم در لیش کردہ خویش مثل بہت کہ می آید پیش	
اب تو کہتے ہیں حرفیان دغا باز ستام ہوگا معلوم نکالو گے جو خطائے کلام پھر تو رسوا کرینگے ملے تمہیں خاص عام	کہ میان میں تجھی محبت کے تہہ ہم میں غلام سب چلے جائینگے آخر یہ تمہیں کہ بدنام دیکھ اب بھی سمجھ لے یا نہ کہ ایسا کام
زان بیندیش کہ از کردہ پشیمان باشی جمع با جمع نہ باشی تو یر لیشان باشی	
کاشیکے مجھ سے مرے ہر کے رستے تو ہیں غیر سے ملے کہو ہم کو نہ پوچھو جھوٹیں کب تلک زہر کے گھونٹو نکو بھلا ہم گھوٹیں	تب تو اسے یاد چلے دل کے کھپولے جھوٹیں ہم ترستے ہی رہیں غیر مزے یوں لوٹیں ارہی ڈالو بلا سے کہ بلا سے جھوٹیں



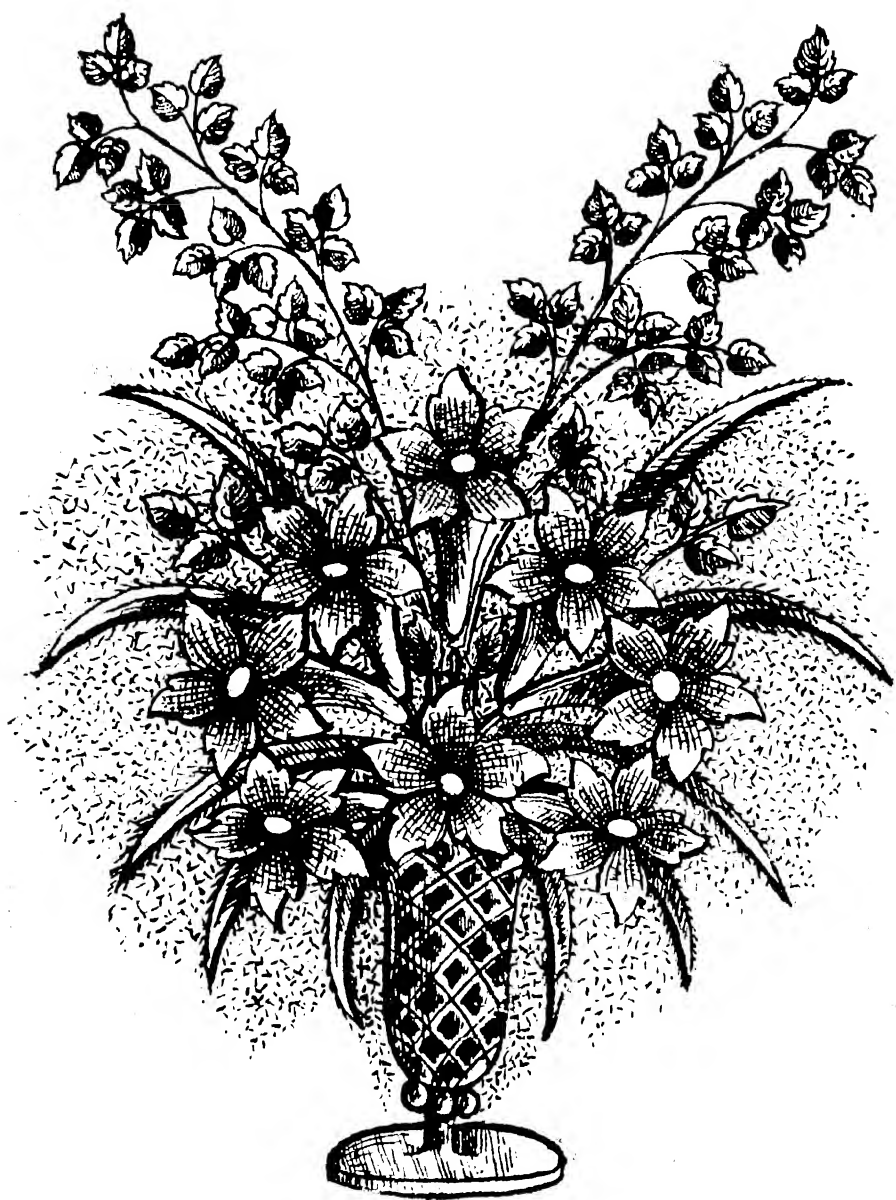
	تو نہ آئی کہ غم عاشق زارت باشد گر شود خاک بران خاک گذارت باشد	
واہ دایسی ہی دیکھی میں وفا تجھے یار غیر کیواسطے جو مجھ پہ ہوا تجھ سے یار میں عبث غیر کا شکوہ یہ کیسا تجھ سے یار	کوئی یہ طرز واداسیکھ لے آتے تجھے یار میں تو ناچار ہوں سمجھ گا خدا تجھے یار دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجھ سے یار	
	گر بظاہر کسی خلق کو خواہی کر دے کو شوخی با ماچہ کو روئی کر باد خواہی کر دے کو	
شیشہ و لکڑی سے سنگ ستم سے پھوڑا تم جو کچھ ساتھ کیا میرے نہیں وہ تھوڑا خوب بردیون کا جہان پنج نہیں کچھ تھوڑا	دل نے میرے بھی منہ اب تیری طرف سے موڑا مکھو بھاتا نہیں ہر دم کا ترانہ کوڑا شروع حشی کا دل اپنے پیہ میں لکھ چھوڑا	
	مید ہم جائے دگر دل بدل آئے دگر چشم خود فرش کمر زیر کفٹ پائے دگر	
محبت بدین نہیں آٹھ پہر محبت ہے دیکھ کر طرز تھا کہ یہ مجھے حسرت ہے واہ و اچا ہے امر کو یون میں رمت ہے	غیر کے ساتھ شب و روز نہیں خلوت ہے گر ہو تم آدمی زائے تو یہ کیا غیبت ہے ایسی برداشت کی اب کس کو بیان طاقت ہے	
	گر چین ست کہ دائم بسلامت باشید ما بخیریم دشمنانیر سلامت باشید	
چشم بد و درمیان خوب نکالے میں ڈھنگ بیٹھ کر خند دن میں سیکھے ہو بجا ناٹھ جنگ چھوڑو یہ طور میان تم نہ کو کچھ بہ تنگ	جا بھڑوں میں قح بھر کے لگے نیے تنگ اس قدر آب سے اب تم نے اٹھایا ہننگ عبث اب جا کے کو ساتھ کر دن گامین جنگ	
	من اگر کشہ شوم ہست بدنامی ست موجب شہرہ پیا کی و خود کامی ست	
اس قدر یاد برب کام اہم مت تن سے ہست لاکر روز قبولی سے کہ وہ ہیں غم سے کیا برب سے پیٹے تجھے مفت کے ہم سے ہند سے	ان میرا بھی کہا بات مری من ہی سے کہہ کے بد نام تجھے جائیگے کب نفی سے ایک جو میں بھی کہو کہ نہ ہوئے شرمند سے	

ہنگے جانب سودا کہ دگا ہے کافی است  
بلکہ از لطف باد نیز نگاہے کافی است



	اینقدر زندگی خویش مراد شوارست گر تو ناحق بخشی حق تو بر من یارست	
کیا کوئی بھٹا ہے یا رنہ تھا دنیا میں کیا کوئی اور طر مدار نہ مکت دنیا میں کیا کمین اور گرفتار نہ تھا دنیا میں یہ ستم اور پہ زہار نہ مکت دنیا میں		کیا کوئی بھٹا ہے یا رنہ تھا دنیا میں کیا کوئی کو کسو سے پیار نہ مکت دنیا میں عشق سے کسو سر و کار نہ مکت دنیا میں
	ایچکس بچوں از دست کے زار نشد خوار و رسوائے سر کوچہ و بازار نشد	
دل مرا سرمہ نط سنگ ستم سے ہے چور اے میان دیکھ نہ بھا دیگا خدا کو یہ غور کیا کروں ہلے زمین سخت فلک ہیگا دور دیکھ بیتاب مجھے حسن پست ہو مغرور		دل مرا سرمہ نط سنگ ستم سے ہے چور اے میان دیکھ نہ بھا دیگا خدا کو یہ غور کیا کروں ہلے زمین سخت فلک ہیگا دور دیکھ بیتاب مجھے حسن پست ہو مغرور
	انکار خوار تر از فلک کل و سرین داد مبہر آرام تو اند بن مسکین داد	
میت گنوا دل کو مرے پھیر نہ تو پا دیگا کف افوس کو ملتا ہی تو رہا دیگا یہ دل اس بار گیا ہاتھ نہ پھر آئے گا کیا کمون جھٹے اے دیکھ تو بھٹا دیگا کیا بھلا جانا ہے میرا تجھے اب بھا دیگا		میت گنوا دل کو مرے پھیر نہ تو پا دیگا کف افوس کو ملتا ہی تو رہا دیگا یہ دل اس بار گیا ہاتھ نہ پھر آئے گا کیا کمون جھٹے اے دیکھ تو بھٹا دیگا کیا بھلا جانا ہے میرا تجھے اب بھا دیگا
	میر و مازور تو باز نور و نہ نسیم گردرت قبلہ شود سجده آن سونہ نسیم	
تجھ سوا غیر تفاعل کو نہیں دیکھتے ہم دل نالان بنا بیل کو نہیں دیکھتے ہم غیر تجھ زلف کے سنبل کو نہیں دیکھتے ہم غیر تجھ زلف کے سنبل کو نہیں دیکھتے ہم عزیز اب جزو کو اور کل کو نہیں دیکھتے ہم		تجھ سوا غیر تفاعل کو نہیں دیکھتے ہم دل نالان بنا بیل کو نہیں دیکھتے ہم غیر تجھ زلف کے سنبل کو نہیں دیکھتے ہم غیر تجھ زلف کے سنبل کو نہیں دیکھتے ہم عزیز اب جزو کو اور کل کو نہیں دیکھتے ہم
	ایچ بے کوسے تو منظور نظر داشتہ ایم آستین ست کہ بر دیدہ تر داشتہ ایم	
اسقدر کس میلے ہزار ہے مجھ زار سے تو چشم پوشی تو نہ کر مافق بیارہ سے تو سُن لے یہ بات میان اپنے گرفتار سے تو میت چھا مجھ کو کجی اپنے خریدار سے تو مجلو مردم نہ رکھ لذت و طہار سے تو دیکھ اید صر بھی کبھو ایک نظر پیار سے تو		اسقدر کس میلے ہزار ہے مجھ زار سے تو چشم پوشی تو نہ کر مافق بیارہ سے تو سُن لے یہ بات میان اپنے گرفتار سے تو میت چھا مجھ کو کجی اپنے خریدار سے تو مجلو مردم نہ رکھ لذت و طہار سے تو دیکھ اید صر بھی کبھو ایک نظر پیار سے تو

# منظرات (انجیل)



گو کہ ہوں اب نالہ گرہ در گلو تازہ و تر جگ میں رہی سال ماہ جب تین دنیا سے تھی امیدیم جون ہی زمانے نے کیا بارود بانس کا پھلنا ہے بھان کی مراد شاد بر آغم کہ درین دیر تنگ زیادہ غرض کچھ نہیں کنساروا سحر ہے یا لکڑی کی تقریر ہے دل سے مر ا برق منط بیقرار غم کی سیاہی کی گھٹا رات ہے چپ رہ لے سودا نہ ہو بر خود غلط لکڑی کی نسبت سے تو مندور ہے	مین بھی تھی سر سبز جہانین کیمو زاغ و زغن کی ہوئی آرام گاہ سمجھی تھی کچھ فرق سموم و نسیم دون ہی دکھایا دم تیغ و تبر شادی سے یانگی کوئی کیونکر ہوتا شادی و غم ہر دو ندارد درنگ بس ہے یہی آہ میری یہ صدا جسین کہ عبرت کی یہ تاثیر ہے دیدہ ہیں جون ابر سدا اشکبار آج بھی یان موسم برسات ہے بس ہے ترے حق میں یہ مکنتہ فقط اومی ہونا تو بہت دور ہے
---	---

### شہنوی موسم گرما

کیون ہوا اس قدر ہے عالم سوز اب کی رت سے یہ ہوس ہے معلوم گرم ہے یہ بہار کا موسم یہ یا خا چلتی وقت گلاب دست گل کا کیا کہون میں رنگ بچے کھلتے ہیں یوں ہوا تشبہ جلوس دین جون چینی کے بوٹے نہیں گیند دن کے یہ ہیں میں دخت کرد صد برگ و جعفری پہ نظر یہی بولے ہے پانی پھر پھر کر کیا میں خود رون کا کہون عالم	آتش رنگ پر ہوا نوروز چمن آرا ہوش برات کی دھوم شاخ گل پھلجڑی سے نہیں ہر کم کف نرگس پہ چھنتی ہے متاب اسین ہت پھول کے سے نیلے دھنگ گویا پھٹتا ہے داغے میں انار اس طرح جانی جوئی کب چھوٹے دی ہے آتش تار و نلوک لخت چھٹ رہی ہیں ہوا میان منہ پر ہے چکا بو کا حوص من گھن چت کر جون بھنپا چھٹے ہے لے لے م
---	--

## شہنوی تعریف چھڑی

سکے ہے سودا کو یہ لائٹھی عزیز  
جب کہیں چلیے تو ہے بے غلہ رکھ  
ڈرتے ہیں سب اس سے درند و گزند  
اسکو لگا بیٹھیے وان بے دریغ  
اور بھی کوئی ہے کسی کا رفیق  
ہاتھ پکڑ کرتے کو لیوے سنبھال  
یار ہے یہ قوت بازو ہے یہ  
کوچہ تحقیق ہے ہر بند بند  
چھوٹے بڑے جتنے ہیں سب ذی کمال  
کوئی شکر ہے نے نعمہ ساز  
کوئی ہے بیجا کوئی ہے بیشکر  
نام بزرگان یہ بزرگی علم  
دال ہیں اعجاز غصائے کلیم  
یا تو ہو کچھ فائدہ یا ہو ضرر  
اور مفرت کا سوا مکان نہیں  
جادہ تاریک میں ہے شمع راہ  
راستی اپنی پہ کمر بستہ ہے  
تس پہ یہ سمجھاوے انشیب و فراز  
اسکو وہ مہر گزند کسے کا خموش  
تیغ زبان سے جو ہوا دلفگار  
بے سخن اللہ سخنور ہے یہ  
ہرزہ سخن کہنے سے محفوظ ہے  
اوس سے سدا کستی ہے لائٹھی یہ بات

ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز  
کوچ و مقام اسکا ہر سب اپنے ہاتھ  
ہاتھ میں رکھتے ہیں اسے ہوشمند  
کھینچ نہ سکے جہاں شہر و تیغ  
اتنا کم آزار اور ایسا شفیق  
کس میں یہ توفیق ہے کیجو خیال  
چوب نہیں دلبر خوشخو ہے یہ  
مرتبہ اسکا ہے نہایت بلند  
اسکے گھرانے کو جو یکجہ خیال  
کوئی تو ہے خامہ معجز طراز  
تیر نمط ہے کوئی صاحب ہنر  
خرد جو ہوں ہمسر تیر و قلم  
اوسکے بڑوں کی ہے بڑائی قدیم  
ملنے میں انسان کے ہیں دوی اثر  
اوسکے فوائد میں تو نقصان نہیں  
اہل نظر کی یہ ہدایت پناہ  
بیودہ کج بختی سے وارث ہے  
گو کہ سنگو نہیں یہ راست باز  
جو کوئی رکھتا ہے ملک گوش و گوش  
قدر خموشان دہی سمجھا ہے یار  
مہر نہ باند افون سے بہتر ہو یہ  
پاس حقیقت اسے ملحوظ ہے  
جو کوئی سمجھے ہے رموز و نکات

اندھن چرخ برنین ہے مہر  
 کمرہ پڑنے کو کہتے ہیں سب یار  
 لیک دیکھا جو غور کر کے میں آپ  
 ہے میں پوش زمین کو پا تو نے جھاڑ  
 پانی پر جس جگہ کہ کافی ہے  
 بسکہ سچ بہت بھرپور ہے آب  
 عکس پانی میں یوں ہے شکل پذیر  
 نہیں ہے نہ باغ میں اس دم  
 تیغ سے کاٹتا ہے اب وہ چند  
 جیسے جاڑے سے پڑ گیا پالا  
 اکڑے جاتے ہیں دیکھ سنبھل کو  
 دیکھ گل پر مسبانیب برد  
 پات جھڑ شاخیں ہو گئیں لڑ مٹ  
 گر پڑے برگ تاک جھڑ کے تمام  
 صرصر صبح جہاں کھوتی ہے  
 باد سے برگ کھڑے ہیں ہی بھات  
 جھڑ اب نگاہ جاوے ہے  
 کانٹے ہیں درخت و کوہ و جبال  
 آگ بھی ٹھنڈ سے ٹھمھتی ہے  
 بے حرارت ہیں سردی کے مارے  
 ہے یہ آفت چراغ نکدہ رپے  
 جاڑا لگنے کا رخ تلک ہے حر  
 دین میں برباد ٹھنڈ سے یکدست  
 لکڑی کے سے مست ہے جو ہے  
 گر کسی مہر دوش کو دیکھے ہے

گود میں کانگری رکھے ہے سپر  
 ٹھنڈ سے ہے جہاں کے دلیں غبار  
 نکلے ہے ٹھنڈ سے آسمان کے بھاپ  
 پادامن ہیں جس قدر ہیں پہاڑ  
 سبز وہ شال کی رصفائی ہے  
 برف کی ہے رکابی ہر گرداب  
 رہتی ہے زیر شیشہ جون تصویر  
 بچہ بچہ بھی سچ پنکھ سے کم  
 آب میں اس قدر ہوئی ہے گزند  
 سرد ہے داغ عشق جون لالا  
 گھڑی ہو جائے گل کی غنیمت میں بو  
 بھرتی پھرتی ہے ہر طرف دم سرد  
 رہ گئے اینٹھ اینٹھ ڈنڈ کے ڈنڈ  
 بلبلین مر رہیں اکڑ کے تمام  
 تیر سی دل کے پار ہوتی ہے  
 کہیے تو بابت ہیں دانت سے دانت  
 جو ہی جون بید تھر تھرا ہے  
 موسم درے ہے یارو یا جو بچال  
 گودوں کے بیچ چھپتی پھرتی ہے  
 طرح یا قوت کے اب انگاٹھے  
 لوگو یا کمر بانے شمع سے ہے  
 لپٹی رہتی ہے عندون ہی بن برن  
 جو کوئی ہے سو آفتاب پرست  
 غرض آتش پرست ہے جو ہے  
 شیخ بھی اپنی آنکھیں یکے ہے

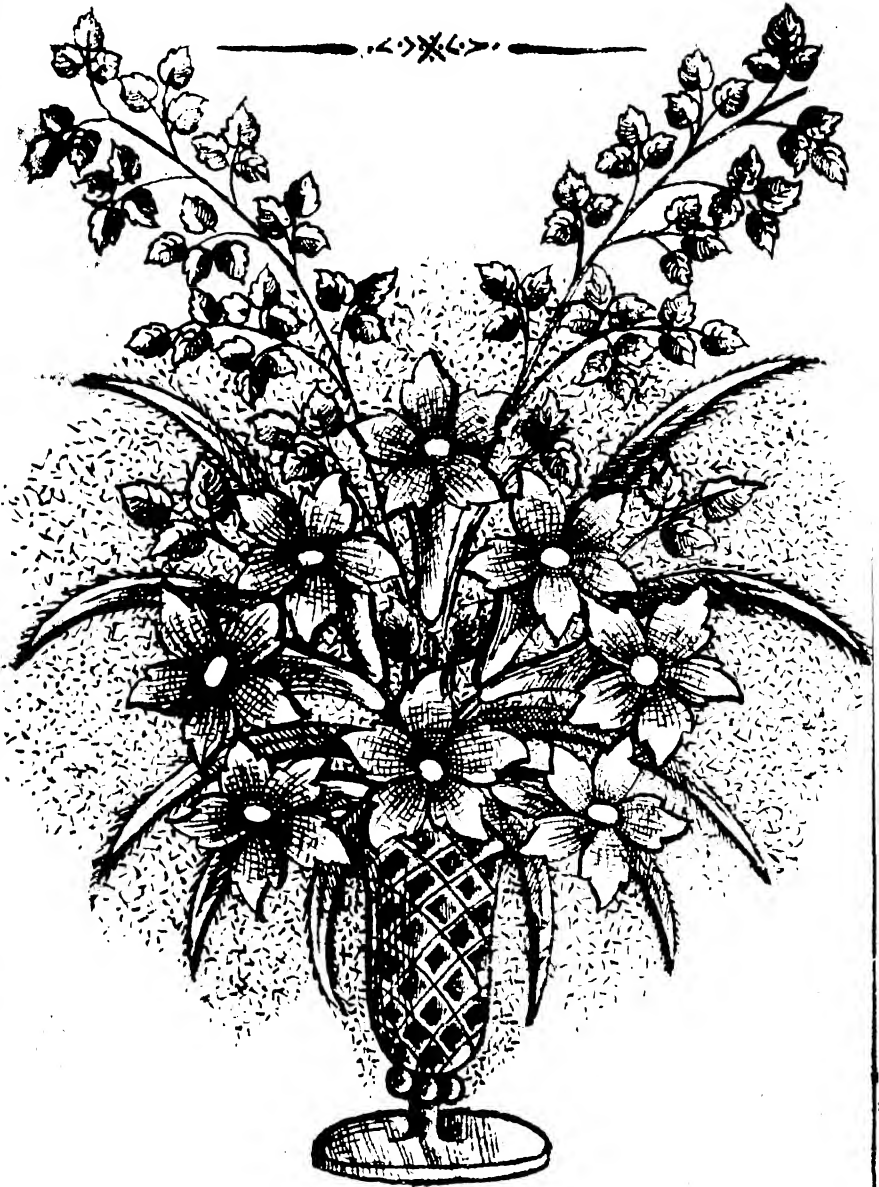


<p>آب آتش کی زندگانی ہے          شکل آئینہ خشک رہتے ہیں لب          نکلے گدی سے طرح گل کے پار          کہتے ہیں وہ نہیں ہے غیشے نے          شرم سے آگ پانی پانی ہے          ملی ہے اب سیاہی لے کے دوات          کر دین یون لے جون تو ہے بزنان          سر دینہ کو پیٹے ساری رات          کیا کہوں مجھے میں کہ شہر بشہر          اکیا بیتال کی دو ہائی ہے          وں بدم اسکی ہے یہی تقریر          مجھے بیکس کی اب لگی کو بچائے          لگے ہے ڈھر ڈھر جلنے دھر          پر فرشتوں کے جلنے لاگین ہیں          کرے ذرات پر جہان کے نظر          جن دامنان و جنس و طیر و درخت          وقتا زبنا عذاب السنار          کہہ تو کوئی زندگی کرے سو کمان          آگ اور بھوس میں ہے کچھ بھی ربط          اب کچھ آرام ہے تو زیر زمین</p>	<p>رنک یا قوت کا نہ پانی ہے کہ          پانی کیسا ہی پیٹ میں ہوا ب          پھوڑ کر حلق کو زبان کے حصار          ہوش جن بادہ خوار و نہیں کچھ ہے          بسکہ گرمی کی آن مانی ہے کہ          آگ سے دن کی جل گئی ہے رات          رات سووے زمین پہ جو انسان          پر وجب کاٹے تب وہ مالے بات          گرمی پڑتی ہے یا خدا کا قہر          بادشاہوں کی بادشاہی ہے          بھیک مانگے ہے شہرین جو فقیر          کوئی بندہ خدا کا ایسا آئے          ٹھیک ہوتے ہیں جس گرمی دوپہر          چیلین کیا انڈے پھوڑ بھاگین ہیں          مہر ماتھے پہ اپنے پنجہ دھر          غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی بر سخت          ہاتھ اٹھا کر کہیں ہیں مثل چنار          ہونے گرمی سے جب یہ حال جہان          سرخ خانہ پوچھنا ہے خط          غیرت خانہ جائے امن ہنسن</p>
---	---

### مثنوی یا زوہم در ہجو موسم سرما

<p>صبح نکلے ہے کا پتہ خورشید          نہیں یہ لکشان ہے دائہ کیش تو          بلکے کیے کہ زمہ سریر ہوا</p>	<p>سردی ابی برس ہے اتنی شدید          چرخ کی اٹلی قبا یہ ہمیش          جتنا عالم تھا کا شمع ہوا</p>
--	---

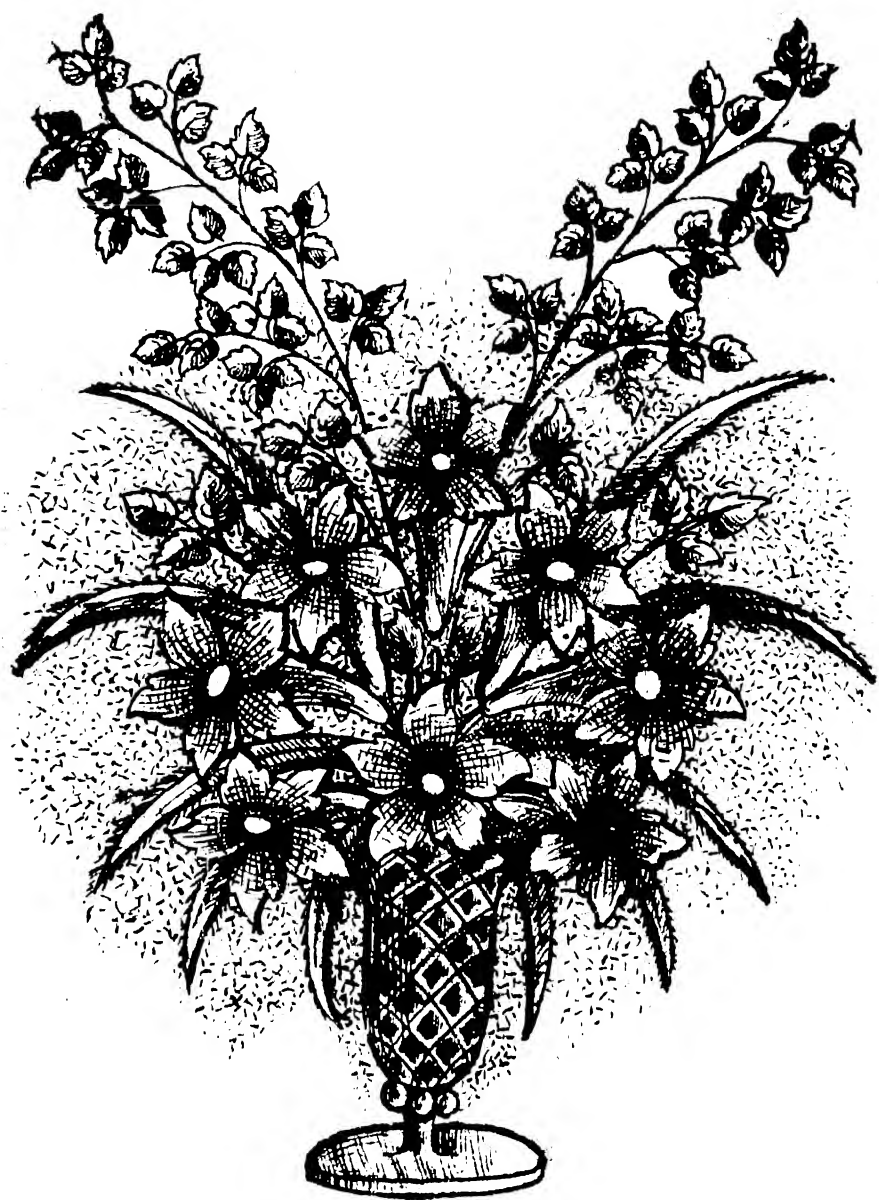
آگے جاتا نہیں ہے اب بولا  
ہو گئی ہے زبان بھی اولا



دن کی کٹتی ہے دھوپ من اوقات  
 رعد سردی کے ہاتھ گرم خردش  
 برد نہیں ٹپتی ہونک ندف  
 شب جو خزندگی پہ برق آدے  
 کیا کردن ادکی یار دین تقریر  
 ہے گرفتار حال ہے جو شخص  
 گر کسی شخص کو مرض ہے اب  
 فرط سراسے دیکھیے جس کو  
 کرے ہے اندون جو کوئی بیاہ  
 پڑا سکرے ہے نہ کنار نہ بوس  
 منعمون کے گھردن میں آج اور کل  
 پھرتے ہیں سمور اور ستا قم  
 تہ جاڑے سے ہے یہ انکا حال  
 جھینکا جاڑے کا جو جھینکین ہیں  
 کوئی اب جا سے ہل نہیں سکتا  
 پھر جو کوئی ندان نکلے ہے  
 پئے رہتے ہیں ردی میں مجبور  
 اہل حرفہ کو کیجیے جو نگاہ نو  
 پیٹ کر سر کہے ہے بھٹارا  
 متا بولے ہر بھر کے آنکھوں میں شگ  
 آہ مناد بھر کے یون بولے  
 دیکھو حلوائی کو جو بیٹھے کہیں  
 لگے ہے مرنے اب جو بیچارہ  
 عرض ایسی ہی کچھ پڑے ہے ٹھنڈ  
 سودا آخر ہے سردی کا مذکور

کالے کل میں رات کالے ہرات  
 ابرودش ہوا پہ بالا پوشش  
 بھرے ہے واسطے زمین کے لحاف  
 ابر میں یون ٹھٹھکے رجا دے  
 جون کسٹ پی سونے کی ہو لکیر  
 نہیں مل سکتے گرم ہو د شخص  
 تودہ جاڑے ہی سے کرے ہر تب  
 دست زیر بغل سے شل سہو  
 ساس سسرے کے آگے رو ہر سیاہ  
 تراؤ آغوش میں ہن جانے عروس  
 میں پڑے پڑے دے ہے منقل  
 ٹھنڈ سے کھینچے ہیں بہم سودم  
 ناک سے چھوٹا نہیں رد مال  
 اک سخن ہے تولا کھچینکین ہیں  
 گھر سے باہر نکل نہیں سکتا  
 ٹھنڈ کے ماتے جان نکلے ہے  
 جس طرح ناشپاتی دانگور  
 کار د بار انکا ہو گیا ہے تباہ  
 اے اب کیا کردن میں بیچارہ  
 یارو پانی نکالو چیر کے مشک  
 بنی تھی قند ہو گئے ادلے  
 برنی چھٹ کچھ دکان میں اسکے نہیں  
 یہی کتا ہے ٹھنڈ نے مارا  
 مٹ گیا ز مہر کا بھی گھنٹ  
 شعر بھی گر خنک ہون رکھ معذرہ

اخلاقیات



<p>جنش پا کے گرد سے جن کے اور جو وقت بادشاہ د گرد نہ تو لے تاج و تخت جاوے گا پس میں کس واسطے گردنِ عظیم تو ہی اب دین اپنے کراصات غرض اتنا گدا کی باتوں نے ہو پھینک کر سر سے تاج شاہی کو آخر الامر اُن نے اے سودا چھوڑ کر بادشاہت دنیا</p>	<p>حرص رفتی ہے بھگ خاکِ بسر اس جہان سے کریشے غم سفر کلا و بور یا نہ میں لے سکے تجہ میں کیا ہے کمالِ فضل و ہنر میں ہوں احمق کہ تو ہے گیدیِ خو کیا اُس بادشہ کے دل میں اثر گر پڑا اوٹھ کے اُسکے قدموں پر مال اور ملک سے اٹھا کے نظر باندھی عقبے کی سلطنت پہ کمر</p>
---	---

### قطع

<p>سحرِ تصنیفِ سودا سے معنی سنے تھا جو اُسے سو وجد میں تھا بسان گل کوئے جیب کی چاک عجب گلشن ہے یہ لیکن کو سے گئے یان سے وہ محبوبانِ رعنا لگامت و لکھو بیل اس جہن سے لگی ہے اُسکے دیوار دن میں جوش بس جو پر سے جلی کھلتی ہے آنکھ تماشے سے غم اس بیوفا کے</p>	<p>یہ پڑھتا تھا بیک آہنگِ پزرد دردِ دیوار سے لیکر زن و مرد کرے تھا جونِ مہاسر پر کوئی گرد خبر اُسکی رکھے ہے سازنے پزرد گل نورستہ آگے جن کے تھا گرد نظرِ جواجِ سبز آدے سو کل زرد حقیقت کی ہے وہ ہر ایک کی فرد جباب اُٹھ جائے ہے بھر کر دم سرد جھنوں نے روند لیں نگہیں وہ بین مرد</p>
---	---

### قطع

<p>کہا کلامِ یہ سودا سے ایک عاقل نے کیا جو تجربہ اُن دوستوں کو بد پایا چکھا انھوں کی جو لے یار دوستی کا ٹنڈ</p>	<p>کو سے ربط کوئی زیرِ آسمان نہ کرے بدی کا جن کس طرح دل گمان نہ کرے وہ تلخ کام کموز ہر دشمنان نہ کرے</p>
---	--

## تھلے کہ در سوال بادشاہ و جواب درویش گوشه نشین پیر واکہ ترک دنیا کردہ بود

یوں سنا ہے کہ ایک خسرو عصر  
دیکھا درویش کو جو خسرو کے  
روکے آخرت کو بیٹھا تھا  
دست مطلب کو کھینچ عالم سے  
بادشہ نے کیا جب اس کو سلام  
اور بعد از تامل بسیار  
دیکھ کر یہ سلوک سلطان نے  
کہا درویش سے کہ اے احمق  
مجھ سے خسرو کے تیں نہ کی نفیسم  
کون دنیا میں آج ہے مجھ سا  
کون ایسا جہان میں ہے کہ وہ  
جگو بہت ہے جامہ نخوت  
کہ تو کس چیز پر تجھے ہے دماغ  
جب سنا یہ گدا نے خسرو سے  
یہ تو روشن ہے آفتاب کی طرح  
نہ مرے پاس ملک ہے نہ مال  
نہ ترا زور میرے خاطر میں  
حق تقالے نے دیکے استغنا  
زور اور زر تو سن لیا اپنا  
چند حیوان پھرین میں تیرے گرد  
کتے انسان بنام اُسکے ساتھ

ایک درویش کے گیا تھا گھس  
آیا اس حال میں وہ اُسکو نظر  
پشت دنیا سے دون کو وہ دیکر  
پاؤں اپنے پور یا ادھر  
سرسری سا ہواہ دست بسر  
کی اشارت کہ جا کے بیٹھا دھر  
ہو کے چن ابرو اور غصہ کر  
کچھ بھی تجکو شور سے ہے خبر  
باج دیتا ہے جس کو اسکندر  
مالک تخت و صاحب افسر  
زور و زر ساتھ مجھ سے ہو سر پر  
نہ کہ تجھے کو ہوئے زیب آور  
کلہ و پور یا پہ اپنے مگر ہو  
کہا اے بادشاہ زور آور  
پر دیوں میں نہ تجھے ذرہ بھر  
چھین لینے کا جسکے ہوئے ڈر  
نہ میں لاؤں نظر میں تیرا زر  
کہد یا ہے طمع کسو سے نہ کر  
حشمت و جاہ سے تو پوچھے اگر  
خستہ دگاؤ داسپ و فیل و چکر  
فی الحقیقت وہ ان سے جواں تر

	دولت آنت کہ بے خون دل آید بختار دور نہ با سعی عمل باغ خان این ہمیت	
رات آیا وہ منم شے	شور خلخال میں بچان کے بولا اک بار	کون ہے کہنے لگا دولت گیتی لے یار
	دولت آنت کہ بیخون دل آید بختار دور نہ با سعی عمل باغ جنان این ہمیت	





<p>بذکرِ نخل و حسد چاہیے کوئی مذکور میں اُن سے ملنے نذران اختیار عزت کی تجھے بھی راہ نصیحت کے میں یہ کہتا ہوں وہ آدمی ہے بہت دُور آدمیت سے وہ آشنا ہیں جہان میں کہ امتحان کے بعد یہ سُکے اُس سے کہا سُکر کے سودا نے بھلے بُرے کے تجھے امتحان سے ہی کیا کام</p>	<p>اُنھوں کا مہرِ مروت کے درمیان سُکرے دو چار اُنھوں سے خدا مجھ کو جہان سُکرے کہ تو بھی ربط کھو با منافقان سُکرے جو گوشِ دل بسوے حرفِ عاقلان سُکرے زبانِ نہیں کہ وہ لمن ان پہ نہ زبان سُکرے شکایت اتنی کیوں کوئی ایمان سُکرے یہ سُکر کر کہ کوئی تجھ کو امتحان سُکرے</p>
--	---

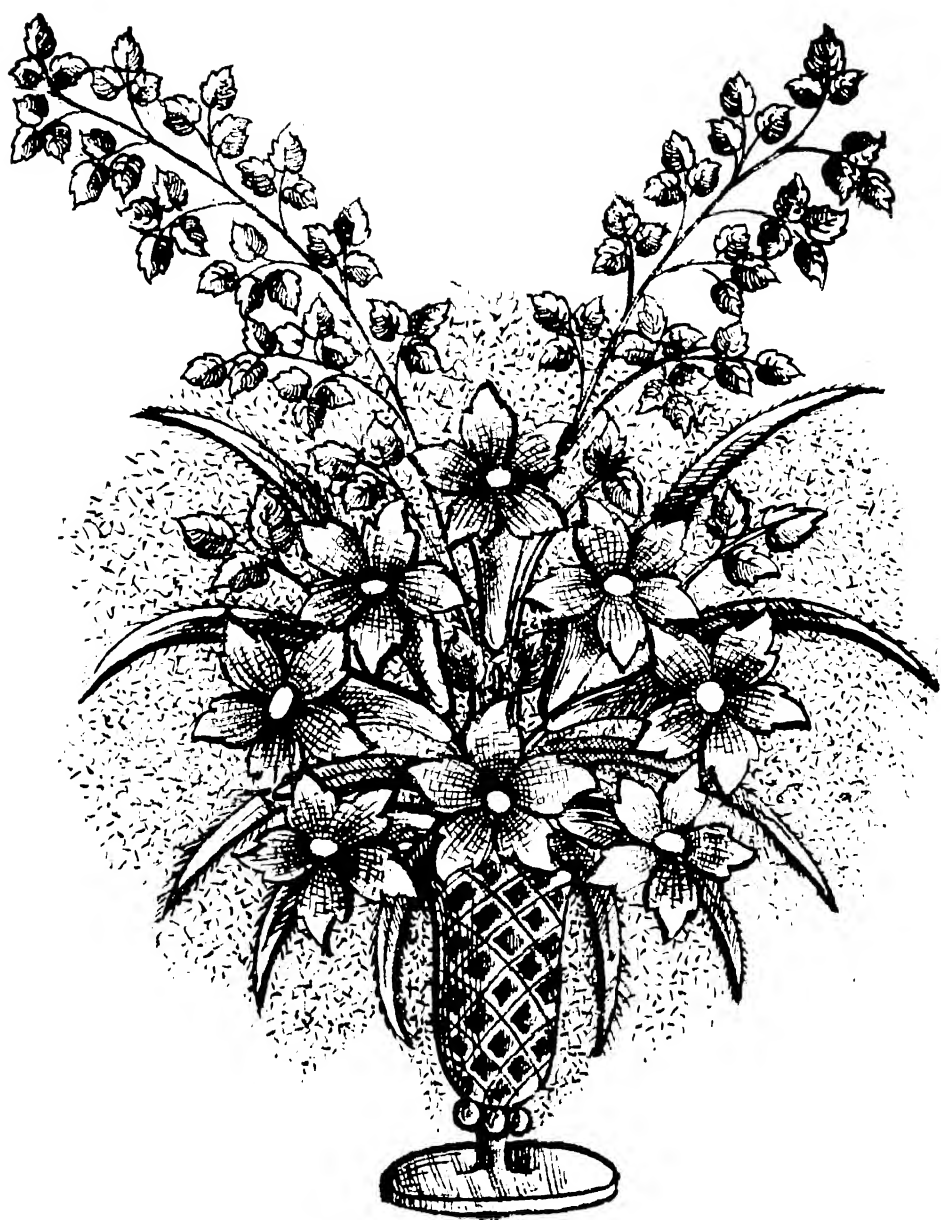
### قطعہ بطورِ نید

<p>ابک عاقل نے یہ سودا سے کہا از سرِ نید غیر العینِ فقیہوں نے انھیں لکھا ہے صحبۂ اُن سے تو نہ رکھ اتنی دگر نہ یار سُکے بولا کہ تول دوست یہ سچ کتاب ہے میں سے انکی غم نہیں بدین میں جو عضو ایسے کہ کیلے نجاست وہ کہ میرا ترا میرے نزدیک یوں یہ جو میں اپنے ہم جس غیرِ خونا ب جگر بارِ بلوٹ اس کا اور جو اس سے کسی جی کو اذیت ہو گئی سو تو یہ رگت جدا گئے ہوانے ہو گا کلنے بی کا تارے رگتے تجھے زورِ یار</p>	<p>دل میں پاتا ہوں ترے الفت سکھا ہو فور اُن سے جو ہوئے سلمان سے دوری ہو خضر حشر کے دن بھی تو ہو دیکھا انھیں سے محسوس بر جواب اس کا تجھے ددن ہوں میں ہو کر مجبور دھونے سے پانی کے وہ پاگ بھلے اہل شعور پاک کرنے کی سطحِ نمودے مقدمہ دور حقِ نجاست سے لکھے انکے رگت نفس کو دُور پانی سے چاہئے ہو پاک سو یہ کیا مذکور ماقبت پانے والے کی تباہی بظہور اس نصیحت سے مگر دل شکنی تھی منظور رگ مرا بھی جو تجھے کاٹے تجھے رکھ معذور</p>
--	--

### مسدس

<p>جمہور کو جو میں بھی سودا کا گزار دیکھنا گل کا تنگ آٹھ سپر کاوش خار</p>	<p>کہا اک مکیلِ نالان سے کراے عاشقِ ناز کہہ تو کیا لطف میسر ہو جو یوں فصلِ بہار</p>
---	---

مستویات



عقل میرے تئیں کر یا الٹی ہو  
 کہ ملک عقل کو مین دے کے برباد  
 رہے روشن مری یون شمع ہستی  
 مجھے کر عشق کے خنجر سے دمساز  
 زبان سے وہ سخن کر دے سر انجام  
 بسان شمع یہ دل آب کر دے  
 جہن مین عشق کے یارب ہمیشہ  
 کرے یون بلسل نالہ دل زار  
 مجھے آتش کی دے یہ طاقت تاب  
 تنہا ہے یہ ہر اک چشم رو دے  
 روان رکھ تو مرے غامہ کو دن رات  
 تری حمد لے جہن آرا کمان ہو  
 ثنا سننے کو تیری گل ہوا گوش  
 جہان اس بارغ مین آب روان ہے  
 شرجب سے دیا تین شاخ کے ہات  
 جہن کو دیکھ مرغان خوش آہنگ  
 بھنور تک دیکھ تجھ صنعت گری کو  
 سدا بھر پھر کے ہر اک بھول گے گرد  
 ترے بارے کو ہم سے شمع ہے خم  
 چسراغ شام کو ہر شب تری لو  
 نہ تنہا خلق کی سربین و سنبل  
 بتان کا حسن ہے تیرا ثنا گو  
 رباعی مدح کی تیری ہولے پاک  
 عطا کی جب سے مشت خاک کو جان  
 رکھے ہے کام مین جب تک زبان تر

جنون کی مملکت کی بادشاہی  
 کردن جا کوہ اور محسوس کو آباد  
 کردن ہر آن جون پروانہ مستی  
 تر پنے کی حلاوت سے نہ رکھ باز  
 رہے غمخیز ملک جس سے مرا نام  
 گداز تن سے لذت یاب کرے  
 یہی میرا رہے تازہ سیت پیشہ  
 کہ جون طوطی ہو خون آلودہ منقار  
 کہ ہو جلف سمندر رشک سے آب  
 کہ سنگ آبشار اب سینہ ہوے  
 لکھون تاحمد مین بعد از مناجات  
 اگر جون سرد سرتا پا زبان ہو  
 حہن مین سوز بان غنچہ کی خاموش  
 تو موج ادکی تری رطب اللسان ہے  
 زبان ہے شکر کی خاطر ہر اک بات  
 کرین ہن وصف تیرا ب بہر رنگ  
 نظر کرتن ترن اور جعفری کو  
 کیا کرتا ہے تیرے نام کا درد  
 بھب ہے بلبستان ترادہم  
 نسیم صبح کو تیری نغم دود  
 بنائی خلقت انسان بہ از گل  
 خط ہشت لب ان کا اور ابرو  
 سمجھتا ہے اسے عارف کا اور اک  
 فراوان ہے دم آب و لب نان  
 نمک گاہے بکھلے گاہے شکر

بسم الله الرحمن الرحيم

مثنوی قصہ در عشق پسریشہ گر بزرگ پسر بطور ساقی نامہ دیگر حکایت

شیخ و دعا پادشاہ

کیا ہے جن نے حسن و عشق پیدا  
وہی معنی ہے طوطی کے سخن کا  
گلون کو دانہ شبنم ہے بستیج  
اثر ہے نالہ بلبل میں اوس سے  
اداؤ ناز کا خوبان کے دمساز  
کین سوز دل پر دانہ ہے وہ  
کسی سینے میں تاثیر دم سرد  
اوس کی نافہ آہو میں ہے بو  
کسی جا ہو سموم آکر برا زسم  
یہ دو لون روشن از یک عالم نور  
گہر میں آب پتھر میں شرر ہے  
ہر اک ذرہ میں جھٹکے ہے وہ خورشید  
نہیں وہ شے جو اسکے ماسوا ہو  
قتل کو پھرے سوے مناجات

مراد دل نام پر اوس کے ہے شیدا  
وہی ہے آب و رنگ اپنے جن کا  
چہن میں ذکر سے اوس کے ہے تفریح  
یہ جلوہ حسن کا ہے گل میں اوس سے  
دلون کا عاشقون کے محرم راز  
کین نور چہرہ باغ خانہ ہے وہ  
کو کے دلیں پاتا ہوں اوسے درد  
ادسی کا جلوہ حسن زلف مرود  
کسی جاگہ میں مہیسی کا ہو وہ دم  
جہراغ دیر کبے سے نہیں دور  
ہر یک جادہ باندایہ و گم ہے  
نظر بھر دیکھ گم ہے بجو نمیسہ  
غرض وہ کیا ہے جو اس سے جلا ہو  
شنا ہو کس زبان سے اوسکی ہیبت

در توحید خباباری

عنایت کر دل گرم و دم سرد  
بغیر از شمع ہے تار یک یہ گھر  
پیالی چشم کی لہریہ کر دے  
نہ مجھے کفر و دین میں ہو سکے ذوق

خدا یا ہے تو اپنے عشق کا درد  
محبت کا دے اپنے داغ دل پر  
خمر دلیں شراب درد بھروے  
نشہ میں کر اپنے اس قدر غرق

<p>رکھے کوہ گنہ و ان کاہ کا حکم دو راہی سے آمرزش ہو بقدر پھرے جنت گنگا رودن کے دنبال شرن آدم کا خراہنیا ہے کہ بیون سے ہین بہتر اسکے صحاب کوئی علم و سخن میں شہرہ آفاق سوا اسکے رسول مجتبیٰ کی وصی جس کا علیؑ مرفقے اس</p>	<p>جہان بخشش ہو اوس شاہ کا حکم وہ بیٹھے جب صف محشر کے آصدر زبان پرادے کے بخشش سے ہو قال کون کیا خلقت انسان میں کیا ہے کہے جو ہم سری اوس سے کتب کوئی صدق و عدالت حلم میں طاق غرض طاقت کسے وصف و ثنا کی نہ ہو گانہ ہوا ہے مصطفیٰ اس</p>
---	---

### در مناقب حضرت امیر المومنین حیدر گرام

<p>علیؑ ہی جانشین مصطفیٰ ہے علیؑ مہربوت کا نیکین ہے کہ تابع جبکی مرضی کے ہے تقدیر علیؑ ہے زور بازو سے نبوت ید اللہ نام ہانے سے ہے اثبات علیؑ کے آگے دو جگ سرنگوں ہے کہ جس بندے میں جھکے ہے خدائی رکھے جون یک سخن نکلے دل سے دو عالم سے اوس کو برتری ہے جہان بخین یہ دودان مایہ بواک کنڈہ قلعہ خیبر کا ہے وہ کہیں ہین جسد کہ اوس کو جہان میشہ ہو دان وہ شیر بردان دل شکستہ کا چہرہ درو بقیہ بخشوادینا ہے منظور</p>	<p>علیؑ برحق امام رہنما ہے علیؑ ہی شہسوار راہ دین ہے کہ دن کیا مرتبے کی اوس کے تقریر علیؑ ہے دین کے ارکان کی قوت علیؑ کی ذات ہے اللہ کا بات علیؑ برحق نمونہ بے نمون ہے اطاعت سب پرادے بندے کی آئی بہ نسبت امر اوس کا امر رب سے پیہر سے اوسکی کو ہم سری ہے زبس حق آگے اٹکا پایہ ہے ایک کشندہ عمر اور استر کا ہے وہ کیا اثر و کردار نے چیر کر دو جہان میدان ہو دان شاہ مردان جوان ہمت جوان بازو جوان مرد ویا دنیا میں سب کچھ سب کو بھر پور</p>
---	--

<p>برائے پوشش تن بھی بہر حال ہمارے واسطے اس رب مہبود ترے احسان بیان کیا ہے ہودین رکھے ہے گرم جب ہو موسم برد رکھے ہے تجھے شیخ و برہمن راہ سغن سننے کو تو نے نچنے ہن گوش زبان کی خلق منہ میں بہر گفتار بیان کیا کیسے تیری عنایت کہ تا معلوم ہو شام و سحر گاہ زبان کو ذائقے سے دے کر سگین عرض کیا کیا کرم ہم پر ہے تیرا</p>	<p>کھو کل اوڑھاتا ہے کھو غال کرم مان باپ سے تیرا ہے افرد رہے بیدار تو بندے جو سودین بڑے گرمی تو نے ہے گوش ہمد تیری کیا ذات ہے اللہ اللہ سمجھنے کو دیا ہے فہم اور پوش کرمین تا درود دل آپس میں ظہار دیے ہیں جہنم اور نور بھارت چلین پستی بلند دی دیکھ کر راہ کیا معلوم جس نے ترش و شیرین شفیع حشر پیغمبر ہے تیرا</p>
--	---

### در لغت سید المرسلین صلعم

<p>محمد باعث ایجادِ افلاک محمد کنت کثر اکی گواہی محمد ہے شیر عالم غیب محمد عادل و کامل و عاقل محمد جگ میں سالارِ رسل ہے یہ بولے روز مولود اس کے اطوار و دعا عالم کی بنادہ رہی سہری کو نہ پیدا خاک سے ہوتا جو وہ پاک اویسی ذات سے اثبات حق ہے لیا جب نام پاک اپنا پہ تعظیم خدا کا اس کو ہم تمجید نہ ثانی ہمیں کیونکر نہ حمت بہر یقین ہو</p>	<p>محمد علت فاعلی و لاک محمد عالم علم اکسی محمد راز و راجح و لاریب محمد ہے جو کچھ تھا اس کے قابل محمد ماہر ہر جزو کل ہے نبوت کی ہے سند کا سزاوار جلائے منصب پیغمبری کو نہ پھرتے آسمان گردِ سر خاک کہ اس کی ذات عین ذات حق ہے یہ فرمایا انا احمد بلا میسم برائے ہے حدیث من مانی کہ جب ایسا شفیع المذنبین ہو</p>
--	--

خروش و جوش مرغان چمن کا  
 اوٹھا کر جلد رکھ کا ندھے پہ طینور  
 تراگانا وہ پنی کر سا غزل  
 جو بولے عتبب منٹھ توڑ اُس کا  
 سخن اس وقت ان کا بے عمل ہے  
 کہ ہے دیکھ کر ابراس ہوا کو  
 کریم اپنے کو مین کر لون گا لاضی  
 سنے ہے ساقیا ملک آن کر بان  
 رکھے ہے دست فذق بند کارنگ  
 یہ مستی کو گھٹا کی ملک نظر کر  
 زبیں باد بہاری مین نشا ہے  
 گل نخل پہ بیداری ہے لیا ب  
 کھلے داؤدی کے غنچہ جن مین  
 اوٹھا سکتے نین سر ہے یہ بحس  
 قبا گل بھاڑتی ہے ہو کے سر شاخ  
 جھکا دیتا مین بار شمشاخ  
 ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہے  
 بھری ہے لوتنی سستی سے دنیات  
 نسیم صبح تک اتنی ہے ماتی  
 غرض اہل چمن مین اس قدر مست  
 زبیں پہچنے ہے باد تند جاروب  
 بڑا ہے جس روش پر عکس گلزار  
 مفا سے ہر طرف کے ہے یہ امداد  
 نظر آتا ہے دوناب بھل و بھول  
 موطر ہے زبیں خاک گلستان

ہوا ہے پنہ کیا تیرے دہن کا  
 مدد اپنی سے ہے تین انکو سیندور  
 کہ ہوئے سرمہ آواز بلسل  
 جو ملا کچھ کے سر پوڑ اُس کا  
 بہار اب جو کے اُس پر عمل ہے  
 جواب میکشان مین دون خدا کو  
 دہن سے غیشہ کے لے لڑن قاضی  
 مری آنکھوں سے کر سیر گلستان  
 چمن مین اندون ہر شاخ اور نگ  
 یہ آتی ہے پری دوش ہوا پر  
 پڑا کیا بخبر تاک اینڈ تانے  
 جہان دیکھو تو ہے آلودہ خواب  
 تو کف لائے مین مستی سے دہن مین  
 جھکی ہی جائے ہے کچھ جنم نرگس  
 رہی ہے لپٹی یان سوسن کی دستار  
 نشے سے جھوم جھوم آئے ہر شاخ  
 کہ آکر وہ ب جو چومتی ہے  
 چمن مین کیا شمر کیا شاخ کیا بات  
 خیابان مین بھرے ہے لڑ لڑاتی  
 کہ ہنکے بولتے ہن مرغ یک دست  
 ہوا سخن چمن آئینہ اسلوب  
 بھیجی ہے اوس جگہ قالین خوش کار  
 درود یار پر ہے کار بہر سود  
 مضاعف ہو گیا باغون کا محمول  
 مباسیار پر ہے عینر افشان



<p>علیٰ ہے مظہر فیض قنوت          زسرتا پاکرم ہے ذات ادسکی          غرض کج ذات حق ادس سے یہ خورند          دو محرم کن وحدت کے وہ لاریب          دو حافظ عرش علیین کے ہن وہ          دو شمع کلبہ عرفان وحدت          دو پروانہ چسما غ امر حق کے          دو عاشق ہن وہ مرضی خدا کے          دو دم تیغ جلال حق کے ہن وہ          دو والا گوہر تاج امامت          غرض سر دفتر اثنا عشر کے          سو ان دو کے نسل ادنیٰ سے کس          وہ بارہ ہن ستون عرش عظم</p>	<p>علیٰ کان حق بحسب مروت          کئی بخشش ہی ہن اوقات ادسکی          عطا ایسے کیے ادس کو دو فرزند          وہ ہن دو راز دار پردہ غیب          دو حامی مصطفیٰ کے دین کے ہن وہ          دو نور حسانہ چشم حقیقت          دو بلبل ہن وہ باغ امر حق کے          دو والد ہن وہ تسلیم و رضا کے          دو آئینہ جمال حق کے ہن وہ          دو روشن اختر برج سعادت          یہ دو معصوم کلمہ کے ہن جگر کے          امامت کے سر پر آرا ہن وہ پس          رہا ہے سب کچھ ادنیٰ ذات سے محرم</p>
--	--

### در فضل موسم بہار

<p>یہ بچہ ساقی کہ اب دل کو نہیں صبر          گلی ہے کرنے آگر سوے گلشن          گھٹ آیا ہے ابراز غب تا شرق          قنائل کو نہ اب سہرا یلو کام          نہ اسکو دیکھنا آنکھوں سے ہے بیر          تماشہ ہے عجب گلشن میں موجود          رکھے ہے سیر زینگیوں کا رخ          ستم ہے گرنہ ہوا ب شیشہ و جام          جھکائے منہ میں ساقی شیشہ سے          کہ آپہنچا ہے وقت بادہ نوشی</p>	<p>تری دوری مجھے اس وقت ہے جبر          چراغ گل نسیم مع روشن          مجھے بے کشتی تو ہرگز نہ کر غرق          یک لیکر بفل میں شیشہ و جام          تحائف سے زمانے کے ہے یہ سیر          چراغان صبح سے تا شام بے دود          بگرد لالہ فسرمان کی شاخ          عجب ہی لطف سے بھولی ہر یہ شام          مننی پھونکے بہر خدا نے          نین مطرب یہ ہنگام خموشی</p>
--	---

<p>مجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے  مجھے جھوٹی قسم اپنے کی سو گند  مجھے ہے اپنی بدستی کی سو گند  مجھے نیشہ ڈھلکنے کی قسم ہے  مجھے ہر بار کی بخشش کی سو گند  قسم ہے نالہ لانے کی مجھے یار  قسم ہے بھگو میری چشم تر کی  قسم ہے میری نسر یا دُفغان کی  مجھے سو گند بسمل کے طیشش کی  میری الحاح و زاری کی قسم ہے  مجھے ان ساری قسموں کی قسم ہے  تغافل کو نہ اب فرمائے کام  مجھے دیوبے اگر تو بادۂ ناب  کردن اس تشنگی میں اے کو جب نوش  مجھے گویا کرے ہے نشہ کا افق  اگر دو چار دے تو سا غرمل  کہ جن قصوں کا یہ ہے اک نمونا</p>	<p>مرے دیکے جراحت کی قسم ہے  یکہ نے دمدم اپنے کی سو گند  مجھے اپنی زبردستی کی سو گند  مجھے ساغر پھلکنے کی قسم ہے  مرے ہر دم کی آمیزش کی سو گند  قسم ہے نشہ لٹنے کی مجھے یار  قسم ہے میری آہ بے اثر کی  قسم ہے غدیب بوستان کی  مجھے سو گند اس دیکے خلشش کی  میری بے اختیاری کی قسم کی  پونج جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے  مران آتش تر خشک ہے کام  کہ رین مجلس میں تیرا شکریا جاب  گھر سے پر ہو سب کا دامن گوش  کلید قفل لب یان سے کی ہے موج  قصص مجھے کون رنگین تراز گل  ہے جتنا تو سنکر دودے دونا</p>
--	--

### قصہ درویش کہ ارادہ زیارت کعبہ کردہ بود

<p>حکایت ہے کہ اک عابد بآفاق  خدا کی یاد میں رہتے تھے دن رات  بجز تسبیح رہتے تھے وہ بے کل  مریدوں کی ہوئیں بدوڑ عینین  بلا شک اسکا جنت میں ہو ماوا  غرض کیا کہیے ادن کی ذات عالی</p>	<p>عبادت کرنے میں تھے حق کے وہ طاق  نماز و روزہ میں گزرتے تھی اوقات  مصلے پر سے اٹھتے تھے خاک پل  کیا جب ادنیٰ سرہ خاک نفلیں  ادھانے جو اُنھوں کا آفتابا  نہ رہتی تھی کراماتوں سے خالی</p>
--	--

پُری زلفوں کی سنبل میں مہک ہے  
 طبع بہ یار گم تیسری نظر ہے  
 بچھاؤر کو ترے مجھ دل کو مقبول  
 نہ ہوا سوقت تو مجھ پاس ہے قہر  
 بروقت یاں تلک ہے کہ تو باد  
 اری ظاہر یہ ہے انصاف سے درد  
 بیالہ کر نہ آب آتش آئینہ  
 نہ آنا یاں تزا میری قضا ہے  
 تو آجلدی کہ اب مجھ کو نہیں تاب  
 کہ جس کے آگے آب زندگانی  
 جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے  
 بزیں آستان شاہان غلگشت  
 ہوئی ہے سبز صحرا میں بہر سو  
 جہان دیکھو تو وان گلماے خود درد  
 یہ جلوہ آب کا سبز ہے یہ گو ہے  
 غنیمت جان لے ظالم تو یہ دم  
 نہیں رکھتا چراغ عیش بنیاد  
 خوشی کا جھلکے ہر جس بادہ میں رنگ  
 سخن میرے کو گوش اپنے میں ہے راہ  
 جو کرتا ہے تلون دھڑ کا گل  
 خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور  
 نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ  
 رد امت رکھ تو میری تشنہ کامی  
 قسم ہے تجھ کو اپنے زلف و رو کی  
 تجھے اپنے دہان تنگ کی سون

سراپا سرو میں قد کی لچک ہے  
 تو آٹھٹی بین ہر غیب کے زر ہے  
 چمن میں اشرفی سوئے بین بھول  
 ہوا کیا دیکھ ملک آکر سر نہر  
 کہ اور صی سنگ نے تختہ پہ چادر  
 رکھے تو اس ہوا میں مجھ کو مغدور  
 بسان دیدہ عشاق بسرینہ  
 مرا جیسا اگر تیری رفا ہے  
 قح کرے لبالب یکے وہ آب  
 بھرے آنحضرت کے چشمے سے پانی  
 جلیں صحرا کو ہم تو گاہ گاہ ہے  
 ہوا ہے کیا چمن کیا کوہ کیا دشت  
 شجر کے شاخ سے تا شاخ آہو  
 نظر جس جاڑے سبزہ ہے اور جو  
 نظر آتا ہے آتش در نظر ہے  
 کہ عرصہ اس ہوا کا ہے نہٹ کم  
 نظر آتا ہے زیر دا من باد  
 سدا میںا ہے اس کا مور دنگ  
 ابھی اس صفحہ کی خوبی یہ ناگاہ  
 کمان ساغر کہ ہر شیشہ تجل  
 ہوا ہے آن میں کچھ اور سے اور  
 لبون پر ہے فغان اردلی ہے داغ  
 قسم تجھ کو یہ مولانا جسامی  
 قسم ہے تجھ کو گل کے رنگ و بو کی  
 تجھے غنچے کی آب درنگ کی سون

غرض دو چار کین تھیں منزلین طے  
 رہی جب یا پوچھیں منزل کئی کو س  
 نصیبوں کا میں آگے کیا کہوں پھیر  
 کیا غارت او تھیں ایسا ہی الگ بار  
 تھی ادنیٰ یا تو وہ کچھ غظم اور شان  
 کروں کیا آگے اب غارت کی تصریح  
 پیادہ کس طرح یہ کاٹتے راہ  
 نظر کر بعد غارت راہ کا رنج  
 نہ زاد راہ پاس انکے نہ مرکب  
 تو گل پر چلین کہتے یہ کیا ذکر  
 کہو عامیہ کے جانے کا مذکور  
 سلما نی کی کہ یاد آتی تسبیح  
 کہو کہتے مصلحت چکن کا  
 کہو کہتے کہ یار دیا عصا تھا  
 کہا کیا بٹکا تھا میری کمر کا  
 حقیق سرخ کا جو تاسدان تھا  
 کہو کہتے تھے ہو مغوم از حد  
 کہ میرے پاس جو کچھ تھا سو کھو یا  
 لے جب اس طرح اسباب سارا  
 مریدوں کی نہ تھی یہ سب زہار  
 کیا اس غم نے انکو بسکد لرش  
 تری اس امر میں اب کیا ہے تدبیر  
 ارادہ تھا کہ وان جا کر میں ہم  
 محاسب لنگو ویا سودا نے سنکر  
 پیر اب اس حال سے گم کیونکر جاؤں

کہ شیطان نے کیے فراق در پے  
 وہ پہونچے کرتے حضرت کا قدیموں  
 مریدوں کے سمیت او سکو لیا گھیر  
 نہ چھوڑا ایک کی تسبیح کا تار  
 رہے یا ایک بیراہن کو حیران  
 نہ تھی جزو انہ ہا کے اشک تسبیح  
 عصا گر رہ گیا پاس انکے سوا  
 لگے کرنے دل اپنے میں شش و پنج  
 اب ان سے غم کہے کا بندھکب  
 انھیں اسباب کی اپنے پڑی فکر  
 کہو تھا فکر پیراہن سے دل چور  
 ہوئی جاتی تھی جسکے غم سے تشریح  
 کہ جس پر تھا چکن کار و کن کا  
 بڑے حضرت کے میرے ہاتھ کا تھا  
 سفر و پیش آیا یہ کمر ہمد کا  
 اگر کہتا تو قیمت میں گران تھا  
 نہ جانیں کونسی تھی ساعت یہ  
 اور اپنے ساتھ بارون کو ڈوبا  
 تو ہوا لے سفر کا کیونکہ  
 جزا مست او صد غنا کی گفت  
 کہا سودا سے لے یار و فاکش  
 ہمیں آئی نظر کچھ اور تقدیر  
 سخا ہے کہ خدا تو کیا کرین ہم  
 جو فرماتے ہو تم ہووے گا بہتر  
 بھلا وان جا کے منہ کسکو دکھاؤں

جہاں وہ گاڑ دیتے اپنی سواک  
 ہوئے عازم وہ گنبہ کے سفر کے  
 ملے اک روز سو واسے وہ ناگاہ  
 مسلمان ہو جو ہے ادسکویہ لازم  
 نجات اپنی اگر تجکو نظر ہے  
 یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے  
 کمانک لے دیوانے زیرِ افلاک  
 کر یگا بادہ خواری بادت و نئے  
 موذن کی صدا سننے سے رکھ ذوق  
 رکھیں گے تو سخن میرا جو منظور ہو  
 اگر یہ بات میری تین نہ مانے  
 غرض اسکی کمان تک کیجیے شرح  
 نہیں یہ بات خالی از کرامات  
 پھر اسکے بعد سامان سفر کر  
 یہ فرمایا کہ مرکب پر کر وزین  
 جو اسباب سفر ہے کر کے طیار  
 کہا سودا سے ہم تم میں ہویاری  
 وہ بولایوں سواری کا مری فکر  
 جلا گویاؤں میں بہر زیارت  
 بہت فرما رہے امی کو بت کرا  
 سوار اپنے ہوئے مرکب یہ جب  
 اٹھا ہر اک کے عہدے کوئی ساتھ  
 کوئی لے بیگدان اور کوئی رومال  
 مصلہ کوئی سر بر رکھ کے ادسدم  
 بوضع خویش اوس مجمع کے اندر

لگے تھے ناشانی صید اور تاک  
 کہ چون تاملتف خالق کے در کے  
 کہا تجکو ہے قصد بکست اللہ  
 کہ تا مقدور اددھر کا ہوئے عازم  
 تو آمرزش کا موجب یہ سفر ہے  
 جراحم عفو دان سب ہونگے تیرے  
 رہیگا میکدے کی در کی تو خاک  
 رکھیں گے بیخون سے ربط تاکے  
 کہ ہے وہ لحن داؤدی کے افوق  
 پیے گا جام شربت از کف حور  
 کر یگا یاد کتنا آہستہ لانے  
 کیا ہی ہمسفر سووا کو ہر طرح  
 لیا ایسے کو ہمراہ کر کے دو بات  
 کیا دونوں نے ملکر قصد اودھر  
 کہ ہے دقت سفر سبجے رہ دین  
 اوسے ڈالو بہ پشت بار بر دار  
 کہیں مرکب بہ پیش و پس سواری  
 نہ کیجے آپ حضرت اسکا کیا ذکر  
 حرم کو سر سے چلنا ہے سعادت  
 نہ مانا اون نے جب تک ہوئے ناچار  
 مرید اُنکے ہوئے گرد آنکے سب  
 عصا کوئی کوئی لے مورچیل ہاتھ  
 کوئی حضرت کے آگے کوئی دنبال  
 جلا صلوٰۃ پڑھتا شاد و خرم  
 برہنہ پا دسر سودا قلندر

غرض حسن ووجاہت میں تھا مشہور  
 پدر سے سیکھتا تھا شیشہ سازی  
 قضا کا کیا کمون آگے میں نیزنگ  
 ہوا مائل وہ اک زر گر پسر پر  
 بہار ادس کی خزان کرنے لگی زرد  
 کہو آنکھوں میں اپنے اشک بھر لائے  
 جو پوچھو کیوں ہے تیرا رنگ کا ہی  
 رہے وہ صبح سے تماشام بھواب  
 کہا کرتے تھے ہدم ادس کو زرد  
 سوے کس کردٹ آجی بر بنی تھی  
 نگر کرنا تھا حیرت سے بہرہ  
 نہ فکر روزی و نہ خواہش قوت  
 ہوئی یہ دیکھ مادر تو دیوانی  
 پدر تھا لیکن اس حالت سے غافل  
 ہوا یقین کرنے کے وہ در پے  
 لگا وہ پوچھنے ادس سے بہ نگرار  
 بلا کر ادس کے ہر اک ہنشین کو  
 لگا کہنے کہ تم ہو اسکے دل خواہ  
 خدا کے واسطے ملک کیجو غور  
 ادبغون نے دیکھ جائے کے یہ حالات  
 کوئی بولا کہ سایہ ہے بری کا  
 کوئی بولا کہ یہ ہوسم غلط ہے  
 بنا یا حق ہے ادس کو حور پیکر  
 بھرا ہے اسکی آنکھوں میں وہ جادو  
 لگا ادنین سے کہنے ایک ذی فہم

دل ادس پر خلق کا جون شیشہ تھا چول  
 نہ تھا کچھ کام او سے با عشق بازی  
 کہ مارا ادس پہ ناگہ عشق نے چنگ  
 دیا آئینہ دل اک نظیر پر  
 نسیم آسا لگا بھرنے دم سرد  
 کہو ہنسکر وہ اپنی آب رہ جائے  
 گئے معقول بولے گاہ واپسی  
 کہ جیسے چودھویں شب کا ہو مہتاب  
 خدا کے واسطے تو ایک دم سو  
 کہ ہر موت پہ برجھی کی انی تھی  
 حباب آنکھیں تھیں گویا بر لب جو  
 ہوا زر گر پسر کو دیکھ مبہوت  
 پدر کو تلخ ابھی زندگانی  
 کرے بیٹھا ہے یہ ظالم کہیں دل  
 کہ سمجھے ادس کو یہ احوال کیا ہے  
 نہ تھا جز خامشی ادس کو سرد کالہ  
 رکھ ادن کے پالون پر اپنی جبین کو  
 کر چکا تم کو راز اپنے سے آگاہ  
 کہ دقتیش حال ادس کل کسی طوں  
 کی ہر ایک نے اک طرح کی بات  
 عمل ہے اس پہ یا جادو گری کا  
 بری کی آپ ہی قویہ منط ہے  
 ہوا سکا جا ہے سایہ بری پر  
 وہاں جو ہے علی غر و دیکھ جس کو  
 کہ گزرے ہے مرے دلین دیونیم

<p>چلو گے گھر کو تم اپنے کس اہلوب          کہا حضرت نے شکر تم ہو گمراہ          حرم کا فرض ہے مقدور پر طوف          مرد باز بس تھے گھر چلنے کے مائل          سخن حضرت ہمارے کا ہے معقول          کہا سودا نے شکر تم ہو محنت دار          غرض جب بات بھرنے ہی پٹھنری          ہوئے تھے صبح جس منزل سے راہی          گئی کچھ شب تو فرمایا کہ احباب          کہا سودا سے قصہ ناگسائی          کہا سودا نے حضرت کو تو ہی خط          کہوں اک شہر کی بن واردات اب</p>	<p>ہے اس سے قصداود ہر کامیں ب          نہیں مسئلے مسائل سے بچھ آگاہ          گیا یاں مال آگے جان کا خوف          کہا سودا سے باہم ہو کے یکدل          بیین سے حج ادخول کا ہوگا مقبول          سخن میرا نہ خاطر بر کرد بار          ناز طس بر بڑھ وقت پہری          بھر آئے شام دان ہو کر تباہی          میر تو نہ ہووے گا خور و خواب          کسے جو دہ سین اوس کی زبان          مجھے قصہ کہانی سے ہے کیا ربط          جو گوش ہوش سے اپنے سین سب</p>
--	--

حکایت پسر شیشہ گر کہ در حلب بود از سبب قضا و قدر او بر لبہر

زر گر عاشق و فریفتہ گردید

<p>الاے ساقی میخانہ عشق          مے الفت کا پیالے شیشہ لیس کر          مجھے اوس مے کے تود دو چاہئے جام          حلب میں تھا پسر اک شیشہ گر کا          پدر کا وہ دل و جان و جگر تھا          بنایا حق نے سب سے دو راو کو          چمن کی سیر کو جاتا جو گھر سے          سبب ہو گا یہ رود چشم بد کا          پیالی بیچ دان زر گس کے جا کر</p>	<p>چھکا دے گر مجھے پیالہ عشق          لبالب ساغر زین کو تو بھر          سخن کو عشق کے مین دون سر انجام          نہایت لاڈلا مادر پدر کا بن          پدر عاشق وہ معشوق پدر تھا          پری پہونچے نہ ہرگز حور اس کو          تومان کہتی تھی یون اس کے پدر سے          تصدق سرو کو دو اس کے قد کا          کچھ آنکھوں سے بھی تم دیکھو چھو کر</p>
--	---

<p>کسی دیوار سے جالا کتاسر فغان کرنے میں اور ادھٹنے میں فریاد کھڑکتا باؤ سے پھرتا ہو جون پات فلک گو یا سحر کرنا کیا بھول ہوئی عالم میں صبح اوس دم نمودار تو بستر خالی اوس کا اوس سے پایا کسی جاگ رہا یا گھر میں اوس کو محلہ گرد سے سب ڈھونڈھا را گرا بستر پہ اوس کے ہو کے بیہوش کسا بھر کر دل ناشاد سے آہ</p>	<p>کسی در پر کر کے تھا کھانکے ٹھوکر گرے تھا جانبا با جان ناشاد کے تھی اوس کو ہر کوچے میں یوں رات بیان کیا تجھے اوس رات کا طول کئی جب اس طرح سے وہ شب تار پدر بالین تلک اوس کے جو آیا لگا کرنے تجس اوس کی ہر سو تب اوس کا نام لے لے کر نکارا پھر اگھر گھر میں وہ حیران دغا نوش ہوئی اوس محل سے مادر جو آگاہ</p>
---	--

از جوش عشق آوارہ شدن از خانہ پسر شیشہ گرد شب سوئے صحر او  
آگاہ شدن پدر و مادر و تجس کردن آنها

<p>نہ کر قتل پدر اور خون مادر پدر تیرا پڑا ہے جان بر لب نکلتے چاند بدلی سے نہ رد کا درا نشان چشم ہے جون ابرمیان ہوئے اس ماجرے سے سب خبر دار کہ مادر جنم سے اب فائدہ کیا جدائی اوسکی ہر پہر بھی تو ہے جبر لے آئے اوسے ہر طرح چھٹہ تک کہ اگر ہوش میں با چشم پر غم مجھے بھی ساتھ تم بہر خند الو ہمارا بھی یہی کچھ مدعا ہے</p>	<p>گھر آجان دل محزون مادر جان ہے وان سے تو جلدی پہنچا بہ کسی نے تج کو جانے میں نہ ٹو کا غرض جون رعد مان اوسکی تھی نالان جو ہمایہ تھے اوسکے ہدم دیار کہا ڈیوڑھی پہ یوں ہر ایک نے آ خدا کی واسطے ملک و لکودے صبر کہ بگا جتو ہم میں سے ہر ایک اسی ہی گفتگو میں تھے وہ باہم پدر اوسکا لگا کہنے کہ باڑو کہا اون سب نے بہتر اس سے کیا ہی</p>
--	--



یہ لڑکا تھا تو شمع بزمِ اندروز بقدرِ نغم ہر کس یک گمان تھا اوسے تو جڑھ رہی تھی عشق کی تپ نغمہ بڑنی جب اوسکے پیر ہن پر نہ کرتی تھی اوسے تدبیر کچھ سود پر آئندہ سایہ اوس پر سب نے ٹھانا کونے اویسہ جب کچھ پڑھکے پھونکا	کیا پیدا دل پروانہ کا سوز سخن ہر اک طرح کا درد میان تھا بڑا دلے تھا وہ کیا روز کیا شب نظر آئے تھا خاکستر وہ تن پر بدن پر موشے یوں آتش پہ چون دو کوئی لالا کوئی لایا سیانا اٹھا اوس آگ سے دونا بھبھوکا
--	---

بسبب جوشِ عشق سیرِ ارشدنِ پسرِ شیشہ گز بجانب صحرائِ تن  
از خانمان آوارہ شدن آگاہ شدن پدر و تجسس گردن

ہونچ سانی تو لیسکر بادۂ درد مجھے اوس سے سے کہ چون شبِ سیت نہ کرتی تھی اوسے تقشیش کچھ سود کہ یک شب پھاڑ کر اپنا گریبان چلا اسطرح گھر سے بے سرو پا ولے وہ شب تھی ایسی تیرہ دتار عجب شب تھی بزمِ حیرت وہ شب جراغِ شمع کا یوں نورِ نایاب ثابت یوں فلک پر تھے سراسر ہوئی تار یک یان تک چشمِ انجم اور ایسے وقت وہ مجنونِ دلکش تن تنہا وہ اولہ کوئی نہ تھا ساتھ جراغِ داغِ دل جھٹ رونی اور نہ تھا وہ یوسف نانی کچھ آگاہ	کہ ہو راز دل عشاق بے پرد سخن آوارگی سے بولون یکدست ہوئی پان تکت حالت اویسہ فرود بزرگ گل وہ گل روتا بدامان کہ جاتا ہوں کہ صر جا کر گردن کیا کہ ہو روزِ سیہ کو جس سے زہنا بھری بوجھن دوات اندر مرکب سیاہی بن ہوں جیسے قطرہ آب عرق کے قطرہ جون زنگی کے منہ پر کہ رہ کی بسوہ سارہ نے کم ہو اور ہی نہ دیکھا کچھ پس و پیش کہ ڈگتے پاؤں کو تھانے پکڑا تھا نہ تھی پستی بلندی جس سے ہو غور کہ میرے سامنے خندقِ بیاچارہ
---	--

دھنسا پہلے وہ اس ویرانہ اندر  
 نظر آیا عجیب محسراتن دوق  
 عجب وہ موضع خوف و خطر ناک  
 بیابان تھا وہ اس دشت انجمن  
 نہ جاسے چند کی اس سمت آواز  
 کسی روئے گی سے تھانہ وان پات  
 نظر آئیں وہ حالات عجائب  
 کھو آتش سے جون دیکھے جنگل  
 کہیں نظر نہیں تھے دان روزوب کم  
 گئے دان سوز تھا اور گاہ دان سار  
 ہوا کا نام اور جا تھا زہن سار  
 نظر آتا کھو ادن کو جو وہ دشت  
 بیان کیا ہے یہ انسان تھے یا جن  
 بڑے بھرتے تھے دان بیتے ہوئے  
 کرناگہ اک نسیم آئی اور دھر سے  
 گئی بوسن کی جب بقوب تک بو  
 نظر آیا دوسے برن اسکا د بلند  
 دل اور کا دان نہ تھا خوف و خطر  
 سب تھا گرم ہاتھوں نے خون ناب  
 جمی تھی چہرے اس کے بڑبڑ گرد  
 وہ آنکھیں جس پہ جمی دیتا تھا عالم  
 بڑے تلودن میں خار و دشت سے جمید  
 جب اس موت سے پایا دان یہ موت  
 جو اس کے اور دان تھے ہمد و یار  
 یہ سیر حال کیا ہے اسے فلاحی

کمر ہمت بہ ادن سب کی بندھا کر  
 کہ دیکھے سے مگر بو شیر کا شق  
 دیا ادن کو دکھائی زہر افلاک  
 کہ دشت جس میں عالم کی خونریز  
 کرے بوم اس طرف منہ کر نہ پرواز  
 نہ اردن طرح کی اس جا بلیات  
 نہ دیکھا ہو کسی نے وہ غرائب  
 کھو اور طرح جون بر سے جو بادل  
 کہیں تھے یک جگہ خورشید و انجم  
 گئے رونے کی گم ہنسنے کی آواز  
 گم تھی اس جگہ اثر در کی پھنکار  
 تو جھکتے دیکھتے درم جہان گشت  
 کہ ایسی جا تھی رات اور دن  
 کر بن دریافت یہ تادہ کہ ہر سے  
 جہان بیٹھا تھا وہ آوارہ گھر سے  
 پرنے ڈھونڈ بھڑکیا پاس کو  
 کہ اوسین دشت اس محراب سے دھند  
 وہ محراب کہ تھا اس سے حذرین  
 کہ تھا گرد اس کے اک آتش کا گرداب  
 کرے پاک اس کو ایسا کون تھا مرد  
 نہ تھیں کچھ خستہ دیوار سے کم  
 قدم تک اس سے تھے موت بید  
 پرتو دیکھے ہی کر گپ غش  
 تھے کہنے وہ یوں با چشم خونبار  
 نہ تو نے قدر حسن اپنے کی جانی

غرض ساتھ اس کے سب بھرنے دم سرد  
 لگے کو چون میں کرنے گفت ہر سو  
 نہ تھا غیر از تلاش او کی ادھین کام  
 بچھا بوجہ ہوئی زائد ز مقرر دور  
 لگی جانے ہوئی جب صورت پاس  
 انھوں نے چند مدت یوں بسر کی  
 کٹے رمال کے یان دن کو اوقات  
 ادھون کو ایک دن رحم ان پہ آیا  
 نہ ہو تم زندگئی سے اس کے مایوس  
 برائے وہ بیابان میں کہیں ہے  
 مگر جادے کوئی ایسا ہی جانب از  
 کہا شکر بدر نے سودہ ہم ہیں  
 خدا پر کر نظر جادینکے ہم دان  
 نہیں ہے ہم کو حفظ اس کے سے انکار  
 جیفون کے ساتھ ہو حفظ آتی  
 غرض وان سے اوٹھے پشاد و نرم  
 گھر آکر اپنے یاروں کو بلایا  
 وہ بولے ہم بھی ہیں چلنے کو حاضر  
 یہ لکھ کر سب نے مارا ہاتھ پر ہاتھ  
 پھر اس کے بعد باہم ہو کے یکدل  
 غرض ہوئے یہ جون تون بعد یک ماہ  
 بڑے نزدیک جسم ان سے وہ ٹھکان  
 لگے کرنے سب آپس میں و پیش  
 پھر احسب کیوں نہ ہو زہرہ پدر کا  
 اسی پر گردش افلاک ہو دے

چلے روئے وہ جو تھے صاحب درد  
 پھر ہے جطیح آب چکا بو  
 نہ دن کو چہن ہے نہ شب کو آرام  
 نھکے ڈھونڈھ اس کو ب نزدیک دور  
 بنجم کے وہ اور رمال کے پاس  
 سکونت چھوڑ دی دن رات گھر کی  
 بنجم کے پڑے رہتے تھے گھرات  
 عمل سے اپنے ان کو یوں بتایا  
 طرٹ مشرق کے یان سے ہر وہ کوکس  
 گذر انسان کا جس جانبین ہے  
 جو اپنی زندگانی سے ہونا ساز  
 کہ روز و شب میان درد و غم ہیں  
 اور اس کو ہر طرح لاوین گے ہم یان  
 ہوئی گلزار ابرہہ سیم پر نار  
 بچین سو طرح کی کھا کر تباہی  
 کیا عسیرم سفر دل پر مصمم  
 بنجم کا سخن ادن کو سنایا  
 جہان ہو وہ چلین گے اس کے خاطر  
 کہ ہے یہ قول ہم ہیں آپ کے ساتھ  
 چلے گئے کرتے یہ منزل بمنزل  
 نواحی پنج اوس صحرا کے باگاہ  
 جگہ کس کا کہ پھر آگے دھڑ باطن  
 جہان تک تھے وہ کیا بگاہ کی خوش  
 کہ تخت ایسی جگہ جس کے جگہ کا  
 نودہ جی اس کے غیبی کیوں نہ کھوئے

# عالم ہر شدن عشق او بر ہنگنان و بیرون رفتن از حسانہ بطرف زر گر پیر

پلا ساقی شراب آتش آئینہ  
بجھی کو اد کے ہے پنے کا یارا  
جب آیا تنگ وہ گھر آگے اک روز  
چلے ساتھ اس کے رہتے ہوئے زار  
اور اس کے والدین ان سب میں غناک  
ہوا جو وقت یہ احوال طاری  
ہر اک اس واردات او پر نظر کر  
کے تھا یہ سخن با چشم پر خم  
کوئی تھا دیکھ اس صورت کو زبان  
غرض اس دن تو ملکر مرد اور زن  
پر آخر آخر اس کا یہ ہوا حال  
سحر سے شام تک چمٹا تھا یہ رنگ  
سرایا سے وہ جب ہوتا تھا مجروح  
گزر اوس کا کبھو جنگل کبھو شہر  
یہ شب بستی میں گر رہنے کا تھا ٹھاٹھ  
اگر جنگل میں رہ جاتا کسی رات  
نہ بیم گرگ اوس نے خطرہ شبیر  
جو دیکھی والدین اس کے نے یہ شکل  
تھکے جب سو طرح کی کر کے تدبیر  
پٹری زنجیر تو اوس کے قدم میں  
برادرسکو تھا نہ کچھ زنجیر سے غم

مجھے جلد ہی پالا کر کے لبر نہر  
بجھی ہوئے جو آتش پر دو باکرا  
جلا پھر گھر سے بھرتا آہ جان سوز  
کہ جون سنگم سے ٹپکین گرد گل خار  
برہنا پا مردن پر ڈالتے خاک  
درود یوار سے کھتی آہ وزاری  
کھٹ فوس مہل آہ بھر کر  
اس آہو نے کیا بستی سے بھر دم  
کوئی انگشت حسرت زیر دندان  
لے آئے گھر اسے باجیلہ دفن  
کہ جس کو چے بن وہ اطفال مہال  
تن نازک تھا اوسکا مور دنگ  
اوسے ہوتی تھی اوسدم فرحت مرج  
دل اوس کے آگئی جھڑکی لہر  
کسی کے در کسی بقال کے ہاٹ  
درختوں میں کہیں کٹ جاتی اوقات  
ہوا تھا زندگانی سے زبیں سیر  
حرام ادن پر ہوا کیا شرب کیا اکل  
کیا ناچار اوس وحشی کو زنجیر  
ہوا اک خلق کا دل قید غم میں  
بیاد دست اپنے شاد و خورم

نظر بھر دیکھ تو حال پدر کو  
 اے ظالم تری مان کا ہے یہ حال  
 کھو پوچھے مجھ سے کہو تمہارے  
 کھو رمال کے قرعہ بھنکا ہے  
 جوانی پر ہنسین اپنی اگر غور  
 قد اور سکا بار غم نے یہ کیا خم  
 ہوئی تحلیل تجھ غم میں وہ یہ دست  
 بخر موی سفید اوسین نہیں مجھ  
 کسی کے منہ کی پھونک اوس تک اگر آئے  
 خدا کیواسطے اس عمر میں یار  
 عنایت زندگی اوسکی تو اب جان  
 ہمارے حق محبت کو بھی مت بھول  
 اوسے سمجھا ہے تھے ملے سب یار  
 لگا کہنے کہ سن لے اس مری جان  
 کیسکا تو جو کچھ وہ ہی کہہ دے گا  
 برابر بہر خدا جل گھر کو باں سے  
 یہ کہہ کر اوسکے قدموں پر گر جا جب  
 غرض منت سماجت کر کے ہر باب  
 اوسین تھا فضل حق از بسکہ ملحوظ  
 پسر نے مان کو جب صہمت دکھائی  
 دے جس روز سے وہ گھر میں آیا  
 بغا جوئی میں تھے سب اس کے ہر چند  
 جو کچھ بوجھے تھا کوئی گاہ بے گاہ  
 زبان تو آشنا تھی گفتگو سے

خدا کیواسطے چل یان سے گھر کو  
 ہے ہے خون میں تر آنکھوں نے رومال  
 وہ میرا مہ ہوا ہے کس طرف گم  
 کہ میرا لال گھر میں کب تک آئے  
 تو پیری پر نظر کر اوس کے ہر طور  
 کہ ساق پا سے ہے اور کا عصا گم  
 نہ اوسین استخوان نے گوشت پرست  
 نہیں جون آکھ کی بڑھیا نہیں کچھ  
 کہیں سے وہ کہیں اڑتی چلی جائے  
 نہ رکھ اوسکو غم اپنے میں گرفتار  
 کہ وہ تیری کوئی دم کی ہر همان  
 محبت میں نہیں یہ بات معقول  
 کہ اوسین باپ اور کا ہو کے ہشیار  
 میں تیرے ردم ردم ادھر سے قربان  
 رضا میں تیری جیون کا مروں گا  
 نیچے ہزار مت کر میری جان سے  
 ہوا راہی وہ گھر کے جلنے کو تب  
 صہرت لے آئے اوسکو گھر تک  
 کہ ہے پچھنے بلیا توں سے محفوظ  
 بھون سے مان کے تن میں جان آئی  
 کونے خوش اسے اک دم نہ پایا  
 رکھا کرتے تھے پراوس کو نظر بند  
 جواب اسکو وہ دیوے تھا باکراہ  
 نہ کہہ سکتا تھا بد دل کی کوسے

جوہن چونکا غرض وہ دیکھ کر خواب  
 بے تھے ہر فرہ سے انگ کے خیل  
 اوسے دان جذب کامل پہنچ لایا  
 جہان تھا وہ محبت کا گزشتار  
 سنی زنجیر کی جب ادن نے آواز  
 ہوا سنتے ہی شوق اوس کو دو بالا  
 لگا کئے کہ میری جان عاشق  
 جو تو عاشق ہے میں معشوق تیرا  
 اب اوٹھ کر یان سے تو چل گھر کو میرے  
 سلاسل تیرے پاؤں سے نکالوں  
 پیش سر سے تیرے من جن کر دن در  
 ترے بندے کو میں نسل کے دھوؤں  
 تجھے تن زیب اور خاصہ چھاؤں  
 بجالاؤں ترا سب طرح فرمان  
 یہ باقین دوست کی جہم ٹرین گوش  
 ترا گھر اس سوا ہے کوئی گھر  
 جہان بیٹھا ہوں میں سو گھر ہے تیرا  
 مجھے یہ جو مری زنجیر پا ہے  
 نہیں مجھ جگرے میں سانس میری  
 کھٹالی دل مرا اور داغ آتش  
 مرے سنا قدم تو موہو ہے  
 یہ باقین کر کے مت کر تنگ مجھ کو  
 محبت کا جہان سرسبز ہو نخل  
 و باحق نے جو کام اون کا سر انجام  
 ملے باہم گئے بعد اوس کے رد کر

چلا گھر سے نکل ہو سخت بیتاب  
 چلا سر مار تا ہر سمت جون سیل  
 چلا خس گہر با کے ساتھ آیا  
 کھڑکتی تھی بپاز زنجیر ہر بار  
 کھلا ہے دل پہ اوس کے پر وہ راز  
 قدم پر اوس کے سر جاتے ہی ڈالا  
 میں سر تا پا ترے قربان عاشق  
 تو میں عاشق ہوں تو معشوق میرا  
 کر دن شانہ میں بالوں پہنچ تیرے  
 میں تیرے موے سر دھو دھو کے بالوں  
 تری خدمت مجھے لوزائے نور  
 تری کلفت کو سر تا پا ہی کھوؤں  
 تجھے فرش اپنی آنکھیں کر بٹھاؤں  
 ترے جاؤں سدا قربان قربان  
 تو بولا ہوش میں آکر وہ مدد بخش  
 ترے گھر سے ہوں میں کس آن باہر  
 یہ ہر حلقہ قدم میں در ہے تیرا  
 ہتوڑی کی تری اسپین صدا ہے  
 یقین ہے مجھ کو وہ پگنی ہے تیری  
 محبت وہ طلا جس میں نہیں غش  
 میں آپ ہی کو سمجھتا ہوں کہ تو ہے  
 دنی کا مت لگا اب تنگ مجھ کو  
 من و تو کے نمر کو دان ہے کیا دخل  
 اور آپس کے سخن پہونچے با متام  
 بے دو بحر آتش ایک ہو کر

<p>نہ شکل ادھکی سے کرنی نہ تھی فرق          کرے تھا سجدہ برعکس رخ خویش          کہ پہنہ میں شرر مخفی کسان ہو          ہوئے سر زد یہ شراد کی زبان سے          محبت ہے بڑی آتش کش خبر دار          کہ اُس آتش کے جلتو نہیں ہو بدنام          اسی آتش کے اندر ابھر دے ہے          ڈری موج ادھکی سے کالے کی بحر          نہ کیجو عاشقون میں نام روشن          نہ پکڑے خون عاشق بن کبھو نور          مزا لیے میں اُسکے بہ خلل ہے          بچے گرنیش سے جیتا تو ہے نوش          تو جانا زری میں رہ مردانہ عشق          سان شمع بان ثابت قدم رکھ          رہا کیونکر یہ راز آتش میں خس پوش          ادسے عاشق کسی کا ادن لے پایا          کہ دسے بیٹھا ہے یہ ظالم کے دل</p>	<p>نصرت میں تھا اسکے اس قدر غرق          جو آجانا کبھو آئینہ در پیش          چھپانے سے محبت کب نہان ہو          عجب آخر ادھکار از نہان سے          دلائل کجہ سے کتنا تھا کہ زہار          نہ مانی بات تو کیونکہ وہ کام نہ          گریز اب اس سے سخت کو بکوسے          نہ سمجھا تو شراب عشق ہے نہہر          چراغ عشق میں توستے کے روغن          کہ ہے یہ پہنہ روغن سے کین دور          جہان میں عشق اگر شان سل ہے          جو کیسا ہی کوئی ہو صاحب ہوش          ہوا ہے تو اگر پر دانہ عشق          تلے تیغ جفا کے سر علم رکھ          یہ باتیں مکے سب چرن تھے ذی ہوش          سنی یہ جو کوئی خاطر میں لایا ہے          ہوا غیبتش کا ہر ایک مائل ہے</p>
--	---

ملاقات کردن ز در گریہ از پیر شمشیر گریہ بجزب محبت و کشش عشق

### عاشق و معشوق

<p>طرب کی سے سے کر لبریز وہ جام          کردن پھر وصل سے دونوں کی گفتار          کہ آئینہ ہو چون سونے کے گھر میں          یہ تخم عشق کی نشوونما دیکھ</p>	<p>الال ساقی فرخندہ فرجام          کہ جب کو پی کے ہون میں مست شرار          ملاقات اسطرح دونوں یک دگر میں          تجھے بھی ہو کہیں الفت تو آدیکھ</p>
--	---

<p>جہان پر مہ سے روشن تر حب ہیں  ترقی ہو اسے دل خواہ عالم  مقام اوس کو آگہی کا مران رکھ  وزیر اعظم اوس کا تاقیامت  کرم کے بحر کا یکتا ہے وہ در  سے وہ مسند آرائے وزارت  فرواد اسکا سدا جاہ و حشم رکھ  جہان میں اب جو ہے خوان نظم کا  اوس کے سایے میں ہو خلق سرور  کیست خامہ کی سودا عثمان کے  خزف ریزے کو اپنے مت گہر جان  کین مین گو کہ سب اس فن کے ماہر  سخن تیرے پہ ہر اک ہر جو مصروف  خصوصاً خان عالم خان بہادر  زراہ دوستی بولے وہ سُنکر  خیال اس مثنوی کا بجگو کب تھا  رہین وہ شاد یا رب صبح اور شام</p>	<p>برنگ آفتاب اپنے نسب ہیں  کما دے تا ابد یہ شاہ عالم  سدا ز یہ نگین اوس کے جہان رکھ  رہے آفاق میں یا رب سلامت  جہان میں آصف الدولہ بہادر  کہ ہے وہ رونی جلے وزارت  اوس کو صاحب سیف و سلم رکھ  ہو اوس کے ریزہ چین خوان کرم کا  زمانے کے رہے آفات سے دور  سخن کو زیادہ اس سے طول مست  سخن کا رتبہ اپنے آپ پہ جان  گہر تیرے وہ خوش ہو نیلے خاطر  قبولیت پہ ہے یہ بات موقوف  سخن جنکا ہے گوش فہم میں در  ہنیں یہ مثنوی ہے گنج گوہر  حرک ہونے کا اون کے سبب تھا  کہ آغاز اوس کا پہو جاتا بہ انجام</p>
--	---

### مثنوی بطور خط

<p>خان صاحب مشفق والا نشان  بعد اظہار تمنائے دلی  ہاتھ میں ہے خامہ گوہر نشان  معنی رنگین اگر بسری ہو نہ  کیون نہ ہوشیرین کلامی کا اثر  سرنگون رہتا ہے کیا شام و بکاہ</p>	<p>منظر لطف و انیس و مہربان  در جواب نامہ لکھتا ہوں جلی  تا کروں دور ریزی معنی بیان  صفحت طراس سب گلہ پز ہو  بند بند اس کا ہے مثل نیشکر  جہہ فرسا ہے سدا یہ روسیہ</p>
--	---



<p>غرض دونوں کی سن سنکر وہ گفتار  پڑے کانوں جب یہ حرف دگرش  کیا کتنوں نے چاک اپنا گرہ بان  ہوئی جطر ح کی اوس وقت تاثیر  کسی سے من نے یہ قصہ سنا تھا  طلب میں وہ جوان اک نیشہ گر کا  رہا از بسکہ عشق اوسکے میں محکم  جو کوئی آپ کو اس طرح کہوے  ہوا زگرہ بسر جون اوس میں موجود  محبت حق کی جس میں یون در آئی  جو حق کے عشق میں ثابت قدم ہو  جو آگے اوس کے ہو دیواریا در  خدا اک عشق کو ایسے کے ماننے  سُنی حضرت نے یا رویہ کہانی  تو لون میں دوڑ کر ادنکے قدم حرم  بھلا کب منسفی کے پو کے در پنے  لگی ہو کر بُری تم کو یہ نقشہ سریر</p>	<p>کھڑے اوس جاے پر روتے تھے حصار  کیا بہتوں نے سنکر یہ سخن غش  ہوئے اکثر بروے خاک غلطان  نہیں کی جاتی اوس عالم کی تقریر  پر اب اظہار سے یہ مدعا تھا  ہوا عاشق جو اک زر گرہ پسر کا  ہوے اک روح و دو قالب باہم  خدا کا وہ خدا تب ادسکا ہوئے  محبت یون ہو تو ہو عید موجود  کرے ہے بندگی میں وہ خدائی  مکان دیر بھی اوس کو حرم ہو  نہ سمجھے حق سے خالی ہو یہ اب گھر  جو اوس کو ہر جگہ حاضر نہ جانے  اگر سمجھیں ذراہ نکستہ دانی  دگر نہ یان ارادت اپنی معلوم  کہو یا رویہ سچ ہے یا غلط ہے  بے تو کیجیے سودا کی نقیصہ</p>
--	---

دربیان دعائیہ مدح شاہ عالم پادشاہ ظل اللہ ونواب وزیر الممالک  
آصف الدولہ بہادر

<p>پہنچ اے ساتی میخانہ ہوش  کہ تا سرخوش میں اوس بادہ سے ہو کر  سمجھ اے خامہ یان جلے ادب ہو  زبان آب گھر سے پہلے دھو کر</p>	<p>لبا لب بے مجھے پیمانہ ہوش  کردن کچھ تازگی سے اب سخن سر  کہ یہ مدح شہ عالی نسب ہے  بروے صفحہ تب کیہو سخن سر</p>
--	---

<p>گر پہونچ سکتے نہ جلدی داک میں بھیبتا باز دہاے ستام کیا لکھوں بس حال مہجوری بھلا اضطراب دل کی یہ میں نے لکھا چاہیے اپنی خبر لکھا کرو تا ابد رہوے یہاں بھی اردو ہاں رد کے کہتی ہے قلم اب مجھ کو تمام</p>	<p>یک قلم ز کس منظر وہ تاک میں اپنی آنکھوں سے تعین لے نیک نام جب قلم کا سینہ خن ہونے لگا موج دریا کا غنڈا بری بنا بے قراری دور ہو سکین ہو حرف رسم خط کتابت درمیان ختم کرتا ہے یہ لکھ کر دہ سلام</p>
---	---

### منوی چہارم بطور خط

<p>پہلے پہونچے مری طرف سے سلام پھر جو ہے اشتیاق ملنے کا یہ سخن جانو بقیہ سن کر کے جو گناہوں سے ہے ہمیں واللہ رسم دنیا میں ہے یہ مدت سے دل کو دل کی جبر پہونچتی ہے ہیت ہر ایک تازہ مضمون تھی ہوئی دلوں کے مطالعے سے خوشی خط نہ لکھنے کا جو لکھا تھا کلا ہم نے سو طرح مہربان کیا دیکھیے اس میں کس کی نئی تقصیر نہیں اب خوب زیادہ طول کلام لکھی زندانہ اک دوپٹی بات لیکن اب دل کی بیقراری ہے اب قدیم رنج کیجیے جلدی دل جو شوق ہووے ملنے کا</p>	<p>کہ یہی ہے طریقہ اسلام وہ قلم کی زبان سے کب ہوا شوق جس مرتبہ لکھا تم نے راست کہتا ہوں میں خدا ہے گواہ کہ جہان واسطے ہے الفت کے چپ کے کیونکہ دوستی سی شے نئی طرحوں سے خوب موزون تھی آفرین کی ہر ایک جاگہ تھی جب پڑھا وہ تو محض تھا عجیب نتیجہ ملنے کا کیونکہ گمان کیا جس کی ثابت ہو کیجیے تحریر یہ یہیں تک خط کوین کروں ہوں تمام ہے کبھی ڈراغرابی اوقات وصل کے دن کی انتظار ہے کہ نہیں تاب مسر کی باقی ہو خط کتابت سے اس کو فائدہ کیا</p>
---	--

گرچہ ہے مہر خموشی بردہاں  
غور سے دیکھو نظر آتا ہے صاف  
رفتہ رفتہ پاسے لیکر تا پسر  
سیدھی کہتے ہیں اسکے اہل فن  
گرچہ سینہ صاف بان کھتی ہے لوح  
کیا کون تعریف اوس کی سرسبز  
سرسبز خرپر خط ہے دل یہ اب  
آپ کا پڑھ کر خط بھرت منتظر  
نکل نرگس ہے یہ چشم انتظار  
ہے خیال اس دلیں یا تنک آپکا  
کیا لکھوں بیتابی درد و سراق  
تاب دوری کی نہیں ہے دل کو تاب  
آپ سے صاحب نہیں کچھ دور ہیں  
شیخ سان سر رشته الفت تمام  
کچھ نہ پوچھو ماہی بے آب ہوں  
تم بن اب با چشم نظارہ کنان  
یاد میں شب کو بیاہن صبح کی  
چشم طوفان خیز ہے کیا اپنی آہ  
دل گرفتہ غم تصویر ہو نہ ہوں  
مختصر کر کے کروں میں کیا رقم  
آپ نے لکھا تھا ہم نے چند خط  
خط اگر آتا تو لکھتے ہیں جواب  
صورت مہر لافہ چشم یان  
یہ نہ تھا معلوم کچھ کیسے یقین  
خط کے آنے پر نہ کرتا انتظار

یک کلم ہے کام میں اوسکے زبان  
جون در مقصود ہے سینہ شکاف  
مشق الفت میں سدا رہتا ہے غرق  
ہے بحال شیر نیستان سخن  
لیکن اس کے سامنے ہے سادہ لوح  
آئین سے جھاڑ ہے لعل و گہر  
موبو کیسے رسم احوال سب  
کچھ ہوئی شکین نہ اس کو لکو فقط  
رنگینی واد دیکھ کر بے اختیار  
ابتدا کو ہونہ جس کا انتہا  
دیکھنے کا ہے تھا ہے اشتیاق  
یون جلون ہوں دن کو جیسے آفتاب  
گردش افلاک سے مجبور ہیں  
سب پہ روشن ہے کہ رحم سے مدام  
تشہ دیدار ہوں بیخواب ہوں  
روز و شب حیران ہوں آئینہ سان  
چشم اختر سے لگی ہے منکشی  
نار مرنگان ہے رگ ابر سیاہ  
واشد سر پنجہ نقد پر ہوں  
قصہ فرقت نہیں ہوتا ہے کم  
تکو بھیجے بان نہیں پہونچے غلط  
اے کرم فرمے من وہ ہیں شباب  
انتظار خط بن بھی وامر بان  
ڈاک بیٹھی ہے اودھر کو یا نہیں  
ناماے شوق لکھتا لاکھ بار

لیکے انسانات سے تاحش و طیر یون کلام مولوی دے ہے خبر کچھ نظر آئے غیر ازاوس کی ذات منی ہم اس شعر کے سمجھے ہیں یون	دیکھنی قالب سے مطلب ادنی سیر یہنے بن جس دل میں دیکھا پٹھکر اس قدر پایا محیط کائنات اور کی تمید میں کچھ اور ہون
--	---

## حکایت

سلف کے زمانے کا تاریخ دان  
کہ ملک عجم کا تھا اک بادشاہ  
قصا کاروہ والی نامدار  
طلب کی اطلب کی تجویز سے  
پہ او سکونہ ہوتا تھا کچھ سودمند  
دو اسے نہ دیکھی جو شہ نے فلاح  
کہ دست و مایہ کی گھر طلب  
گئے ملے سب قلندر کے پاس  
کہا دست دعوت کروں میں دراز  
سنا شاہ نے جب گدا کا سوال  
کہ جب جان ہی ہاتھ سے جائیگی  
غرض لکھ کے اقرار اک منہ پر  
رکھا او سکواور کر کے ادن نے دھو  
نہ گزرا تھا اس بات کو ایک دم  
جو مسدود تھی ریح رو دوئے بیج  
بہر حال تب شہ نے پانی شفا  
کہا مرد درویش نے اسے غزیر  
کہ خواہش میں اس سلطنت کے کجاں  
یہ دنیا جہان جاے یک چند ہے

یہ لکھتا ہے احوال وارفتگان  
خداوند و ہیمن و تخت و کلاہ  
ہوا در و قونج سے بقیہ رار  
طبیعت کی تلسمین ہر چیز سے  
ہر اک لحظہ تھا درد اس کا دو چند  
کی ارکان دولت سے اپنے صلاح  
بہ نسبت دوا کے مناسب جواب  
کیا واقعہ اس سے سب الناس  
اگر بادشاہت کرے وہ نیاز  
یہ کچھ کر کے دل تیج اپنے خیال  
تو کس کام پھر سلطنت لئے گی  
دیا بھیج اس مرد کامل کے گھر  
دعا کے حق میں کی ہو قبلہ رو  
جو زائل ہوا نفع درد شکم  
ہوئی دفع کھلتے ہی سد دئے بیج  
کہا کر یہ دے دے کو اپنے وفا  
اسے چاہیے شخص پر بے تمیز  
کہ وابستہ اک گوز پر تھی ندان  
عبث دل ترا اس جگہ بند ہے

چاہیے یوں کہ خط کے دیکھتے ہی حد سے افزون ہے اشتیاق مجھے یہی ہے دلیں آرزو دن رات	دوہین کیفیت لایے جلدی نہیں اب طاقت فراق مجھے کہ سدا ایک جا کئے اوقات
---	--

## اشنوی نجم در بیان معانی بیت اشنوی مولوی روم

حق تعالیٰ نے بہر صاحب کمال مدعا پر وہ مقال اس سے نہیں یا سخن ایسا کہ جس میں ہووے شر چاہیے نکلے زبان سے وہ سخن کئے عالم جس سے ہوئے مستفید نطق کے ہے باغ کا پھل اور پھول یا کلام عارف باللہ ہے یو پس میں اس صورت میں یارویہ سوال یاد ہے وہ شعر مولانا کے روم بیٹھ کر آپس میں کہتے ہیں بیان شعر وہ یہ ہے کرو تم گوش ادھر ہجھو سبزہ بار بار دیکھ دہ ام اسکے معنی سے تنازع ہے پدید مولوی ایسا سخن کیوں کر کہے کلمہ کفر اس سے کب ہوئے ظہور کوئی کہتا ہے کہ مستی کا کلام بول جاتا ہے وہ اکثر اس طرح کوئی کہتا ہے بھلا ٹک کیجے غور مدعا اگنے سے ہے نشوونما ہے غرض غالب دل ہر ایک کا	کی عطا منہ میں زبان بہر مقال گفتگو دنیا کی جس میں ہو کسین ہو بچے اپنی جنس کو جس سے ضرر آفرین جس پر کرے ہر مرد و زن سر بسر ہو فائدہ اوس سے پدید ذکر قال اللہ یا قال الرسول سوے تحقیقات جس کی راہ ہے اون سے کرتا ہوں جو میں صاحب کمال جس کے معنی سو طرح اہل علوم پر نہیں ہوتے ہم خاطر نشان دل کو ٹک لاؤ بفہم و ہوش ادھر ہم قصد و ہمتا و قالب دیدہ ام گر یقین کیجے تو ہے کفر شدید جس کو نسبت کیجیے اس حد سے سمجھئے کہ یوں تو ہے نقص شعور مولوی پی کرے عرفان سے جام بن پیے اوس سے کے سمجھیں کس طرح معنی گذرے ہیں مری خاطر میں اور ہر جگہ کرنا خودی سے ہونما خلقت خالق میں بد اور نیک کا
--	--

<p>یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے قیاس رہا اونکی خدمت میں تا چند سال اگر کیمیا آپ کو یاد ہو، کہ کہا ہے یہی گر ترا مدعا یہ اجزا میں اسکے تو جا اور لے آ غرض طور جب کر لیے سب بیان یہ نسخہ تو جو وقت لے کر بنا لے کہا ابھی یہ بات ممکن نہیں تھیں اس کا دینا جو منظور تھا نہ سمجھا غرض اوسکے رمز نکات کہ جب دیکھو خطرے پہ تدار کیا</p>	<p>کیا ایک درویش کامل کے پاس کیا ایک دن وقت پا کر سوال تو بندے کو بھی اپنے ارشاد ہو تو بہتر ہے دینا ہوں تجھ کوں بتا یہ ترکیب ہے اس طرح سے بنا کہا اس میں اک شرط ہے درمیان کہ جو دلیں بندر کا خطرہ نہ لاسے جو خطرہ ہو دلیں وہ جا کے کہیں تو اس حرف کا کون مذکور تھا کہ پردہ میں تھی مرد عارف کی بات تو پھر، سچ ہے خطرہ کیمیا</p>
---	---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>اکی شعلہ زن کر آتش دل وہ دل ہے ہو جو پیش غم سے معمور ہو شور انگیز چشم گر یہ آلود ہے یوں کلفت تن میں دل پاک کرامت کردہ عشق آتش انگیز مدام اک ناز پروردے جرات ہمیشہ جو نرگ تاک بریدہ ز موی شک دے خنجر گلو کو امید و نیکے ادٹھا خاطر سے دھواں کر ایسا مشتعل داغ جلدائی کھلے دل پر بدنیسان باب توفیق</p>	<p>تبت دل مے بقدر خواہش دل مشک سرسبز چون شان زنبور لب زخم جگر کو رکھ نمک سود کہ بہانہ ہوئے جون اختر خاک کہ تاہر استخوان میرا ہو گلہ نہ کرے خلوت میں دلکی استراحت ہو آنو تا سر مرزگان رسیدہ نیابت جون سنان کے موہو کو ایش شخص دل کر شاہد پاس ہو روشن جس سے شمع آشنائی کہ بے پردہ عیان ہو دے تحقیق</p>
---	--

نہ ہوں من بعد محو پوچ بانی  
کردن اہل سخن سے موشگافی

رکھ احوال ملک دان کا مد نظر بہر حال دودن میں کٹ جائیگی ہے دودن کا زیر زمین خواجگاہ چہ بر تخت مردن چہ بروئے خاک	سے درپیش اک عمدہ تجلوس کہ بان توجو کچھ پیش آجائے گی اگر ہے گدا بان و گربادشاہ مسلم ہوا جب کہ ہونا ہلاک
---	---

## حکایت

جز اپنے نہ رکھتا تھا اسباب اور ہر اک سال کے بیچ خوشحال تھا اگر ہم بھی خدمت میں ہوں مستفید معین ہو یکجا ہم بود و باش دلے خوب خاطر سے تیرے قبول دیا خاص کر اپنے گھر میں مقام درخانہ رکھتا سدا عقل مند کھلے چھوڑتا ادب جگہ کے گوار سبب کو یہ سائل ہوئے اسکے سات کہ وضع جہان سے ہے یہ برخلاف موافق تھیں سے تو یہ چال ہے جہان ہے کچھ اجناس یا نقد چیز کسی کی ہے کچھ میں ہوں اپنی متاع وہ کیا ہے کہ اپنے سے آگاہ ہیں کوئی چیز یاں تجھ سے بہتر نہیں تو اس رمز سے اک اشارت ہو جس	سنا ہے کہ اک مرد آزدہ طور جہان تھا دہان فارس ابال تھا کہا اوسکو اک شخص نے کیا بعید کوئی دن تو اس جا پہ کیجے سواش کہا اگرچہ یہ بات بنے بے و مول لے آیا یہ اوسکو بہ طیب تمام یہ جب تک کہ اوس گھر میں کرنا اند مگروان سے جانا کہیں بہر کار کھلی جب کہ ہمایگان پر یہ بات اس عقدے کو کیجے گا ہیر بھی صاف کہا چیز کیا اس میں اشکال ہے محافظ کسی گھر کے ہیں سب غریز غرض کو سنا ہے مرا اختراع غرض یہ کہ جو عارف اللہ ہیں جو غافل تو کچھ سمجھے اپنے تئیں جو رکھتا ہے کچھ اپنے دل میں ہوس
---	--

## حکایت

سنا جائے کہ ایک ہوس کا حال	کہ رکھتا تھا نت کیسا کا خیال
----------------------------	------------------------------

## دربیان مناجات

سدا دنداپے اکل پیسہ  
میں ہوں گرفتار بل ناز جسم  
شفیعوں پر تنک میرے نظر کر  
کہ جس جاگہ ترا فضل دے عطا ہے

بھق باطن ہر چار سرور  
پہ تیرے فضل کا دریغ کیا کم  
اوس آتش کو تک اس بانی سے ترک کر  
میں کیا اور کس قدر میری خطا ہے

## دربیان شروع حکایت

الالے چاہا ساز بادہ نوشان  
ہے عرصہ دلیہ خاموشی سے آتشک  
مری اس خاک کی دھوول سے کلفت  
شب اک ماتم سراے خانہ عشق  
کہ تھا پنجاب میں اک مردود ویش  
ہمیشہ دست دل سے پلے کو بان  
حزین عشق با نند دم سرد  
گداز تن سے تھا از خویش رفت  
بتو یز جنون دلدادہ عشق  
برنگ شمع سر سے پانوں تک نار  
مقام اوسکا تھا اک جاگہ سر راہ  
دراں اوس جاگہ کتا اسقدر پاک  
اگر تنکا تو دان سے ڈھوڑ نہ دلائے  
عجب ہے لطف سے شاداب خم  
کئی اک صحن میں اوس کے خیابان  
شجر دان کا ہر اک اتنا عجوبی  
بہم اس طرح شاخیں تھیں نمودار

زبان گویا کن خاک نموشان  
رہے کبتک یہ آئینہ تہ زنگ  
کہوں میں داستان جذب الفت  
بیان کرتا تھا بون انسانہ عشق  
گرفتار بلا ہے حالت خویش  
سدا آشفتنہ چون زلف خوبان  
بان جان عاشق سر بردرد  
ہو چون جو چکیدن موم نقتہ  
ولے عاشق نہ تھا آمادہ عطش  
پہ تھی اک اشتعالک اوسکو درکار  
بوغنہ تکیہ ہے جس سے تو آگاہ  
کہ کوئی آب گوہر سے ہو یا خاک  
تن لاغوسا اوس کے ہنار ہے  
کہ ایسا قطعہ دیکھا ہے بہت کم  
وہ گویا انتخاب باغ رضوان  
نہ ہوئے جسکی کیفیت کو طوبی  
گلے میں باہن جون دالین میں دوبار



## در حمد باری تعالیٰ

بنام آنکہ عشق آموز دل ہے  
عطا کی ادن کے گل کو شکل زیب  
جہان ہوا سکا غم ہنگامہ پردانہ  
لگا کر موسے تاخار حسن و طور  
ہر اک پر فے میں پنہان ہو وہ خورشید  
جو دیکھے ہے تو اس عالم میں موجود  
نہ ہوا اس سے اگر ذرہ کو تا سید  
دم ماہی ہے جس صورت سے پانی  
جو دیکھے تو ہر اک دم کو بامعان  
فضولی ہے اب آگے حزن و گرفتار  
اگر دریافتی برداشت بوس

چراغ افروز شمع سوز دل ہے  
کیا بلبل کو ادن نے ناشکیبا  
ہے ماتم کے تین شادی پہ وان تاز  
ہیں اسکے شوق نظر ہمارہ میں معمور  
تو اس دھوکے میں ہے یہ عمر وہ زید  
ہے اسکی بود سے ان سب کی بہبود  
لے کیا رو کہ چاہے وصل خورشید  
اسی سے ہے ہر اک کی زندگانی  
تو کچھ سمجھے ہیں یہ کیدھر کی فیضان  
کہ یک مشت نمون بس ہر زخردار  
دگر غافل شدی انوس انوس

## در لغت حضرت سید اکرم سلیم

الالے ساتی فرخندہ فرجام  
کہ یان نقد فضوی نار و آب  
ز بے سرو فقر باب ملت  
محمد وہ کہ ہیں جتنے پیسہ  
نہ ہوتا وہ اگر زینت وہ خاک  
جہان میں ہے یہ جتنا کچھ ہویدا  
غرض جو کچھ کہ اس کا مرتبہ ہے  
یہ منہ اسکی ثنا لائق نہیں ہے  
بس اب بہتر ہے اس جا کہ خوشی  
سکوت بر محل ہے دل کی تفریح

ادب کی مے سے تو آتش کا بحر جام  
نہیں یہ حمد لغت مصطفیٰ ہے  
تداوی بخش صد انواع علت  
ہیں اسکے مرتے سے سب فروتر  
نقد خاک کے ہوتے زافلاک  
ہوا اسکے لیے سب کچھ یہ پیدا  
خدا ہی عالم اوسکا یا خدا ہے  
شنا کر دانکا جبریل میں ہے  
کہ ہو عجز سخن کی عیب پوشی  
سخن پر اوسکو سودر جہ ہے ترجمہ

نگاہوں میں رہا صد بحث و تکرار  
محبت نے کی دو لون دل میں تاثیر  
پر اس عرصہ میں کچھ دھیمی ہوئی دھوپ  
طلب کی دل سے ہر اکے اجازت  
الائے ساقی خون جگر نوش  
کوئی یہ بھی دل آزاری کا ڈھب ہی  
عجب رہ رہے یہ راہ آشنائی  
ولے یہ بات اندیشہ میں کب آئے  
کہیں دو دل نظر آئے نہ حسد  
چنانچہ لوح سنج بزم تاثیر  
کہ جب وہ قوم اور یہ ماہ رخسار  
دواع یار نے یہ کی مسادی  
کے جون زخم گردون نے ہنسا یا  
غرض ایدھر تو جلتی تھی یہ دل ریش  
نہ اس کو کچھ سخن کہنے کا یار  
یوں ہی باہم بخت یہ محو بلا ہا  
ہوئی وہ قوم جب تکلیف سے راہی  
کہا اون نے نگاہوں میں کہ منتار  
گئے وہ اوسط اور یانہ یغناک  
کہ لے گردون دون یہ کیا کیا تین  
کوئی دیتا ہے اس ظالم کو بھی دل  
وہ کیا دیکھی خطا مجھ سے کاک بار  
میں جس خطر سے نہ لرزے تھا رنجش  
بھلا لے سفلہ و دورا رفوت  
میں ہوں وہ تشنہ کام دشت حسرت

نہ تھا ہر چند وان امکان گفتار  
ہوا پر خانہ وہ تو دے میں اک تیر  
مس خورشید کا سین ہوا روپ  
کہ چلیے اب نہیں اتنی تمازت  
نہ کر یان تک حق محبت فراموش  
کہ میں مہر تا ہوں تو خصمت طلب ہی  
نہ ہوں گر جا بجا خارجہ دانی  
کہ عشق وصل یک جاگہ گرہ کھائے  
کہ لیون کام دل باہم وہ یک چند  
کرے ہے اس طرح یہ بات تقریر  
ہوئے چلنے کو اس نیکے سے طیار  
کہ یان آخر ہے غم انجام شادی  
کہ ہنسنے میں نہ خون او سکور دلایا  
اودھر ہوئے تھا آتش پر وہ درویش  
نہ اس کو جز خموشی اور چار  
کہ ناگہ وان سے وہ ڈولا اوٹھایا  
اجازت اون نے اس معذرتے چاہی  
بد اتمت میں کیوں تھا تو ناچار  
کے تھا زیر لب باپشمن مناک  
وہ دل سافند یوں از زان دیان  
کہ جائے چھوڑ صید نیم بسل  
کیا تین وقف جان مدیش آزار  
وہ ہی آفت مرے لایا تو در پیش  
یہی ہوتی ہے عالم میں مروت  
نظر آیا جسے پانی بکثرت

غرض سایہ کے وان کے ہوسلاسل  
 مسافر جو کوئی ادس راہ آتا  
 سرے دہر تھی گویا وہ جساگہ  
 وہ ایک احوال سے بیچارہ درویش  
 نہ اوس سے دلو اک چوٹی کے آزار  
 بسر کرتا تھا جس صورت سے دنرات  
 خوش احوال یا ران گذشتہ  
 اک ہم بین خلقت انسان بے تنگ  
 ہے بدتر مرگ سے وہ زندگانی  
 بہشت آنجا کہ آرائے ناستد  
 غرض جب تک وہ تھا اس خاکدہن  
 بد و نیک جہان سے چشم بستہ  
 دلون کا پاس تھا آرام اوس کا  
 قصائے اس میں یہ بازی اٹھائی  
 زبیں دیکھی جگہ مطبوع و جاسر  
 جہان پر قافلہ اترتا تھا سارا  
 ہوئی گری سے ڈولی کی وہ جب تنگ  
 نکالین انگلیان پردے سے باہر  
 تعالیٰ اللہ چہ قدر اوچے انگشت  
 وہ کافر دیکھنے میں آنکھ کے موج  
 کہوں کیا بات منھ کی جسے آگے  
 جو دیکھے یک نظر وہ روے زیر  
 دو چار اوس سے ہوا یہ مرد درویش  
 نہ جانے تھی نگہ یا تیسر یا بار  
 کوئی یکدم جو تھی یجادہ خرسند

کشان بھی سو طرب سے دامن دل  
 وہ دل سے یاد منزل بھول جاتا  
 کہ جو آیا وہ بھولا منزل درہ  
 میقم اوس جا میں تھا باخاطر لیش  
 نہ اوس پر نیک و بد سے خلق کے بار  
 کہاں پائی فرشتہ نے یہ اوقات  
 کہ جسکی زیست تھی رشک فرشتہ  
 کسی سے ہم کوئی ہم سے بیان تنگ  
 کہ جب ترب دلہ ہویم سلا نی  
 کسے را با کسے کا لے نباشد  
 بخوبی شہرہ تھا سائے جہان میں  
 ہمیشہ برد در دامن نشستہ  
 تھی خدمت ہر کسی کی کام اوس کا  
 کہ ناگہ اک برات اوس راہ آئی  
 او تر بیٹھے ہر اک سو عورت اور مرد  
 وہیں اک سمت دو لہن کو اوتارا  
 کیا اون نے ہوا کھانے کا آہنگ  
 رکھیں اک ڈھب سے پشت و پیر  
 کہ دین تھیں خوبہائے خلق ہمیشہ  
 وہ شوخی میں کرے تھی برق سے گونج  
 کیے خورشید کو چمک چوندھ لاگے  
 نہ ہوئے پھر کسی رو سے شکیا  
 گیا بیچارہ اک جھپکی میں از خوش  
 کہ بے تحریک وہ دل سے ہوئی پار  
 ہوئے باہم ہزاران عمد و پیوند

یہ ادنیٰ اک محبت کا اثر ہے  
 پہ وہ بختہ اُسے جلنے سے لے خام  
 کہ یہ دو شخص کو ظاہر میں بین دو  
 خیال دو ہم اوسکے پنج اس طرح  
 جو کچھ اول میں میں دیکھی ہر مثال  
 ہے یہ بھی بلکہ اک حزن کدائی  
 نہیں اتنی بھی دان آپس میں تفریق  
 سنا ہے میں کہ تھا یسلی کا یہ قصہ  
 ہوا فساد و ماضی حسب ارشاد  
 ہر اک نشر تھا اوسکا شوخ سر تیز  
 سلیقے کا کون اوسکے میں کیا حال  
 جہاں ہونا تھا گرم و ستکاری  
 اوسے خلوت میں جب اودن نے بلایا  
 ہوا گردون دون اوس سے ساعد  
 کہ جس کے ناز کا انداز محرم  
 غرض جس شکل سے تھی خواہش دل  
 ہوا جاری رگ لیلیٰ سے یان خون  
 ہزار افسوس اوس جاگ نہ تھے ہم  
 یہ کیا معنی کہ اک حجام بے منزل  
 اُسے لے ساقی خمخانہ ہو کشش  
 ہے وہ مے تائیب خطرہ بھلاؤن  
 جو کوئی یان لکھے ہے طالع شوم  
 اگر گوہر کمین سے ہاتھ میں لائے  
 دگر بائے طلائی دشت افشار  
 بچنا بچہ نقد کا اس زر کے صراف

کہ دلو حال سے دل کی خبر ہے  
 بڑا ہو جو اس صورت سے کچھ کام  
 پہ باطن میں بہین فرق سر مو  
 دو آئینہ میں اک صورت ہو طرح  
 بعینہ ہے وہی ثانی کا احوال  
 جہاں ہوتی ہے باہم آشنائی  
 ہے یہ قول کی یہ بات تصدیق  
 کہ بہر دفع وحشت کیجیے فساد  
 پہ کیا فساد اس فن کا اک استاد  
 کہ مرگان سے کو کا فر کا خون نہ  
 کہ چہرے تھا وہ آنکھیں موج کربال  
 رگ خار سے خون کرتا تھا جاری  
 یہ لے آلات خدمت دان در آیا  
 لی اپنے ہاتھ میں اودن نے وہ ساعد  
 اگر ہو گا تو کچھ مجنون میں تاہم  
 کیا کام اودن نے اوس ساعد سے حاصل  
 چھٹی بے بیشتر دان فساد مجنون  
 کہ اپنے ہاتھ سے کرتے ہو کم  
 لے اپنے ہاتھ میں وہ ساعد لغز  
 میں بد جلوئے کی منزل فراموش  
 سخن کو تہ کروں مطلب پیادوں  
 جو ہے بال ہما ہو جائے وہ یوم  
 بزرگ نرال پانی ہو کے بہ جائے  
 وہ ہو جون موم اوسکے ہاتھ میں خار  
 کے ہے اس طرح احوال اسلاف

<p>گیا نزد یک حب او کے پس از دیر غرض پھر خلق میں آمادہ رہ بخور کھڑے ہو کر کے ادن نے ایک دو غم چڑھا اک پیڑ پر وہ شعلہ آسا جہاں تک قوت مانتی تھی نظر آنے سے مطلق رہ گیا جب گرا اوپر سے نیچے وان یہ مخرج اوٹھا ہر سو قیامت کا سالگرہ گریبان چاک گرداؤ کے یک عالم دل او کے غم میں لاکھوں کلفت اندر نہایت بعد جسوع و فرزع بسیار کہ یہ جاؤ کے جیتے ہی تھی مرغوب غرض جس طور پر ہے رسم و آئین</p>	<p>تو دیکھا اک سراب خشک اور سیر جو نظر دن سے گیا ڈولا کچھ اک دور کہ حسین بڑھ گیا آگے وہ کچھ اور نق دل سے لہو کا اپنے پیاسا یہ تھا یان اور نگہ اس کی ادھر تھی ہوا وہ روز اس پر تیرہ جون شب گئی دنبال ڈولی کے چلی روح کے تو پھونکی اسرافیل نے صور کرے تھا نوح و فریاد و ماتم ہزاروں چشم و شرکان گریہ آلود صلا حائ یہ لگے کہنے ہر اک یار یہیں رکھے اگر اسکو تو کیا خوب کیا اس مرد کا بختیز و تکفین</p>
---	---

## دربیان تاثیر عشق در ویش بدل عروس و مذکور آن

<p>الالے ساقی نمخانہ عشق یہ کیا پیسا نہ لب ریز غم یار نہ جانے یہ محبت کیا بلا ہے نہ تنہا عشق اس سے شیون آہنگ جہاں پاؤں گا تو آشفۃ لبس ہوا پردانہ جلکر کس جگہ ڈھیر چنانچہ واقف راز ہنسانی کہ یان در ویش نے جو قوت دی جان وہ شوخ اس طرح دان آشفۃ تھی غرض عیش جب کھولے ہر پرے</p>	<p>ادھر سے تک دوسرے بانی عشق ہو جہین سر بسر فرقت کا شکار کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے ہیں خوبان بھی اسی اندوہ سے تنگ پھٹا دیکھے گا جیب طاقت گل دہان کھینچی ہو چنرے شمع نے دیر کرے ہے اس طرح گو ہر نشانی وہی ساعت وہی لمحہ وہی آن گویا اس حال سے اسکو خبر تھی جو حائل کوہ ہو تو شیشہ کر دے</p>
--	--

اس کے بادہ نوش کر دشت دہر ہوں تشنہ لب نہایت مثل خامر	بند و بنا جام مجکو ہے یہ کیا قہر دے وہ ہے جس سے ہوں سرگرم نام
---	--

## نامہ نوشتن و فرستادن قاصد بطرف مادر

### ویدر عروس

<p>دوہر واقف تفصیل و اجمال کر آئے تاج سر قوم و قبائل وہ گوہر جسکے رشتے سے ہرک یاں نہ جانے کیا ہوا اسکو تب و تاب وہ نادیدہ غزان گل برگ نوخیز تھدا جانے کہ اس کو کیا بلا ہے جہانک چارہ دان تھے سب بین ناچار مگر بے کوئی بعد از تامل کہ کتنی یہ اقربا اپنے سے مالوف سو یہ گھر اور وہ گھر ایک سا ہے کسی کی نیکی ایدہ سر روانہ کیا یہ لکھ کے خط ملفوف جدم لکھا نقدیر کا ہرگز نہ جانا دیا یہ خط کسواک پیک کے ہات ز سے نقدیر ہے اوس کی سراسر ہمارا کس قدر تو یہ سر راے کرین ہن حسب ظاہر ہم بھی تدبیر چننا بخون سنا ہے من کہ جس دم تھے اوس گھر کے جہانک بپر و غفل</p>	<p>باین تقریب لکھتا ہے یہ احوال سراسر شفقت و اشفاق مائل بخود بالیدہ سخا مانند حرجان ہوا چاہے کچھ آپ ہی آپ بے آب ہے جون شاخ کن ہر دم دھڑکیز بد نقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے پہ کچھ سمجھا نہیں جاتا یہ آزار کرے ہے اس طریقہ پر تفصیل ہے محنت اوسکی دان ہونے پہ ہوقوف یونہی نہ مصلحت ٹھہر بھلا ہے کہ لیا اسکو یاں سے سوئے خانہ ہوئے اس مصلحت سے سب وہ غم کرے گا کیا کوئی دم میں زما نا کہ جانا یاں سے وان تک جسکو کیا بات ہے کیا دانش جو ہوئے اوسپر دائر کہ اوسکی کنہ ماہیت کو وہ پاس پہ کیا جانے ہے کیا اسرا نقدیر ہوا یہ پیک اوس منزل کا محرم ہوئے اوس سے وہ سب پران اجل</p>
---	--

کہ جب وہ نازنین گھر پہنچ آئی تو  
 کیے سب نے پچھا اور اس قدر دُر  
 ہوئی جو چشم اس رو پر نظر باز  
 شغب سے دان ہر اک دلیکا تھا یہ رنگ  
 زن دم و دو قبائل تھے جو کچھ دان  
 نہ اوس کو صبر نہ طاقت نہ آرام  
 ہر اک دم تازہ اوس کو اک خلش تھی  
 ہر رنگ زلف گہ آشفتمہ اطوار  
 جگہ غائب کے منہ او پر وہ بیتاب  
 بجان سب گھر کے لوگ اوس کے تعجب سے  
 بقدر فہم ہر ایک کو چک و پیر  
 پرا دس کا حال تھا ہر دم تباهی  
 نسیم آسا اوڑانی تھی کبھو خاک  
 کبھو نوچے تھی سر کے بال غم سے  
 کبھی کبھی تھی ظالم سے یہ مظلوم  
 دماغ اپنا جلاتے تھے زن دم و  
 غرض یہ دیکھ ہے کچھ ایسی ہیبت  
 نہ ملا پاس کے ہر گز یہ اسرار  
 عناصر سے ہو کر زیادہ کوئی چیز  
 نشستہ ہووے جون درد تہ آب  
 و گر صفر کرے صحت کی غالت  
 مگر وہ جس کو اس کالے نے مارا  
 بہت کیلنجی جب اوس دیکھ نے لڑائی  
 کہ اس مجروح غم کو سوئے خانہ  
 یہ لکھیے خط کہ تالیے کوئی آئے

و یا ہر ایک نے جی رونا فی  
 کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا ہر  
 کیا اوس چشم پر نظر رہنے ناز  
 کہ مثل غنچہ تھی تن پر قبا تنگ  
 خوشی سے ہمد گئے تھیں تنیت خوان  
 ہمیشہ گریہ وزاری سے تھا کام  
 مقیم سینہ جاے دل تپش تھی  
 گئے چون نرگس نمودر بیسار  
 کرے تھی گریہ سے تزیین مہتاب  
 ولے واقف نہ تھا کوئی سبب سے  
 کرے تھا اوس کے ہونے کی تدبیر  
 تپان تھی جس طرح خشکی میں ماہی  
 کبھو جون گل کرے تھی ہر چاک  
 کبھو نالان تھی فرقت کے الم سے  
 گیا ہے کن امیدون ساتھ محروم  
 ولے افروز تھا ہر لحظہ وہ درد  
 جہان حیران ہے سولب اور طبابت  
 عبت ضائع ہے یاں تنوید و طومار  
 طبیب اوس کی کرے تشخیص و تجویز  
 اگر سودا تو کیجے نفع و جلاب  
 ہو تبریدون سے اطفال حرارت  
 مدین جز مرگ اوس کا کوئی چارہ  
 نظر آئی یہ سب کو چارہ سازی  
 بہر تقدیر سبجے اب روانہ  
 اسے جس حال سے ہو گھر کو لیجئے

تنگ اوٹھ اور سراخام سفر کر  
مجھے کر یک دو پیمانہ میں ایک لال  
نہ رخصت یہ کہ اوس مرکی ہو یا نہ  
اے لے گردش افلاک بے مہر  
وہ کس بنے نے ایسا سراوٹھایا  
کوئی پاکیزہ گوہر یا نہ چھوڑا  
ترے ہاتھوں سے بلبل ناکش ہے  
دی تو نے جان شیریں لیل میں برباد  
ہیں یہ باتیں تو یک مدت تھی جو ہیں  
ہے کل کی بات وہ مارا تین درویش  
چنانچہ شعل اندروز معانی  
کہ جب شب پر ہوا خورشید فیروز  
ہوئے اُس خواب نوٹین سے یہ بیدار  
کرین تھے گھر میں اس مہر کی تزئین  
پنھا کر وہ تباہ تین وہ بے باک  
یہ ب کرتے تھے ساتھ اوس کے مدار  
نہ تھا اوس کو کسی کے ساتھ آرام  
نہایت اک کنیز کہنے عصر  
جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زلال  
ضعیفی سے کردن اوسکی میں کیا بات  
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت  
رکھے ہے بات میں لے بنے جو جفا  
عزیز تھی ڈول پر یہ کاروانی  
ہوئے درپے فنون سازگی یہ جب  
نہ جانے کیلی اوس کا فر نے تدبیر

صباحی سے لب ساعس کو تر کر  
کہ لکھنا ہے مجھے رخصت کا احوال  
یہ رخصت ہے اے ظالم جہانے  
ملائے خاک میں کیا کیا تو مہ چہر  
نہ جس کو خاک میں تو نے ملایا  
جسے سنگ جفا سے تین نہ توڑا  
بجھی سے گل سدا آشفہ و ش ہے  
ترے سر پر ہے ثابت خون فرہاد  
کیے ہیں حال میں کیا کیا ستم تین  
ہے آج اس ناز میں کا فکر درپیش  
کرے ہے اسطرح آتش فشاں  
پڑا ہر چار جانب غفلت روز  
کیا سب ساتھ کے لوگوں کو تیار  
ہے دنیا بچ جیسی رسم و آئین  
کرے تھی مثل گل دامن تلک چاک  
پر وحشت اوسکی ڈھونڈے تھی گناہ  
وہی دیوانی سے دہم کام  
کہ دلکش نظم سے جسکی ہر اک شعر  
تھی دان دلائل محال کس مال  
کہ جس نے کی تھی بڑھیا اکھ کی بات  
تھی سر پر ٹھوکر دن سے نہ قیامت  
کہیں تھی ادبھی اوس سے پاؤں ساق  
تھی گویا مادر گیتی کی نانی  
ہوئے اوس سے جدا جتنے تھے مان  
کیا وہی سخن میں اوس کو بخیر



پس از تلخیص چندین حرف جان کو ب  
لیا اور بعد پڑھ چکنے کے میسر  
کہ یان سے گرا بھی چلیے تو ہر خوب  
پس از بس ہو گیا تھا موسم شام  
اگر بالفرض تھی وہ عید کی سلیخ  
عجب حالت رہی اون سب پطاری  
ادبغون کا حال بد کرنے سے اور اک  
شفق نے طرح اوس گل بہرین کی  
بڑی پھلکی جو ٹک شب کی سیاہی  
پس از قطع مسافت یغزیران  
جہان تک اوس جگہ کے تھے اکابر  
کھلائین کمرین اور جھارے سردرد  
ہین جس صورت سے خدمت کے سلجھام  
غرض بیٹھے یہ جب وان فارغ البال  
کہ اب اوتے کمرض کا ڈول کیا ہے  
دکھایا ہے جنہیں اس کو مکرر  
سرحرف و حکایت بسکہ واسطہ  
بہم ملتے تھے سب افسوس سے بات  
غرض جب تک کہ یہ اجماع وان تھا  
کہ آخر صبح کا چلنا مقرر

دیا اون نے اونہیں آخر یہ مکتوب  
ہوئے اس ماجرا سے سب وہ مضطر  
کہ ہو معلوم وان کا کیا ہے اسلوب  
دوقین وان رات بتی کام ونا کام  
شب مائتم سے بھی گذری نہ تلخ  
نہ تھا کچھ کام جز اختراشٹاری  
گر بیان صبح صادق نے کیا چاک  
رنگی لو ہو مین سب پوش بدن کی  
ہوئے وان کو کچھ اونٹے لوگ راہی  
ہوئے وار وجود ان فتان وخیل  
ہوئے خدمت مین اونٹنی کے حاضر  
بٹھایا اونکو اور بیٹھے ہر اک سو  
بجالائے وہ سب انواع الکلام  
ہوئے اوس خستہ سے مستفسر حال  
ادسی صورت سے ہو یا کچھ شفا ہے  
کرے ہین کیا وہ بیماری معتد  
کہا ہوا کہ نے جو کچھ اجسرا تھا  
یہ ناگاہ اس سے ہے یہ کیا بات  
ہر اک اس ذکر سے رطب اللسان تھا  
ہوئے یہ مائل آرام یکسر

دربیان رحمت شدن عروس بر بخشش در عشق  
درویش

الائے ساقی جام مے ناب

رہیگا لب تاک توبے خور و خواب

کہ میں عکین نہٹ پایا ہے اس کو مرض کا اسے میں سمجھا ہے اب بیچ مناسب ہے جو یاں اوتیرے کوئی م زبس یہ بات تھی مقرون تھیں ہم کہا حضار نے دان سے کنار	سو کچھ ہاتون میں پرچا پایا ہے اسکو اسے اک کلفت خاطر ہے اور بیچ نرو ہوتا دل غزون سے کچھ غم ہر اک نے اسکی کی نقدیق و تسلیم اسے پردا کر اوس جاگہ اوتارا
---	--

## دربیان رسیدن عروس بہکان درویش و بجائے درویش گور یافتن و ترقیدن قبر و درآمدن ران عروس

الائے ساقی میخانہ ناز کو غیبت ہے اے ظالم کوئی دم کہ شمع نرم ہستی آہ فریاد نہ کر یہ تنگ عرصہ مجھ اوپر تنگ بجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے قسم ہے تجھ کو اپنے زلف درو کی قدح کو آتش ترے کے بھر تو تنگ بہکے جو اوس مے سے مرا کام خوشا تا غیر جذب عشق کا مل نہ لجا کھر با اس طرح سے کاہ نصرت تا شریک آب و گل ہے کیا ہے دل نے آئینے کو حیران کرے عاشق کا یہ ظالم اگر کام فنون سازی پہ اپنی جب کبھو آئے اسی صورت سے اس کا فر کے ہیں ڈول کہ جب وہ نازنین تکبیر میں آئی	نہ رکھ مے کو لب ساغر سے تو باز ہے عرصہ زندگانی کا نہٹ کم سدا رہتی ہے زیر دامن باد خدا جانے زمانہ کیا کرے رنگ مرے دل کے جراحات کی قسم ہے قسم ہے تجھ کو گل کے رنگ و بوی طراوت دے گل داغ بگر کو حدیث جذب الفت تا ہوا انجام سرا پا ہے اثر جس سے ہر اک دل کرے جو جذب جانان جان آگاہ کشان آہن کو مقناطس دل ہے دیا ذرہ کو دل نے شوق طیران نہ نے معشوق کو بھی ہرگز آرام جنازے پر نہیں تو گور پر لے چنانچہ ہے اوسی راوی کا یہ قول جگہ درویش کی اک دھیر بانی
--	---

جب اس حالت سے آئی کچھ سر راہ  
تھا گویا شاق اوس نہ پر کلف وار  
مگر وہ غم تھا کچھ اس کے لیے کم  
غرض جب وان سے چل نکلی سواری  
نہ تھا مبر و سکون اوس کو نہ آرام  
کبھو کبھی تھی خوشی و قوم کا حال  
بہ نحوے قصہ و داستان معقول  
کہ اوسنے دل سے کیوں ہی غم غلط ہو  
ہین و بھونی کے جس صورت سے انداز  
کہیں اس میں علی وضع روایت  
کہ اک جائے ہے آگے سر راہ  
جگہ اتنی تو کیا اک مختصر ہے  
زمرہ تو نہ کہیے اوس کو زہر  
گلونین سہرہ یوں لہاے ہے وان  
غرض دانے گھیا بان کی ہر اطراف  
چل اب بھینے اوس جاگہ کوئی دم  
گلونے ساتھ وان کرنا تو بازی  
پریشان گل پہ کیہو تار سنبھل  
نہیں گل شاخ پر ابستہ مر غوب  
سنے جو ادن سے وہ حرف خون دم  
پر اک نحوے تغافل سے وہ عیار  
کہ تیری مصلحت گر ہے اسی طرح  
ہے اس سے اور کیا بہتر جو اک دم  
اسی صورت سے تنہا یہ ذکر و انکار  
ہوئی اوس سے جدا یہ دایہ پیر

سواری میں وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ  
یہ کیا کیجے ہے لازم گنج کو مار  
کہ گردون نے دیا اس غم پہ یہ غم  
ہوئی دونی وہ اوس کی بیقراری  
یہ وہ باتو نہیں کرتی تھی اسے رام  
کہ تجھ بن زندگی ہے اوس پہ نکال  
کبھو کبھی تھی اوس وحشی کو مشغول  
یہ جو ہوتا نہ ہو وہ کس منط ہو  
سر زلفت سخن کرتی تھی وہ باز  
کی اوس تکیہ سے بھی ادن نے حکایت  
پنٹ لپٹ اور مطبوع دل خواہ  
عجب کچھ لطف سے پر سہرہ تو ہے  
یہ خاتم سے ہے عالم کے تمین وار  
ہو جیسے مورستی میں پر افشان  
ہے سینے سے بھی مہر وینے کچھ صاف  
فرد ہو تا دل محزون سے کچھ غم  
ہو تا لبلب کے دل کی چارہ سازی  
بہم شرمندہ ہوتا سنبھل و گل  
جو ہو پنے ہاتھ تک تیرے تو کچھ خوب  
ہوئی دل میں نہایت شاد و خرم  
کرے تھی اس سے وان جانیکا اقرار  
نہیں سر جینا مجھ کو کسی طرح  
خوشی سے لذت کچھ کہ پہ باہم  
کہ وہ تکیہ ہوا ناگہ منو دار  
دیا ہر اک کو ان نے عرض تدبیر

کہ یارب کسطح اب گھر کو ہم جائیں  
 جو پھینکے ہمیں خویش و برادر  
 جواب اسکے سوا ہم کیا کہیں گے  
 اگر ہم جانتے ایسا سراجام  
 بزرگ محل گریبان چاک و مضطر  
 کوئی کرتا تھا تن پر پہرین چاک  
 کوئی کہتا تھا کھودین اس جگہ کو  
 نئے منجے وانکے سب اس منے دلتنگ  
 ہوا جو سرد اس حالت سے آگاہ  
 سر و شاخ و بن اور جاگہ جو تھی پات  
 اک عالم انے گردا گرد ہوا جمع  
 پھر آخر حشر ہے رسم و آئین  
 کہ گویجے ہزاروں نالہ و آہ  
 ہے یان دم مارنے کا کس کو یا لا  
 جلا آیا ہے اول سے ہی ڈول  
 اگر صد سال باغی و ربیک روز  
 نہ جان اشکال عالم دیدہ پاہن  
 بگاڑین مین ہزاروں ردے و کاکل  
 یہ جتنا تختہ روئے زمین ہے  
 جو آیا اس گذر گزین سو گذرا  
 نہیں جز نام کچھ بقیہ سے اب یاد  
 یہ کل ہونا جو اسے فرستے غافل  
 یہی خورشید ہوئے اور یہی ماہ  
 کچھ اشیاء دن سے یانکے کم نہ ہو دین  
 ہیں اس صورت میں تب کہ کس کا ماتم

بھلا جائیں تو منہ کیا لیکے دکھلائیں  
 کمان چھوڑی وہ تم نے ناز پرور  
 کہ شرمندہ سے ہو کر چپ رہیں گے  
 نہ لیتے یان کے رہنے کا کبھو نام  
 پڑے یونہیں تھے اس مرتد کے اد پر  
 کوئی ڈالے تھا تن پر متصل خاک  
 ہو شاید اس تلک لیجائیں رہ کو  
 نہ تھا پھولوں کے منہ پر مطلقا رنگ  
 بنا سرتا دم وہ صورت آہ  
 ملین تھیں ہمد گرد انوس سے بات  
 ہو پر و اون کی جون کثرت سر شمع  
 لئے کرنے اور خون کی لوگ لشکین  
 نہیں وان کے لئے کو بھرا دھراہ  
 نہیں بندے کو غیر از صبر جا را  
 یقینی ہے کسی عارف کا یہ قول  
 بیاہد رفت زین کاخ دل افزور  
 یہ سب سلی خوردت قضاہن  
 بنائے اس چمن کا سنبل و گل  
 ہر اک خطہ یہ یان اک نائن ہے  
 نہ دامت ہی رہا آخر نہ عندار  
 کمان شیریں گئی کید ہر بحر فراد  
 کہ ہم مطلق منسل ہوں تہ کل  
 یہی وضع زمانہ اور یہی راہ  
 پر سب کچھ ہو مین اور ہم نہ ہو دین  
 ہے اپنا حال جائے گریہ و غم

وہ نیشِ غم جو تھا خاطر میں مرگوز  
کیا صد آہ آتشناک نے جوش  
پچھے دل سے نہ اردن نالے تالاب  
نہ اردن گریہ کے اوٹھتے تھے طوفان  
غم دلکا کرے تھی سو طرح ضبط  
شرار غم نے کی آخر شرارت  
لگا کر ماہ سے اور تاب سہا ہی  
گری بیٹاقتی سے دان یہ غمناک  
پکڑتے تھے ادسے ہر چند احباب  
گلوں پر تھی اوسے یوں اضطرابی  
اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دور  
اٹھا دو دو ل اُس جاگ کچھ ایسا  
نہ جانے پھر کہ وان کا حال کیا تھا  
کیا جن نے تامل ایک دم میں  
اسے اُس گور نے اس طرح کھایا  
ہوئی جون آب بہان یہ تہ خاک  
الالے ساتی درد وہ غم  
ہنیں یہ دورے دور جہان ہے  
نشانی کر ملک لے ظالم شتابی  
جو کوئی آب و گل سے یان بنا ہی  
ہر اک کو یان ہی ہی عقدہ در پیش  
چنا پختہ لوح خوان بزم ماتم  
کہ اس حالت کو گزری جب کچھ کئی  
نہ دیکھا رخ اُس جاگہ میں نے درز  
ہوئے امون نازنین کے اقربا و ان

ہو اجون نیشِ عقرب نار آموڑ  
پہ غیرت اوسکو کہتی تھی کہ خاموش  
ولے دل جانتا تھا اوس کو یالاب  
نہ تھا اک رستہ لیکن زیب شرکان  
پہ ضبط و عشق لے غافل پر کچھ ربط  
بدن میں یک بیک آئی حرارت  
نظر میں چھا گئی یکسر سیا ہی  
طرح بانی کے لرزی ہر طرف خاک  
پہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جوناب  
انگاروں پر ہو جون سنج کبابی  
کہ جذب عشق نے ٹکڑے کی وہ گور  
نظر آتا جسے کہتے ہیں کیسا لڑ  
یہی وہ گور تھی یا اژدہا بھتا  
لیا اوس ناز پر در کو شکم میں  
نہ ماہی پنج یون یونس سما یا  
رے باہر وہ سائے شل خاشاک  
اٹھا ہووے یہ ساری بزم ماتم  
تیک فرصت کو بہان عرصہ کمال ہے  
نہیں گرجام لا ایدھر گلابی  
مال اوسکا یہی آخر فنا ہے  
ہو شاہ خانہ یا تیمہ کا درویش  
کرے ہے اسطرح سے نالش غم  
لگا آنے نظر درویش کا ڈھیر  
مسلم جس طرح تھا وہ اوی طرز  
ہوئے اس باجرے سے شب حیران

ملک دھوان سا اوٹھ رہا جو آگ سے  
 نے وہ شوخی نے وہ لڑکاپن رہا  
 بڑ گئیں ہیں منہ کے اوپر جھائیاں  
 چہرہ مسون سے ہے سارا بدنما  
 چاند پر بادل کہ جیسے چھا گیا  
 منہ پر سبزی اور سیاہی جم گئی  
 ہو گیا اک مرتبہ ہی سبز رنگ  
 تب کہا میں یا یہ کیا ہے بلا  
 چپ ہی بہتر ہے کہ اس مذکور سے  
 بیاہ کے کرنے سے ہوتی ہے خوشی  
 جب تک اک عالم تجسید تھا  
 کیا کر بن اپنی مصیبت کا بیان  
 کہ خدائی کا ہے جب سے اتفاق  
 ہو جو مشاطہ کا حسانہ خراب  
 کیا کہن میں اوکے رنگ اڑھنگ سے  
 ایسا بد صورت ملا یا آدمی ء  
 دست و دشمن کا نہیں کچھ ایمن دس  
 رنگ جو ن گل اڑ گیا ہے سرسبز  
 درود لکو کس سے ظاہر کیجیے  
 گو کہ ہے طاؤس بالفش ذنگار  
 گرچہ تھا میں نازنین بدرکمال  
 اپنی صورت کا تو اتنا غم نہیں  
 جو کوئی آٹھون پہر عناک ہو  
 آہ کیا جانے وہ کیسی تھی گڑی  
 بیاہ کی تھی رات مجھ پر یون کنٹھن

اڑ گئے ہیں جیسے منہ کے بھاگے  
 نے وہ صورت ہے نہ وہ جو بن رہا  
 ناک پر بھی آگئی، ہیں سیائیاں  
 رنگ منہ کا اڑ گیا جیسے ہما  
 مورچہ جو ن مغرنی کو کھسا گیا  
 جس طرح پانی پہ کانی جسم گئی  
 جیسے آئینے کو کھا جاتا ہے رنگ  
 کہنے لاگا ذکر اس کا مت جلا  
 سینے آواز دہل کو دور سے  
 میں نے دیکھا تو یہ ہے مردم کشی  
 ہکو جو دن تھا سو روز عید تھا  
 ہووے کم بختی کسو کی سربان  
 زندگانی ہو گئی ہے جی پشاق  
 ہاتھ سے جسکے ہے اپنا جی کباب  
 لعل کو پھوڑا ہے جس نے سنگ سے  
 کیے کیا اپنی ہے قسمت کی کمی  
 آسمان سے بڑ گئی یہ مجھ پہ اوس  
 ہو گیا ہوں غم سے کاٹا سو کھکر  
 غنچہ سان اب اپنا لو ہو پیچھے  
 پاؤں اپنے دیکھ وہ ہے شرمسار  
 ہو گیا ہوں لیک اس غم سے ہلال  
 پر یہ صورت ہے تو اکدم ہم نہیں  
 شکل صورت اوکی پھر کیا خاک ہو  
 جس گڑی مجھ پر مصیبت یہ بڑی  
 چاند کون لگتا ہے جیسے کہ گمن


غرض سمجھا کے اون کو چارونا جا رہا  
 نہ دیکھا جب اونھوں نے فحشی کچھ حاصل  
 اٹھا یا رخت غم وان سے بصد جبر  
 گئے گھر کو بچہ بن محنت و غم  
 پس لے سو دوا تھو شہی پیشہ کر تو  
 کہ اس حسن تکلم پر طوالت  
 سخن ہے گر چہ لے دل بیوہ لب  
 کہ اکثر بات میں سو دھخطا میں  
 کہ سو جا کر یہ تین دیکھا ہو تو کہتا  
 و گر شاخ سخن طوبی کی بر نخل  
 چنانچہ میں جو یہ قصہ کیا نظم  
 کئی ہفتہ دماغ اپنا جھلایا  
 بہر صورت کہا کرتے تو لیکن  
 کہ یا رب پڑوا کہ ایسے کے یہ ہاتھ  
 اگر دیکھتے کہیں سو دھخطا سے  
 بھتر دوس در اصلاح کو شد  
 الا اسے ساقی خلوت سر انجام  
 کہان تک لب پہ آئے یہ ترانہ  
 اوٹھی سب بزم آیا وقت خفتن

کہا ہر ایک نے ہے صبر درکار  
 غم خاطر سے غیر از کا جس دل  
 کیا صرف گریبان رشتہ صبر  
 ہے جس صورت سے رحم الی با غم  
 سخن کے طویل سے اندیشہ کر تو  
 مبادا ہو کسی دل کو ملالت  
 پہ خاموشی کو کر تین شیوہ لب  
 نہ کہنے میں یہ سب مطلب ہیں  
 کہ ہوئے موقوف حرف تکلفا  
 ہر دایم تباہتھ اوسکے پیشہ کو دخل  
 کہ ہووے تا قیامت رونق بزم  
 بہت سا خون دل بیوہ کھایا  
 یہی اب سوح خاطر میں کر سندن  
 کہ جو کھوئے اسے شفاق کے ساتھ  
 کہ رہے پوشیدہ دامن عطا سے  
 اگر اصلاح تو ناند پوشد  
 کلاہ سردینا کر گل و جام  
 ہو مشغول حدیث و اہسانہ  
 ہے اب گفتن سے ادلی تر تکلفن

### مثنوی

ایک متفق ہیں ہمارے مہربان  
 ناگمان کہ روز ہم سے مل گئے  
 جب ہوئے آپس میں کہل اور دوجا  
 و کیجئے کیا دن کہ مسالم اور ہے

خوب صورت خوب سیرت نوجوان  
 مہکتے ہی شکل چون گل کھل گئے  
 آہ نکلی دل سے اک بے اختیار  
 گرد رخسار دن کے خط کا دور ہے

ہر طرف سے اک مبارک باد تھی  
لوگ تو خوشوقت اور خرم ہوئے  
بارے اپنے گھر میں اب رہنے لگے  
گذرے جب اس بات کو کتنے ہی روز  
تم جو یوں میرے مجازی ہو خدا  
جس سے اب فرمائیے اوس سے چھپون  
جب سنی یہ بلیں نئے منس دیا  
جان میرے ہو جیسے سب کے حضور  
اپنا منہ سامے قبیلہ کو دکھاؤ  
نئے منہ دکھو یہ دیا اوس نے جواب  
روئے نا عزم سے بہتر چشم کور  
جی میں سمجھائیں یہ اوس کی زرگری  
تب سے یوں بیٹھا ہے جی پر عقدا  
گر نشان ہے کوئی مجکو حور سے  
جب سے ہو نہیں اس بلا میں مبتلا  
یہ تو جلدی سے کین یا رب مرے  
سن چکا جب اوس سے یہ من باجرا  
تب کہا میں عقل سے یہ دور ہے  
جب سے دنیا میں  نہاں کی شرت  
مانی کی صورت بناوے ہے کھار  
بس ہے کیا لازم کہ صورت خوب ہو  
جسکو جیسا کچھ بنا یا بن گیا  
دیکھ بد صورت کو مت ہنس کھلکھلا  
جس کو دیکھا ہے سو محبوب ہے  
گنج کوئی مار سے خالی نہیں

پر بہن دشنام سے وہ زیاد تھی  
یک گرفتار ملکیت ہم ہوئے  
چرخ کے جور و جفا سننے لگے  
ایک دن بولا وہ ماہ دل سرور  
جس طرح سے امر ہولاؤن عبا  
کس کے آگے ہو نہیں اور کس سے چھپون  
عرض اپنا اون کی خدمت میں کیا  
لیک اس عاصی سے رہیے دور دور  
پر خدا کی واسطے مجھ سے چھپاؤ  
عورتوں کو چاہیے سب سے حجاب  
بر نہ دکھلاوے خدا جزوئے گور  
عصمت بی بی ستار بے چادری  
اوٹھ گیا ہے دل سے اپنے اعتماد  
بھاگ جاؤن دیکھ اوسکو دور سے  
رات اور دن ہے مری یہ ہی دعا  
ایسا بیتا ہو جو بیاہ اب پھر کرے  
ہو چکا قہقہہ سے اوس کے آشنا  
کو نسا اے یار یہ مذکور ہے  
کوئی روے خوب ہے اور کوئی شرت  
کوئی بد صورت کوئی ہے تاجدار  
آدمی جو ہو سواک محبوب ہو  
شکل انسان میں جو آیا بن گیا  
اس میں ہو جاتا ہے صانع کا گلا  
فارغ اس سے اک ہی محبوب ہے  
دامن گل خار سے خالی نہیں



دودنی جہوہ لگی دینے جوہین  
 آرسی مصحف لگا جب دیکھنے  
 ایسی ہی دکھلائی دی اک شکل رشت  
 جوہین پڑتی ہے مری اوپر نگاہ  
 آنکھ سے آنسو جیلے بے اختیار  
 ابر غم کا دل کے اوپر چھا گیا  
 دیکھتے ہی جی گیا اپنا دہل  
 جان برون رفتن رتن نزدیک شد  
 ہو گئی او وقت اک صحبت عجب  
 شکل سے اس کے ہوئی جب آگئی  
 کوئی اس صورت کا دیکھانے سنا  
 جب میں دیکھی شمع صورت اس کی شان  
 منہ قضا کا دیکھتے ہی رہ گیا  
 ہو گیا او وقت غم گین اور ملول  
 شمع بھی روئے لگی وان میرے ساتھ  
 چاندنی کا لکے لے تھی منہ کے تین  
 ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر  
 قطرہ شبنم کہ از گردون چکید  
 چشم انجم سے گر پڑتے تھے شک  
 اور تر کہ یا اعتد گویا رہ تھی  
 استین رکھ منہ کے اوپر کمشان  
 ایک تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم  
 مع صادق نے کیا سینے کو شق  
 کیا کوئین جیسی کچھ گزری تھی رات  
 آئے اک ماتم زدہ سے گھر کے پنج

اور وہاں ماتھامرا ٹھنکا دوہین  
 آسمان او پر لگا تب دیکھنے  
 پھر گئی آنکھوں کے آگے سر نوشت  
 ہے گویا اک پارہ ابر سیاہ  
 جیسے برسے ہے کوئی ابر بہار  
 آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا  
 لوح قالب سے گئی دہین بھل  
 عالمی در چشم من تار یک شد  
 ملنے آپس میں گویا روز و شب  
 ہو گیا جون ماہ نو قالب شہی  
 دیکھتے ہی میں نے سراپنا دھنا  
 رہ گئی انگشت حیرت درد بان  
 جو پڑی سر پر غرض سب سہ گیا  
 سینک دے سر پر خدا تو ہے قبول  
 شعلہ بھی ملتا رہا اس غم سے ہاتھ  
 خاک اوپر لٹتی تھی چاندین  
 روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر  
 ہچوا شک از دیدہ پر خون چکید  
 جون گہر افلاک سے جھڑتے تھے شک  
 چشم پر خون اشک خون افشار تھی  
 روتی تھی بادیدہ ہاے خون نشان  
 تسبیہ آہ سرد بھرتی تھی نسیم  
 خون دل پینے لگی اپنا شفق  
 مع کو رخصت ہوئی وانے برات  
 جب رکھا ہم نے قدم کو در کے پنج

کیجیے آگے بس اب قطع کلام یار اس کئے کا تھا یہ مدعا آدمی کو چاہیے وارستگی زندگانی کا نہ ہو جب اعتبار پاداری ہے اوسی کی ذات کو	دوستوں کا غم نہ ہووے گا تمام تا کہ اپنا دل کسو سے مت ملا صورت فانی سے کیا دل بستگی شکل و صورت کا تو ہو کب اعتبار بس ہے سودا نشی کر بات کو
--	---

### امت قصائد و مثنویات

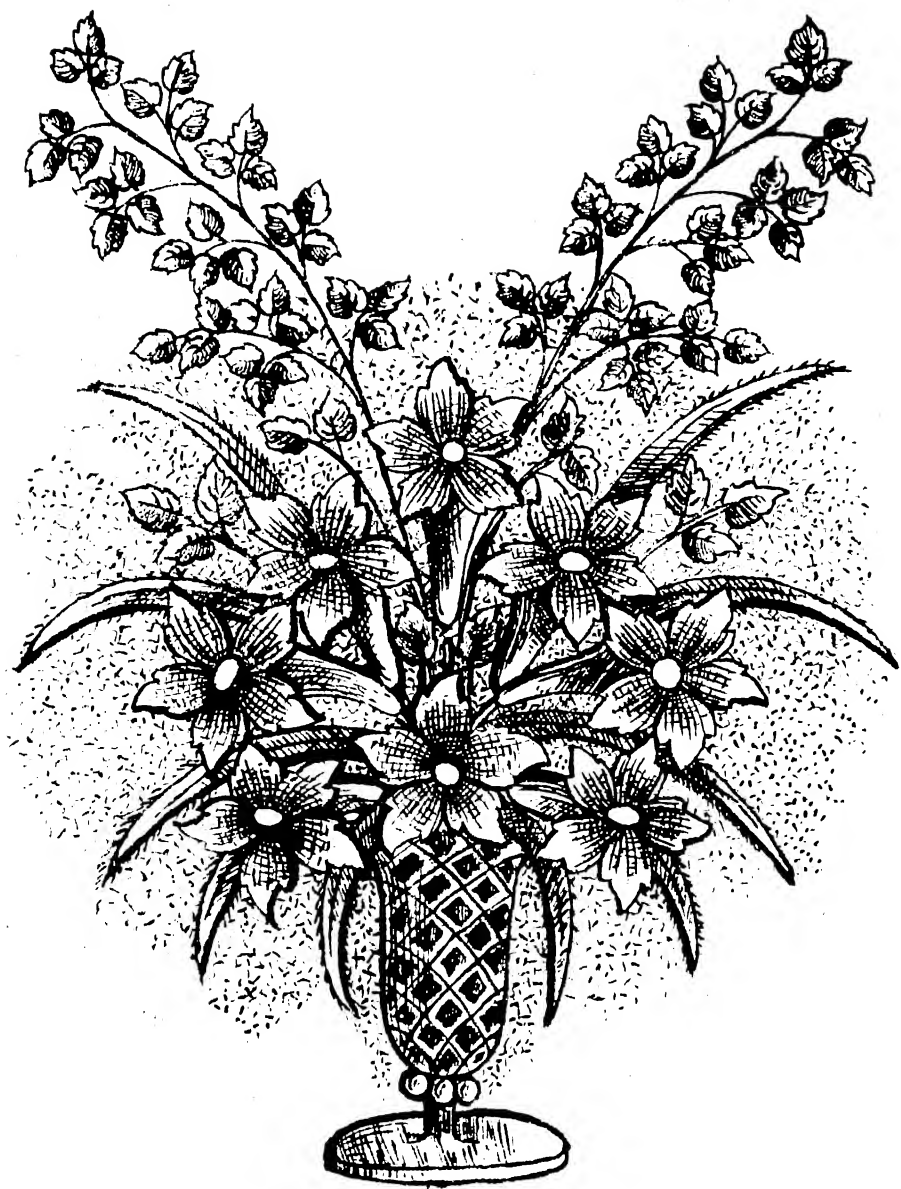
توفیق ناظم امور عالم کہ مصرعہ موزون و تدشمان و بیت پر مضمون پر ہے  
شوخی نگہان را بخوے آراستہ کہ آہو گران را بجائے نیست کہ بروے ناخن گشت  
عیب بینی ز نسد و رباعی غنا ص و خماسی حواس نبوی پر داخت کہ خسروہ بلانرا  
یار اے نہ کہ جز قبول حرت گیریش نمایند تا این زمان از مجسمو کلیات  
فخر شعراے زمان و مشت نظمیا، دوران میرزا رفیع السواد کہ شاہین بلند پرواز  
منکر متیش مید مضامین را تا بعالم بالا نمی گذارد و شتقار سخت گیر خیال الالیش  
شکار معنی را از عرش اسلامی آرد خوش خیمالی و خوش فہمی کہ دوران را با من  
دوران شہار روزی نظیرش در عالم کون بنظر نرسیدہ و بلند فکری و اعلا دریابی کہ  
باہیمہ کہ چرخ چہرہ را از کہن کا لگی پشت نجم آمدہ تا این زمان عدلیش را مشاہدہ  
نکر وہ خاقانے اگر زندہ بود در پیش گاہ شاعریش کارہ درویشی بدست  
گرفتہ در یوزہ تلمب یا استدعا نمود و عرفی اگر بقالب حیات ماندے آوازہ  
معروف نظمیش مہجول گردیدے قصائد و مثنویات با تمام رسیدہ و از نیجا  
دیوان فارسی شروع گردیدہ واللہ الموفق بالامت تمام و سید المرام۔



چاند کو کیا دیا حق نے شرف  
صورت اور سیرت کا باہم اتفاق  
خو برد اکثر ہیں اپنے مسربان  
آدمی کے پنج سیرت چاہیے  
آشنا سیرت سے ہوئے میر تبان  
کر اسی سے تو قیاس امیر کے یار  
اب ترا وہ رنگ دروغن پر کمان  
کیجیے صورت کا بس کیا اعتبار  
خوبصورت یار بھی اپنے گئے  
جیسے عبدالحی تا بان ہو چکا  
گرچہ تھا وہ ماہ کنعان وقت کا  
یوسف مصری سے مصری کم نہ تھا  
تام تھا اک خوبصورت کا عزیز  
ادٹھ گیا افسوس اپنے عصر سے  
ہو چکا مالک بھی ملک حسن کا  
میر قطبی قطب تارا ہو چکا کو  
سا نورون میں اک گمانی زور تھا  
حسن و خوبی میں غرض یہ طاق ہے  
ایسی صورت کے نہرا دن خو برد  
ایک ہو تو جس کی خاطر روئے  
ایسی کتنی صورتیں یاں مٹ گئیں  
ہم سے اب کوئی نہیں ہمدرد رہا  
کیسے کیسے لوگ یاں سے اٹھ گئے  
حسن و خوبی ساتھ اپنے لیکے  
غم سے یاروں کے ہر دل ایسا ہی دلغ

لگ گیا ہے ساتھ اوسکے بھی کلف  
ایسا ہوتا ہے بہت کم اتفاق  
لیک بد باطن ہیں اور وہ بد گمان  
پر اسے چشم بصیرت چاہیے  
صورت ظاہر تو ہے یہ کوئی آن  
کوئی دن تھی آہ تجھ پر کیا بہار  
وہ تری صورت وہ جو بن پر کمان  
کوئی دن ہے یہ بھی جو فصل بہار  
مولس و غنوار بھی اپنے گئے  
ساتھ اوسکے اک سلیمان ہو چکا  
ہو چکا وہ بھی سلیمان وقت کا  
تلخی دوران سے جس کو غم نہ تھا  
جان سے زیادہ ہمیں تھا وہ عزیز  
کم نہ تھا وہ بھی عزیز مصر سے  
تھا وہ بخشش الما لک حسن کا  
کیا کمون میں زور پیارا ہو چکا  
ہند میں جس کے نمک کا شور تھا  
کیا کمون میں شہرہ آفاق ہے  
ہو چکے ہیں اپنے رو برد  
آہ اب کس کس کی خاطر روئے  
کیسی کیسی صورتیں یاں مٹ گئیں  
وہ زمانہ اب نہ وہ عالم رہا  
خو برد ساک جہان سے اٹھ گئے  
لالہ سان اک داغ دل پر دیکھے  
حشر تک روشن رہیگا یہ چہ سراغ

# دیوان فارسی



<p>با دل مد باره سودا میکند گلگشت باغ میسود دیوانه هر طرف مین گلدسته را</p>	<p>خنده زن بر شادی من اهل ماتم تا کجا جان بفکر شادمانی طعمه غم تا کجا از بر اے منزله سامان بگردم تا کجا بر جراح حتمائے تیغ عشق مرهم تا کجا زین کلمه بر خود حجاب آسا بآلم تا کجا صحبت جنس پری با نوع آدم تا کجا می برد رسوا یتم و الله اعلم تا کجا گفته بهر که بدو گاهے نگفتم تا کجا در مقام فرقت چندین گیسرم تا کجا یک درق گردانی نماندست انیم تا کجا</p>	<p>من بساط عیش خود را بر نه پیغم تا کجا خون دل تا که خورد در سینه اندوه طرب را ضمیمه گر چرخ زیر تیغ بنشاندم را جز نمک پاشی بخاطر ره نمی باید علاج همت فقرم نخواهدشاهی ناپا دار اختلاط اودهن ناصح در روزی نیست غافل از بدنامی من مشین که ناموس ترا پیچ سگ چون من بجا لم تابع امر نیست در فراق رنگان با غم نازم تا کجا از بیاض عمر بمنهای زخمین رفته است</p>
<p>از تلاش سعی سودا پاشش پیرانه مسر حلقه در بازدن با قامت غم تا کجا</p>	<p>با خس بنود دوستی آتش نفسا نرا باید که باندیشه کشته تیغ زبانا بینند بیک پرده نهانرا و عیانرا</p>	<p>خاشاک شمر دم همه سباب جمانرا ز خیم دل کس بجای و مرهم نه پذیرد اهل نظر اند که چون شعله فانوس</p>
<p>شایان جرس قافله ریک رولان نیست کے ناله گلو گیم شود مرده دلان را</p>	<p>چشمک حیا ب نیزه نشود نمک ما آزادگی مانده زنجیر پائے ما جلای فرشته نیست بخلو سراس ما تازشت را ملول ساز و صفای ما یک خوشه چین حن تو اینهم سوا ما وام از نگاه دست و نفس از وفا ما</p>	<p>تہمان موج خنده زند بر بقای ما از کوچہ فراغت دل کے توان گذشت بسیم در بدوے دو عالم در اسکے آئینہ ایم و طعمہ زنگار گشتہ ایم میشیں یاد در حق پر دین زبان کشود مار ابدل امید رہائی خیال محض</p>

بسم الله الرحمن الرحيم

## غزل

ایک در عظیم بہ صورت تو منظور ی بیا  
در ملاقاتم بخود بہتان مجبوری بند  
من بدل جوہ ترا بہتر نہ مہر انگاشتہ  
مانعت امر و نہ لے چشم و چراغم گر کی است  
نامہ وصل ترا خط بر خست آوردہ است  
یکسر موشوکت حسنت نخواہد کم شدن  
گوش عالم نہ شہتہ عشق پاک من بہت  
منکہ از خود میروم ہر کہ تو می آئی برون  
وے بدل نزدیک من از من چہ دوری بیا  
منکہ می دانم ترا نو عیکہ مجبوری بیا  
گر چہ در ذیل ستم کیشان تو مشہوی بیا  
شب کش در دیدہ او سرمہ کوری بیا  
رفت ایام فراق و وقت مجبوری بیا  
من گدائے کار در دست و نفوذی بیا  
جان من از دارن ان بگرفتہ دستوری بیا  
لے بقربانت چہ در خانہ ستوری بیا

بیتو گردون روز سودا را شب مجبور است  
لے سربا رشک نور شمع کافوری بیا

## غزل

گر ملکنت واکند تا آن دو وصل بستہ را  
و او خواہ کیست یارب ایکنہ انگل نوبہار  
میکنم ہر چہ پنهان را از عشق اما چہ سود  
خاف از عالم مشو میاد ورنہ مشکل ست  
چہ صبا بند قباے گل نہ کشاید کہ حسن  
بوالموس کہ خوی تو و اسوتحت باز او را بخوان  
مغتنم دان صحبت با ہم کہ می سازد جدا  
من امید سرقہ کے دارم ز بیت بہت غیر  
کے امان جوید دل بشکستہ از سختی دہر  
بادل دیوانہ بر طور خودش بگذاشتیم  
یختر سودا بنقد جان در لبستہ را  
ہر سحر بر چوب بند جامہ خون بستہ را  
چارہ نتوان کردہ غمازی حال خستہ را  
باز آوردن بسوے دام میدہستہ را  
آورد و در قید خدمت مردم وارستہ را  
کار با آتش دگر نبود سپند جستہ را  
دہر چون با دام توام دل بدل چہستہ را  
دزد و یاوسانہ بیند حرف نہ بختہ را  
اختلاط از سنگ باشد شیشہ لب شکستہ را  
کہ نصیحت پیچ سوئے نیت از خود ستہ را

<p>در سلسله ام نیست بجز درس اسیری          بوی که بر دوش ز شگفتی کل نیست          تقدیر بجا ماند چسان حیرتم نیست          بود در گره طره سبیل نه چنین است          او قاتل خلق است هر آنکس که نیامینست          با من بدی ذکر عزیزان چو ضرورت          بیمار تو میگفت سحر که به پرستار          ممکن که لبش تاب لب ما برساند          و شد طرف باغ چو سو واکند را</p>	<p>من طرفت می شمرم لفظ را          تا او بچین واکند بند قیاس را          آن روز که مزگان ترا کرد صف را          این عقده که داگرد بهر سید مبار را          در جلوه حسن تو چنین ناز و دل را          بشناختم لے دوست بخوبی همه بار را          در صحت ما دخل دوارانه غذا را          در کوزه خضر آنکه کند آب بقا را          بودند همه مرغ چین ز مرصه آرا را</p>
<p>باشند ز گریه ام دل سوزان من در آب          مانند شمع ز آتش سودا و جوشن شک          زان آتشی که عشق تو در جان من دهست          گردید بکه آب ز شرم لبست عقیق          از جوش گریه مردم چشم سبب فراق          گردو که برفت صدف قطره گلاب</p>	<p>این طره آتشی است که دارد وطن ملک          باشد سرمه در آتش سوزان تن در آب          گوهر شمر شود چو فندک من در آب          شد غرق بچو خط یونان من در آب          گردید بچو مردم آبی وطن در آب          شوید چو مردم خویش آن گلین در آب</p>
<p>سودا بگریه شور و فغان شکست کم          حرفیست اینک نیست صدای سخن در آب</p>	<p>دیدی بمقامی که بزم فحل در دوست          محفی است پس پرده دیرین خبر دوست          رازیکه نهانست ز تو در نظر دوست          طرف دل عاشق بتلاش اثر دوست          در چنگل شهبانسیه بال و پر دوست          زان در چو منی را که نهانند در دوست</p>
<p>آن شعله که در خرمن موسی شرار دوست          آتش بدلم میزند این رنگ کان شوخ          لے شیخ ز جادو بکش میگه ام پس          آن بے که بیک جرعه ز خود برد جهان را          که مرغ دلم را هوس مدره نشینست          من مشکف دگر از ان گشته ام لے شیخ</p>	<p>دیدی بمقامی که بزم فحل در دوست          محفی است پس پرده دیرین خبر دوست          رازیکه نهانست ز تو در نظر دوست          طرف دل عاشق بتلاش اثر دوست          در چنگل شهبانسیه بال و پر دوست          زان در چو منی را که نهانند در دوست</p>



<p>جوان طمع ز جش خنود اصل نمی کند این ننگ بیکس نپسند سواک ما</p>	
<p>غور د آب با هم دل درویش ما سعی امر د کس هم از چه براس فردا</p>	<p>هست بیگانه ز ما را بط خویشتن ما میزند خنده با ما عاقبت اندیش ما</p>
<p>ماننا لیم ز جور فلک دون خود را شانه زلف جفا ساخته دلریشت ما</p>	
<p>کس برون زان کوچه توانم دین دل داده را ما بنقش پای مردم قطع منزل چون کنم کفر دین در عشق هم یارب نقیض دیگرند مد بهار آخر شد و از ساغر خود بهجو گل ناصح از راه کرم ما را نصیحت می کند عاشق بهجور را از شادی عالم چه سود</p>	<p>با دبر دارد دگر خاک من افتاده را هر که ره گم کرد اوجوید بصحرا جاده را یا بمن ده کفر یا دین آن برهن زده را من بخر خون جگر گاسه غوروم باده را جز شنیدن هیچ نتوان گفت مرده را روز عاشورست روز عید غم آماده را</p>
<p>بسکه پاسته طلاق گشتم سودا میخس زندگانی دائم الجسست این آزاده را</p>	
<p>ز د شعله بردل از نفس سرد داغ ما آتش بسان سنگ دهد آسیای چرخ از بهری عشق بجای رسیده ایم چون لاله از درون و برون بر آتش است از اختلاط اول یک پنجه داشتند از تیرگی اختر مالرز و آفتاب با که شویم یا شود اد کنگ تا کجا آید پیش با که ز مموره جهان</p>	<p>روشن شود ز باد سحر که چراغ ما خواهم بهر آن چو شود گرم اوجاغ ما صد خضر گم شود بتلاش سراغ ما طاقت کرد که تا لب آرد ایاغ ما شمرنده رو نیم برون شد ز باغ ما شهباز خالفست ز جنگ کلاغ ما سازد بهر زه کوئی ناصح دماغ ما رو کرده چند هم نه پردوسوی راغ ما</p>
<p>شالی ز تنگدستی خود در جهان نیم سودا نصیب شمره باشد داغ ما</p>	
<p>چون دل تواند که کند ترک وفا را</p>	<p>انگاشته ام مهر به عشق تو بجا را</p>

<p>با آنکه من بددوته باده ساختیم باید که زیر تیغ قوم برنیا در د خود را درون پرده کهنفتن چه حاصلست جز چاشنی درد تو دل بچه لذت است بے سوز سینه کس بتو حاشا نمی رسد لیله دشی نماند درین بزم که ا د صد کار دست بسته بر آید از دگر</p>	<p>آنهم بکام تشنه ام از مفضل تو نیست بر خاک لبلی که طید بسلسل تو نیست مد پرده پیش اهل نظر حائل تو نیست لے داسے بر کسے که دیش مائل تو نیست جز داغ دل چراغ در منزل تو نیست بحنون صفت روانه پے محل تو نیست رحمی بجان و دل شده کار دل تو نیست</p>
<p>سو و اسے بواقعه دیدیم شاد باش جز تیغ ناز یا راجل قاتل تو نیست</p>	
<p>سخن زما بجان وز دیگران گهر است سپرده تیر تو پیکان وزان مرا خطر است ز سنگ میشه فرهاد هر طرف خبر است بگل وفا چون باشد ز باغبان مهر است ز ما پیام بآن گو که می برده بهیات بین من چه عجیب ز غم ز عصیان پاک کدام سوخته را با تو گرم جوئی هست کدام گل ز چین رفت باغبان کلام روز گمان مبر که شد از گریه خشک چشم ترم بیایا بفننه چند شمع با لکین شوم</p>	<p>بلو که گوش ترا سیل ما که بغیر است که دل ز زخم سنان خانه نزار درست بدا و ما نرسد کس که ناخن و جگر است درین حدیقه ازین هر دو هیچ در نظر است زبان بریده بجای که صد پیا میر است در آفتاب شود خشک دامنش که تر است که شمع نامه و پروانه مرغ نامد پر است صدای مرغ سحرهای های نومر گز است هنوز سدره اشک پاره جگر است که خسته غمت امشب بحالت دگر است</p>
<p>بذیل بے هنر است کو کهن سودا کیکه دل ز طلب کند صاحب هنر است</p>	
<p>ساختم از حال دل آگاه دیار از دست رفت شسوار عزمه غم تو لی در کوی دوست گفتگو ترک عشقت است اما چه سود انچه ما بردیم از دنیا همین غمت دهن</p>	<p>کرده ام کاری بنادانی که کار از دست رفت تا گذر کردم عنان اختیار از دست رفت میکند با در کسی چون اعتبار از دست رفت گر مجلس چو تویاری بچو یار از دست رفت</p>

آن شمع که در پرده فانوس خیال است گلدهسته دوران که باین بنگ بهار است	این مجمع آناسته قربان سرا دست ناز نکه کیست که بند کمر اوست
نصرت چیم سید ز آب خور سودا منشی قضا گفت که خون جگر اوست	
سد پیش زمانه جو جانها نمیکند داشت شد بی تو مرگ ز نیست چو یکسان زمانه کاش دل آن قدر که تشنه دیدار است اگر میداشت گرز تندی خوی تو آگهی جنس دلم که پیش تو خوار است بهر او بود که کریم را چو احوال با نظر بستی چو دهر بر رخ صرصر در جهان ترک تعلقش ز جهان می خدی درست باد آن زمانه که پسر را بدر بشهر پشت فلک ز بار تو لب عشق نمی شکست	ناز تو جان خضر و میا نمی گذاشت به تنان زندگی بسر نمی گذاشت بودی بر آب قطره بدر یا نمی گذاشت آتش ز ترس دامن خارا نمی گذاشت اکثر هجوم مشتری این جانی گذاشت کاک جزای خلق بفروانی گذاشت تا حشر خاک مادر او را نمی گذاشت عنقا چون نام خویش بدینا نمی گذاشت ناصح ز شهرت تو تنهانی گذاشت تقدیر گر بنای تو بر لایمی گذاشت
جاناناز کس ندید چو سودا بر راه عشق جای که سر زن برد و پایمی گذاشت	
غم زایم جوانی یاد گای مانده است حسن جانی عشق میگرد که بعد از کو بکن مغتنم دان در قفس مرغ دلم را چند روز آهوسه چشمش به پهلوان داد و دیال پر خوره هم از عشق مادر دل بود غافل مهانش عشق او نگذاشت تا ناصح بن هیچ اختیار	نشسته می شد برون لیکن خای مانده است نقش شیرین را بین در کو بهاری مانده است دیده بر بالش ز چندین ام تازی مانده است آنکه ز نمی نیست از دست شکاری مانده است شعله روزی میکشد سر که شراری مانده است اختیارم گریه بی اختیار مانده است
رحم کن بهر خدا بر غربت سودا که او درد یارت دور از خوش تنای مانده است	
دانم که عشق بچو منی قابل تو نیست	کز مهر و کینه هیچ زمین در دل تو نیست

<p>آزادگی یا من اسیرے نمی رسد مومن ز حور گوید و ترسان دخت رز از فکر زادره چه غافل نشسته از شیشه فلک مطلبی که این دنی میخواست پا بجلوت خامش نهاد ملک</p>	<p>در گوشه نفس خطر و خوف دام نیست مارادماغ بکشت حلال و حرام نیست این منزل خراب محل میام نیست جمله بماه می و دهان هم مدام نیست دامن ادب کشید که باش اذن عام نیست</p>
<p>سودا بجای نامه ها استخوان برد کس را پیش یار محال پیام نیست</p>	
<p>عشق تو ز پروانه نا نا بکس سوخت در مجمره چرخ نه عودیم نه غسبر گردید شر آشک ز آه دل گریم نه گاهی که بدیم در خلوت بکشاوی گر نکمت گل باد سحر سوسه من آرد میداول با سبق ناله به بلبل</p>	<p>این شعله چو بر خاست ز جاناکس کس سوخت این سفله و دن بهر چه مارا بهوس سوخت این قافله را شعله آواز جرس سوخت چون شمع و لم پیش تو از ضبط نفس سوخت جاویم بگر قناری مرغان نفس سوخت بود آنچه به گلزار جز خار و چهره سوخت</p>
<p>اندیشه نداریم ز خورشید قیامت سودا تن آتاپ تب عشق ز بس سوخت</p>	
<p>جوهر آئینه از تاب رخ سوخته است خرن مبر مرا میزند آتش هر دم بر تن و تو تن مشو غره که خیاط ازل جز غم درو خود از عاشق نخته خواه</p>	<p>حسن در آب عجب آتش افروخته است برق انداز بسم ز که آموخته است جامه جسم تو از تار نفس دوخته است دیگر از دولت عشق تو چنان دوخته است</p>
<p>مندم گرفتار از دولت اول سودا شیخ ایمان نه جان امید نفروخته است</p>	
<p>چرا در دم بگلستان درین بهار عبث کسی بکشور خوبان باد دل نرسید هر که بے دمه و مطرب بوجد می آیم بزرگ قل خزان دیده این ست اینک</p>	<p>که هست سیرچن بے ذکا و عبث فغان دنا بود اندرین دیا و عبث سلاح نغمه و صهبای خوشگوار عبث نهال من افشاندت برگ و بار عبث</p>

<p>قدر خاک عاشقان معلوم خواهد شد ترا بال مرغ نامه بر فرسود پای کاهندان خوبی چشم بتان و آبسه حسن خط است داد از دست تولد میاد قصد میدن از شوق وصل در اثنای ره خواهیم مرد نوبه دیشب کردم امر دمی از جوش خمر</p>	<p>جان من روزی که این مشت بخارا زدست چشم شد از کار و کار انتظار از دست رفت باده بی لطف است چون فصل بهار از دست رفت کرده وقتی که هنگام شکار از دست رفت طاقت از پایم رود عبور دگر از دست رفت آنقدر خوردم که سیر لاله را از دست رفت</p>
<p>موجب خابو نیم سو و اچھ میری کہ من داشتم دل نام شخصی نمگسار از دست رفت</p>	
<p>بچھر راه خط مشکبار نتوان بست تو میردی ز بر ما گوچه چاره کنیم من از معالہ خط و حسن دانستم ولا حدیث خود ان کس نباید گفت مقر ما ز تو غیر از حریم جانان نیست بگریه راه نوردی بدست غایت گفت کناد کار من از دهر موجب تنگی است بگردن تو یوسف نمی رسد لیکن</p>	<p>در حدیقه بروی بهار نتوان بست که پای عمر درین رگزار نتوان بست ز خضر شهر ره شهر یا ز نتوان بست که پیشا بده همت بیار نتوان بست کمربید حرم روزگار نتوان بست که راه آبله بروی خان نتوان بست گره چو دانشودا ستوار نتوان بست بروی خلق در شتار نتوان بست</p>
<p>علاج شانہ زلفش چه لازم اے سودا ره گزند بدندان ما نتوان بست</p>	
<p>افسوس پلے عیش جہان را قیام نیست نام و نشان نخواه بجا لم کہ گشته اند آخر مال کار ترقی تنزل است نہرست روز شب ہمہ دیدم خوش باش با مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم قاضی اگر نگاہ بوس قاتلم کند افتادگی مشا بده بخت منفر نیست</p>	<p>جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست بچندین نشان بخاک برابر کہ نام نیست جز کاستن بطلع ماہ تمام نیست ایفاے وعدہ تو درین صبح و شام نیست پرواز ما بسوی حین بخیرام نیست خون مرا بجلکہ اش انقضا نیست کے آن عمر بشلخ بماند کہ خام نیست</p>

<p>بیماری مرا بدلا ساعی کس چه سود کس جز شکستگی بر بردندیم ندید دل برد از من و چه بهیر چیش شکست پیمان یا رفیت کم از رنگ در کمن بهر شکستش ندیم دل چونا صفا بر سربنه کلاه مبادا که گردنت بلبل بخواب باز نه بنید عسردر گل</p>	<p>هر که طبیب خاطر بیمارش کند چون شاخ بر ز میوه که از بارش کند چون محبت کشیده میخوارش کند عمدش دل من است که هر بارش کند ترسم از آن که خاطر دلدارش کند زاهد ز بار گنبد دستارش کند ادگوشت کله چو بگلزارش کند</p>
<p>سودا چشم سبیل ز گل راجه غارت جایی که یار طره بر خسارش کند</p>	
<p>شود و لم چو بهدم دو چار نالد و گریه دام این دل سرگشته گرد آن چه غیب سحر دآئینه یارب بیدار رخ خود را دل از آن شره فواره دار گشته سبک که چشم تر کند اندر غزای چون بن یکس بینه خون شده از ضبط آه و گریه خدای عجب مرا ز بخت بدین جفا و جور که دارد مکن تو جور بکس که بیدلی ز جفایت تو خنده میرنی اید دست بر خرابی عالم</p>	<p>ستم رسیده بر غمگسار نالد و گریه بچرخ آید و دولا ب و ار نالد و گریه چون مباحش بشبهای تار نالد و گریه عجب مدار که چون آبشار نالد و گریه بغیر ابر که او بر مزار نالد و گریه اجانته که دل بے قرار نالد و گریه ز دست ظلم تو گرد زگار نالد و گریه به پیش حاکم روز شمار نالد و گریه عدو چو بیندم از درد زار نالد و گریه</p>
<p>چنان مکن که ز دست جفا و جور تو سودا ز دور شهر تو دور هر د یار نالد و گریه</p>	
<p>هر کی خواهان دل از جنس خوبان میشود کی کند از بیدار معنی صبح گلگشت چمن هر شبی مانند تصویرات فانوس خیال در سم ملک عشق را نازم که در حق مر یض و چیکس یایب بحس باشد علی الرغم آئین</p>	<p>تا بدست آورد عالم لبچه جان میشود آنکه از عکس خورش آئینه آستان میشود گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود</p>

<p>زگر و کینه ماصان کن دل لے سودا مدار آینه خویش پر غبار عبث</p>	<p>در پرده بهمانا ز سزاوار تو باشد یوسف چون مهره به بازار باز داند در آینه مهر چشم هم ذرات دل دارم و جان دارم کو دین دارم ایمان بودن پے آزار دل مابو آسان گوشش بشانم بجان این و صدرا گر بانگ سلوا هست دگر ناله ناقوس جان دل دین و دقن زارم نه غم ز رست</p>
<p>سودا بنگا ہی خسرو دقل هما را تا دور لفظش سایه دیوار تو باشد</p>	<p>در کشور یک ناز و ادا می فروختند داریم سادگی که به بازار خودستان افلاک را اگر بجان قدر مابدے یوسف اگر عهد تو می بود در جهان ایمان بخشن من نه گفتم که شک در دست از مفلسی بهند هنر بران سر فروش شد تشنه بهشت از تشنگی فتنه از دست شان بریده بدست فتاده ام</p>
<p>سودا از ان بلاد سادات نشان بنم کا نجاباے چند هما می فروختند</p>	<p>شادم اگر بهای دلم یابد بشکند جنس دل مرا تو بمن باز پس مده یارب به پیش آن ستم آموز من بباد این شادی دگر که به بازار بشکند این کار قدر فهم خریدار بشکند میاد بال مرغ گرفتار بشکند</p>

<p>خازره نفیسه ام و نشسته لب برق گم شد بطریقے ره دیر و حرم از من در عشق تو شهرت که بخواری نگر فیتیم از وسعت طرب دل عشاق پیرید از گوهر انسان چه بگویم که ز دریا در دین و دل و صبر خرد تفرقه روداد هر راه نوزد که بگوئی تو قدم زد در شعر چنانست تو ارد که بگردن هر عضو من از من بجهان تفرقه گیرد گر جان ز تنم بردی و گرن ز سحر جان گر دهن پیر حشرات نگر دیم</p>	<p>چشم طلسم کے بہ غم آبلہ افتاد کز شمع و برہمن بہ پیچمت افلا افتاد رسوائی ما از نظر غفلت افتاد عاشق نہ چون صورتک حوصلہ افتاد روزیکہ جدا شد بچہ منزہ افتاد عشق تیرینکست میان کلا افتاد از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد گویا پسر از عقد دن عالمہ افتاد دستے کہ میان من و تو فاصلہ افتاد لے عشق بدست تو عب مشغلہ افتاد امروز بگو شمع سخن از سئلہ افتاد</p>
<p>سودا از حرم تا بخت رفتم و دیدیم دور در کف پایم عوض آبلہ افتاد</p>	
<p>لے گلے در بلخ رنگ بلبلے و در خوابید شد ملک دیوانہ گشت از دست طفلان گشت بر سر لاش فدا و آشفته خاطر صبح و شام سرد از خاک مزارش سر کشد تار و حشر یچکس را بخین شہا بہ بیداری گذشت واعظا باز آرز بند خود کو کیش چشم من حق بدست دست مفتون گشت اگر براہ جز سینه نختی برای او در کفر تبسیر نیست</p>	<p>لے گل محل صفائے روی او در خوابید اگر بوش ز گس جادے او در خوابید آنکہ بر رخساره اش گیسوی او در خوابید ہر کہ کیش قامت دل جوی او در خوابید من مد اتم چشم من چون سوی او در خوابید بہ ز غوغائی اقامت کوی او در خوابید کے زینا این رخ نیکوے او در خوابید آنکہ چشمش دسمہ برابر دے او در خوابید</p>
<p>چشم مانا لید سودا قابل زخیر گشت صبح آ یا زلف مبروہ او در خوابید</p>	
<p>در دم ز دولے تو فرون شد شدہ باشد عشق تو بصد رنگ چو بگردنت ظلم را</p>	<p>آنم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد این شکستہ اگر بقلون شد شدہ باشد</p>



از پریشانی درین بتان دلائل نمین مشو بارها گفتندی آید ز پند خویش باز	عقیده گل میگردد اینجا گر پریشان میشود ناصح از گفتار خود روزی پشیمان میشود
مے مخور سودا که آخر زاهدانه من عصا بر در حجت بر دزخ شر در بان می شود	
چون قدم بیرون ز مجلس آن بت بیاک زد خلقت آدم چه نسبت داشت با بجان تن روح پاک ما سر دار تن خاکی نه بود مشت خاکی نیست در کوفتش که بر سر آکنند ولے بر زاهد که صائم ماند و فصل بهار بتو اکثر داداشک من بطوفان ابر را	حلقه بزم نکور و یان گریان چاک زد بیخ ازین آتش چرا بر توده خاشاک زد دهر اندر بجهری بر گوهر ما خاک زد بر زمین آب آنقدر این دیده نمناک زد لے خوشا زنده که دوا غنچه بر تارک زد شعله اندر جوهر برین آه آتشاک زد
جز بقصود نهم خود سودا پیش پی بند پشت یا آخر برے قوت اوراک ند	
گر نهم را جو بآن تیغ سودا کار افتد کار از دست من افتاد و از آن تیغ هم بهرسی اذ در خود گر نهم با بیرون شده وصل تو لے شوخ بدان میماند قصه گلگشت چمن بتو گر آید خیال سکن ناله بتقلید من سوخته دل شیخ در موم و اخلاص تیان را دیدیم نمدهی ده بن لے عشق که از دولت او خم درین باغ نکرده بطمع قامت ما میفرود شم دل خود را بنگاهی لیکن	لے خوش آمدم که رسم در قدیم یاد افتد که سر بخت ز بون دست من از کار افتد خار در راه طلب از سر دیوار افتد خبر عفو چو در گوش گنگار افتد بای این دل شده چون سرور ز قار افتد آتش لے مرغ سباد که بگلزار افتد لے خوش آن مست که در بر رخسار افتد گاه بتیغ بگردن گئے ز نار افتد زیر هر گل اگر از ثمر انبار افتد ترسم آن راز که در سمع خریدار افتد
پیش این متریان حال دلت لے سودا بجو کلا لے بدی کو سر بازار افتد	
اما کار من دل خفته با سلسله افتاد	در بادیه قیس مجب ز لوله افتاد

<p>دل و دست تو روز بخش وجود          همچو بحر محیط ابر گفت          آستان تو باد قبل خلق          رویه بود از تو باد مرا          دشمنیست همچو چشم تر با من          هر یک از ادویه دولت تو          صد هزاران ثواب حج یا بے          باد و صد فرخی مبارک عید          دشمنانت کنند قربانی</p>	<p>رنگ عمان و غیرت کان باد          بر همه خلق گوهر افشان باد          بر درت روی حق پرستان باد          مشکلم جمله از تو آسان باد          بر سر حال خویش حیران باد          چون گل تربیت خندان باد          لطف حق بر تو قبل جان باد          بر تو تاد در چرخ گردان باد          دایم این رسم عید تران باد</p>
<p>این دعای تو میکند سودا          دعوت اد قبول نزدان باد</p>	
<p>هرگز نمیرود ز تنش تا که جان رود          در گوشش از زرقه من آستان رود          رفتن ز باغ دهر بود ماتم عظیم          زلفش چون شمشیر شود از پیش انیم          سرگرم غلب گشتن آرا خوب نیست          چون شعله هر کسی که کشد بر آسمان          شاه بخت گشت درش قبل مراد          بر درکش نشسته ام امیدوار لطف</p>	<p>عاشق کجا ز کوه توای مهربان رود          آن گل نواز باش خواب گران رود          گل میدرد قبا جوازین گلستان رود          آتش شود بلند بیالاد حسان رود          دولت که آوری بگفت را نگان رود          مثل شرر شتاب ازین خاکدان رود          یابد مراد هر که بران آستان رود          نوید بنده زین درد دولت چنان رود</p>
<p>یارم بهر دم غیر رود و گر ز روی قهر          سودا ستم بجان من خسته جان رود</p>	
<p>پیت الفت کیسا کاند جهان شاد شاذ          در فراموشی شادان کم بود یاد آورے          گردش دوری بود در آسای نه بهر          خالی از حکمت نخواهد بود ربط تازه اش</p>	<p>دوستی در دوستان این زمان شاد است شاذ          تو نویسی خط بماله مهربان شاد است شاذ          خلق را آرام نیر آسمان شاد است شاذ          بانمش این خندان عالم دوستان شاد است شاذ</p>

<p>در عاشقی از مرگ چه پروا که بے دل آن ساقی بیدرد من اندیشه ندارد هرگز برامیب بچیدیم ازین باغ کلبه بدل از سحرش رام خیالش گفتم ز غم عشق تو دیوانه ام که شوخ که داشته بودیم ازینها مع خام کن موجب قتل من آن شوخ چو برسد</p>	<p>جانم اگر از جسم برون شده باشد گل در نظرم با غر خون شده باشد از باغ شترشاخ نمگون شده باشد در شیشه پری گر بفسون شده باشد گفتا اگر ت خط و چون شده باشد گو کاسه نه چرخ نمگون شده باشد گفتا خبر نیست که خون شده باشد</p>
<p>از رفتن سو و اچتم آن شاه بتا کرا دیوانه از شهر برون شده باشد</p>	
<p>آنانکه بدست تو دل زار فرو شدند گر حور توانست بجانب که دگر بار از حلقه خوبان بدر آن رخ بیفزا ما صورت داد و دست دل چه بگویم عزت نگزید چه کند شیخ که رندان مردم چه بیازار چرا غره بفصل اند گر لذت درد کف پارا کنم اظهار اندیشه ز کالای دکا کین بیان کن مایوس ز اقرار شود دل که حسد یار</p>	<p>مهر در دودین همه یکبار فرو شدند عشاق ز جنس دل اگر تار فرو شدند آن گل بود از زان که گلزار فرو شدند چون مرغ اسیری که باناز فرو شدند ناکنده ز تن خرقه بباراز فرو شدند رحمت خرم از تو دگر دار فرو شدند بهر خار بنرخ گل و گلزار فرو شدند اینها همه یک دست خرمیدار فرو شدند چپان چو شود جنس بانکار فرو شدند</p>
<p>از خوبی سو و اچوز دم حرف بفرمود بالله که صاحب چه قدر یار فرو شدند</p>	
<p>عید شد حالت ششخوان باد تا قیامت ملازم در تو بر جناب تو تا بروزیام خوان نعمت بگستری در دهر خلق گردند حلقه در گوشت</p>	<p>دشمن دولت تو تیربان باد عید با عشرت فراوان باد کرم و لطف شاه مردان باد خلق مرهون لطف و احسان باد حکمت از بهر تیرا بایران باد</p>

<p>از دم که بر و جلوه میا در قفس شادی ناز بهار نه غم از خزان بدل گل را نمی شناسم و نه روشناس گل نکشود کس بسلسله ام چشم در حین باشد نصیب سامه صید پیشگان تیرست از برای دل در دانشنا سودا شنیده ام که بعد اسیریم</p>	<p>نکلی بنیاطرم ز حین باد در قفس زین هر دو این اسیر شد آزاد در قفس همستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس از بیضه تا برون شده افتاد در قفس از بلبلان شنیدن فریاد در قفس بهزانه ز مرغ چمن زاد در قفس روزی عیب حادثه روداد در قفس</p>
<p>من مردم از لاف اهل داو شد بقتید غم آزاد گشت بلبل و میا در قفس</p>	
<p>در میکده ما چو رسیدی ز حرم باش در محفلستان با زین پیشه نیست شب طفل بشکر ز غضب پتو جانرا قربان غلط کردن راه تو شوم من</p>	<p>این خانه چو آن خانه تنگست تو هم باش یک جام بیک از من هم پهلوی جم باش میخواست سکنه غرق که فریاد ز دم باش گر آمده گرد تو گردم دوسر دم باش</p>
<p>سودا تو قوت بزم زور ندارد لے شوخ بخت بساجت بقسم باش</p>	
<p>باشد ز هر آب بی تیغ زبان خلق گشتیم سر بر سر باز در دهر را گوهر معین تنگ زور یا جدا بود زان پیش کاغذاب شود مع بزم دهر اگر از طینت اهل جهان شود آن شوخ چون سوار شود بر سمن ناز</p>	<p>لے واسے بکے گفتد درو بان خلق خالیست از دماغ محبت کان خلق عارف خداست گرچه بود میان خلق پردانه چراغ رخت بود جان خلق هرگز غبار سنگ نخورد اتخوان خلق از دست اختیار را باید عنان خلق</p>
<p>گر خواهی اینک دهل درگاه حق شوی سودا بکش تو بای خوار آستان خلق</p>	
<p>از بس زبوی زلف تو گوید حواری مشک جز زلف یار من که چکد مشک تر از او</p>	<p>مانند عاشقانت بر روزگار مشک هرگز نه دیده ام که بر آید ز مار مشک</p>

بود کے چشم کہ شریف آوری از صین لطف  
 بیوفایا شکار اد بود خود و یدہ نو کو  
 اور اخصان از نقش و دہس نادرست  
 کم کسی در کفر بر گردد بایسان درست

گفت سودا شنید از نالہ من تم کرد  
 گوش از در مودن شور و فغان دست شام

سے ہمیں ندان نسل خداست مہمان گہر  
 صاف دل پر گزنا شد اپنے آزار خلق  
 آب میگردد بر نگذار است پایا ز شرم  
 در جهان قدر سخن از مستمع گردد بلند

را زار و دندلان سودا بہن پوشیدہ نیت  
 بہت سولخ جگر زخم نمایان گہر

عشرت مطلب بیاغ لقویر  
 غم نیست ز جرخ بے خبر را

لطف راہ مجوز چشم حیران  
 بے نور بود چراغ لقویر

سوئے ازین جہان خرابی ندید کس  
 کے لذت عنت بے تک ایگان دہند  
 تخم امید کہ ترشح نصیب نیست  
 یوسف بگرد شمرہ حسنت نہیں  
 مردم بنگساری دل تفتگان نہیں  
 کاوش تراہاست فقط دور محتسب  
 آئینہ را مقابل رویم گرفت رنگ  
 اشک از گداز دل چو اندر غیب  
 سودا خوش نمرود گرفت شرح عشق

گو ہر بخت زمون جہانی ندید کس  
 خون جگر بطرف حبابے ندید کس  
 بہشت ما گذار سخا بے ندید کس  
 با آنکہ صورت تو بخوابے ندید کس  
 تراستین ز اشک کتابے ندید کس  
 چون چشم یار مست خرابے ندید کس  
 حالی مرا چشم پر آبے ندید کس  
 خوبی رنگ گل گلچا بے ندید کس  
 در باب این مقالہ کتابے ندید کس

کہ کعبہ راز کو تو بہتر گفتہ ام  
 احوال خود ز تیغ تو دگر گفتہ ام  
 زینکین ترست قہقہ دل خون خندان گل  
 دل را اداس شکوہ ہر کہ گفتہ ساخت  
 ساقی بگو کہ دست کشیدی ز من چرا  
 نا محرم ست خضر بجائے کہ میروم  
 در شمشاد خا دل من از جہ برفتہ  
 آتش خویش کند چہ کند کہ مزاج تو  
 خون مرا بریز اگر بہر دعوی ش  
 از بہر دستگیری خود در میان آب  
 مے گشت چون دو آتشہ از ہوش میرو  
 سودا بر آب جبرئیلے درین دیار ق

است بخاک او کہ برا بہر گفتہ ام  
 است کین دل بدان کہ مگر گفتہ ام  
 لیکن بیاس خاطر دگر بہر گفتہ ام  
 حرف از شکایت تو بجز کہ گفتہ ام  
 پیر سیدہ زیبا اگر از سہر گفتہ ام  
 نام مقام دوست بر بہر گفتہ ام  
 دل گفتہ دادہ ام تو گو بہر گفتہ ام  
 گاہے سخن بروے سمندر گفتہ ام  
 نا صح تر انوشتن محضر گفتہ ام  
 جان دادہ ام ولے بشا و بہر گفتہ ام  
 ندان وصف جشم بگو کہ بہر گفتہ ام  
 سرگز بخضر ہچو سکندر بہر گفتہ ام

احوال تشنہ کامی خود را بہیچ کس  
 گاہے بغیر ساقی کو نہ گفتہ ام

بیخشم مردمان از رہگذار سرمی آیم  
 خراش پردہ گوش کسی نبود دال من  
 در دیانے فیضم را نگان ہرگز بخوش شد  
 بنوعی بی زبان افتادہ ام در دامن گیتی  
 جز این جائے پناہ نیست از گفتار بختان  
 ز حرف ہر زہ گویناں لعل غلو شیم چندان  
 ز عشق آرایش خوابان دلم را باز میدارد  
 بیخشم کم مبین بہار اوج خاکساری را  
 رسانی نیست فریاد دلم ہاے گوش من

منم آن نور گز بہتہائے تار سرمی آیم  
 گداز بے زیانم از دیار سرمی آیم  
 شکستہ گردید دور ان بکار سرمی آیم  
 کہ گویا لعل اشکم از کف سرمی آیم  
 بزرگ مرد یک اندر حصا سرمی آیم  
 کہ نزد سرمہ دان بہر شاز سرمی آیم  
 کہ تلاش آنچنانم زیر بار سرمی آیم  
 غبار را ہم و در رہگذار سرمی آیم  
 مگر آن داو خواہم کز دیار سرمی آیم

بیاد چشم او سودا چنان از خوشیتن رفتم  
 کہ من آلودہ چون اشک از غبار سرمی آیم

دار و ز بسکه نیم شب خون ز خط یار خوش خلق را ز بخت سیر بیج باک است آب سیاه گشت و ناله غزال بخت آهنانه سنبل است از زلفش بر بیتاب	بر گرد خود ز ناز کشیده حصار مشک نبود ز تیره بختی خود بے وقار مشک از بس ز بے زلف تو شد ز مژگان مشک در خون نشست از آن خط غمیر بار مشک
سودا غیر طره او کرده بر مسبا خیزد ز محن باغ بجای غبار مشک	
دوست در عشق تو مارا دشمن جان در بغل در فراق از دامنهای دل مرا عیش عیش تاله میخیزد و بجذین رنگ ازل و زو شب افشای بیدارم ز خاک کوی دوست بر سحر و قافم و بخت پست پا ز دم در دول را با که گویم آه ازین سبزان هند پای عیش این جهان در لغزش است آینه خمر می برد جز بیج از دنیای که الا که من	تیر مژگان تر ا دل گشت پیکان در بغل بیتو شبها می کنم سیر چراغان در بغل ساخت عشق تو مرا ششیر نیستان در بغل گوشه خاطر از ملک سلیمان در بغل می گذارم دست هنگام زمستان در بغل بهر رخس هر یک دار و کمد آن در بغل گو که جام شب بخت است چنان در بغل برده ام چیر تن نام پنهان در بغل
ان بهار عمر کو سودا با پای که من صبح میرم سوک کتب گلستان در بغل	
جان ستم ریده من داود خواه دل بستانم از که این دو عدد خون بهل جان یا ایوب بدر دے اثری تاله جرس دل گشت ناتوان و نداریم در نظر هر برگ هر گل نمین رنگ حسن دوست الکشیخ که سوک حرم میردی چه بود بکشب اگر بزم خودم جادی چه شمع دلدار حزن ما شود خلق سوک دوست سودا بلو کجا بر دم من ز دوست دل	دل انچه کرده است بجان من گواه دل دل جرم چشم گوید و چشم گناه دل گردید بهر قافله اشک آه دل جز نوک خنجر مره اش تکیه گاه دل صاحب دلان چو سیر کنند از نگاه دل با صاحب حرم ترسی جز براه دل روشن شود بجان تو روز سیاه دل گویم در جهان بک حال تباه دل باشد اگر صلاح روم در پناه دل

<p>نخراہم کہ خواہم سرشتاودقان را گفتم کہ من از عشق تو دل برکنم ایشو رخ</p>	<p>با بال خرام قدو لجوے تو بیستم تا کے بسر خودستم از خوے تو بیستم</p>
<p>گفتا کہ بود باور من حرت تو سودا بان زدو کن قوت بازوے تو بیستم</p>	
<p>یار را بر دیدن آئینہ ماہی کردہ ام شعشع بیتابی فراوان بود سیر خستہ ام دعوی خویم بفرزدندان من کے میرسد ساکن دیر و گرم باہم غبار خاطر ند بایمان زامہ انسون کہ مانغز میرنم داشت خط بندگی از من رخ بموے تو خاک کوش تا نگردد سرمہ چشم رقیب سینہ من کان محمد جوہر ملا درو دل</p>	<p>مہر و ماہی تازہ باہم مقابل کردہ ام نامہ برام روز مرغ نیم بسیل کردہ ام منکہ خون خود بخت تفتاقل کردہ ام من بہر جانیکہ رفتم خانہ در دل کردہ ام من نمک فری ز شبنم تو داخل کردہ ام آرزوے خط نش آن شمع بل کردہ ام من زخواب جگر آن خاک گل کردہ ام این در کیتا ز بحر عشق حاصل کردہ ام</p>
<p>بسکہ سودایت تنم کاہید سنگام بہار من ز موج شنگ خود ریاسلاسل کردہ ام</p>	
<p>ہرگز ندان بوصل تو بجا گریستم از پردہ تا برون نفتناز عشق دوست گشت مجتہم نشد از آب دیدہ ستر چون چشمہ چشم من نشد از گریہ بہر ہند یک غلن را بگریہ در آورد گریہ ام چون غلن آب دیدہ ز باران بیابخ دہر کردم ز بسکہ بر سخن ایلمان مسل</p>	<p>آمروز بہ جدائی فرو اگر گریستم رفتم برون ز شہر و بھار اگر گریستم گویا جوا بر بر سرور یا اگر گریستم روزرانہ گریہ کردم دخیبہا اگر گریستم گا بہ نشد سیاد تو آنتہا اگر گریستم یادش نمودہ از ہمہ اعضا اگر گریستم آخر جہت مردم و انا اگر گریستم</p>
<p>سودا و مال را بے حودست داد در بر کشیدہ تنگ من اورا اگر گریستم</p>	
<p>بلوہ بعمش نہر جا بود من می سوختم آتش جہر آنچنان تیرست کاب چشم من</p>	<p>دلخ عشق ابد لہا بود من می سوختم از سرمیک نیز ہا لا بود من می سوختم</p>



<p>خاست بجز از گل رخسار تو دارم چون شاد دل چاک و ریشانی خاطر نقشیده لب زخم یک قطره تمنا بر لب گل بستم و نالان ددل انگار خاموشم و نقد دل جان سخن امروز خاموشم و گنج گهرای اشک بدامن تا زلف فروخته بر عارض چون ماه</p>	<p>زردی رخ از رخسار تو دارم از تیغ و خنجر طمره طار تو دارم از آب دم خنجر خونخوار تو دارم بلبل بنوا سنجی منقار تو دارم لے سیمیران قیمت گفتار تو دارم از بهر شار سب گفتار تو دارم بس روزیای زشب تار تو دارم</p>
<p>آن شکل دل آخر سر بالین تو نماند حیرت زده از مردن دشوار تو دارم</p>	
<p>دل را کشید جانان تا در بر بستم بیجاست لے جاجو بریا کشیدن تیغ هنگام ناز دار و یزد از خنده ردی کو چشم تا به بند انداز شویش را شادیم کز شکر کز غمهای تیغ ماورق یک جا هر گاه می نشستم کو ما هر بستم تا گویش به پسند انداخته ده او با غیر سوخت مارا</p>	<p>زدمی رنگ گلش گل بر سر بستم مارا که نمی توان کشت از جوهر بستم چین حسین او هم بال و پر بستم سرتاپا چو برقیست یک پیکر بستم شد باز بر دل با صد جاور بستم با سخن به قنقیک با او سر بستم اینجاست دست قدرت یان گر بستم دایست سینه ما از احسانگر بستم</p>
<p>کاریکه بر نیامد سودا ز جوهر تیغ آن کار نمی برآید از گوهر بستم</p>	
<p>در قتل گم آنی و من رده تو بستم صد باره برو با بگذارم دم برگشت کو طالع بیدار که هر صبح من از خواب سرخواستن آینه بشیر چه حاجت تا زدم پنین مرگ عوض عمر ابد را بکشاکش از زلف که کلاه بختان را</p>	<p>یک خلق بر امید من سوی تو بستم نقش قدم خویش چو در کوی تو بستم تا چشم باله رخ نیکو تو بستم آرم بکف از جنبش ابرو تو بستم سر را چو دم نزع برانوس تو بستم تا حلقه بگوشش خم لبوس تو بستم</p>

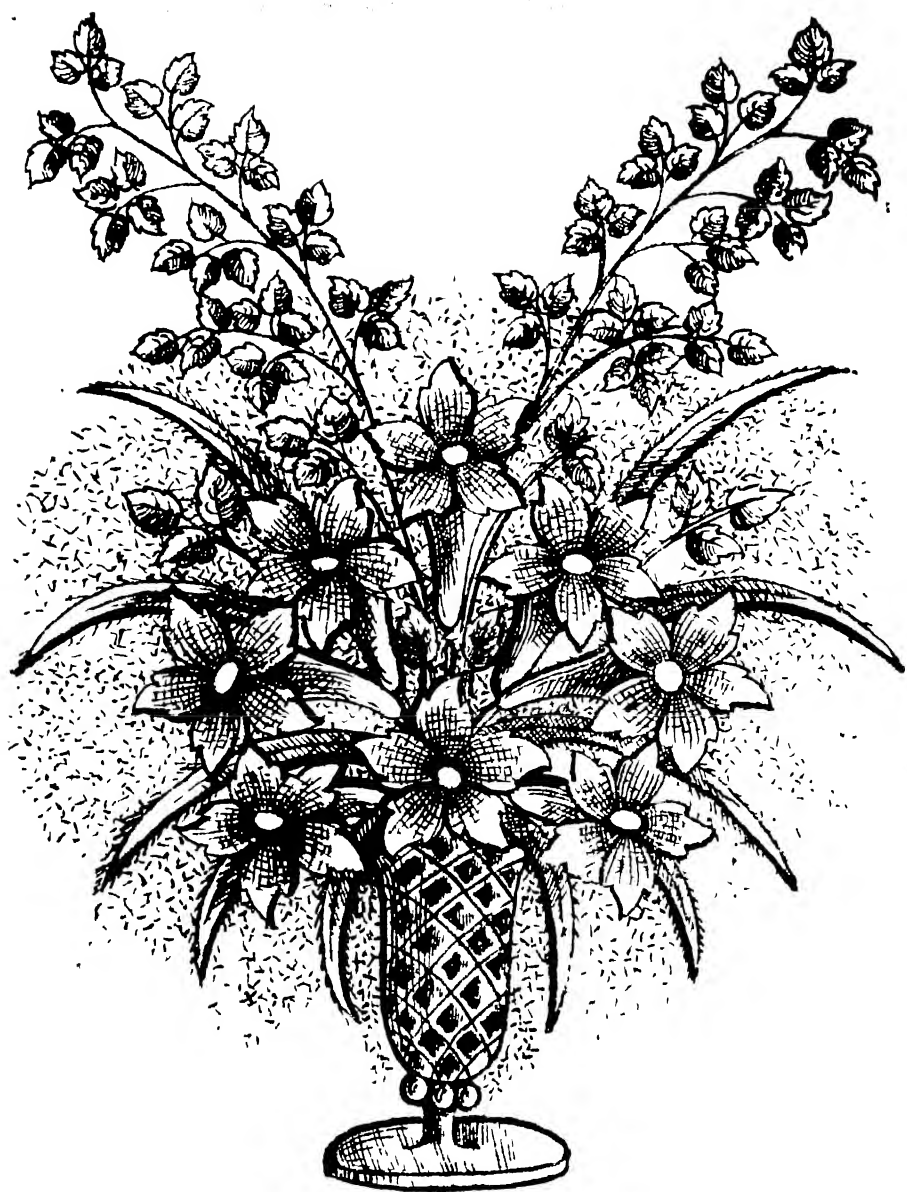
آئینه غبار از نفس مانده یزد	بر خاطر کس اهل جهان بار نه داریم
ماز دنگه و غشوه بهاک دل سودا است	
زین هر چه خرد یار که انکار نه داریم	
<p>شک از بسکه گره شسته مرا بر مژگان شب خیال ز زلف تو بچشم گدشت بسکه بر آید بشش گریه خونین کردم نه بهین دیده ز خود خیزد خش یافته نوز چشمم از سخت جگر غیرت آتش گدشت</p>	<p>نماید بنظر رشته گوهر مژگان گشته چون سنبل فردوس منظر مژگان سرخ چون بنبه مر جان شده کسر مژگان همه چون خط شاعی است منور مژگان دیماید بنظر بال سمن در مژگان</p>
این قدر آب نماند از نف دل سودا	
که با فشردن چشم بشود تر مژگان	
<p>از دلم چون آه آتشناک می آید برون می بر آید آبخن از کلبه احزان من طاقت و صبر و تحمل را غافل می برو صیدگر دیدم با نماز یک بر احوال من شک را نسبت بنیاشد هیچ با چشم صدف تا لب از برون را غنچه قشنگ غم بردلم فاغلی از حال آن سیمار کاندرا خاندن آخر شبها بگویم او نمیدانم که گیت حرف لے سودا بگفته عمر ازل معترض</p>	<p>دود از هر یک حس خاناک می آید برون چون زخم خسته جان پاک می آید برون جان زن زان غمزه جالاک می آید برون خون ز چشم حلقه فخر اک می آید برون این گهر از دیده نناک می آید برون مے بدوق بوسه ات نناک می آید برون هر که خرم می رود غمناک می آید برون یک صدک از دل مدحاک کیدی برون از زبان هر یک بیبک می آید برون</p>
از تو می پرسم کبرک من ترا لطف از سخن	
تا نماند ثروت آرداک می آید برون	
<p>لاله بید و چراغ ست چه می بینی تو سینه نقشه آدول سوزان دد دد گل دین باغ نمیدست کی اهل نظر چشم را بسته در دل یک خلق در آ</p>	<p>اینهم از دست بود است چه می بینی تو آبجو از کمر با وجاست چه می بینی تو نعلن بیل با یاغ ست چه می بینی تو این عجب کج فراغت چه می بینی تو</p>

<p>یہ ہر اہل راسخہ کس کیفیت کس لذت شمع عالم آب امشب آتش زورم در بزم د وعدہ ہاے وصل با اغیار ایفا می نمود بسکہ باز دے تو نسبت داشت شمع آہن بیتولے رشک گل گلزار در فصل بہار خط برگد عارض آن شمع رو چشم ندید</p>	<p>ہمچو تشبیہات یجا بود و من میو ختم بارقیبان بادہ پیا بود و من میو ختم باش امر و زور و دوا بود و من میو ختم در رخس پر دانه شیدا بود و من میو ختم لالہ آتش زن بھرا بود و من میو ختم دود از یک شعلہ پیدا بود و من میو ختم</p>
<p>جنس حسن او فتاد آخر چو در بار از عشق ہر یکے سر گرم سودا بود و من میو ختم</p>	
<p>اگر خاکم کنی یارب بکوس دلربا فتم غور یا دایمے کہ ہرگز سرفرو نہ آرد تو ہر جوی نہ خواہی کہ من ہرگز نہ خواہم گلستان بلبل طبع مرا شد معنی رنگین احل از جنت و جوی او مرا کہ باز میلند عشق خوش نگاہان ضمیمہ گر صد جفا بینم آب خضہ کے لب تشنہ ناز تو در آرد لباس ماری آزادی من بر بنی تا بد</p>	<p>بیاسے رہ نور و ان تا کجا فتم کجا فتم اگر صد بار چون رنگ خدا شود دیا فتم میان داو خواہان تو در روز جزا فتم چو شاخ گل بگر و مسخ من از لونا فتم شوم گر خاک در عشقش کہ نہال مباح فتم خدا آن روز نماید کہ از چشم وفا فتم لب خود را سازم تر چو در آب بقا فتم کہ چون من سایہ میخوام از چشم خود جدا فتم</p>
<p>بانہاے زنان کے ہمت من سرفرو دآید برفے خاک لے سودا اگر از پشت پیا فتم</p>	
<p>ہرگز بھان ما غم دستار نہ داریم چون گوہر ناسفہ از بہاب معیشت در کعبہ بیو دیم و مسلمان بدر د بہر بانالہ بسازیم عزیزان کہ دل خوش ماندہ عشق ہم و متبر از مذاہب بلبل دل نالان و خیال رخ او گل ہر عرض متناہی ہوش چو امر و ز</p>	<p>چون ہر ز عریانی سر عار نہ داریم ویشگی خویش بیک کار نہ داریم آرام بجز خانہ خستار نہ داریم در سینہ کم از مرغ کہ تار نہ داریم باشیخ و بر بہن سر پیکار نہ داریم بالبل و گلزار جلیان کار نہ داریم فردا است کہ ملاقات گفتار نہ داریم</p>

پس از عمری که با صدخو در راه بر خدوی	افغان کز سستی طالع مرانش حتی رفتی
نهرات آفرین کا نذر قمار عشق اد سودا	جگر دارانه چون منصور سر را با سختی رفتی
<p>دارم من آشنائی کز روز آشنائے بر نماندن ز منت از خانه گرم رست تختت بروز مختدر در جرم بخشی شکل کدول بر آیم از تاب طره او امید وصل جانان این طالع نباشد ویر و حرم بجا لم فانوس یک چراغ نماند بار ابر تو از ما هر جا دل نخواست گر سدره همت شد تنگ سستی ما ور پرده دو عالم دل پرده بعد رنگ</p>	<p>هر که دو چاره شستم پرسیدم از کجائی ما میردیم از خود بیرون در چو آئی خط سفارش آورد و عالم جدائی گرد و زجنگ شهاب زکی مرغ رازدائی عمر رسید پایان در بخت آزمائی بر هر در کیه آئی پر دانه اش در آئی اے عشق در ره خود تو بشیله مائی تا هم ز خار بخشد پوشش برهنه یائی اے لکله لکله رونے بے پرده خنائی</p>
سودا چنان ز نیم من لاف خدا پرستی	رو جلوه بت من گرداند از خدائی
<p>هست از مایه نجاتش افتادگی پخته چون گردد کمر از شاخ می افتد بجاک از تو ناز و عشوه می زید بزم غزونیاز ورن افتادگی از بسکه کامل گشته ام بول طپید ناز خاک آتاش برده بود</p>	<p>زلف مشرقیم می زید ز ما افتادگی هست شاید غنچیا بے مرا افتادگی سرکشی از شعله آید از گیس افتادگی از من آموزد سرشک نقش افتادگی دشگیری گرنیکردی مرا منتادگی</p>
سرخود خیز و بروز شر سودا چون شهید	هر که میدارد دغا کمر بکلا افتادگی

<p>چون نظر کردی نامہ من گفت رقیب گفت رنجد بجال چو ترا دیدم شیخ ہنشین دور زد دور نظر با گلشن</p>	<p>خلل اور ابد باغ ست چہ می بینی تو برنخ انس و لاغ ست چہ می بینی تو مخففن امر و زبانت چہ می بینی تو</p>
<p>سوے دنیا منگر زیر فلک لے سودا جیفہ بہر گداز غ ست چہ می بینی تو</p>	
<p>بسکہ بر یاد قدش بگریم در پای سرو ہست پیش چشم تو ہم نیک ال قامتش درد یار حسن میدارد بہار بے خزان رنگ آن شاد قامت بسکہ آتش زہل</p>	<p>زد سر شکم خویش چون فوارہ از بالا سرو راست میگونیذ باشد بر لب جوہا سرو بچ مشوئے نباشد در جہان ہتتا سرو قد بزرگ شمع صفت سوختن عفت سرو</p>
<p>سرمہ سرکش زاکین تو افع فارغ ست نخت دوار ست سودا خرمید ہما سرو</p>	
<p>سلاش موسم و نمانہ کردی کاش میگردی نریخ بند نقاب واکردی کاش میگردی سر راہ بامید نگاہ بر تو بگر فتم ز حرف خوشیت لے ماہ کفان چاقائی دل زد دست امیدہ پرفری کرد تسخیرش بین تاثیر آہ گرم باطلہ کہت کردی بخلوت ہم گے بند قبا از ناز بکشوی تو لے مراے خود خوش خود بر آسمان رفتی</p>	<p>سراغ خضر چون موسی نکردی کاش میگردی جہان را بہر من شیدا نکردی کاش میگردی نغان کز شرم سر بالا نکردی کاش میگردی راخوان را ز خود انضا نکردی کاش میگردی تو رام این مرغ وحشی را نکردی کاش میگردی حذر از شعلہ دہا نکردی کاش میگردی مر این عقدہ از دل نکردی کاش میگردی تا اشارہ زیبا را نکردی کاش میگردی</p>
<p>بدست تختب آخر گرفتار آمدی سودا تو فافل تو باز صہبا نکردی کاش میگردی</p>	
<p>بنادانی دل ما را دست امتحانی رفتی قیامت رفت بر سر آن زمان مغل نشینان را بن بسیار نیز و شیخ لات از عقل دیوانائی در اول چشم روشن ساختی لے گوہر کیلتا</p>	<p>نغان انگہر شہوار را نشان ساختی رفتی تو چون از تخمین قامت بن از افروختی رفتی سرت گردم یک نظارہ کاش ساختی رفتی در آخر چون مدف درینہ جاک امتحانی رفتی</p>

سلاطین



قبول ہونے عبادات روزہ دار دن کی جناب اقدس خالق سے روح کو تیری رکھیں میں بات سے تیری یا رز و ملکوت غرض زمین سے تا آسمان کی خلقت تک تیری وہ ذات مکرم ہولے امام شہید	نہ تجھے چہ تین نیچے مہ صیام سلام ہمیشہ نیچے ہے شاہ دین پیام سلام کہ سرنگون ہو کرین لیکے اس جام سلام سجوں پہ دین تری بندگی اودام سلام کہ تجھے بھیجیں گے ماحشر خام و عام سلام
---	---

یہ سودا عرض بخیز دنیا ز کرتا ہے  
شرع مرثیہ ہونیکو اب تمام سلام

## سلام دیگر

حسینؑ تجکو یہ عرش برین کرے سلام نقطہ گردن ہی تسلیم میں ہر تیرے خم و خوش خاک پہ جتنے ہیں اور ہوا میں طور فلک پہ جو ہے سو کرتا ہے بندگی تری جو اہل شرع کا ہے رکن وہ سدا تجکو ترا وہ نور ہے جسکے تین چہ مہر و چہ ماہ تری وہ ذات مکرم ہواے شد و جہان تری جناب تو دہ خلق کی ہر خالق نے عبودیت ہے تری فخر ایک عالم کو یہ نقش صفحہ عالم پہ ہے ترا جس کو نہ موج آب ہی پیاسی ہر بندگی کی تری کسی خوشی میں ہو کوئی سنے جو تیرا نام	دہانے آن کے راج الامین کرے سلام تجھے تو عیسیٰؑ گردن نشین کرے سلام جہان ہے جو کوئی تجکو دین کرے سلام ہر ایک ساکن دے زمین کرے سلام سمجھ کے صاحب شرع تین کرے سلام ہر ایک خاک چھسکو جین کرے سلام کہ جسکو خلقت دنیا و دین کرے سلام جسے ہمیشہ تمام آفرین کرے سلام ترے غلام کو غفور چین کرے سلام ہر ایک صاحب تاج و تاجین کرے سلام جناب بھی بیم و اطمین کرے سلام تو جان و دل سے وہ ہو کر خیر کرے سلام
---	--

تری جناب میں ہوتے قبول یا نہ دین  
ادب سے سودا بصدق یقین کرے سلام





## مرثیہ چاند رات محرم

دن سے محشر کے نہیں عالم میں کم یہ چاند رات  
 صفحہ اوراق دین پر تھے جو وہ طلب کے حرف  
 نام کو شدے محرم بن کھڑے کرتے ہیں لیک  
 بار سے غم کے نہ تنہا نیت ہے رے زمین  
 کام میں اسکے جان میں ہے جو کوئی ذی حیات  
 آب بوہتا ہے پتھر کا جس کے کسا دین  
 محل گریبان چاک نالان مرغ و گریان آبار  
 حال خلقت کا خدا کی پل میں کرے ہے تباہ  
 مغر بہتی یہ کیا انسان و کیا حیوان کے  
 غافل کو خلدین لگوا بیبر کے گلے یہ  
 سر تقدیر قضاے مھنر خون حسین  
 تن جگر گوشہ کا پیغمبر کے خاکِ خونین ڈال  
 سارہ کرنے کیلئے داغ غم سبط رسول  
 سر پائل بیت کے گندے جو کچھ ظلم و جور

کہہ نہیں سکتا جو گر گزری ستم یہ چاند رات  
 کر گئی حک اوں کو دان سے یک قلم یہ چاند رات  
 غم کی ہر اک دلیہ کاٹے ہے لم یہ چاند رات  
 پشت نہ افلاک کو رکھتی ہے خم یہ چاند رات  
 زندگی کے شہد کو کرے ہے سم یہ چاند رات  
 اسطرح کا خلق کو دیتی ہے غم یہ چاند رات  
 ہے باغ دہر کو اتنا الم یہ چاند رات  
 سطح پر دنیا کے رکھتے ہی تدم یہ چاند رات  
 رکھتی ہے خون جگر سے چشم غم یہ چاند رات  
 اشکِ خونی سے رولاتی ہے بھر یہ چاند رات  
 لائی تھی دنیا میں گویا کر رقم یہ چاند رات  
 کر گئی ہے سر کو نیزہ پر علم یہ چاند رات  
 از سر نو پیر برس لے ہے جنم یہ چاند رات  
 یاد دلوانی ہے اس کو دم بدم یہ چاند رات

ضبط کرنے پر تجھے روئے سودا ہر کھڑی  
 دیتی ہے شاہ شہیدان کی قسم یہ چاند رات

## سلام

ادب سے بھیجے ہے تجھ پر تراغلام سلام  
 تو وہ امام ہے جس پر کہ روح نبیوں کی  
 بری دویو دودو آدمی و جن ملک  
 جو عرش پر ہے مخاطب جبریل امین  
 تو وہ امام ہے جس پر نماز کے بعد از

قبول ہو تری خدمت میں یا امام سلام  
 درد و بھیجے ہے دن رات صبح و نام سلام  
 ہر ایک بھیجے ہے تجھ پر علی الدوام سلام  
 ہمیشہ بھیجے ہے تیرا وہ ایک نام سلام  
 جو مقتدی ہو سو بھیجا کر نام سلام

ہوا ہے سب سے زیادہ تمکیدی حکم امام برحق و مطلق پہ حق تعالیٰ کا	کون فاطمہ کے قمر پر کہو درود سلام ہے امر شام و صبح پر کہو درود سلام
یہ حیرتیں کا مطلب ہے یعنی اسے سودا حسین کا نقشہ جگر پر کہو درود سلام	
سلام	
میں بھیجتا ہوں تجھے فاطمہ کے کلال سلام تمام حورو ملک صبح و شام جنت میں نہیں ہے بدتر ہی تجھ دیکھ کچھ جہنم میں سا ہمیں بران سلف چاہیے کہین تسلیم بزرگ پر جہنم زمین پر یہ جتنے ہیں ساکن سما درود پڑھے کرے تارون کی تسبیح	علی کے باغ کے اس سر و فضاں سلام کھین میں دیکھ ترا سر خرو جمال سلام تری جناب میں جھک جھک کر کلال سلام جو بیٹھے ہے تجھے ہر گاہ و ہر حال سلام وہ لے جنوب سے بھیجیں میں تاشال سلام ہمیشہ بھیجے ہے ہم ارض و ہم چال سلام
غلام اذول و جان ہے برا جو یہ سودا بدن کا اسکے تجھے بھیجے بال بال سلام	
سلام	
مددۃ السلاسل لے پے سلام صدق دل سے مدام بھیج دلا روشنی بخش چشم امل یقین خاکے حق میں ہے البقعتہ منی لمح لمحی جسکی شان میں ہے متقی ہوئے جسکی یاد سے خلق صورت شمر دیکھ شہر مایاء کہتے ہیں ساکنان باغ بہشت کو	منی حوت امتنا پے سلام صاحب شان قل کفنی پے سلام منظر نور کبریا پے سلام فاطمہ سید النساء پے سلام بھیج اوس جزو مصطفیٰ پے سلام کہ تو اس شاہ اتقیا پے سلام کہ تو اس صاحب حیا پے سلام گل دگلزار مر لکھے ایہ سلام
صدق دل سے یہ گستاخ سودا	ہر دم اس شاہ انبیا پے سلام

## سلام

کین مین ساکن جنت زریب زین سلام علی کے تخت جگر اور بنی کے نور بصر کے ہے ناز سے حور بہشت سے آکر ہمیشہ مشرق مغرب سے ماہ اور خورشید امام ہر دوسرا شاہ شش جہت تم ہو تین سلام کرین پہلے تو سے باورین غلات	ہوی جناب مین یا حضرت حسین سلام ہماری حضرت زہرا کی دل کے مین سلام مرے محمد عربی کے نور مین سلام روح دل سے کرین مین زجا مین سلام شفیع روز جزا تم پہ فرض مین سلام اوی سے فرض ہوا پر بندہ مین سلام
--	---

امید و ارتقا مت کا تم سے ار سووا  
اقول ایک سے ہوا کاتا بہ مین سلام

تجہ پرورد جب کے ابرسیہ پوش اسلام ماہ ادھر دیکھا محرم کا کما یہ مہر عزم ترا دیکھ کر ہر آن تیرے اہل ماتم کے تین غم و لون مین رات دن تسلیم کرتا ہے تجھے طولی و غنچہ یہ گلشن کے مین موقوف کچھ کچھ نہ تھا دیکھ کر تجھ کو طواف کعبہ مین یاد کر تیرا جمال اے ساتی کوثر کے پور	بولے اوس کے ساتھ برق ختلہ پر ویش اسلام بولتا ہے ہو کے ہر دل سے ہم آغوش اسلام در دینے مین کے ہے مار کر جوش اسلام بولتی ہے شادی خاطر فرا موش اسلام بولے تجھ کو دیکھ کر گویا دعا موش اسلام بولتا ہے زامہ و مجاہدہ پر ویش اسلام میکرے مین کہتے ہیں سب و موش اسلام
--	---

اس جن مین جب پڑھی سووائے تمہا اور ملو  
بولتا اس آواز کو کر گل نے درگوش اسلام

## سلام

بنی کے نور بصر پر کودر و سلام کے ہے عرش کے رکان سے جبرائیل سلام شجر جو باغ بنی مین ہے بہتر از اشجار خدا کا امر ہے لے توئی سے تابہ ملک	علی کے تخت جگر پر کودر و سلام امام جن و شر پر کودر و سلام اباؤں شجر کے شر پر کودر و سلام صحاب دین کے گھر پر کودر و سلام
--	--

<p>گذرا یہ جسکے تن پہ زبیرا و اہل کین          ماتم میں جسکے روتے تین انسان اور ملک          یہ غلغلہ سما سے ہوا جا کے تاسمک          مانا ہے جسکا حضرت پیغمبر خدا          مان جیکی ہوئے حضرت خاتون کبریا          جسکے پدر کو لمحک لمحی کسا بنی          حضرت حسین تمکو کین میں سبھی ولی          جن نے خدا کی راہ میں اسطرح سرد یا          غیر از رضا نے حق نہ کیا اون نے جو کیا          سودا محوش اب کہ جگر آب ہو بہا          جس شاہ ادلیا کا لکھا تو نے ماجرا</p>	<p>اُس کشتہ جفا کو خدا کا سلام ہے          پیٹن میں اپنے سر کے تین تار نہ خاک          اُس غم کے مبتلا کو خدا کا سلام ہے          او بر باپ ہے علی ولی شاہ مر لطفی          اُس شاہ قل کفا کو خدا کا سلام ہے          نازل ہے اُسکو ناد علیا مسینجلی          اُس لطف لافا کو خدا کا سلام ہے          گذرا جو اسکے تن پہ اُسے صبر سے لیا          اُس حامل بلا کو خدا کا سلام ہے          جزا شک کچھ بھی آنکھوں میں باقی نہیں رہا          اُس رمز انما کو خدا کا سلام ہے</p>
---	---

## سلام

<p>حسین کی جناب کا جو کوئی غلام ہے          وان عرض بندگی کامری صبح و شام ہر          کتا ہے جبریل اُنھوں کو بصدیقین          من بعد اسکے بولے ہر یون بول حزن          پریدہ ہوا تمھارے لیے جنت النعیم          نازل تمھاری شان میں آیات عظیم          سب ساکنان جنت علی بن ابی ام          آپس میں متفق ہو یہ کہتے ہیں یا امام          وہ جو تمھارے واسطے جنت برین          کہتے ہیں بھول بھول نبی ہر گل زمین          تم نے جو کر بلا میں سے رنج اور تعب          روح الامیں کے ہر جگہ دیکھ خشک لب</p>	<p>اُنکے غلام کا یہ غلام اب امام ہے          جسکے جناب بیچ خدا کا سلام ہے          حق کی طریت سے آن کے سوار آفرین          یا شاہ تمکو عرض دسما کا سلام ہے          اللہ نے کیا ہر وہاں کا تھین مقیم          تمکو وہاں کے صبح و مسا کا سلام ہے          یا ذکر ہے درود کا یاورد ہے سلام          تا حشر تمکو اہل وفا کا سلام ہے          نازداد سے اسیں خدایان ہر جو عین          تمکو وہاں کی باد صبا کا سلام ہے          کسی مجال ہر جو میان کر سکے وہ اب          یا شاہ تمکو صبر و حیا کا سلام ہے</p>
---	--

## سلام

ادب سے دور ہے ایسا پہلے محرم سلام اپنا  
خدا بھیجے ہے جن اشخاص کو ہر دم سلام اپنا  
وہ عالم میں یہ کچھ رتبہ وہ ذات پاک رکھتے ہیں  
اگر سچ پوچھیے دان ہم تو حکم خاک رکھتے ہیں  
ہیشتم نم نم دیکھو کہ انکار رتبہ ہے کیا کچھ  
انھوں کے رتبے کے آگے سلام اپنا ہر ایسا کچھ  
جان ہے بداد کے جھکنے میں کوئی کلام ہر  
جہرہ دیکھو گے ٹہنی گل کی وہ تسلیم میں خم ہر  
جنون کا مرتبہ نزدیک حق دو جگہ میں دو خالق  
جناب لیے میں تم بھیجیو سلام اپنا نہین لائق  
ملوۃ امیر خدا بھیجے محمد نام ہے جس کا  
ادب سے دور ہر وہ اور مانع کون ہر اسکا  
غلامی بندگی چھٹ گہ نہ اسودا کچھ بھاگہ  
نظر چشم عنایت کی کرے وہ مہر جس جاگہ

خطا اس میں ہے کہتا ہے جو ان عالم سلام اپنا  
کرین جز بندگی وان عرض کس منہ ہم سلام اپنا  
کہ سرور پر انھیں کے سجدہ کیونکہ افلاک رکھتے ہیں  
نہ بھیجیں چاہیے وان حضرت آدم سلام اپنا  
انھیں کیواسطے یہ وہ عالم میں ہے جتنا کچھ  
کہ جیسے جبرے پایان کو بھیجے انم سلام اپنا  
جو پھل ہے شاخ پر سر اسکا وان بھیکین کو صبر  
کیا باغ جہان نے انکو کس موسم سلام اپنا  
ملائک کے نہون جو کورش و تسلیم کے شائق  
تھیں زریا ہر بار و بھیجنا باہم سلام اپنا  
سلام اولاد پر اسکی ہے کب مقول جس لشکا  
جو ہو پنے مرتبے کے کہ گرجم جم سلام اپنا  
کہ رتبہ ہے امت کا کمان اور تو ہر کس جاگہ  
سمجھ دان خاک کے درے سے بھی تین کم سلام اپنا

## سلام

اُس منع حیا کو خدا کا سلام ہے  
اُس راضی رضا کو خدا کا سلام ہے  
آتے تھے جسکے در پہ دینے میں صبح و شام  
غلطان ہر خاک خون میں دجگا وہ امام  
سو کہ ملا میں ہما کے شہید اسطرح ہوا  
کہ بل کی خاک خون میں جو تہا پڑا ہوا  
چالیس روز دشت بلا میں مہ شاہ دین

اُس معدن سخا کو خدا کا سلام ہے  
اُس شاہ کہ بلا کو خدا کا سلام ہے  
آدم سے لیکے حور و ملک جلا خا من عام  
اُس شاہ اولیا کو خدا کا سلام ہے  
باقی رہا نہ جسکے کوئی خویش و اقربا  
اوس مصدر رعا کو خدا کا سلام ہے  
بے سر ٹپا رہا تھا فقط بر سر زمین

عرصہ دنیا ہے سایہ تزار و زحشر	نور چشم شاہ بازار لا مکاتی اسلام
دین و دنیا میں یہی امید ہے لے شاہ دین	رکھو سووا پر تو اپنی مہربانی اسلام
مرثیہ حضرت امام حسین علیہ السلام	
نہیں ہلال فلک پر مہ محرم کا	چڑھا ہر چرخ پہ تیغ مصیبت و غم کا
دل اس طرح سے یہ گھائل کر بگیا عالم کا	کہ وہاں نہ لگ سکے ٹانگانہ بھلا ہر دم کا
و تو نہیں آتش غم یہ لگے ہر آب تہ تاب	کہ مورخاک میں اور مرغ ہون ہوا میں کباب
کر اُسکو یاد جو آل بنی یہ بند تھا آب	ہر ایک چشمہ روان ہوگا چشمہ بر غم کا
زمین پر یہ فلک ہے جو طقت آدم	نہن پڑالین کے خاک اپنے اپنے ہلک دم
جہرہ کر تلی خوشی منہ تو یوں کہیگا غم	ادھر نہ آیا ہرگز یہ گھر ہے ماتم کا
نوحی رہی نہ موجب سے اس کے پوچھے بن	کہیگا غم اوسے آسودگان کی اسے ساکن
اسی مہینے کے مارا پڑا وہ دسویں دن	شرف جو آدمیوں کا تھا فخر آدم کا
کرین نہ اہل جہاں کی طرح شیون و شین	سرن کو اپنے نہ پیٹے سو کیوں وہ کر کے بن
ہوا ہر آج کے نن قتل کر بلا میں حسین	یہ تقریب ہے روزِ خزا کے محرم کا
بڑا کیا تھا محمدؐ نے جسکو گود میں پال	بھرے تھاسا فی کونہ کے دوں کونہ سال
گیا جہان سے یہ اسادہ فاطمہ کا لال	عطش ہر تن سے ہوئی موج کی بہیم کا
نہر اس طرح کے دریا روان تھے دنیا میں	جو کوئی تھا سو وہ سیراب تھا ہر کان میں
کئی غریب جو تھے کہ ملا کے صحرا میں	نصیب اُنکے نہ قطرہ ہوا کسی بیم کا
یہ ظلم کسکی نہ بانگو ہے کہنے کا یارا	نبی کا قتل کیا ظالموں نے گھر سا راز
جو انہیں طفل تھا ششماہ اسکو بھی مارا	کیا نہ عمر نے کچھ فرق زائد و کم کا
قتل کی تیغ کا جب سبکو کھاجکا جو ہر	رہا نہ اس شہِ مظلوم کا کوئی یا ور
زبان نکال کے بولا یہ شعر کا خنجر	کہ میں ہی اتوں ہوں اک آشنا ترے دم کا
کہے جو تو مجھے جد کے کہنے میں لجاؤں	جو مرضی ہوئے تو والد کے پاس بھلاؤں
تراخی جو کر کہ اُسکے ساتھ ملواؤں	ملاپ چاہے جو تو اس شہِ کرم کا

جتنی ہے کائنات جہان زیر آسمان سو داتا غلام ہے شاہِ دو جہان	مجھ پر خدا ہے اے خلف شاہ اس جہان اس خاک پائے اہلِ دلا کا سلام ہے
سلام	
<p>ہر سحر لہجہ ادب سے اے صبا میرا سلام اولاً لہجہ پیر کے تین مجھ سے درود جگہ کے پھر مرنے پہ اُسکے فہم بعدِ عجز و نیاز بعد اُسکے دیجیو جا کر بدشت کر بلا اُسکے پھر فرزند کو کہ باہر راغزوہ و غم حضرت باقر امامِ پچھین برحق جو ہیں بعد از ان پہونچا لیو جا کر شہابی سے صبا موسیٰ کا ظم امام رہنا ہیں گے جو وہ بعد اُسکے پہونچ کے شہرِ خراسان کی طر بعد حضرت تقی کو کہہ بکد اب تمام عرض کیو پھر تقی سے باخشوع و باخضوع اُسکے بعد از کہنے کو جائز و حسن العسکری</p>	<p>پہونچے انکو جو ہیں دین کے رہنما میرا سلام بعد ازین نزد علی مرتضیٰ میرا سلام جو ہوا ہے کشتہ سیم و دعا میرا سلام ہے جو وہ مقتول شمشیرِ جہا میرا سلام وہ جو تھا اک موردِ پنج و بلا میرا سلام خلدین خدمت میں اُنکی کیکے میرا سلام حضرت جعفر کو بامدق و صفا میرا سلام جا کے اُنکی بندگی میں کر ادا میرا سلام کیو جا کر جانبِ موسیٰ رضا میرا سلام وہ جو برحق ہیں گے شاہِ اقلیا میرا سلام ہر دو عالم کا ہے جو وہ پیشوا میرا سلام دو جہان کا ہے جو وہ اک رہنما میرا سلام</p>
<p>مجھے کہتا ہے یہ سو اس جن کو دمدم مہدی بادی سے کہ صبح و سما میرا سلام</p>	
سلام	
<p>اے محمد کی دو عالم میں نشانی اسلام کتے ہیں قرآنِ مطلق شیعہ کی فہمات کو فخرِ ہی آدم کی خلقت کو تھاکری دولت سے بضعتہ منیٰ لہا خیر النساء کو مصطفیٰ کتے ہیں جسکو شہادتِ ربی علی ہر وہ</p>	<p>اے امامِ رہنما حیدر کے ثانی اسلام اُس کلامِ اللہ کے تم ہو معانی اسلام اے خدا کے مظہر راہِ رہنما فی اسلام اُس سرورِ سیئہ احمد کی جانی اسلام اے امامِ رتبہ علی کے بانی اسلام</p>

خزان باغ رسالت میں مجھ کو علم نہیں	چمن یہ پھول رہا ہے کدام موسم کا
یہ وہ حسین بے سر ٹپا، جس کا تن	یہ وہ حسین ہے جس پر مین ہے پر اپن
یہ وہ حسین ہے جس کو ملانہ گورد کفن	کہ جس حسین کا تو غمگسار ہر دم کا
چمٹ کے اس سے گئے آبدیدہ ہوئے تھا	گدا بنے شک سے اسکا غبار دھوئے تھا
ہر ایک زخم سے یوں منہ لگا کے روئے تھا	کہ جس طرح سے گرے گل بہ دانہ مشبنم کا
کہا یہ روئے نہیں سر جو بے پد ریترا	بین سر کے تیرے قصد کمان دے ستر کرا
علم یہ سرا دکن اس جا مدینہ گھر تیرا	مجھے نظر نہیں آتا ملاپ باہم کا
برہنہ اونٹوں پہ بے جان خواہر و مادر	گلے میں اس کے نہ کرتا نہ اس کے سر چادر
چلے ہیں شام کو یوں چھوڑ کر نبی کا گھر	بہان انھوں نے ہے یہ صورت مجسم کا
عمل یہ کیا کیا ان شقیات امت نے	انھوں کو بیان سنیں گھیرا ہے انکی شامت نے
کہ فائدہ نہ کیا کچھ تری نصیحت نے	مجھے نوا سنا نہ سمجھے رسول اکرم کا
غرض وہ نقش پر سے یہ حرف کہتا تھا	اور اسکا خون دل آنکھوں کی راہ بہتا تھا
شعین اس کے ایسا وہ کون رہتا تھا	لو جو پاک کرے اس کے دیدہ غم کا
اگر خوشی سے کمی غم نے یہ حکایت سب	تو پھر جہان میں یار و خوشی رہی کب
ہر ایک رو دیکھا تار دز حشر روز و شب	بجا کرے گا دماغ حسین کے غم کا
نہ ہے نصیب جو سودا و ادوا یار و	جز اشک نامہ اعمال کس طرح دھوئے
یہ رو سیاہ تو ایسا نہیں جے ہوئے	تلاش مرثیہ گوئی سے دام و درہم کا

### مرثیہ امام قاسم

یار و دستم نوید شو چرخ کن کا	ٹھکانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
بنوگ یہ کچھ باندھا ر دو لھاسے دلہن کا	جو تار کفن کا ہے سو ڈرا ہے لگن کا
دھڑنا لگن اس بیاہ کا زہنار نہ مالون	کردار فلک میں نہ بھٹا ہون تو جانون
گردا کے کھڑے پٹے ہیں بس نہ دلاون	بہر طاس دھوا خون کا ہے نام لگن کا
عمر دل بہ خلائی بکے عوض منڈھے کے چھایا	سرتہ کا جگہ تیل کے نیزے پہ چڑھایا
دو لھن کو بل جوئے کے زندہ سال بھایا	ہے خلعت نوشہ کیلے فکر کفن کا



سخن یہ سننے لگا کہ وہ شہ آفاق	انھوں کا دل گومرے اقدار نہیں برفراق
رضائے حق کی ملاقات کا تو نہیں شائق	جو ہوئے ایسے میں تو ہولایا باہم کا
خدا کی مرضی سے دل گومرے محبت ہی	جو اب کچھ میں کہ کچھ شلب کو سرت ہی
جنھوں کے ذائقے سے دورا کی لذت ہی	اثر مزاج میں ان کے رکھے ہے یہ ہم کا
ہمیں یہ سب پیش تین سے چلا آیا	مرے پدر کو بھی حق نے یہ جام پہلوا یا
اور اب جو کچھ تک اسے ترے ہاتھ پہلایا	ہمارے واسطے احسان ہی یہ ہم کا
سن اسکو دشمن گھٹے شہ کے لگ اور دیا	غبار تن پہ جو تھا اپنے شک سے دھویا
شہ اس سے ملے فراغت کا ہر طرح سوا	کہ تا اب نہ کھلے پردہ چشم پر ہم کا
حرم کی اور کہوں پھر کیا نصیبوں کے	گریختے تخت جگر چشم سے جیہوں کے
فلک نے پھینک دیا سربان غریبوں کے	سمیٹ کر ستم و جور سائے عالم کا
پتے جو شام وہ افت رسید ہوئے اسیر	خانیہ انھیں کس طرح سے کیا بکیر
سنا کیے ہیں کہ عابد کی تابہ عمر اخیر	نشان کیا انہیں گردن سے طوق رجم کا
نہ سنا تھا کوئی ایسا بجز خدا کی ذات	تھکے جو پاؤں تو اس نا توانے پر نہات
یہ تھی جتنی رفاقت سے راہین نرات	جگر پہ داغ پدر دل میں غم نبی عم کا
بیاد وہ حرم اونوں پہ بچا باب سوار	ہر ایک پاؤں میں نہ بکیر ہاتھ بیخ مہار
برہنہ پاؤں غریب اور دشت یہ پر خار	غبار ہوئے تھا گل خون کے مقدم کا
مکھو تو مانے تھا پانی کو سے وہ مقصوم	کہہ تو جاتے تھا ہونہا دیبا س مقصوم
مکھو کہے تھا کہ اسے دلست محروم	یہ الہ بانی کا لب جھک جامہ رجم کا
کوئی جو لوے تھا پانی بھی تو اس میں سے	کے تھا اوک سی بی نہ از تو نگاہ میں سے
گرا ہے تھا وہ بٹانے میں خاک کہیں سے	کہ تانہ بھر کے جلاؤ شہ معظم کا
ہر ایک عضو میں ندرت سے تپ کی آسار	کہ رنگ چہرہ کھو سیر اور گاہے زرد
ٹھہرے تپہ نہ دیتے تھے تلک کہیں نامرد	چلو جلوی سخن تھا ہر ایک اظلم کا
گزار انھوں کا بوا حرب گاہ پر ناگاہ	بڑی جو اس تن بے سر پدین کی نگاہ
بھری تھیں دل پر سوز سے اک ایسی آہ	کہ ہم سب کو ہوا شعلہ برق کا چمکا
زمین وہ دیکھنے پھینٹوئے خون کے زرخیز	کہا دینے کو نمہ کر کے اے ہول امین

کہتا تھا ہر اک رو رو یہ بھر بھر کے دم نہ	تھا عقد کہ عقدہ تھا یہ پانی دیون کا
گستاخا سر سید نہ بجائے دہل دوت	نام کی بھی شادی کے منڈوسے کے صف
تھا عود کے بھر کے عوض سینہ رقت	ہر ایک کا دل آہن تھا انگارا آگن کا
دولہن کی گل انجھوان کی لڑی موتی کھار	دولہا کے لیے سہرا تھا لہو کی ہر اک مہار
چھانی پر نظر آتا جو جس تیر کا سو فار	دیتا تھا نشان خلق کو بان خوردہ دہن کا
شریت کی تو وان نکم کا گیا ذکر تھا اس آن	پانی کیلے سائے قبیلے کی کئی جان
جو بھون کی جگہ خون جگر کھائے مہمان	شادی تھی کہ طوفان تھا آکھنچ وخن کا
دولہا جو سلامی کے لیے ساہوری آیا	گھوڑا تو کمان تھمڑا تابوت بنا یا
ماور اسکے لیے خلعت شادی جو رنگا یا	ڈوبا سو میں بیاہ کے دن رخت بدن کا
بجائی دھن کے مین کیا لاؤن زبا پیر	آگے توحید اتن سے ہو دولہا کا جلا سر
پیچھے تھی دھن زانے یہ بے مقنع و چادر	تھی ہاتھ ہمارا اسکے جو تھا بھائی دھن کا
بان گھستی تھی دولہن کی یہ رو رو کے لہزم	ٹیٹی کے زنڈاپے سے بھی ہر جگو بڑا غم
اب لوگ کٹم کے ہی کہتے ہونے باہم	اس دولہا کو یہ پیرا نہوا نیک دھن کا
یہ بولتے ہوئے جو وہ ہیں لوگ جوانی	کہتا کہ شب سخت کوئی ٹھہرے جدانی
دولہا کے تین ٹکڑے دولہن کی خوشامی	دیکھ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا
کوئی تو کہیگا کہ عجب بھاک کی دولہن	یہ وہ یہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
بولی کوئی مین کہا کوں شادی کا یہ لوگن	گھر بھوج رسالت کی مٹا سر و دہن کا
چھیدے ہیں قلعے کو مرنے خلق کی باہن	سن سن کے گذری ہیں بھے پیچی راہن
اور خلق سمجھتی نہیں یہ دہر کی گھاتین	کیا فکر کروں انکی زبان اور دہن کا
بیٹی کا جلا یا جو ہے کیونکر وہ بتاؤن	بن سرتن اما دین کس سکود کھاؤن
آنکھیں کو کسطح من سمد من سے ملاؤن	اس شادی من جب نور گیا اسکے نین کا
بٹھ دیکھنا بیٹی کا مری اسکو ہوانگ	اس بیاہ من اب زندہ گی اپنی سے وہ کٹنگ
شیشے سے فلک کے شب عقد کہ لنگ	تن ٹکڑے کیا جن نے کہہ یوں اسکے رتن کا
کہتے تھے جہان من غرض لب لار و دختر	انجاہ نظر آئے تھا ہنگامہ محشر
چھٹ اسکے کوں کیا کریں ان بانو نکو آکر	ہوتا تھا جگر آب زمین اور زمین کا

اور کیا کون بن بیاہ کی نوبت ہو دھڑکی گھر کو بوجھ روٹھنی کے آگ لگائی	پچائی ہے زن و مرد کی دن رات پٹائی لے سلی سے ہرگز نہ بچا تار رسن کا
یہ کو کہہ رہا ہے نہ کرے ہر رخ نطاسے ہر نالے سے لپٹے ہوئے آتے ہیں تھراے	آہن تو ہوائی ہیں اب ادرنگ ساکے منہ دلکا انا رو کی ہوا رشک دہن کا
ارائش اب اس بیاہ کی کیا ہیں کون انہار ہر زخمی کے وان گھاٹ تھی اک تھکے کلزار	کس طرح تھی وہ جہم خلائی میں نمودار ہر لوتھ پہ چادر تھی گویا رشک جہن کا
سینے کو یہ بچہ دیکھ زن و مرد سنے کوٹا ارائش شادی کے بدل گھر کو یہ لوٹا	میں کو جو دم آ کے تماشائی کا ٹوٹا چھوڑا کسی سمن کے نہ پھر رخت بدن کا
رنگ کھینے کا شادی کے دیکھا یہ عجیب طور معلوم ہوا تب ہر برائی میں کیے غور	ہر خون کی چھینٹوں کے نہ تھا کھرون پہ کچھ اور رنگ کھینے کی جا انھیں میدان تھلکا
کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساجن کا جٹا دا دو لہن نے لیے استیقن دھاک کی بڑھا دا	گردن کا خطر زخم تھا منے کا سلا دا سلجی کا یہ دستور ادا کہ کس کے دلن کا
جو جوان کہ دو لہن کے لیے ٹھہری کا آیا دو لہا کا لہو ہاتھو نہیں دو لہن نے لگایا	تھا خسرو و سرورہ کا خون امین جمایا یہ رنگ ہر شادی میں نہ لانے کے چلن کا
دو لہن کو شب عقد جوین ملے سنوارا جسکے لیے سب کچھ تھا گیارہین وہ مارا	بولایہ زڈا یا کہ خدا سے نہیں چارا کیا فائدہ اب اسکے سنگار اور برن کا
تھک کو تو امارا اس سے کہ میرے حوالے لو تھ آئی ہر اسکی بہن کمان سینے والے	ادر خاک کو اسکو سر پہ میں یہ ڈالے اب وقت نہیں اور کسی حرف و سخن کا
کیا تھ کی سواری کی کوئی نصے کو بانٹھے سہرے کے تین سیرجے سے کھانچا باندھے	بن سر لیے آتے ہیں اسے چار کے کاندھے اس طرح چڑھا یا تھے شہزادہ دن کا
گرد اسکے براتی سر صورت سے ملے خاک فریاد و فغان افوی سے پر گند افلاک	سب جاگ کر بیان کیے ابدیہ نناک نے تنگ تھا مرد کا یہ دیکھ نہ زن کا
کنتا تھا چاک دیکھ کے گولہا کی برنگست مان باب کی رٹکی کی گئی ہائے کدھرت	اس گہر کی شایعہ ہوئی ہر کور سے سبست چھوڑ گیا سہاگ اسکا نشان اسکے زن کا
دو لہن کے جو گھر ہو چکے تو سب جہنم کی گرد	پیسے سر و صورت کو بھم ملے زن و مرد

ہم نے نہیں تھا راگناہ و خطا کیا	لوے حرم کہ مائے تم اپنے گناہ گار
لوے لٹائے رکھا یہ بیٹھ میں گھر چلے	کاکے ہمارے وارثوں کے گنہگار
چھوڑ دین کہ اپنا تم اب مدعا کیا	اب یا نے تم بناؤ گدھر ہکو لے چلے
آنسو نہیں ہمارے ابھنے میں ایک چین	گدھے ہیں وارثوں کے مولا چن دن
جنگل کا چار یا یہ بھی بانی یا کیا	کائنات ہمارے خلق میں بڑے ہیں یزین
قطرہ تھکائے ہاتھ کا ہر ہکو خون خوک	بانی سے بھی نہ گنہ گار آج تک ملوک
اس غم میں بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا	آتی ہو تھوڑے دن میں لو ہو کی بلوک
جگ میں کوئی موانہ نہیں بن اب تہلک	سمجھو جو یہ گناہ کہ جتنے ہیں آج تک
مروت نہ گئے یہ اب کو ہم ادھوا کیا	مر نکو تو مرنیکے کہوا میں کیا ہے شک
جیدھر کو چاہو پھر میں ادھر کو لے چلو	لو تھیں ہم اپنی کار لین فرصت تم اتنی دو
جو کچھ کہ کر چلے ہو سو تم نے بھلا کیا	آل خبی پہ اتنی تو اب مہر تم کر دو
بڑھو اگے استردن یہ بنو دار مت کر دو	اس سے زیادہ ہکو تم اب زار مت کر دو
کم ہے یہ عورت تم نے جو ہم پر روا کیا	رسوائے شہر و کوچہ و بازار مت کر دو
دل سے بھلاؤ آل محمد کے گنہ گار	بہتر ہے کہ کر دو میں رخصت مدین کو
دلت ہوئی کہ ہاتھ تھکائے جلا گیا	ٹھنڈا کر دو تلک ایک تو نہرا کے سینے کو
رخصت انھوں کو تم کر دو لیجاؤ محکوم شام	کستا تھا مہربن یہی بامنت مستام
اپنا ہی اُن لعینوں نے آخر کہا کیا	مانین تھے یہ سخن کوئی وہ زادہ حرام
اہل حرم کو جبر سے اونٹوں پہ کر سوار	العقنہ بختیوبہ وہ عارت کو کر کے بار
چالیس دن میں آپ کو وان پہونچنا کیا	نقارہ دے روان ہوئے کرل سے نابکار
پہونچے حرم جو شام میں بار بج دبا عن	لکھتا ہے آگے ناقل جانشور یہ سخن
اس دعوے سے فوج نے محکوم رہا کیا	بولایا سن یزید وہ ملعون لگے ہن
اس خرمی کو میرے سر پائین بھر دیا	آگیا انھوں نے دلو مے شاد کر دیا
جو کچھ کر دن اب لئے ہمیں سب بجا کیا	لا کر عجب حسین سے غاصب کا سر دیا
رکھ فطرت زر کے بیچ سر شاہ دو جہان	جس دم سنا یہ نیر سے شقیوں نے یہ بیان
اُس سر کو دیکھ دین تلک وہ ہنس گیا	اسکے حضور نے گئے بس ہو کے شادان

سودا نہ لرزائے تو اعمال کجوں بید جس روز تازت پے قیامت کا ہونو خد	اس مرنیہ کے گننے سے رکھو دین یہ امید سایہ ہو ترس سر پہ شب روئے چرن کا
<b>مرثیہ</b>	
احوال روزگار موصخ لکھا گیا مختر یہ جب سے واقعہ کربلا گیا	کوئی بڑھا کیا اُسے کوئی سُنا گیا ملی کہین میں بڑھکے ملائین نے کیا کیا
راوی کے درجنگ نے پایا جب انصرام کاٹا تھا بڑھکے چھاتی یہ جن نے سرام	اُل بھی کے خون سے دھو کر کے اُل شام پیچھے کھڑے ہوا کے دو گانا ادا کیا
بڑھکر نماز جمعہ کی اور خطبہ یزید لوٹا سب اس طرح سے کہنے دیئے شہید	غارت کی واسطے دھسے حیمین وہ پلید گھریں نے بھی یون کسی کا صفا کیا
یہ دخل کیا بچا ہو کسی پاس تار زار باہر کیا نکالے سب کو برہنہ سر	جادو رہی حرم میں کو کے نہ سرو پر جتنے تھے اہل بیت انھیں بے ردا کیا
پہلے یہ چلتے تھے لیسان کر بلا بولا انھو میں ایک نہیں کام یہ بھلا	خیمہ سمیت اہل حرم دیکھے جلا شاید کہ یزید مری بے رضا کیا
آپس میں پھر یہ بولے کہ مت لوٹ پر مڑ نیز دن پر اپنے اپنے انھیں جلد تم مڑ	لو تھوں سے بو ترا یون کے سر جدا کرو مال و منال تھا جو کچھ ہم ایک جا کیا
القصہ پہلے کاٹ کے سرانکے وہ لعین پھر کاٹ سر انھوں نے جو تھے اور مومنین	اکن لو تھو میں جو تھے کوئی ذی رحم شاہین نیز وہ اپنے لکھے انھیں بھلا کیا
بیسرین جو تھیں یا خاک و خون ڈال پہونچا جو ایک شیر تو ڈرائے وہ شغال	جا با کہ انکو گھوڑا دے کر داوین یا مال اپنے خیال خام کو دل سے جدا کیا
پھر ابن سعد پاس وہ آئے سیاہ رو نیز وہ سرکے میں یہ ہم انکو دیکھ لو	بولے کہ کیسے وہ بھی جو کچھ اور کام ہو کچھ دو میں کہ کام یہ ہم نے بڑا کیا
سکر یا اس لعین نے دیا انکو یہ جواب اب گھیر لاؤ جا کے اسیر دن کو تم شباب	جاشام میں یزید سے تم ہو گے انضیاب میں قصد اس مکان سے اس کو کج کا کیا
لائی کو جب جسم کے کتب وہ نابکار	اوٹو نہ مار مار کے کر لے گئے سوار

چاہے جو تو کہ کشتی میں مجھ کو کرے غنیمت	اس امر میں سوکھ میں یہ تیرا کما کیا
میری جو آزمائش تو یہ مان میری بات	اک تیغ اپنے بیٹے کو اک تیغ میرے ہاتھ
آپس میں ہم لڑیں کریں نظارہ کائنات	دیکھیں کہ کس کی تیغ نے کس کو دنا کیا
کشتی لڑوں میں اُس سے جو جھجھا ہوا امید	باب اک کا میرے باپ کے ہاتھ ہو شہید
قاتل ہو اُس کے باپ کا بھی تجھسا اک یزید	تب کشتی لڑ کے مجھوں کہیں نے بجا کیا
نانا بھی اُس کے باپ کا ہو ختم مرسلین	داد اعلیٰ سا اٹکا ہو سالار مومنین
زہر اسی اُسکی دادی ہو مسجود اہل دین	جسکو خدا نے حامی روز جزا کیا
اور باپ کے الم میں گرفتار مجھسا ہو	غربت میں بے برادر و بے یار مجھسا ہو
بیرست دیانی اپنی سے ناجار مجھسا ہو	اتنا سوکس کو دہرنے سے اقربا کیا
طے ٹیر یوں میں کس نے کی چالیں دن کی	کھینچی مہار اڑھوئی تاشام از بگاہ
تیرے پہر کو باپ کے کرنا ہوا انگاہ	یوں کن نے چھٹک اپنے متین ہو پنچا کیا
ابا اھنور تیرے جو کوئی ہو مجھ سوا	تب کشتی اُس کے ساتھ تو میرے سین لڑا
بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھے سو کیا	تکے وہ کام تاکے کوئی بھلا کیا
خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین	تاخیر حرت اُس کے سے دے تھے حاضرین
دیوان سے اٹھا وہ لعین ہوئے سرنگین	عابد کے حق میں بھرنین معلوم کیا کیا
سو و انخوش ہو کر یہی نظم دل فکار	روئے بہت ساء اقل و جذب ہو شیار
محشر میں اسکی دیوے جزا لکھ کر دگاہ	حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

## مرثیہ حضرت امام حسینؑ

فلک نے کر بلا میں ابر حبدن ظلم کا بھایا	کمان جو رکھ قوس قزح کی طرح جڑھوایا
سوا پیکان کے اک قطرہ نہ اس ظلم نے برسایا	کون کیا تیرا ران سے نبی کے گھر کو ڈھوایا
صدائے اطمش فریاد سے موز فتنی بھی کیا کم	زمین پر عنکبوت سرخ خون کی بوند سبھی ہر دم
کیا تھا بے پے چلنے سے وان تیر فتنی عالم	گھٹا میں دار کہ بیکون کی یہ گیری کو دکھلایا
نظر کر کو کلا کو کے بھی اوس سا دل کی اندھیری	بھرے ہیں حل قتل اور بانی جہان دیکھو بان جاری
و فوراً بے براتنی فلک ایسی جفا کا رسی	جگہ کوستہ کو بغیر کے بیاسا ذبح کر دایا

من بعد ایشا ط کے کئے لگا دیو یوں بیعت مری قبول کریں جون جانیں یوں	میں چاہتا نہ تھا یہ قاتل اس جفا سے ہوں پراپنے جل سے نہ مرا مدعا کیا
پھر بعد اسکے اہل حرم دان کیے طلب عابد اٹھو نہیں صف کے اے تھا خان	اے حضور باغل زنجیر سب کے سب آگے سب ان اسیروں کے اسکو کھڑا کیا
پوچھا یہ اس لعین نے ان سب کے پیشوا بولے وہ عابدین ہر بیٹا حسین کا	یہ کون ہو تاؤ تم اسکا ہے نام کیا ان سب کے اسلئے ہم سے پیشوا کیا
سن اسکو عابدین سے ہنسکر کیا خطاب اکثر لڑائی نہیں ہولے وہ تخیاب	داد اتر کر کہتے ہیں سب جسکو بو تراب تیرا یدر بھی تادم آخر لڑا کیا
بھائی ترے بھی آنے میدان میں لڑے مر نیکو بیکر کر کے نہ دیکھا کیے کھڑے	ہو کر رفیق باب کے سب ٹکڑے ہو رہے تو نے ترد آ کے لڑائی میں کیا کیا
عابد نے یوں جواب دیا سنکے وہ کلام مضی بغیر حق کے نہو ہم سے اور کام	میں بھی امام اور مراباب بھی امام جو کچھ کیا ہے بنے سو حق کے نفا کیا
دنیا میں تمہیں کے طمع کی وقع کو معلوم روز حشر یہ ہو دیگا خلق کو	کاٹا ہے گو کہ باب ہمارے کی خلق کو کن نے عمل بھلا کیا کن نے بُرا کیا
ہنسکر لعین بیٹے لگا ہو کے زہر خند تدبیر سے ہوئے ہیں سدا ہم تو بہو مند	نقدیر اور رفا کے نہایت ہو باے بند جس سے تھلائے باب کے سر کو حد کیا
عابد یہ سنکے بولے کہ مجھے ہو جسکو ہو بان جھڑ سے چاہیے کہ سیجے نمود	آئی ہو اس سے نار جنم کی بوسے دود نقصان ہو دہ جن نے تمہیں فائدہ کیا
اتنا ہی اس کلام کے لگنے میں رازیاں تو بھی تو اسکا لوٹا ہے آخر لہو جوان	بولا نیرید تھا ترا دوا بھی پہلو ان کشتی سے تو بھی آپکو کچھ آشنایا
میرب بھی ایک بیٹا ہے تیرے در نہال دو نوین دیکھیں لنگوڑ اس فیاب کمال	مجھے وہ کشتی دیکھا رکھتا ہے خیال تم میں سے کس نے کشتی کا حق خوب کیا
سجائے غضب کما ہو کے جشم تر کشتی ہو کلام اسکا جو تر سا ہو	کشتی کا لڑنا کارا ذل ہے بخیر یہ کام کس امام نے کہہ تو بھلا کیا
یہ بات تین کی ہے بھکیہ نچے تحیف	نزدیک حق قومی ہو تو مجھے جسے ضعیف

جو بیونجا مشک اب لیکر تو اسے جاوے دوئے	اسے بھنے دیا تم نے تو سب کو قتل کروایا
یہ لشکر فوج شام اُس پر گھٹا سی چھا گئی اگر	پر اُن نے بھی علم کر تیغ اس کے سامنے جا کر
کیا جون رعدیہ لغزہ طرح بجلی کے بل کھا کر	کہ بہتوں کا جگر پھٹ کر ہوا نکھو لئے تر آیا
گناہ تمام حجت کے لیے عباس نے اُمد	سنو میرا سخن اس بہترین خلقت آدم
جو اس بانی کو تم دو گے تو کیا دریا سے ہو گا کم	دو اب اپنے کو جس بانی سے تم نے سیر کروایا
حرم کے بیچ ستورات میری راہ تکتی ہیں	زبا میں نشانی سے اولیٰ التوسے جھٹکتی ہیں
بنی کی دخترین اک لونڈ کے خاطر بلکتی ہیں	انہیں بانی ہے کو آج یہ دن تیسرا آیا
کیا ہے بندہ فرزند و نیر آب از جا رسو تم نے	جلد بکسی نہ بغیر کے دکھلائے کو روئے
سخن میرا یقین ہی جان لو اس مشک کو تنے	جو خالی آب سے کی گور کو آتش سے بھروایا
اگر اس مشک کو میں جلا کے دوں فرزند حیدر کو	قسم لو کہ قصاص ظلم کا لون روز محشر کو
عوض اس آب کے دوں بلکہ آب حوض کوثر کو	غرض کب طرح اُن غیور کو اُس سہو نے سمجھایا
نہا نا جب تو پیٹھا فوج میں وہ اسج عالم	تلی تب صف بعف لشکر کی ہوئے دم دم و بوم
جبرہ کو رخ کیا کشتہ کنکے پتے دان مجھے اُمد	اُدھر خون کے بہنے لے جبرہ اسکا بڑھایا
کہوں کیا جطر ح چھایا تھا ابرہہ کا اسچا پر	سنان پر تیغ برسے تھی بڑی اور تیغ پر بھج
نہ جائے آہ واویلا کہ اس میں کن نے دان اگر	حوالے تیغ کی اس کے کہ دست چپ لٹاک آیا
جو اخر دی سے وہ بہن مشک ست دست پر یوں کی	کہ بلند بہن سے پائیلی زمین او پر نہ گرنے دی
فلک ناخوش ہوا اتنا شجاعت دیکھ یہ اس کی	کہ دست راست بھی اسکا دوہن شانے سے گدایا
جو تھا بھی مشک دانتوں سے تو کی بوجھا تیر فکی	گلی جا رہا لظرف سے ہوئے مارا مار تیر و گلی
ستم کشوں نے کی بیکان اپنی پار تیر دن کی	کہ اسکو مشک سے اک بل میں کر غزال دکھلایا
سبب زخموں کے حالت اس پر جلدی ہوئی خوشی	نہا کرتے ہوئے کی یا اخا اور کنی اور کنی
سدا جو میں یہ شاہ کربلا کے کان میں بیونجی	لسان ابرگرہاں آکھواں پاس بیونجیا
پر اس احوال کو راوی نے یوں اخبار میں لکھا	کہ جب تک بیونجی ہی بیونجی سرور سینہ نہرا
بطعن نیزہ تن کا گوشت اس کے لے گئے اعدا	نشان جز استخوان اسکا نہ شاہ دین نے کچھ پایا
حش سودا و گزریان بہائے جانیکے نالے	ہوئے ہیں ادنیٰ فرکان خلق اور چشم پر نالے
جانکو دیکھتے آئے جہانکے دیکھنے والے	فلک نے نیکن ایسا میٹھ نہ دیکھا ہونہ دکھلایا



یہ موسم وہ جو چین ہر کوئی چھپر چھوڑتا ہے کوئی اس وقت چھوٹنے سے بھی ظالم گھر چھوڑتا ہے	پکھیر و سنکے جن گھوٹلا اپنا جاتا ہے پڑا ہر سردردین وان جہان نہ سر جو نہ سایا
مقام ہوں نظر آتا ہے وہ دشت بلا سارا پڑا ہے آئین وہ بجان وطن سے ہو کے آوارا	جو شب کو برق جگے تو اچھا لاد نہ اندھیا را کہ جب کو خاطر نے برین پیغمبر کے بلوایا
فرہم اُس جگہ حشرات اس موسم کے سالک ہیں اندھیری رات ہے چاروں طرف جھنگ جھنگار و پھریں	تن نازک پہ اسکے دانن جاؤنگ مائے بین پڑا ہر اس طرح مذبح وان زہر کا وہ جایا
زمین اس دشت کی جن کے فصل آئے جوانی بنی کے بھیت کے کشتے کی صورت یوں نظر آئی	کھجور اسکی زراعت دین سے اک پتی نہ چھائی جو سر کو بیان پڑا دیکھا تو پاؤں وان پڑا پایا
پہیا منہ میں لا کر وان کین سے بوند بانی کی سے بانی تو وہ کوئی کہ جسکے تن میں ہوسے جی	اڑے ہوئے کے ہر اک لٹش پر کھتا ہوا پی پی پی ترجم لیکن اُسکے دلین اُس کے حال پیر آیا
رہیت ہو کہ جہاں کافروں نے روک کر بانی حرم پوشنگی کی دیکھ کر عباس طغیانی	کیا تنگ اُس جگہ عرصہ زراہ نامسمانی سلح ہو کے بانی کے لیے مشکیزہ سنگوایا
طلب کی نصحت بھائی سے کر میدانی تیاری یہی آئی اور دلیں لہر عورات کی زاری	کیا عرض اب جسے چاہو لے سو ہو عملداری دیا سر پا تو میں دریا پر جایا مشک بھولایا
سنا عباس سے جب اسکو شاہ دین دنیائے کہ آجان براور اپنے جیتے جی نہ ددن جانے	کر درون در کر ورون آتش کھوٹے آئے کیسی خلق سر بھانی کا آگے دیکے کٹوایا
غرض رخصت پر یکدیکہ زمین الحاح فراری تھی کھجور اند برق آہین انکو بیکاری تھی	کھجور جون ابراہیم منہ پنہ رکھ نکباری تھی مرض اسطرح سالار دین نے اسکو فرمایا
جلا عباس جب قریب زین پر شک کو دھکر رکھا جن نے قدم تگ کے اپنا چھوڑ کر لشکر	تولائے رد بیدان کا فر اُسکے قصد پر اکثر جنم کو اُسے دوزخ اجل کے ہاتھ بھجوا یا
جگہ سے اپنی کوئی خوف کے مائے نہ لٹا تھا کوئی دیکھ اُنکے حربہ کو وہ اپنے دوزخ لٹا تھا	چلے لٹھانیزہ اُس جاسے جانے تیر چلتا تھا لب دریا تک اپنے تین ہر طرح پہونچایا
جو تین جاہاں چلو میں بانی بیش کم بھر کر جلا سیاہی وان سے شک کو کسے عدم بھر کر	بیاد تشنگان وہ رہ گیا پھر سرد دم بھر کر عنان کو بھر کر کمر کے دریا سے نکل آیا
یہ ماری ہانگ تب لشکر یہ ابن سعد مہوں نے	کہ تینا جلا کر خانہ زین سیکڑوں کو نے

دے دو عوض آب چاہتے ہیں سر	عوض نہ ال سے بافضل نے خرینے سے
نکال ہاتھ سے انگشتی کو پھر شہ دین	کے یہ کنے اُسے ف کے عابدین کے تین
اسے دہن میں رکھا اپنے خدا یہ کر کے یقین	بجھگی پیاس تری اسکے اب نینے سے
کھسے ہے آگے یہ را دی کہ شاہ دین نے پیام	دیا بجانب سرگرداے لشکر شام
عوض تو مجھے دیکھو نہیں کسو سے کام	رکھو نہ تشہ لب اور دلو میرے کینے سے
قصاص میری عداوت کا اور کچھ کہجوا	عوض اس آب کے کل تم مرا مو بیجو
بخار دل جو ہیں میدان میں دور کر لہجو	آل کار تھیں کیا ہے بانی مینے سے
مخالفوں نے دیا نئے عابدین کو جواب	سبب عطش کا جو کیا ہی تپہ بوت قہاب
اور اپنے قبضے میں ہوئے اگر جہانکا آب	رکھیں گے باز تجھے ایک قطرہ پینے سے
عبرت کرے ہے تو بانی کیواسطے منت	بغیر اسکے تو ہرگز بندھے نہ یہ صورت
اگر پونہ میں نہ چلے شام کرنے کو بیست	کہ جھٹھ سے تو آیا ہے بان مینے سے
سکن یسے لعینوں سے شاہ خلق پناہ	موش ہوئے گراں کی سمت نگاہ
اجل کو اپنی جو کچھ خوشی و قوم تھے ہمراہ	دین سمجھ گئے اس بات کے قرینے سے
آب آگے کیا ہی کہوں امین آہ وادلا	سوائے عابد بیمار تھے تھے ہمراہ
برائے آب بدریائے خون سمیت از شاہ	ہر ایک کو دہرا بھر کے سینے سے
خبر ہے یوں وہ لعین بعد قتل ان سرور	ہوے شام چلے رکھے سر کو نیزے پر
زمین پر ڈال گئے دھوپ میں تن بے سر	دیا کفن نہ اُسے جاہ گز گزینے سے
علی نے سجدہ میں لوہو سراپے کا چاٹا	حسن کا ریزہ الماس سے جگر بھاتا
حسین تشہ دہان کا گلے سے سر کاٹا	چڑھا ہے تیرے پر سر اس ستم کے نینے سے
جفا جو گزری ہر آگے سواب کہوں گس سے	خوشی خوب دے اظہار کرنے سے اسکے
یڑا وہ سوکھے ہے عریان دھوپ میں جسکے	خوشی تھی فاطمہ کو پیرہن کے سینے سے
فلک نے کرتے تو کی سودا اگر چہ بیداد	برائے گلے پہ جلا جب سے حنجر فولاد
سمجھ نہ مہر کو بالائے جرخ بد بنیاد	یہ رہ گیا ہی ٹھنک ہاتھ مار سینے سے
تسہا تو دے مجھے توفیق گریہ و زاری	اور اُسکے ساتھ ہی مملکت کی سرداری
کیا کروں میں ترے تغزیہ کی تیاری	ہمیشہ آگے محرم کے اک مہینے سے

## مرثیہ

کھا آساڑھ نے یوں جیٹھ کے مینے سے کیا کر باد یہ بیانا فلک نے کینے سے	طیش یہ یوچھ بنی کے سر در سینے سے جسے نکالے اس؟ ہوپ مین مدینے سے
جو چار پایہ جو جنگل مین ہب ہپاتا ہے گھر اندون کوئی چوٹی سے بھی چھڑاتا ہے	بنکیر و یا نون مین ردھون کے منھ چھپاتا ہے ہوا ہے کیا یہ عمل سر زو اس کینے سے
نشاں آگ کے تباہے کوہ اور ہامون سوار گھوڑے پہ باجند کس دل محزون	زیادہ آنج سے ہر گرم ان دون کی ٹون جلاوہ جاتا ہے منھ یوچھت اسینے سے
کجاے اہل حرم کے کئے ہوئے دنبال نڈھال شدت گرمے انین وہ اطفال	مخدرات سرسیمہ اور پریشان حال کہ دل جھون کے مین ناز کتر آگینے سے
غبار راہ سے چہرہ مستام کرد آلود ہوا ہے سوچ مین دونوں جہانکا وہ مسجود	شعاع مہر سے سائولاکے ہو گیا اڑ کبود نراس جاے ہے پھوٹے بڑے کے جینے سے
تمام روز اڑاں پر تازت خورشید جہان ہوشام تو نزل کی پھر نہیں ہے قید	جو چاہے چھا تو مین ٹھہرے تو رکھ اڑنا پید سحر لے وہن ہو جائے ہے شینے سے
غرض مین کیا کون اس شکل سے شہ مظلوم وہ رورو دان گیا آخر جان رہا محروم	کرب تھا قطع منازل کٹاے کو حلقوم تن اُس غیب کا چالیس دن دینے سے
اڈاے شکر کیا جب وہ کر بلا ہو چکا مین اور وقت مرا یان برابر آہو چکا	کہ امر حق کا وہ لینے کو پیشوا ہو چکا کسے یہ جا کوئی ہر سا کن دینے سے
ندان گزرے جب اُس باد مین دن و چار طیب سے مرے یوچھو کہ اڑیہ کیا آزار	لگا ہر ایک سے یوں کہنے عابدین ہمار کہ اس بول مین کیا منع بانی سینے سے
خدا کی واسطے گرمی بہ ملک کرد و توقیاس یہ بات سنکے نہ کر بلائے جا کر یاس	جو ہنگا کیونکہ نبھے گی اگر نہ میری پیاس کہا اُس اپنے جگر گوشت نہ دینے سے
طیب کا سخن اس مریج و اہی ہے تریب تریب مین مرنے مین بادشاہی ہے	ہماری پیاس مین کچھ حکمت آگئی ہے سواے مرضی حق پانی پیکے جینے سے
جو چھو نہیں کہلے آب یان فیسے زر	تو باس بردگیان حرم کے ہے زیور

کہ کہ یہ عمل کرنا قسمت میں ہمارے تھا	نزدیک خدا جس سے کھینچیں گے ہیشیا نی
زینب نے کہا اس سے گرتو یہ سمجھتا ہے	مخال جھانے کے تو کس بے ہوش ہے
بولائیں رہنی تم باس تو اب یہ سٹے	بستر کرین ہی لون متے تو ہے یہ جانی
اسطرح کیا غارت گھر اپنے پیسہ رکا	زبور کی جگہ ہرگز چھلانہ رہا نہ رکا
چھوڑا نہ کھینچوں نے کٹر ابھی بدن پر رکا	لٹنے سے بچا وہ کچھ کہے جسے عریانی
انکھا کے حرم سائے اور آگ دی تھیں کو	ایک ایک شتر اوپر بٹلا کے اٹھیں دو دو
مقتل کی طرف لا کر کئے گئے اب مل لو	نشین تھیں اینوں کی جاتی ہیں جو بیجانی
زینب نے کہا روران نشیوں سے یہ سنکر	تم سر تو ہمارو نکور کئے ہی نہیں تن پر
دکھلاؤ ہمیں تن سے ہر ایک ملا کر سر	صورت ہمیں اپنی جانی کی جاتی جانی
سنکر یہ گئے کہ وہ حضرت زینب سے	کچھ باس بچا ہو تو اجرت میں وہ ہکوفے
سر کر دوں کی بے مرضی تیرا جو کما تے	کیون کھینچتی ہے محل ناحق کی ہیشیا نی
مب کئے لگی زینب لے قوم ستم پیشہ	سر کر دوں کی مرضی کا آیا تمہیں اندیشہ
بیمرضی حق لیکر تیغ و تبر و تیشہ	وان جان نبی مارا جس جاگ نہ تھا پانی
فرزند کیے ٹکڑے فرزند پیمبر کے	لو ہو میں کئے غلطان اعضا علی اکبر کے
مہر آئی نہ ذرہ بھرسن پر تمہیں اصغر کے	اُسکا بھی بچھوڑا جی ہو کر عدو ہے جانی
لٹ سر کی قاسم کے تیرے سے لٹکتی ہو	سراونٹ کے کو ہان سے دھن بھی پیتی ہو
اور تو نے جی خاطر مال اپنے بھگتی ہے	آلودہ ہے ہو تو اس بیوہ کی ہیشیا نی
قائد جو بچا راہی اس بیوہ کا وہ بھائی	طوق اُسکے گلے سے من ایک کی ہیشیا نی
اُتری نہیں تپ اسکی جبین سے اسے آئی	اس حال پہ اونٹوں کی سوئی اسے سر بائی
عباس جو دریائے بھر مشک نکل آیا	دانٹوں سے اسے پکڑا جب ہاتھوں کو کٹوا یا
میٹھ تیرو سکانب تم نے اس مشک پر سرا یا	چھلنی کی طرح اٹھیں آخر نہ رہا پانی
کیون طنز و تعریض سے بائیں یہ بناتے ہو	جلمو نے تین ناحق کا ہے کو جلاتے ہو
آپس میں عزیزوں کو اس طرح ملاتے ہو	یان لا کے گرہ حالت یہ تھی ہمیں دکھلائی
بیمین کرم ہے گر اسطرح سے ملواؤ	کہ قتل ہمیں بھی یان ساتھ اٹے ہی گرواؤ
نیزو نہ ہمارے بھی سرشام کو لے جاؤ	خوش ہوئی گئے ہم تم سے یہ بات جو تم مانی

## مرثیہ دیگر

مین ایک نصاریٰ سے یوں از رہ نادانی  
عیسیٰ کے نواسے کو ہم عید کی قربانی  
فرزند اگر ہوتا اپنے بھی پیسہ کے  
کتے کہ مسلمان ہیں تب ہم بھی بیٹھ بھر کے  
جو قوت کسی مجھے یہ بات کھلائی ہے  
سو جا میں جواب ایسا کیا دون کہ جسے مانے  
تم بعد تامل کے یہ اس کے سخن کا رد  
نزدیک ہمارے تو کا فر سے بھی تین وہ بد  
سکر یہ نصاریٰ بے بولا مجتہم ہو  
مومن ہو زید اسکی لعنت کے مزارحم ہو  
از روے کتب ہم یہ سنتے ہیں تمھارے بیان  
کی سعد کے بیٹے کے فریاد کی ان یاران  
سر جلدی سے کاٹ اسکا نیزہ پٹھا لو تم  
مست وقت نماز اپنا اس جملہ میں کھو تم  
شکر یہ آئے صفت ماندہ وہ بد آئین  
القصد زمین اوپر کرتل امام دین  
کتے لگے پھر با ہم غارت بھی چلو کر لین  
نیز و نیہ اور اونٹوں پہ آگے اٹھو نکو دھر لین  
یہ منورہ کر طعون بھر آگے جو جسے پر ہو  
اوقت ہوا بر پا ہنگامہ صد شہر  
چادر سے حرم میں جو چہرہ کو چھپائے تھا  
شمیر برہنہ کر اور اس کو ڈراوے تھا  
ہاتھ ایک لعین رو رو سر پہ پھانے تھا

پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصاریٰ  
کرتے تو ہمیں بھتا دعوائے مسلمان  
سر کے تین ہم اس کے رکھتے تلے خنجر کے  
اھاب تو ہیں وہ کا فر جن کا کہنیں ثانی  
ہر مہر سے لگا میرے سنتے ہی عرق آئے  
یہ پوچھ کے کیوں ناحق کھینچی بن ہشامی  
لایا کہ عمل ایسا جن سے کہ ہوا سر زد  
کب راہ مسلمان ان شہیوں کی ہم مانی  
یوں دین میں تمھارے ہم جسبہ کہ قالم ہو  
ہر چند کہ وہ عاصی اس امر کا ہے باقی  
گھولے سے گرا جسم فرزند شہ مردان  
ہو دیگی زید آگے تم سبکی شناسا خوانی  
فرست نہ تر پٹنے کی ذرہ بھر اسے دو تم  
آخر تھیں شکل اپنی ایزد کو بے دکھانی  
شمر آگے بھاب کے لے ہاتھ میں تیغ تین  
سب شکر کے سبب میں گھنے لگے میثانی  
تھاسب کچھ اسی خاطر سیم لین اور زین  
سر کاٹ کے مردوں کا کر زند و کونڈانی  
مینوں سے سرا پر و نکو پھاڑا دھے اندر  
جسمانی سے لے کر ذاتا عالم رو حانی  
ہر ایک لعین اس سے چادر وہ جھانے تھا  
کی اپنے ہمیر کے گھیر پیستہ رانی  
اور پاؤں سے زینب کے حمال تارے تھا

کرنے کو یزید اور جلعن کے مانع ہیں	ہیں نسل انھوں کی وہ کیا ان کی مسلمان
سنگریہ نصارا کو جب شک نہ رہا مطلق	بولا کہ بخارا دین سب دینوں میں اور برحق
ایجاد سے تب نکلا کہ کفر کا یہ وہ شوق	آیا کلمہ پڑھ کر اسلام میں نصیرانی
لکھا ہے جو سودا میں یہ مرثیہ اس کد سے	محفوظ رکھے خالق بیکو نظر دید سے
یاوے کا صلا اسکا محشر میں محمد سے	رہتے ہیں صد اسکر ایرانی و تورانی

## مرثیہ بجناب حضرت امام حسینؑ

کیا تیرے داؤ گون کا ستم اب کروں بیان	تاریک کر دیا ہے محمدؐ کا خانمان
سونا ہے بے کین مینے کا ہر مکان	بیٹے ہیں سر کو آج ہی کیسے نس و جان
نور شید آسمان زمین نور مشرقین	پر درودہ کنار رسول خدا حسینؑ
کاری رین دراؤنی گھر میں ہے تراس	جنگل میں جاسوے سے کوؤ اس شایس
جب رہیں آگے ٹھور وہ سالار دین را	یوں بیک غم نے آگے دین گھر گھر کہا
آل نبی نے ہائے کیسا ستم سہا	اہل حرم پھرے اور یہ کستا بہا بہا
کشتی شکست خوردہ طوفان کر بلا	در خاک خون فتادہ بیدان کر بلا
دارد سے یان نیز بن کیو بٹا کو مار	برہی بھیے یا ناؤ گے بیچ ٹیک کے فہار
جب تیرے بیٹے کے دشت بلا میں سب	بجز عابدین رہا نہ کوئی زینت نسب
ہیسات کیا بیان کروں اس وقت کا لقب	جو وقت گرد خیمے کے پہونچے وہ بے ادب
آن دم فلک بر آتش غیت سپر شد	کز نیم صہم در حرم افغان بلند شد
پیری پہونچے آگے کے تیری دہلی پاس	بیک خبر تو یا بنی ابیت کی بنین پاس
جس دم گرا وہ زمین سے صحرائے گربلا	جس لحظہ اسکے سر کو بدن سے جدا کیا
جس آن سب شہید ہوئے اسکے اقربا	جو وقت خیمہ گاہ میں بیٹھے وہ شقیہا
کاش آن زمان سردی گردن گون سرد	این خر کہ بلند ستون بے ستون شہیہ

عقبہ میں محمدؐ کو منہ کیونکر دکھاؤ گے	حیران ہوں کہ محشر میں کس طور سے آؤ گے
لعنت کرینگے تمکو کیا انسی کیا جانی	افعال یہ پوچھیں تو کیا بات بناؤ گے
خاموش ہوئے بعضے دل اپنے میں مل کھا کر	یہ حرف سن کر اکثر کے آنسو چلے تر کر
خاطر میں لگے لانے یہ دسوسہ شیطان	گتے ہی شقی انہیں اس بات سے جھجھلا کر
اُس نفسِ مطہر کو سمون سے کھنڈ لوادین	چاہا یہ یمنون نے دان گھوڑ ونگو گر مادیں
جس ظلم کو دنیا میں کیے کہے لانا فی	عزت کے تئیں اسکی یہ ظلم بھی دکھلا دیں
نزدیک یہ تھا بودین اور ارق فلک برہم	یہ ٹھان کے وہ ملعون گھوڑ و نہ چڑھے جدم
اُس نفسِ مطہر کی کرنے کو نکسائی	اک شیر ہوا پیدائشیت میں بہ از رستم
دے غسل و خازہ بڑھ سوئے بریں سائے	میں بعد کہ دان انکے جتنے تھے گئے مائے
بے دفن و کفن چھوڑے انکے تن نورانی	اور آل محمدؐ کے تھے قتل جو بیچارے
عزت کو محمدؐ کی کرنے ہوئے سرگردان	اس کام سے ہو فارغ بھر لیکے وہ ملعونان
اسکے تئیں کیا کیے قصہ ہے یہ طو لانی	گذری جو غریبوں پر دن رات مصیبت وان
تو دیکھ کتب اپنی دان کن نے لکھایا ہے	گر سمجھو کہ نقشہ کچھ ہم نے بنایا ہے
کچھ یہ بھی عمل ہو گا مشروط مسلمان	سنا ہے اسے اپنی تو خاطر میں یہ آیا ہے
یا تنگ بن رو دا سکر غش مجھ کو لگا آئے	قصہ یہ کہا مجھے جس وقت نصارا نے
دون انکا نشان دہ جو اسلام کے ہیں بانی	بھرا آئے افاقے میں بولائیں جو تو مانے
ہر قوم کو حضرت نے اسلام کی دعوت کی	خلقت جو محمدؐ کو دی حق نے نبوت کی
ہبتوں نے کیا سکر انکار مسلمان	ایمان کئی لائے تب راہ صداقت کی
پر انکی نہ خاطر میں سرور کا سخن آیا	سکر جو ہے انکو ہر طرح سے سمجھایا
بار داسے راہ دین جن نے کہ نہیں مانی	تب اُنکے لیے حق نے سرور سے یہ فرمایا
گتے ہی جہنم میں ہمیشہ سے بہو نچائے	جو آمر آئی تھا پھر اُس کو بجا لائے
یہ تھی وہ محمدؐ کے دل میں عدلے جانی	تب مصلحت ڈر کر اسلام میں تو آئے
آئے تھے یزید اپنا سردار مقرر کر	اولاد وہ انکی ہیں جو آلِ محمدؐ پر
آخر وہ قصاص ایٹا لے جاگے ہوئے فانی	لڑنے کے لیے لیکر تیغ و تبر و خنجر
یہ بات جلا شاک ہی منتا ہے نصارا میں	فرق امین نہیں درہ جو کہ کہا دیں

متر رہی بہت کی کھوند دیکھو کہ بھرتے آئی بہن بہن جنم جنم کو دکھ	
لیکر ہوئے جوان سے تا طفل شیر خوار عابد پرہیز پاؤں کی ہے ہاتھ میں مہار	اس دشت پر بلا سن تہ تیغ آب دار بالاں بنیں ہر جگہ اُن اذو نہ ہم وار
برہمچ آفیدہ جفلے چنیں نہ کرے دیکھیں بے مسار کی ہون دیکھ کی	تا پنج سفلہ بود خطاے چنیں نہ کرے کن نے جگہ بن آئے کے ایسی بہت سی
اظلم اٹھا اس جگہ تو کسی سے نہ ہم کہیں معلوم ہو رہیگا مزار حشر میں اچھیں	گو کو فیان ستم سے ہمارا بھی جان لین جتنا دیا جو دکھ کہیں اسے زیادہ دین
ارکان عرش را تیر نزل در آمدند جب گھاری عرش کو یاد نیکر ہلا میں	اکل بنی چودست لظلم بر آوردند تب بین تم کو اپنی کرتب جانن جا میں
سن سنے اُن کی بانو نکور تھے اُن جان بھر سر اٹھا خطاب کیا سوئے آسمان	تریب غرضک کرتی تھی جو وقت بیان کہتے تھے ہر جبار طر نالہ و فغان
وزنیں جبار دین ستم آباد کردہ کھو یوتن نے نیر بن بنی کے من کو چین	اسے جرج غافل کہ جب بیدار کردہ جالم تیرے ہاتھ سون پیسا کیو حسین
کیا کام اس جناب کو شادی و غم سے آ لیکن یہ ایک روضہ ہم سن لو ہم سے آ	ہر جذب ذات حق ہر مبرالم سے آ مطلب نہ ضخمت نہ غرض چشم از غم سے آ
ادو در دل ست و بچ دلے نیست بیلا شکے یغم نیر ہو رت جا میں بھہ	آہستہ از ملال گر جہری ذلت زاد بجا جب ہی رہا میں سودا آگے کچھ مت کہ
مرثیہ خمسہ جناب حضرت امام حسین و قاسم	
محبت تجکو شادی سے نہیں الفت و نام سے	کہا یہ دل کوین راہنی ہو کیون تو چشم پریم سے



پہنچ کچھوں اور سے پرستہ عالم کوٹ	بیرون کو درپائے کے لئے گئے گھر کو لوٹ	
یون لیلے حرم کو سوے شام جو رکش	انٹونپہ پیمیان بین ل افکار و سینہ ریش	نیردن کی نوک پر تھے سراقہ باد خوش
نوح الامین نہادہ بزانوسر حجاب	تاریک شد ز دیدن او چشم آفتاب	
کین حرم سرپیٹ کر کھا کر اپنی لاج	مانی میں تورل گئے دین دنی کے تاج	
جہدم کر قتل گہ میں حرم کا ہوا گذر	بھائی کے تن یہ جا پڑی زیب کی نظر	دیکھا کہ تن اسی خاک میں لوک سنان پر
این کشتہ فنا وہ بہا من حسین ست	ابن میدست دیا زوہ در خون حسین ست	
سیس کاٹ کے لئے چلے تن مانی کے پنج	اکست حینا دیکھ لے جگ کی اونچ اور پنج	
ایدهر بڑ حسین ادھر اصغر حسین	اگر داسکے ٹکڑے ٹکڑے علی اکبر حسین	بشت ستر پہ بیٹھی ہوئی خواہر حسین
اے مونس شکستہ دلان جال ماہرین	مارا غیب بے کس بے آشنا بہین	
بھائی بیٹے سب زمین جو بچے آئے	کو زمین جو آئے کے مٹھ میں یا بی جوائے	
مرجان کے پیرے چھوڑا ہم سب دن	کر بل میں قتل دیندے سائے مردوزن	نے پیر تن بہین نہ اٹھو نکو دیا کفن
بالقعة الرسول زبان زیاد دادر	چھو میں جو اس میں سے تو بہو بخین کو ملن	کو خاک الہیت صالت بباد دادر
جیت دیں کو پہو بخو کفن، دیا کی ہاتھ	ہو شگھالی مار گئے پری دینی ہاتھ	
زہر اکلم مجھے دوا سے تھا غم بخی	عابد کو غم حسین کا اس کو غم علی	پشتین سے بہین تو صورت نصیب کی
دیر خوان غم چو عالمیان مملازدند	رد زائل سے ہلکو مصیبت ہر دلی دی	اول صلابہ سلسلہ انبیازدند

فغان کرنا مانا تھی اس فریل کے دم سے	
کھل لائش کے تختہ پر ہوئے بجائے شہید ہوئے	اول خون تھے سینے رنگ کے ان برگزیدہ کے
بجائے مشکیان نیز دیر سر تھے خون جکیر دے	اب تھے کیا کون احوال ان آفت رسیدہ کے
جو بچے خون دل ساموئی حسینم برہم سے	
کمون کیا نقل مہدی کی جو مہدی لائو تھے	سباہ شام کی کشمیر خجیر بھالے تھے
طبق مہدی کے اس صورت میں نیا سے لائے تھے	زمین پر مہدی ہر اک جگہ لوہو کے تھالے تھے
زبس کے تھا خون ہر ایک جا تھنا ہے بدیم	
لگا ناشہ کی قیمت سے کہاں مہدی کا ملتا تھا	قبیلہ بکھیکھ اسکو کھڑا سب ہاتھ ملتا تھا
نظر کر رنگ مہدی کا جگہ دلہن کا جلتا تھا	زسر تا باتن اسکا آتش غم سے بجھلتا تھا
مقابل تھی دلہن اس ت مع برہم ماتم سے	
سواریمین جو نوشہ کی ہول شادیاں تھے	فلک کو سینہ وزا نو دوسر غم میں بنائے تھے
صد ام ہونہ کر کے وان بدھا کا در شاہ تھے	یہ بوت اور نو بیو کو شور و غل تچائے تھے
کر زے تھی زمین ہر ان سینوئی دھادم سے	
دونوں آہ آتش چھٹا تھا انارون کا	جو قطرہ اشک کا تھا گچھا سوہ ستارون کا
ہو اکمال تھا ہر ایک ان غربت کے رونکا	بیان کس منہ سے کجا و حال ان بقراؤن کا
جو دم آنکے تھے زیادہ تر بھولنی کے تھوڑے	
سواری چلنے کا اسلوب غوغا حشر کا سا تھا	سرو زمین جھومتا تیرہ ہر دو لھا کا جاتا تھا
غبار اور گرد اس رہ کا چھاؤشہ کے سر کا تھا	نہ تھا کچھ بیاہ وہ آفاق میں اک فتنہ پر با تھا
کہہ سکی شادی بدتر تھی ہم سے غم سے ماتم سے	
کوئی نہ دیکھے بوجھے تھلا دھلا کا کہاں جو سر	کوئی کتا تھا اس دیکھ دہ جانا جو تیرے پر
کوئی سر دیکھ کے بولے کرتن اس کا جو کیدھر	کوئی اس کے یان دھونڈو ہو گا خان خن اندر
کوئی بوجے حدارتہ کا شرین کیون جو باجم سے	
کہو من کز بانے حال اس شادی کی مجلس کا	مشابہہ بنیر از ملخ تھاب ہو کس کا
پڑا تھا انکے ٹکڑے دانہ تین ہر ایک عیس کا	زمین پر بظرف جاری تھا خون خلق جس کا
یچنیں اور دھونچ تھی اس نچ ہم تم سے	

یہ دل بولا کجا شادی نہ کب لے بغیر ہے	اُسے پامال کر دیا فلک نے پوچھ عالم سے
قدم بھر نکرو دے کہ سال کے ماہ محرم سے	
ہوئی تھی ایک شادی اب سے گئے سو برس آگے	اگر کیجے بیان اسکا فلک نادادرس آگے
نہو مریخ کو قتل و قلع کی بھر ہوس آگے	عجب کیا ہے گویا درود کو وہ اسے یا برس آگے
فلک بہ جا بیگیا بانی ہو اس نیکو ربیم سے	
تھے اس شادی کے جو جو کارکن سو کیا تباؤ میں	غضب آفت بلا رنج و تعب ان تو دکھاؤ میں
وگر نہ منکر دئے پاس کاذب کیوں کماؤ میں	کیسا کہہ کوئی یہ بات کجا طرس لاؤ میں
اٹھ کھڑے کیا وہ ایسا حلفت انسا میں باہم سے	
وہ شادی کیا کہوں کہ جو انکی گندھائی تھی	نہ تھی وہ شادی یار و بلبل آفت میں تھی
قصا شاطہ ہو نسبت کا اسکو قد لائی تھی	مصیبت بہ تحقیق نسبت تھ اسکے آئی تھی
لگے دکھ درد غم نے نسب میں پوچھ لے ہم سے	
نسب نامہ یہ اسکا اٹھ گئی یہ شادی	حسن ہر باب اور داد اعلیٰ اور فاطمہ داری
وہ عبد اللہ عم گردنیہ جس کے خط آزادی	یہ نوشا جانیسا گور کے گھر خاندان مادی
کہ تا بھولے زمانے کے جفا دور ہر دم سے	
مصیبت نے سنا جب یہ تو ازراہ فاداری	یہ بولی کام اس شادی کا آنکھوں نے کرنی
کسا غم سے دل عالم پر کونھدی کی تیاری	لگن لو ہو سے رکھ بھر کر بڑیہ رنج و نگاری
وہ ردین کہہوے ہو جوتک عہد آدم سے	
غرض حقیقت منگنی کا نشان اس نے گویا تھا	اُسے شربت کی جا قیمت نے خون لے لیا تھا
عوض مصری کے دوہن نے مگر کاغذ بھایا تھا	اور اسکے بیاہ ساجی کا یہ سامان کر دکھایا تھا
کرایا کچھ نہ دیکھے گا کوئی بھر نہ دے عالم سے	
غم دل کے اس مجلس میں تو نے جتا تھا	سجڑے تھے کے وان خون جگر ہر لب کھاتا تھا
بیمبو کے کسی کو آگونی شربت بلاتا تھا	ہونٹگ آنکھوں نے ہمارے تشنگان کے منہ کو آتا تھا
مجھے تھے اُسے بہتر وہاب چاہ نہ فرم سے	
نہ تھی کچھ دفعہ وہ شادی کی تھا صد زمانے کا	کہ جب یوں ہو دوہن کے گھر ساجی کے جانیکا
حوالہ دست اور سینے کو تھا نوبت بچانے کا	صدائے شناسا آہ و نالہ تھا بجا شناسے کا

## مرثیہ بنجاب حضرت امام حسین علیہ السلام

وہ چاہتے ہیں نہ بان سے مری نہ کچھ اور	جو مجھے کہتے ہیں کہ مرثیہ سوا کچھ اور
الم سے آل محمد کے ہی بھلا کچھ اور	کہہ دینے میں تو کون لے سکے اور کچھ اور
بغیر مرثیہ سمجھوں یوں اسکو میں اتحاد	حدیث آتی ہے جب میں کبھی کیجکویا د
ممانعت ہی بھلا اسکی کفر یا کچھ اور	اس امر میں جو ہوا ہونی سے یوں ارشاد
وہ دل نہیں نہ ہوا ہوا الم سے جسکو فرق	برسا دغری زمانہ ہوا ہے جب سے خلق
غزا، لاکھ طح کی یہ یہ غزا کچھ اور	پراس تم کو تو دیکھو کہ کاناکس کا حلق
علی وفاطمہ بین ماور دہد جس کے	سمجھتے ہو کہ یہ یاتم ہی واسطے کس کے
مرے حسین کو مجھے نہ جاننا کچھ اور	کہانی نے جسے ہیں نوالدین اسکے
رسول کا ہے وہ قاتل جو کسندہ آل	یہ گفتگو ہے محمد کی اس سخن پر دال
میں اس گلے سے گلا وہ نہ مجھو نگا کچھ اور	گلابہ کاٹ بنی کا کیا ہو خون سے لال
دوئی جو جا ہوا بنی اور علی میں سو معلوم	حدیث یحکم لحمی سے یوں ہوا مفہوم
سرنی ہی تھانیز یہ وہ نہ تھا کچھ اور	حسین جو رکھ لے چلے وہ مرتد شوم
ہن حسین نہ تھا تھا تن رسول پاک	جو اشقیائے ٹایا میان خون و خاک
نہ تھا وہ سینہ بجز صدر مصطفیٰ کچھ اور	کہا جو ظلم کے دشت سے سینہ اسکا چاک
غریب وہ جو نیچے تھے ز طعمہ شمشیر	کیا حسین کا جب کام ظالموں نے اخیر
کون بن کیا کہ پھر ان پر کیا ہی کیا کچھ اور	پیش قیادت قلبی سے کر انھوں کو ہمیر
بتا دو وہ بھی ہیں کہ گھاسے مخفی مال	جو انکے پاس تھا سب لوگ کیا یہ سوال
ہر تنگی کے سوا ہم کئے رہا کچھ اور	کہا انھوں نے تمھارا غلط ہو دم خیال
ہماری کٹی ہوئی وزانہ دھوپ میں اوقات	کس طرح حکامین یہ جز خدا کی ذات
نہ فرس خاک میان ماسوا بھلا کچھ اور	جو سو میں شب تو جگہ نیلے کے سڑنے بات
لگی یہ گئے متم کیشوں سے وہ پردہ نشین	بٹاکے اونٹوں نے جب بے حرم کے دشمن
جفا و جور کے درجے سے رہتا کچھ اور	جفا تو ہو چکی ہم پر گر وہ دشمن دین
پس کری کا مواہم میں اور کسی کا پدر	دیا جواب یغینوں نے انکو یہ سنکر

جو شربت نرم بن پوچھو تو آب تیغ قاتل تھا	غنا آواز تھی مذہب کی قاصد سبل تھا
تکھین یا لب کے زخم شمشیر حمال تھا	پر از خون جو دین تھا پان کھانے مقابل تھا
یہ نرم و خضر کچھ باہم نظر آئے تھے توام سے	
یہ بندھو ارشاد کی بندھی دھاد دھن کے گھر	قبیلہ کٹ گیا زخمیرین دونوں کا سراسر
منڈھایا تھا کہ غم چھایا گیا آفاق کے دلیر	پڑھایا تیل دو لھا گوامو سر تا قدم ملکر
بندھا طرہ جو اسے سرو وہ نیز بنی رحم سے	
بوقت آرسی مصحف نامی کی بیان بن ہو	کہ دھار و نمائی جان کا اور پود دھن ہو
سرفشہ تو نیز بن پر پود خاک خون تن تن ہو	بیکھلجائے یہ سنکر حال جودل مثل آہن ہو
جھاو جو رسیا انہ گدیز چرخ اظلم سے	
شتم کی تیغ سے سب اقربا دو لھا کا جھوٹا	پھر اس کے بعد لشکر شام نے دو لھن کا گھوٹا
جھا لکھنوں نے آرائش منطاطح کو لٹا	کہ تن کے کپڑے کوئی نہ دست ظلم کو چھوٹا
گزی گھاڑھا ٹک جھوڑا نہ تیز بنی شتم سے	
جھاو جو کیا کیسے اس قوم سنگر کے	کہ جب جی بن ٹیکے طمع پر بال دزر کے
نہ جھوڑا تھیں جھلا دھن دھلا کی مافر کے	ردا تک سب کے سر سے لیکے وہ جھان کے
جب ان غریب زدوں سے کچھ پایا دام دردم سے	
غرض میں کیا کموں دھلا کا سر تھ دھن کو	کیا نیب یہ سونے شام زمین رکڑن کو
جلایا غم ناس شادی کے اظلم کے تن میں	تا سفت حشر تک اسکا رہیگا اور زن کو
اوٹھی شادی سنی کی آل میں قاسم کی حرم سے	
محبو اس گھر انجمن جو شادی کی صورت ہو	تحت کیونکہ شادی کو مجھے ہوا رت پو لولو
کہو غور اسکو تم کہتا ہوں جو بیت میں	سخن کا میرے نوان جولیا انسا کریم
مجھے الفت زمان میں ہو کسطح باہم سے	
جو دھویا جا تھا ہر نامہ اعمال سے سودا	تو درود کر اچھکو مال پر دہا ل سودا
خوشی کو رات دن کر غم کہ تو بال مال اسودا	اُم سے اپنے رکھنے کو مال مال اسودا
بچا تا ہر اگر تو آب کو نار بہنم سے	

اپنے اپنے لمبے سے اُنکے سب کے سوہے اُگے ہیں لوگ کہیں یہ دودھا ہو یا بوتھ کسی کی آئی ہو ناک سے نتھ ماسکھ سے بنیا یاں روڑے تارین ہیں جون کھنی کر جاگ کر یاں خلعت برین پہنائی ہو پریاس کے ماسے مرین براتی تال تلیان ہوں مہمور شریت کا مذکور سو کیا جب پانی پر یہ لڑائی ہو یاں جو بھل میں سو جھڑکے بھول جو بھلے بھول ہارونے بدلے اب ہر اک زنجیر بہن کر آئی ہو نہ دودھا کا خاک بن لوئے سر جانا ہو نہ بہر نوشہ کے دو سو سے مہدی بھر بھر ہاتھ لگائی ہو لموکی جھینٹوں سے وہ جاگہ ہوئی کر کو یا رنگ چن چاؤ سے جس نے ہر کی یہ پھولوں کی بیج بھائی ہو اس شادی میں ہم نے ارب جو دیکھی سو اٹھ بات مائیوں بدلے دودھا کے ماتم میں لا بھلائی ہو اُنکے آگے طبقہ میں یاں کے ہے آگے میں سر کوئی کہتا یا ہو میرا کوئی کہے یہ بھائی ہو نوشہ گر فلو مان بلو کر شہ کو نیل خرچہ ہائے بن پشت شتر براس کے پیچھے محل پر مٹھائی ہو یہ بھی ہو کوئی ریت ہماری حیف ہلکے جینے کو اب خیر نے دودھن کے بابا کی پیاس بھائی ہو جوڑسکی جا پئے ہو کھنی گھوڑے بدلے ابوت سر دودھا کا لٹس یہ دھنگا نا جو را کھ دھلائی ہو بنانی آجسین کسی یہ دور ی کے دکھ سہتی بہن پھر تم نے منہ کیا نہ ایدہر جیسے بیٹھ کھائی ہو لیکن وہ یہ سمجھ جی ہو یوں جو کھٹے سونے	نوشہ کے ہمراہ براتی وہ جو پیچھے آگے ہیں کر پیٹن میں سر اپنا کر خاک اڑانے لاگے ہیں بلوہ کی رات اور دن کے گھر میں ہیں گھر میں تارین دودھا کے مکھ اوپر دیکھو سہی لموکی دھارین ہیں کسی کر میں بیاہ کا یا روکین یہ دیکھا ہے دستور کاندھے سے نوشہ کے چپا کے ہاتھ پین میں کھڑا دور اتک دیکھا ہو یہ کسی نے بیاہ کی شاد کیا ممول مندر کی جاہر مہن نے منہ سے اپنے پیٹے ہلے بھول بیاہ ایسا دیکھا ہو کسی نے جب سے ہو دو دور بہرے بہرے بکڑے توڑ دودھن بٹیکر اپنا منہ دور نرپ نرپ کر پڑا ہو جہاں سر کے اس دودھا کا تن بچھو ہو یہ کون ہو دودھا یعنی قاسم ابن حسن اُنکے بھی ہوئے کیسے ہیں لوگو نے گھر بیاہ رات کوئی دودھن چھٹ اس دودھن کے تھن لاکر گرن کٹ شادی میں صف کو باہر بیٹھ کھلا دین شیر و شکر لوگ کٹم کے پیٹ سر اپنا اُنکے اور کر کے نظر لوگو نے گھر منڈھے کے نیچے بیٹھ شہنا لگائے ہیں کسی کے بھی دودھن کو گھر سے ہون لیکر کے جاتے ہیں کے کو یوں دودھن کی مان اب کو ملے اپنے سینے کو شریت میں دودھ کی مان کے لہان لاؤں پینے کو کیا کہتی ہو گی کہ جسے مجھ گھر بیاہ اپنا پوست وان دہیز آگے جو بوجھو لا نہیں پاں کچا سوت مان یوں ہوئی دودھ کی اب ہو کے انوان نیسے ہیں سامنے پڑی جنگل کے پتھر چر گیا گھر سے ہیں روٹھ گیا ہو نہ راتیرا کہتے ہیں سب بتی گئے
--	---

عقلمند اسے جہانِ بنین دیہ قمر جو بیتاب کو آتا ہر پاب بیہ کو یاد	بہانہ سمجھو تم اسکو ہے جہانِ کجھ اور تو ایک ایک کی خاطر کسے ہر بیان فریاد
زمین پر رہنے نہ دین ہاسمی کی ہم بنیاد ابسطوح تمھیں لجا میں گئے نبردِ نر نہ نید	عوض میں اسے نہیں بلکہ سو جھٹا کچھ اور تب اسے ہاتھ دیکھو گے تم جہاں شدید
تھامے نادرہ رکھتی نہیں یہ گفت و شنید نصاقر میں تھیں اپنے نہ جتیا جھوڑ نیگے	خوف نہ کہتے ہوتے ہیں ہر مدعا کچھ اور نہ منہ کو قتل سے زمین الباکے موڑ نیگے
تھامے خون سے دامن کو سب جوڑ نیگے نہ کی حرم کی انھوں نے یہ تشنگی بہ نظر	نہین تلی دل اپنی اس سوا کچھ اور کہ قطرہ آب سے ہو خلق خشک انکارت
غذا کا ذکر تو کیا ہو بغیر خونِ جگر نت اٹھکے پاس سے اسکا بدن کیا رکھ	ملی نہ عابد بیمار کو دوا کچھ اور غیر بانی کے ہو جائے خشک جیسے ردھ
لگے تھی جس کھڑی منزل میں اس نے کیا کھو کھ نہ ایک ہمتی کیا کیا ناس سے بکتا تھا	غم بدر کے بن اسکو نہ تھی غذا کچھ اور جو کچھ کے تھا کوئی منہ وہ اسکا نکلتا تھا
نہ تنگی اس سے وہ از بس بول سکتا تھا نہ کوئی محرم حال اسکا نہ کوئی ہمزاز	بنیہ یا ونکی زنجیر کے صمد کچھ اور سخن دلا سے کا اس سے کرے نہ وہ دسان
کہیں سے گوشِ تلک اسے پہنچی یہ آواز سوال کر کے رواں کا غرض وہ دشمنِ دین	نہ ان نے طعن و تعرض سوا سنا کچھ اور کشان کشان گئے لیکر سے زبردین
نہ لے گئے وہ نکال آئے اپنے دکا کہین نہ کبر لگے تو سودا یہ ذکر رہ خاموش	سولے لمن کے دنیا سے بھیجنا کچھ اور فلک کی پشت سے گذر رہ سامنوں کا خرو
لوہر اک کے جگر کا یہ تار ہو جوش مرثیہ بجناب حضرت قاسم	کر انکی جہنم سے جز خونِ جگر بہا کچھ اور

### مرثیہ بجناب حضرت قاسم

نئی نہ بشاردی بیاہ کی سکی تو نے فلک اٹھائی ہو سر چھپاتی نقائے بین فریاد و فغان شنائی ہے	کس نہ کھیاری کا ہو جایا کس دکھیا کی جانی ہو سوزِ جگر ہو آتش بازی ہر ایک آہ ہوائی ہو
آرائش کے نختوں اوپر بہا ہو میں بہنِ شمع و چراغ عجب طرح کا وقت سوازی نوشتہ آ کے بھولا باغ	اسکے بدلے یاں ہر ایک کی چھاتی ہیں گلگون لٹ روشنی کے جھاڑو نیکے بدلے گھر کو آگ لٹائی ہو

کیا جواب اسکا کوئی دس جب کوئی یہ کہی	رہیں تن سے جوئے خون ایسی عزیز دیکھی
اب تاسا نکھو نہیں بھاری کیونکہ بیٹائی رہی	جب فلک نے موثرین اطح وہ دکھلایاں
طعن اگر وہ یہ کرین ہم پر تو ہم بولیں سو کیا	بہنیں جیتی آئیں سر بھائی بھتیجیوں کا گھما
منہ بھارا دیکھنا ہم کو نہیں یاں ٹک روا	بچ چلیں واسے بھاری ہو جان پر چھایاں
طعن ہم پر سب درست انکے نہیں لیکن یہ سچ	کھوکے وارث سب کے اک عابدی کوٹھنے کی بچ
وہ شکش زندگی اپنی ہی سے آیا ہے نہج	در نہ وہ کب جوے یہ ایدائیں جن نے پایاں
کس یقین تھا ہم کو یوں جیتا پھر کیا عابدین	پر اجل اسکی حفاظت کو ہوئی اوس پر لعین
لیگے کر بل سے جون تاشام اسکو اہل کین	بچ کر کو کیا جائے کیوں وہ جھائیں بھائی
دیکھ لے کوئی رکھے ہر آج تک وہ ناتوان	کردن اور پائونہ اپنے طوق و طیر کا نشان
اور تپ بھی اسکو نہ دتے پیادہ بھاراوان	دیکھتے ہیں یہ کین ہم خج کی دکھ پایاں
یادن کے سر پہ نہ جات تھا وہ دلفگار	اڈٹوں پر بیٹھے تھے ہم اور اٹھ میں اسے ہمار
پشت پاپنے سے ہر منزل میں ان نے بار بار	نوکین کا ٹوٹتی بھری ہو ہو ہی میں دکھلایاں
صبح سے تاشام تھا اس پر کچھ رنج و لعب	وہ مریض ناتوان جاتا تھا منزل نشہ لب
گر سیاہ شام سے پانی کیا ان نے طلب	برہمچویں کی آبدار انیاں اُسے بتلایاں
بسکہ اسکو ہاتھ سے تھی غالموں کے کشمش	پیماس کے ماسے سے ہر بار آجاتا تھا عش
رد کے بل کو جب بکارا وہ کہ بھپیوں لہٹش	بوندین شک لینے کی منہ میں اس کے ہم ٹیکاں
پانی ہر وہ شے کہ جسکو آدمی سے تادوا ب	پکے ہون سیراب اور اس شے کو وہ خانہ خراب
نہجین فرزند محمد کے نہ دینے میں ثواب	تھے مسلمان وہ خدا ناترس ناترسایاں
بیاس کی حالت تو یہ تھی اس جگر پر یا نکلی	لاکھ اذیت اس سوا خواہان تھی اسکی جانکی
اور ہم اپنی مصیبت کیا کہیں اس آن کی	واسطے غارت کے جب خیمہ پہنچیں دھایاں
آئی ہی یقیوں نے دی جو بھیہ کر حیمے کو آگ	مجھے ہم کیا فتنہ عمر اٹھا سوتے سے جاگ
یکے لڑکے بالے مستورات خلیں دانے بھاگ	بھنس مرین آپس میں تھا نزدیک یہ گھبراں
دست برد واسطی بھر کرنے لگے وہ نابکار	نے زرد زور نہ چھوڑا جس سے کلم بیکار
آخر ترش ان چاہ دیں تک بھی سردے ہا تار	وقت رخصت بھائی لے جو چاہیں اڑھوٹاں
بدلائان اڈٹوں پہ بھلا ہم کو سوتے قتل گاہ	لائے وہ لمون بارے شامیان رویا ہ



کے دیوان سرپٹ کے اپنا لوگوں سے ہے	بلا نیکو مجھ دکھیا کے کیا کیا بات بنائی ہے
کیا جائے کس گھر پر کس ہو کوئی بد وہ بیک تھا کھا	دھوپ تھکے تن پر تو بایں گل کے رو کھولی چھا کھن
نہیں یہ معلوم اب مجھ کو کچھ حال تھا ریکہ سراپوں	جلد بدن کی ڈھاری یا بانی بن مر جھانی ہے
کل سا تو کھڑا تھا تیرا سب سے تھے تیرے بال	سو جھبا برجے کا پیاسے انکو ہم کرے یں خیال
حسن تیرا ایسا ہی تھا پر کیا ہے اب میرے لال	گردن کو وہ شکل نہ بھائی یہ صورت خوش آئی ہے
مین دکھیا جاں سے پوچھوں کون تھا ہے ہائے پھر	بنو تین مین مین ہوں واقف دھونٹے جاؤں لوگوں
نکلون یاں سے مین کس کو لیکر ساتھ اپنے رہا	لوگ کہیں گے مان قاسم کی گھر سے باہر آئی ہے
کو نہیں کس سے بہت کی ماری کون نہ مجھ دلی ہر	گھر سے تو باہر آئی تو شرم ہوئی ہے دامنگیر
جو دکھ مین تھے اپنے سنگھائی تھانے سے کھاکر تیر	خبر تیری لائے سو کس کو ایسی ہر پرانی ہے
بیکل مین والے تھے تیرے لاکھ طرح مین تعویذ	بڑی گھڑی کچھ کام نہ آوے جو حفاظت کی کچھ چیز
تجھسا تجھ مارا اٹھوں نے سب ملکہ جو مجھ وہ چیز	قتضائے ہاتھ ایسے تیری گردن اب کٹائی ہے
غرض کہ جدم مان قاسم کی رودر کرنی تھی مین	حلق چاروں عضو کی سیاب کی موت تھی مین
لہو نہ جھنے برسا ہے ایسے تھو وہ کس نے مین	ان یا توں نے دنیا علم کے دریا بیچ ڈبا ئی ہے
بھج درو دبا ال بنی پر سودا کر تو ختم کلام	روئے بہت اس نظم کو سن کر جتنے تھے وہ محل مام
ساتی سے کوڑ کا لیکر بھرا ہوا ایسا ہی جام	آنکھ ہلکے کما آنسو سیتی جیسے بھر بھرا آئی ہے

## مرثیہ بنجاب حضرت امام حسین

کر بلا سے شام ہو کر جب مدینے آئیاں	زینب و کلثوم و ولون فاطمہ کی جا بیاں
رود و کشتی تھیں کہ طعنہ دینا کون ہسایاں	کھو کے سائے وارث اک بد کو جتیا لایاں
دیکھ کر کھو ہی آپسین بولین گے وہ لوگ	کیا دلوں کو آگیا ہر اٹھوں نے غم کا روگ
کہلا جا کر بھٹتے بھائیوں کا اپنے سوگ	تحفیات اہل وطن کی واسطے لے آئیاں
نشب بھائی کو جہنم ذبح دریا پر کیا	اور پھینچوں گے تڑپ کر آنکھوں آگ جی دیا
رات باقی تم نے اسدن جینے کی خاطر پیا	حیف یہ کچھ دیکھ جتنے کہ نہ تم شرمایاں
جگہ و بلند و نیلا شین تم نے دیکھین خاک پر	اور نظر آئے گئے تلو جگر گوشوں کے سر
کیونکہ تم جیتی رہیں وہ گل کی شکلیں دیکھا	نیز دن او پر تابش خورشید مر جھایاں

ہاتے کچھ بیٹے کی حالت سے ہیں غافل مرعفیٰ	کیون نہ آئے اب تلک افسوس ہے شیر خدا
کیون نہیں لیتے خبر پادشاهی اس جنگل میں آ	کیون نہ پانی لائے پانی ساتی کو نہیں پانیان
حضرت زہرا تری امان فی کیا یہ ماجسرا	پیا س سے مرینکا فرزند دے ملے مطلق نہیں سنا
کیا عدن میں جاکسی حور و ملک فی نین کما	اہلک آئی نین زہرا اے اطر ساریان
دیکھیں کچھ بیٹے کو جو مرنے جلا ہے رہنیں آج	مجھ ہو کو دیکھیں ہوگی رائد جو اس نہیں آج
دیکھیں معصوم نکی روح کو مسافر نہیں آج	دیکھیں گھاٹی آ کے ہوں خاتون محشر ساریان
دیکھیں آکر کس طرح اکبر مرارا گیا	کس طرح ہو کر وہ زخمی جو رگھوڑ سے گرا
بے کفن بے گور، ہی خیمے کے اندر وہ پڑا	جسکی صورت تھی بلا تشبیہ ہمیں ساریان
وہ شاہت انگلی ثانی اور لہو میں اٹ گئی	اے تن پر سے پکایا گردن انگلی گٹ گئی
اُسکی حالت دیکھ کر میری فوج جاتی بھٹ گئی	رات دن ہوں اُسکے غم میں خاک ہر ساریان
پھول سا کھڑا پکایا اُسکا کون کھلا گیا	بند بند اسکا برنگ شاخ گل کا مارا گیا
کیا برادران بے کھماں کونین دکھلا گیا	اے کون مارا گیا جب کردہ دلبر ساریان
دیکھیں آکر اپنے پونے شیر خواہ کی طرف	دیکھیں حق انگلی میں کھپ کے گذار دی کھیر ف
دیکھیں اُس معصوم فی تقصیرات کی طرف	دیکھیں اور کہہ کہہ کے رو دین دی ہر ساریان
ہے اب جھوٹے میں لیکر جھلاؤں گی کہے	اے میں تو بی شلو کا سہی بیخاؤں کی کہے
اے میں دو دھالایا نکو جگاؤں گی کہے	اے نکو کہہ پکاروں جان مادر ساریان
دیکھتین اُسکی غمی سی گردن کھل جائیکو ہاے	دیکھیں اُس بچ کو لو ہو میں نہا آئے کو ہاے
دیکھیں آکر میری پھر چھانکے پو انیکو ہاے	پار ہو گدی سے اُسکی تیر کا سر ساریان
اے وہ بالی سکینہ پیاس دی جان بسب	مرتی ہو پانی کی خاطر بے ستم ہو غضب
جیہ پر اُسکی ہر کانٹے پڑے کیلیمت سب	ہر کوئی ساعت کی نہاں اے دختر ساریان
اک طرف شافی کتا عباس دی خیمے کے پنج	لاشہ اکبر کا ہو اسکو باس ہی خیمے کے پنج
سخت دہشت ہو غضب سواس دی خیمے کے پنج	ایسے جیہ کو تو اب مرنا ہے ہر ساریان
منشک لیکر کیون گیا پانی کی خاطر ہو غضب	کیون نہ آیا وان سے وہ جیتا ہوا بھر ہو غضب
کیون گیا ان ظالموں کی فوج میں گھر ہو غضب	کیون کتا کر شائے آیا وہ دلاور ساریان
وہ صوبہ میں لاشہ میں دی گور دکن عربان پرے	خاک مانی میں اڈو ہو میں سب غلطان پرے

جا پڑی جسم ہماری جانب مقتل بگاہ نہ کیا کمون آگے غرض کے سرانے یزوں بہر اور یقین وال ساری خاک خون میں ڈا کر	سب کے لائے نام لے لے کر ہمیں بتایا حضرت خیر البشر کے جو تھے و بلند جسم اپنے خویش و اقربا کی لاشیں سب دفنایا
ظالموں نے بون تم مہم کے عزیز و پیر کیے لعنہ زن کا جو م کیا کر ایسے کو طعنہ دیے	دیکھے کچھ اور وہ دنیاے فانی میں پہچے کہ زیست نے باتیں تعرض کی ہیں سنوایاں
ہیں سزاوار اسے ہم جو دین وہ لعنہ بار بار مرگ کو دھونڈھا کیے پھر دن سے ہم سر بار بار	مرے جیتے میں ہیں یہ کچھ کسی کا اختیار تن سے جی نکلا نہ اور لاکھوں بھڑاڑن کھایاں
اس طرح با ہم وہ کتنی تھیں بچشم خود نشان سامعین مابین سودا نہ کر آگے بیان	جو جو سنتا تھا یہ باتیں اٹک تھے آنکروں دان ابر مرگ کان فی تو بنو دین خون کی برسیاں

### مرثیہ حضرت امام حسینؑ

بانو کتنی تھیں کرن کا قصہ ت کہ سائیاں ایک تو تہا نہ بجاتا ہے کیدھر سائیاں	مر چکے تیرے تسب خویش برابر سائیاں تجہ بن آفت آگنی ام سب کے سر بر سائیاں
تو جلا مرے ہمیں لکے حوالے کر چلا کیونکہ تجھ بن ہکواس جینے کو مرنا ہی بھلا	کاٹ اپنے ہاتھ سے پہلے ہمارا بھی گلا لوٹ لیونگے ہمیں یاں سب تنگ بر سائیاں
تجہ سوا کا ہو اس جنگل میں ہم کو آسرا رحم ہمیر کسکو آدے یاں بغیر از مصطفیٰ	کون ہو حامی ہمارا یاں بجز ذات خدا کون ہو بخت مدینے ہکو پھر کر سائیاں
کون ہو جسکو ہمارے حال پر امنوس آئے کون ہو اس بیت میں آگے کھڑے ہلن بھائے	کون ہو کون لگا چھانی سے پہلو بن بھائے کس سے اپنا دکھ نہیں پس بن کے اندر سائیاں
تو ہمیں یاں چھوڑ کر جاتا ہو تنہا یا نصیب و شمنون کا ہو ہمارے گرد و لبو یا نصیب	آسرا کس کا کرین ہم و اور نیا یا نصیب دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر آج جیدھر سائیاں
حقیقت تیرے ناما فی نہیں شاید سنی دیکھیں ان معصوم بچوں کی ذرا تشنہ لبی	جو نہ آئے اب تک لینے خبر حضرت نبی مرتے ہیں پیاسے سب آل پیر سائیاں
کیا نہیں ہو بچی جان میں مر لھنی کو یہ خبر ظالموں نے سب کو اس بن میں رکھا ہو بند کر	ہے سر پر ہمارے ظلم ناحق کس قدر کی علی کی تھل سب اولاد اطہر سائیاں

## مرثیہ پنجاب حضرت امام حسین علیہ السلام

آج وہ دن ہو کر سب اہل زبان روتے ہیں خاک بن ہو رہاں دیکھو تو وان روتے ہیں	خجے ہیں زیر فلک پر و جوان روتے ہیں مرغ ہو کر بجان مال فشان روتے ہیں
آولیا و نین حواس اور نہ نبیوں میں ہوش سزنگون گر محمد کے بہم دوش بدوش	طاقت نالہ نہ انکو نہ انھیں تاب حر و شس چکے بیٹھے ہوئے سب زرد بکبان دستے ہیں
عش کر حورین تو دیکھیں ہیں دیوار کو پشت اور روح الامین افسوس کے مائے انگشت	سینے کو اپنے ملک کوستے ہیں باندے کشت شمع کی طرح لگا کر بہ و مان روتے ہیں
شرح اس غم کی سی طرح نہیں کی جاتی لکھنے بیٹھے ہیں تو کاغذ کی پٹھے چھاتی	شارحون کے نہیں کچھ بات نہیں بن آتی جون قلم حرف کے آتے بزبان روتے ہیں
ہوا وید اور دست فلک دون پرور صورت کارہاں دیکھ کے سوزنزدون بدر	سراخون کے جو کھاتے ہیں دو جگ کے مفرور تن کے زخمون کی طرح خندہ زان روتے ہیں
جو بلا بر میں محمد کے سوا سکا تن پاک اسکو دینا اہل حرم کر کے گریبان کو چاک	آج بے سہری بڑا دشت میں آلودہ بچاک موسے سر پہ پرانہ کسان روتے ہیں
اسکی عترت کو کہوں کیونکہ میں لسنے کا حال پاک کرنے کے لیے شک بچھوڑا رد مال	نہ رہی دست میں انگشت و پامین حلال مثل شبنم وہ مصیبت زدگان روتے ہیں
روز و شب پیتے ہیں وہ خون جگر کر پیالے ہل میں بندھ جاتے ہیں اس جا یہ لو کہ تھا	زخم میں اٹکے دلون کے ابھی اتنے آلے جس جگر بیٹھکے وہ ماتمیان روتے ہیں
نہ کوئی مونس انھون کے نہ کوئی ہے مخوار ہر دم پینے کی طرف لاکے یہ دن میں صدار	کہ کریں درد دل اپنے کو یہ اس سے اظہار اس طرح سے غم دل کر کے بیان دتے ہیں
یا نبی اپنے پیوں کی جبر لو آکر گوشتہ دامن اشفاق سے بچھو آکر	اس مصیبت میں تسلی نہیں ملک دو آکر کب سے بادیدہ خونا چکان روتے ہیں
جسکے بن دیکھنے نہ تھا ایک گھڑی کو میں رن میں بجان تمھارا ہر سودہ نور العین	ہر نظر دن سے ہوا ملک تو بچار کہ میں اُسکے ماتم میں ہم اندر وہ دلاں روتے ہیں
خجڑ اس بیاسی کی گردن پہ دو دھارا پود بچا	پانی میٹھا نہ اسے اور نہ کھار پود بچا

سب بزرگ و خرد میں اس دشت میں کیساں پری	یہ مصیبت سر پہ پہنچی ہے سراسر سائیاں
تیرے جانیکے الم سے جان اپنی کوئی ہیں	پیشانی میں سر کو اور آنکھوں نے آنسو دہی تین
کوئی دم میں جان سے بچان و لون نہی ہیں	زینب و کلثوم ہر اک تیری خواہر سائیاں
ہائے اس دشت بلامین یہ مصیبت تھی دھری	ہائے ہنس و ہنسی قسمت نے ایسی کچھ کری
ہائے روئے ہیں ہائے حال پر جن و بری	ہائے تھا تقدیر میں یہ کچھ مقدر سائیاں
ہائے وہ فرزند میرا عابدین بہا رہے	چار پائی سے جسے آٹھنا بہت دشوار ہے
ہائے وہ مرنیکو تجھ سے پیشتر تیار ہے	ہونٹہ سوکھے اسکے ہیں در حقیقت پتے تر سائیاں
تو سنا میدان کو جب تک امین حضرت مصطفیٰ	یا کہ آہو تجھ سے نہ اس دشت بلامین مرضا
یا نہ جب تک بلالؓ پہنچے ان کے خیر انسا	بجگو جب تک چھوڑ کر مت جا و مضطر سائیاں
بجگو یہ تبار تو اس سرور کہ جب نور میں جاگے	دشمنوں نے ہاتھ سے کیسا غضب وان بچھڑ گئے
کون یاں تیری خبر تحقیق بجگو آئنا	نزد ہر یامر گیا بانو کا شوہر سائیاں
آنا ہی بجگو اب میدان میں جانا شتاب	ہائے میرا سب طرف سے ہو چکا خانہ حراب
دیکھیے ظالم دیکھا دین اور کیا کچھ عذاب	تھام رہے سر پر ترے سایہ کا افسر سائیاں
ہائے میں بیکس ہوئی اب سب طرحے نا امید	کیونکہ اس جاگہ مقدر ہی مجھے ہونا نہیں
ایک ساعت میں نظر آتا ہی یہ قوم مزید	پیراس میں بجگو پلا دین آب خنجر سائیاں
بجہ کر نیکی بھی دین فرصت نہ بجگو اہل کین	بڑھکے جانی پتے تر اس کاٹ لے ٹمر لعین
خون تیرا اس قدر جاری ہو بر دے زمین	جس میں بال و پیر ڈوب سکے کبوتر سائیاں
جب کریں وہ قوم ظالم سر ترا تن کی جدا	تب کریں دل میں نماز جمعہ کا قصد ادا
رکھ کے نیز پتے تر کے سر کو کریں قیل و نا	پھر کہیں تکبیر سب اللہ اکبر سائیاں
وا اس ظلم و تعدی کی خدا دلوائے گا	یا رسول پاک اس کا مصطفیٰ دلوائے گا
یا دمی اسکا اعلیٰ مرتضیٰ دلوائے گا	فاطمہ لکھوائے گی اس خون کا محضر سائیاں
مر جہا ہے بجگو سو و ام رشہ ایسا کس	سکے پتھر بھی جسے کیا ر پانی ہو بسا
دین و دنیا کے ترے برائے میں سائے مدعا	حضرت شیر شاہ بندہ پرور سائیاں

جھلے چرخ بھی پر نہیں ہے تنہا کچھ عوض میں اس کے کسی نے کبھو نہ مانگا کچھ	بہیران سلف پر ہوا ہے کیا کیا کچھ اس امر میں نہیں طاقت زبان ہلاے حسین
ہوا ہے آ رہے دو گڑھے زکریا کا تن نہ تھیں پکتے کٹاتا اگر نہ میں گردن نہ	دیا ہے پھینکے عیسیٰ کو دار رنج و محن کہ سب ہیں تالبع مرضی حق وراے حسین
دیامین اس لیے سر نہ پہنچا بران تو ابوعین رضاے خدا جہان میں و ہان	کہ روز حشر کہیں جگہ یوں نہ مختریان کہ اے آج سوئے حبیب سر نو ہے حسین
مجھے یاد کر اک رزمین ابراہیم تو دیکھ دو فون کو کسے لگے رسول کریم	بنی کی گوہ میں بیٹھے کھڑکے جاسیم یہ دونوں آنکھیں ہیں میری ہیں فدا حسین
کہ امین تم سنے آئے پیام کر کے نزول تو دین سوچ کے ائدم خدا کا وہ مقبول	خدا کے ہو کر مرگ انہیں سے کہ کسکو قبول کہا کہ لے جسے چاہے تو اوراے حسین
جگہ مہر ہی جلا دیگا داغ ابراہیم نہ پسے لگی چھاتی حسن کی یہ سنے رب کریم	کرے گادل کو علی کے علم حسین و دیم کے کی فاطمہ یوں جھگڑاے وراے حسین
امور مرتبہ بس مجھپ ہو گئے ہیں تمام ولے ہو میرے تین اپنی بندگی سے کام	کہ میں یوں سر و ملن میں امام ابن امام کچھ اس قب سے یہ کیا معنی دین لاؤ حسین
جو مجھے بوجھو بوجھ الامین دیت کے سخن کہ خلق گر کرے مجھ روم روم پر گردن	برب کعبہ کے جاؤ نگاہی میں سخن یہی ہے امر اسطرح سے کٹاے حسین
یہ جو کہ راہ خدا میں ہوا جدا تو ہوا لب فرات یہ عباس جا مواتو ہوا	گلوں تشنہ سے میرے لہو چوا تو چوا کہا کہا کہ دم آب از براے حسین
ایسی نہ بانی سے تر کر کے لب کیا نہ کیا کیسے ہو بیاس سے شکوہ کوئی پیاناہ پیا	کہو تو پانی بھی کچھ خیر ہے دیا نہ دیا سہے رہے کوئی دن تشنہ اقبالے حسین
غریبی بس ہو وطن کی حرم جھٹا تو چھٹا تضا کی تیغ سے میں بھی جو آب کٹا تو کٹا	رہنے دھوپ ہی میں حیمہ گولٹا تو کٹا اگر تے تو کٹے دن میں دست پائے حسین
بھاگ معرکہ گر یہ بدن رلا تو رلا مرے لہو سے جو زینب نے منہ ملا تو ملا	سان نیزہ پر سر بھی اگر چلا تو چلا اگر روئی تو زدنی کر کے اے ہاے حسین
زمین ہی بس ہو پھونار دار ہی نہ رہی	برہنگی تو ہر تن پر تباہی نہ رہی

حال یوں دستِ نظم سے ہمارا ہوا بچا	دیکھ جنگل کے ہین جانوران روتے ہیں
نہ رہتی باقی ہر اصغرین نہ اکبرین دم	اور قاسم کی کہین کیا جو ہوا اسپہ ستم
رن میں بجان پڑے اُنکے تن نازک در ہم	دیکھ کر زخمی شمشیر دستان روتے ہیں
آقربا اٹھنے جھٹنے بزمِ شمشیر	نہ رہا ایک کبیر انہیں سے نے ایک صغیر
دیکھ دیکھ اُنکی بڑی خاک میں یونین ہم اسیر	ابری طرح بفریاد و فغان روتے ہیں
بلکاس دشت میں اگر وہ حق اپنی پلڑے	چور زخمی ہو بدن خاک میں بے سر ہن پڑے
ہم مصیبت زدگان قتلہ اُن کی میں کھڑے	تن پہ ہر لک کے جون نوحہ گراں روتے ہیں
بہرِ رخ کی ہر عداوت کو مین کیجے سیر	وختی سیراب ہیں جنگل میں ہوا میں ہیں طیر
اور فرزند تھامے جو ہیں سو آبِ بغیر	لب دریا وہ کھڑے تشنہ لبان روتے ہیں
دین کا جسکے خالق کے تین دعوا ہے	اُسکی اولاد کے سر پر یہ ستم برپا ہے
پوچھتا ہو جو کوئی تپہ مصیبت کیا ہے	دشتِ غربت میں پڑے بوطنانِ دور ہیں
کر بلا سے ہمیں جاتے ہیں لیے شام لعین	ہاتھ سے ہلکے ستم کشوں کے آرام نہیں
کرتے ہیں خاک گئے سر پہ اتر گئے بزمین	گاہ ہم چڑھکے بہشتِ شتران روتے ہیں
غریب اب کہتے ہیں اسطرح کہ دھما اہل حرم	تھر تھراتے ہیں پڑے سُن کے جسے لوحِ قلم
دیہ جن دملک خونِ کردل کے ہیں غم	روز و شب لختِ جگر آدمیان روتے ہیں
اس ارادی پہ تو کر ختم اے سودا یہ کلام	کہ تجھے حشر میں بخشائے وہ مظلوم امام
شام کی صبح تلک صبح سے لیکر تا شام	اُسکے عالم میں اسے عالمیان روتے ہیں

## مرثیہ جناب حضرت امام حسینؑ

بدن پہ زخم ستم رن میں جب اٹھائے حسین	گرس بردے زمینِ پشتِ زین کا ہر حسین
اٹھائے سر پہ کیا بت کہ لے خداے حسین	جو کچھ کہ تیری رضا ہو سو ہو خداے حسین
چنانچہ یوں اکر وایت کہ بعد قتلِ امام	دیا یہ نقش کو ریح الایمن نے اُسکے پیام
کہا کہ حق نے یہ سو گندہ مجھ کو بعدِ سلام	جو کچھ سین کے دون میں خون بہاے حسین
دیا جواب یہ اس نقش نے محافظ اللہ	وہ مین ہوں خاک سے جسکے جو سزا کا گیارہ
اُسکے اور اُسکے تین کاٹیں بھر کے یہ گمراہ	تو کبریا مئی سے اُسکے نہ منہ پھراے حسین

یہ سن امام سے حج الامین نے بھردم سرود حسین جان گرامی خدا سے امت کرو	چلا یہ عرش کو کتنا ہوا برو زنبور رد است امت اگر جان کند فدا کے حسین
بجٹ شاہ شہیدان ذبح تیغ ستم نہ ہوئے چشم بھی اس کی بجز حرم غم	آئی غم نہ ہو سودا کو چھٹ حسین کے غم جو بعد مرگ ہو مدفن تو کر بلا سے حسین

### مرثیہ حضرت امام حسینؑ

جسکو دیکھا زیر فلک غم سے آج گم رہے بھگیا ہوا غمناک دل سے جسکا دامن کیا نگاہ غصہ کرو دیوار سے دیک جس گھر کو فائے بیخ آہ و فغان سے بھری ہوئی ہر کمر گری گلی غلی غم کو کاکس کا جی بن بکا برتن پر ہنہ شاہ دنگدا ماہ رکھے ہو داغ جگر پر مہر کے دلوں کو تباہ آمد و شد شادی و الم کی رنج تھی ہر سنی بن سوچوں ہوں یہ دلین اپنے غزا کی کسی جس سے ایسا کوئی اور نہیں جو جسی مصیبت یوں ہو سو مصیبت جان بیاں کی نہیں و اعدا سستی ظلم کے دریا میں کیوں یار دُوب گیا ایسا نصیب بانی آج جاگہ پیوں مور و تلخ بسمان اسد قطع ہوا ہر تن پر اس کے مظلومیت کا جامہ ایک تن تنہا کی خاطر تلخ حر رہی ہوئی جمع تیر جو بیٹھا سینے پر اس کے جو روحانی چڑھنے گمان تیغ و تبر کے زخم کا میں حال کہو کیا ہے ستم خجر کا کیا زخم بتاؤں ہے مصیبت و اد بلا فاطمہ کیگر جنگ کو سو میں کہے کیا ممت کی بات دودھ سے دھو دھو پالا جسکو ظلم نے تاساں سال	اب جو صورت نظر پڑی کہ خاک کی ٹھہری سر پہ جسکی اشک آنکھوں نے چلے ہی تخت جگر کا پتھر بھرا ہوا ہو سے سر کے اشک ہر اک تھہر ہے جوں کو چہ زنجیر کا ہوئے یوں شیون اب گم گھر بڑے ہوئے مانی میں کیاں شکل کلاہ و ہر زک جتنے ثوابت ہیں سو حیران جو تیار ہر مضطر ہی خوشی کے اشکواب دلین یہ غم سد سکندر آہ چھوٹے سے لے ٹوٹن تک احوال بھوکا بد توڑ گمروہ جس کا باب علی ہو فاطمہ کی مادر ہے پیاوہ بانی پیاسا اسکے خون کا سارا لشکر حال یہ جسکا سنو ہو تم سوا بن مانی کو شہ ہے پیاس کے مارے ان جیب انکی طاق و دین کا بھر واسطے اس کے تیرے لیکر تیغ و تبر یا خمر ہے مہر تلے کیا آج تھنا کے قتل کا اس کے محضر ایدھر تو سو فارسی چکا بجالا سرے بباد دھڑ سرے لیکر تا بقدم سب ٹکڑے ٹکڑے بیکر تو قمر کیا ایسا کچھ ان کے جسکے سبب بیکر ہے سودہ خاک کے اوپر یوں اب لے بال شجہ بستر سو پرچم اب نیز کا وہ ہر بیوے منہر ہے
--	---



یہ خاک و خون بھی فرشتے کے لیے حسین	جو چنیر کام سے ہوا سوار ہی نہ رہی
تو یہ دعا کی کہ تو سرخ رو کی روز قتال	اگر مرا ہے محاسن بھی لہو سے لال
کسی طرح نہ لگی اس سخن سے رب حسین	جلال ہے کہ سمجھتا ہوں اور کاعین جمال
وہ رب بن ظالموں نے کاٹے یہ نیرے پر	مرے ہر ایک موالی کی آج صورت دوسر
ہے سر بلند دو عالم میں آشنا حسین	یہ وہ کہے کہ جواضافہ پر رکھے ہے نظر
وطن جو ہو گئی بیوہ تو کچھ لال نہیں	ہوئی جو شادی قاسم تو کچھ خیال نہیں
کہ حرف شکوہ شکایت زبانہ لے حسین	بجز سکوت پر اس امر میں محال نہیں
ہر اتھوان ہو تبدیل یہ صغیر کا	نیام تیغ ہو کر عضو عضوا کبر کا
حقوق حق نہ کھجور دل سیتی بھولا حسین	لکھے میں طوق پڑے عابدین کو من بھر کا
تو خوش ہوا اُسے یوں دین لینے کے خیال	ہو چھوٹ بھلی مرے تن سے ایک تیر کی محال
زبان تازہ ہوئی خلق از برائے حسین	کر دنگا اس ہی پہ میں شکر قادیستال
کھلا وہ زخم بدن پر شکل دست قضا	ہو زخم تیغ کا اُس آن پنج مجھ پہ لگان
صلوات اس کی نمک ہوا اگر تو اپنے حسین	تو میں بھی کی بنجاب خدا یہ استدعا
یقین ہی جانور بیچ الامین نہیں یہ بعید	فرصت ایسی ہی لذت اٹھائی ہو کے شہید
بجائے بنہ اگے خاک سے فٹائے حسین	بنے جو داس اگر ٹوٹ کر کے تیغ بزرید
فوج تیرے گامین نے ادا کیا ہے قرض	مری طرف سے کر دجائے جبریل یہ عرض
دیت لی تب کی سر پہ کو جیٹائے حسین	ادا ئے دین پدے پسر یہ کرنا فرض
جو عرض میں کہو دن ارشاد ہوے بار دگر	کما امام سلوح الامین نے اسے سرور
شہید تیغ ستم دہ جو ہے سوائے حسین	دیت یا کئے تین دیوے خالق کبر
دیت کے دینے میں لگے مجھے نہ شادی و عہم	کما امام سلوح الامین نے پھر احمد
اگر ہوئے تو ہوئے غولش از اقرابے حسین	خدا کی راہ میں اگر قاتل تیغ ستم
نہ فکر بی بی کا دل میں نہ غم جوانی کا نہ	نہ درد بیٹے کا جگہ نہ دکھ ہے بھائی کا
حسین اُس پہ خدا سے یہ سب بڑے حسین	ہر روم روم تصدق ہے کبریائی کا
دیت ہی دینے میں حق کے اگر غوثی جواب	بجے تو عین ہی راحت ہوا یہ رنج و تعب
تو ہو یہ امر کہ امت کو بخنوا سے حسین	ہر اس عطا سے بھی منہ پھیرنا کہ سے ادب

تعلیم کی تیغ سے کرل کی زمین کے اوپر	سویا لو ہو میں بہا آج حسین مظلوم
سیس میدان میں میوں کا پڑا ہے نیارا	ہلکے داما دکا دیکھو تو بدن ہے سارا
ادسکا بھائی لب دریا پر پڑا ہے مارا	لے عزیز دن کو گیا آج حسین مظلوم
رادھی لکھتا کہ جب چور ہو وہ زمین لرا	کہا گھوڑیے کہ جا کہ یہ سوئے زین عبا
امر بر خالق اکبر کے ہو راضی بر صفا	کر گیا جان فدا آج حسین مظلوم
جس طرح سے ہو رعنای لی لوڑھی رہو	گڈیے سے یہ ترے رنج و محن سب سیو
گاہ میں حزن شکایت نہ زبان سے کیو	یوں بچھے کہ گئے گیا آج حسین مظلوم
تاج مرضی حق میرے الم میں رہو	جو بعدی ہو ترے سر پہ اسے تو سیو
اور دعا دستوں کو میرے وطن میں رہو	یہ سخن کہ کے ہوا آج حسین مظلوم
جانا قسمت سے اگر ہوئے مدینے کو تین	یار اور دوست کی کیو تو مر واپس آئین
سب جیسو نکو کیا کشتہ اعداے دین	کہ سلام اور دعا آج حسین مظلوم
بوجھے گر تجھ سے سیکھ نہ بابا آیا	کیو میں منزل مقصد میں لے پہونچا یا
بھریہ کیو جو نہ مانے وہ ترا بتلانا	رہن جاٹھور رہا آج حسین مظلوم
کیو زینب سے سیکھ نہ کو کیا بگو پیار	اسکے تم درپے دل داری ہی رہو ہر بار
تم ہوا اور کوئی اسکا نہیں اب غمخوار	اُس سیتی دور پڑا آج حسین مظلوم
اس وصیت کے ہوا بعد جو مقتول ہوا شاہ	بھر جبین لو ہوئے لی گھوئے لڑیے کی راہ
یوں زبان اپنی میں کہنے لگا وہ بھر کر آہ	گیا گھوا کے گلا آج حسین مظلوم
ہو گیا دیکھا اُسے عمر کا حرم میں تین	کر نظر لو ہوئے گھوڑی کی بھری ہوئی جبین
رورو کہتے بن حرم اُس کی آباد از حرم	تین کمان جا کے گھوڑا آج حسین مظلوم
بولی زینب کہ جبین پر ہی ترے خون کسکا	جلد کدے تو بچھے اب یہ لو ہو جس کا
بولا گھوڑا کہ نشان خاک میں دن اب کسکا	پشت سے میری گرا آج حسین مظلوم
حلق کے کٹنے میں اسکا جو ہوا خون روان	میری پیشانی پر اس کے ہی لوکا ہر نشان
وانے کہنے کو وصیت کو میں آیا ہوں یہاں	ہی پڑا خون سے جا آج حسین مظلوم
سکے گھوڑی سے وصیت کو حرم میں بر پا	ہو گیا روز قیامت کا سا اس دم عوفا
تاب آگے نہیں سووا مجھے بولوں سو کیا	حیف یوں جگ سے گیا آج حسین مظلوم

<p>اسے تو دون پکس کو راکھ کو کیا، کیون تا لرج برگ سے گل کے تلوے ناز کرتی ہیں جسے وہ سہتا اسکے سوا اک اور مصیبت پہلے اسکے کام کام نہیں گذرنا اتنا سرگرمی میں اہل شقاوت کے جانی میں جو خوار و ذرا اونٹوں کی پشت پہ محل جھون کی جانب ہیں اویسے نہ کی ملکے کھجور نگاہ شام لیے جلتے ہیں اُنکو اس صورت کو اوستم پرے پہلو تنناٹے بکارتین ہک ہمسای اہل عناد کون ہو ایسا رحم کرے جو عالیہ نکلے آجے دن غرض جو کچھ گذرے ہو اس پر تاب کسے ہو سننے کا عقل فلامین جگر میں ہو کون اس جو کجای موجد اشک کی جاگہ خون کے نظروں ہر کجیم کر گئی ہیں</p>	<p>نہ بیٹے کے سر پر چہرہ نہ بیٹی پر چادر ہے پلے بہ نہ جاتا ہے ہر خار جنگل کا شتر ہے دھوپ کی شدت سے مہر کن کرے زمین پر اٹھ کر قتل کیے سب ہننے باقی ایک سبط بھیر ہے کوئی بان انہیں ہو اسکی کوئی انکی خواہر ہے صورت و سر بران لوگوں کے لئے متعہ چادر ہے کوئی نہ اب مویش ہو انکا کوئی نہ انکا پادر ہے نئے تاثیر نئے نالے میں نے فریاد موثر ہے کس کے کہیں وہ درد کو لبے دادیں کجا درد ہے بس تو اب خاموش ہو سو ودا حالت مہر کی تہر ہے جو ظلم اس پر آج ہو امداد و فلک سے باہر ہے خوب زلا یا سب کو تو نے اسکی جڑے اکبر ہے</p>
--	---

## مرثیہ

<p>کیا ہوا اے خدا آج حسین مظلوم کشتہ تیغ جفا آج حسین مظلوم کھنے سے کوئیوں کے کرب و بلا میں آکر تیغ اور تیر کے زخم اپنے بدن پر کھا کر مکر سے شامیوں نے اسکے نعین بلوایا آخر الامر سر اپنے کے تئیں کٹوایا لڑنے میں دامن سبھی جو کوئی جاتا ہے مکڑے اسطرح کوئی آپ کو کرواتا ہے لاڈ کی بات بنی جن کی سدا سنا تھا جسکو آفاق حسین ابن علی کستا تھا وہ جگر فاطمہ کا اور علی کا دبیر</p>	<p>آشنہ کربل میں ہوا آج حسین مظلوم کس جگہ ہو گا پیر آج حسین مظلوم خوش فرزند و برادر یہ سبھی کٹوا کر ذبح خنجر سے ہوا آج حسین مظلوم قول و فعل انکے سے وہ کرب و بلا میں آیا کھا گیا ان کی دعا آج حسین مظلوم یوں بھی ہوتا ہو کر لڑ بھڑکے وہ پھر آتا ہے ٹھور جو نر نعین رہا آج حسین مظلوم رات دن دوش مبارک ہی پر جو رہتا تھا اسکو عالم نے کہا آج حسین مظلوم خاک پر دھوپ میں فن اسکا پڑا، کبے سر</p>
---	--

یہ ساتھ ایسا رفت کوئی سنبھالے اس نا تو انکو آکر  
 سکیستہ دختر جو لگی ہو سو موکر آنسو رو در در اب  
 سوا دایا سکی ہو مصیبت اب اپنے بارو کیا کو نہیں  
 کہیں بہن زمین کن یہ مردم طوفان کو منہ کر اپنا  
 سوا تھا ہے بہن اب ایسا کہ جل کو یہ مصیبت اپنی  
 زمین کر بل کی آل تیری کیو طے اب ہوئی بد مسلخ  
 ہو تخت دل امین کوئی تیرا کوئی تیرا جل کا کلاڑ  
 بڑھ کر لفظ ملون ذخیرہ کھانہ بھوڑی ملک ہمارا  
 انھوں نے امت کہتا کہ تیری علیہم ہم کیا ہر امتو  
 غم نہ کہ یہ باتیں کرتی تھی رد و مکن شاہ بین

نہ ہاتھ اسکے عصا پر ایسا چلے وہ جکے ذرا سہارے  
 سر پہ بابا کا دیکھ نیرہ پہ بابا بابا ہو کہہ بجا ہے  
 ہنوز تکی ہو خون کا نوٹے بن کر پینڈی بن کو ڈارے  
 خبر ہماری لویا محمد بہنیں کہ تم میں کوئی ہمارے  
 جو دایا وارث تو تن انھوں کو بڑی بہن میں سر و نیاز  
 کہ اس جگہ میں ہو زمین تیغ ستم کی اگر بیج ہمارے  
 جتنی لو تھیں زمین میں نہیں تیرے سب میں عزیز کیا  
 کیسکو ہو گی یہ شقاوت جو چھہ سے کا طفل ماتے  
 یہ روز عشر میں منہ کو انہی دکھاؤ گی جل کو خاک ہمارے  
 سر شک گریا تھا یونین بن کو ملک کو تو میں جل ستارے

بہن کے خاموش ہو تو سو وا زیادہ اس میں ہو گیا  
 کیسا کینک کہ اس بیان کہ ہوئی بہن ہوش نئی ہوا ہے

### مرثیہ منفردہ

کیا نظر بھر بھر کے دیکھو ہو محرم کا ہلال  
 تیغ غم کھینچے ہوا ان نے جس کو نہ پہ خلق کے  
 آب ہو آتش نشان بھین کہ اس تیغ کا  
 داغ بستیج خاک پاک ہے ہر داغ اشک  
 موجب اس غم کا نہ پوچھو محسوس کی بارو کہ میں  
 سو تو ہوئی آب فے ظالم صدمت کو کام میں  
 سننے والا اس سخن کو شرط الیاسی بہن دور  
 روز عاشورہ بھی کچھ کم روز عشر سے نہیں  
 گوش تک جبریل کہ پوچھی یہ جتنی جتنی صدا  
 بار رسول اللہ وہ کیسویں آغشتہ بہن ہو  
 شامیان کہتی بہن سرتزہ پر کہ ازراہ طنز

یہ مینا وہ ہو یاہ جس سرور گردان ہر سال  
 پنجہ شرکان کی ہوا تو سرور انسانی ڈھال  
 دھم کے ہم دونوں پر زخم شعلہ کی مثال  
 قطرہ جو گر تپے آنکھوں سے ہر از گرد ہلال  
 کیا کمون تاثیر دور آسمان بد خصال  
 تشنہ لب مر جا میں زمین سانی کو شکر ہلال  
 پہلے آب سرور گردان کو آوے انفعال  
 دین کا خوشید دنیا کی گیا وقت زوال  
 آج رو رو یوں بکارتیں ہر سر بخاک ڈال  
 دیکھنا جکا عبار آلودہ تھا تھجہ پرو بال  
 بار لایا شاخ بر باغ رسالت کا منال

# مرثیہ

چمن بن آئی ہو کسی یہ رت مرزین کے کوئی نہ سار  
جو جاسے اک ٹھٹھ جگ میں آؤ سنیں کایں خوشی کو  
بحال آئی نہیں ہو کیوں ہی نسیم گلشن میں ضعف غمو  
نہن سے تر گھسے نیند ایسی گئی الم سے کہ پھر نہ آئی  
تسام ہر آج یادوں کا کھڑی ہو راہ بھر رہی ہیں نہ  
یہ رنگ نالے کا الم کہ ہر ایک بلبل کا تلخ ادب  
کوئی یہ سوچ کر یار دوسن کی تلی گسوت کا کیا جو سب  
معتقلانہ لایا و بھول ہی کچھ جاگ رہے تھے داغ غم کو  
لائے مائی میں جیسے پانی کے بھرنے کیو سانسے ہیں  
نہ آہ گلشن میں سردی کے طبر کو تنہا کر دی سوہن  
بندھی و نرگس کی انگلی یوں طرف نہر کی ہر چمن میں  
حساب کھلاتی جو نکلے تو تو گزرنے والے دہنے ہیں  
ادھر جو دیکھو تو صحن گلشن میں ہاڑ مارا گناہ و دین  
سنیں کہ جو بوجہ کچھ حالت خیر و جلدی کہ آج کوئی  
مجھے تو معلوم ہوئی کہ یوں ہی بخش وہ کہ جسکو جب تب  
سوا کوئن پر سولے شمشیر و تبر و نیزہ کو زخم میں یہ  
کناہ دیا کہ یو ظلم پورسانی کو شر ادھر  
جگر کا بوند فاطمہ کا بڑا یوں آج حوض خون میں  
بڑی میں گرد آؤ ناکہ نری جو خوشی و فرزند خاک و خونین  
سرشکا ان کیس و نسی باندھا جو ظالموں نے سناؤ ادب  
سرو نکو ہاتھ اس کے نیزہ نہ کہ کہہ پہلے میں ظالم  
جو ایک فرزند تیغ کین کے عزیز دین اکو کچ رہا ہے  
ہو حال اسکا کہنگی کو بنیر بانی و تدم تدم پر

ہوا کی چھاتی پہ بال ہر مرغ کھینچتا اس الم کے آرسے  
فلک سے گوا غم ہم کو لیا ہو باغ جہان جاگے  
پھر ٹھک چھڑک کر چمن کے مائی سکھا اسکا کہ عجب ایسا  
کسان کی لڑکھ کے طوطے ایسے تھکا کر ہم بد بھی سہ نکا  
ٹھک کر اودنگ اپنی بڑی برہنہ سر ہوئی میں سارے  
کیسی جھٹجھٹش ادب پر گھڑا ہو نوحہ کرے بکاسے  
سبب اس تشنگی سبب کا دل میں اپنے کوئی بچا ہے  
تمام ٹپکے ہوا کہ اپنا الم سے نوحہ میں نہ ہزارے  
چمن میں رد و مولات شہم اسطرح کر کر دی کا سے  
جو نعرہ قمری کا جاگو سینے تو وہ بھی لگے ورق آتے  
کہ لوتھ جھٹجھٹ خون ناحق کی ہو کھیران کوئی نہا ہے  
جو اور غنچہ کہ اودھ لگی ہیں کہ گلوں کے میں ہ انبارے  
لوہر کناری کی موج جو کے جاب ہر ایک پیٹا ہے  
ہوا کہ یہاں ستم کو خنجر و فنج دریا کے جگنا ہے  
رسول کہتے تھے گو دیکھ کرے نقد حق حسین بیاسے  
قیاس کیجئے تو نہ فلک پر نہ ہوئیے اس قدر ستارے  
کہ دھار بانی خلق اسکی گئی نہ غیر از خنجر و دھارے  
کہ اسکی رگ رگ کی چھٹ ہے ہر لہو کو سر کا قدم پہا ہے  
نہ گور انکو کہ نہ کفن اب نہ لگوتا بوت نہ گوارے  
کہ جسکو دھو دھو کر شان کہ کر دما نہت نبی سوا ہے  
اسیرانہ و نہ اسکی پیچ میں الہیت اسکا سب بکاسے  
کوئی نہ اتار اسکو بر جی کوئی نہ تار تارے  
کلیک قطر کی واسطے جو نہن کو اپو نہ پسا ہے

لکھے ہو راوی جانوزاب باین آئین کما بلا کے یہ سرگرد وہ ہاے شام کے تیریں	سوم کے روز شہ دین کے ابن سعد لعین اٹھاؤ خیمے کہ یان سے مرا سفر ہو آج
اسیرین جو انھیں نصف پیاس پانی دو اب آب و نان سے اپنے انھیں نہ باز رکھو	غذا جو چاہیں تو آدھا ہی پیٹ تم دیکھو کہ فائدہ نہیں اسجاہین ان ابر سے آج
کمانیں اسلحے تم سے یہ تانہ مرجسا دین جو پوچھیں جیتے یہ انعام تو تو ہم پا دین	ہم انکو جیتے تو پیش یزید پہنچا دین جو ان مرن یہ تو قصہ ہی مختصر ہے آج
زیادہ اس سے بشر بھوک پیاس ستانہیں تھکے نفع کی پر بن کے مین رہتا نہیں	کچھ انگلی دوستی سے مین یہ بات کہتا نہیں سخن مرا تو یہ قابل بہ آب زر ہے آج
غمنک لگئے پانی حرم مین ملعونان لگے کہنے انھوں پانی تم پواؤ دیہان	پڑے گئے غش ہوئے سب تنگی و خود و کلان کرم خلیفہ کے نائب کا تم اوپر ہے آج
یہ تنگے عابد ہیما لئے دیا یہ جو اب ہم سے باپ کو جس آب سے کیا سیراب	کرم ہو جو بلاؤ تم اب ہمیں وہ آب یہ آب ہلکو تو خوننا بہ جس کے ہے آج
ہم سے باپ کے مر نیو تمیرا ہے روز ہمیں جو پوچھو تو یہ آب ہو بیٹ جانوز	بریدہ حلق سے جاری ہو اسکے خون ہنوز ہم سے دل یہ ہر اک قطرہ جو شہر ہو آج
پھر آگے اسکی مفصل خبر نہیں معلوم غریب بکس نہ چالے وہ جو تھے مظلوم	ہوا کہ یا نہ ہوا امدان انکا تر مظلوم کہیں تھے بانی بہین زہر سے تہر ہے آج
ندان جتنے وہ مظلوم تھے کہ انکو اسیر سوار کر انھیں اونٹوں پہ لوہے وہ بے پیر	جد اجد کیا ہر ایک کے تئیں زنجیر چلو شتاب ہمیں عزم بدیشتر ہے آج
جو گزری انہی معوبات وہ کمون سو گیا تمام روز و شب ایسی ہی گزری تھی ایذا	کہ تھا سرائے پتا باز گشت حشر بپا بیان جسکا سبھوں کی زبان پر ہے آج
سوم کامرثیہ کیا خوب مین نے سو داکما ہوایوں مین ترانام تا بحشر را	دیا ہو خون جگر چشم سامعون سے ہما سنا ہے جن نے اسے اسکا دیدہ تر ہے آج

## مرثیہ دیکھو

جب کہا ہو کہ نبی نے زار امت کے لیے  
بعد میرے کون ہے غمخوار امت کے لیے

لیچے مین آج ہم اس باغ کا میوہ رسال  
 ناقہ صالح سے تو بہتر کمین ہی تیری آل  
 اسکی امت پر خدا کے امر سے آیا زوال  
 کاٹ نیری بر رکھا اور تن لیا لوہو مین ڈال  
 لیچے مین شام کو زنجیر کر یہ بد سگال  
 جس گھڑی وہ قافلہ دارد ہوا جائے قتال  
 منہ بقیہ کی طرف کر یون لگی کرنے مقال  
 آسان نیچے نظر لگجانے کا کہ احتمال  
 آج تک اُسکے نہیں دفن و کفن کا کچھ خیال  
 آج رہین آکے دیکھ اُسکو کہ ہی اُسکی حال  
 یوں درخت خشک کا کالے نکولی ڈال ڈال  
 ٹوٹ کر تن مین رہی ہی موندے تن کو نیا دہ جال  
 کمری مگر یہ جید رہن مین جو ہی اُس کو سنبھال  
 بعد اُسکے خانہ زنجیر سے ہسک کو کال  
 رات دن ہم پر اسیری مین محبوت ہی کمال  
 یہ روایت رکھ جگر گوشت ہون تیری یا سوال  
 خون سے سودا ہوئے تزلزل مجلس تزلزل

اسپ دھلت لینے کی امید پر پیش یزید  
 داد و لودا دی ہماری اب کہ نزدیک خدا  
 ناقہ جو مرکب تھا صالح کا سوا اسکے واسطے  
 یہ نور اکب دوش کا تیرے تھا جگے سر کو آج  
 اہل بیت اسکے جو ہم باقی رہے سواب ہمین  
 لکھتے مین اکثر کتب مین راویان معتبر  
 جا پڑی نفس برادر پر جو زینب کی نگہ  
 یہ جگر گوشہ وہ تیرا ہے نہ لانے تھے جے  
 تابش خورشید سے سوکے ہی گرد و خاک مین  
 خلد مین کیا فارغ البال اسکی حالت ہی تو  
 عضو عضو اسکا جدا کیا ہے تیغ نے  
 کھینچ ڈالے تیرے اسکی کس کو ہے خبر  
 آکے جنت سے شباب اب کہ ملا کشت مین  
 اولاً تجنیز و تکفین آکے کہ اس نفس کی  
 جلد ہلکو بھی چھوڑا ان ظالموں کی قید سے  
 بسفٹہ منی ہمیر نے کہا تیرے تین  
 گفتگو سے دختر زہرا سے کہ ختم سخن

### مرثیہ دیگر سوم

کہ زیر چرخ سے دیکھو چشم تر ہے آج  
 سوم خنی کے جگر کا نگر نگہ ہے آج  
 ہی نہ اس آج بیالے کا رنجی کے ہول  
 چہن مین جو کوئی بلبل ہی نوہ گری آج  
 جگر کے خون سے بھر نہی کھلی کا دہن  
 مرنے وال محمد کا خاک پر ہے آج

مین تم سے کیا کہوں یا رویہ کیا سحر ہی آج  
 ہر ایک سبت جہان مین یہی خبر ہے آج  
 جو بھول باغ مین آج سوئیں گی بھول  
 صلوات بھیجے ہی ہوئی بھی اُسے ہو کے ہول  
 روے ہی سنگ سے سمر آتشا یہ چہن  
 سوائے نا املین باغبان کے لب پہ سخن

گود خالی شہر باونگی بن اصر کے رہی جان کا خطرہ تجھے زہار امت کیلئے	جھوٹے خون مفلوم ہے اگر کے اسے بھائی بھی کچھ نہ آیا صد ہزار افسوس ان طفلوں کے بھی
عابدین تنہا جیے گا کیونکہ زیر آسمان بے برادر بے پدر بے یار امت کیلئے	سوچ رہتا ہے یہی دل کو مرے ہر ایک ان کر دیا اک بل میں اس کو تو ذرا ہی خواہم کچان
غیر تسلیم و رضا بانی نہ تونے کچھ بحال یاں تلک تو ہو گیا ناچار ہمت کیلئے	جب کیا نانائے بخشائش کا بندہ کو سوال نے تجھے بیٹی کا فکر آیا نہ بیٹے کا خیال
سر حوالے کر دیا ان ظالموں کو مثل دین ایک ذرہ بھی نہ کی تکرار امت کیلئے	چیز کیا قاتل تھے سمجھا تو شہادت فرمیں ہو گیا راضی رضاے حق یہ ادا میرے حسین
ہویش پیش ان سب کے سر جاتا ہیو نیز پر علم ہائے ابن حیدر کمر ار امت کیلئے	میں سوار بختیان بی بی حجاز اہل حرم تن ہر خاک و خون میں غلطان تجھ کو یہ بھایا تم
مجھ کو جیتا بچر خنے رکھا دکھانیکو یہ جور سر ترزا ہو نیزہ کی دستار امت کیلئے	کاش میں بھی مرنے جس دم تو رہا میرا نہیں پھور سر پہ نہ تو پڑا ہو خاک و خون کے بیچ اور
ہر سخن ارض و سماں سنکے روتا تھا مو کر لئے جو دین کے سردار امت کیلئے	حضرت زینب غرض کرتی تھیں ان یہ گفتگو چپ ہو سو واکب بھلا اس مرنے کو تجھے گا تو
جو سخن منہ سے نکالا تھا کیا اسکا نباہ ایسی بد اعمال و بد کردار امت کیلئے	کیون نہ آخر ہو ہمیر کے نواسے واہ واہ جان تک اپنی گنوا پیدا کی آمرزش کی واہ

### مرثیہ حضرت

پڑھا عننے بھی وہ احوال اور سب کو ٹرھا دیکھا فے دیکھا نہ وہ جابر لے کر بلا دیکھا	غزیر و رفتہ الشہداء میں رہنے جو لکھا دیکھا معیت اولیا و انبیاء کی سی نہ کیا دیکھا
عداوت بھائیوں نے کی ہو کیا یوسف و بھائی سے ہلا کے آئے سے تن ذکر یا کا بھی دوتا دیکھا	تعب آدم نے کیا کھینچی ہو خاکی جدائی سے بڑے بھین تن میں کم یوسف کے مبارکائی سے
کہ اب چشم سے گئے سد اسیر لب حیوان تھے کہ انکی چشم میں نور نظر کن نے رہا دیکھا	غم و غمت سے حوالے یہ آدم زار و گریان تھے اور ایسا بھرمین یوسف کے روتے پر کنعان تھے
نظارہ ہر دار پر عیسیٰ کو ہمت لے چڑھایا تھا	منا سو کا جو کچھ فرعون سر موسیٰ کے لایا تھا



تب نواسے کر آئے اقرار امت کیلئے	سر بھی ہر حاضر جو ہو در کار امت کے لیے
ایک صاحب نے قبول دس زہر کا پالہ کیا	جن نے ٹکڑے سب جگر آنا فنا کر دیا
دوسرے نے بعد ازین غربت شہادت کا پیا	ظالموں پر باندھ کر تر و ار امت کیلئے
کچھ نہ آیا عم اسے اپنے جوان و پیر کا	کر دیا سینہ پیر سب نے جفا کے تیر کا
کر بلا میں آنکھ طعمہ کیا شمشیر کا	ساک خویش اقرار با انکار امت کیلئے
آپکے جانی بچتے جب تہ تیغ و تبر	تب لگا لوں کئے اپنا رکھو سر پر بجز
آج فرزند محمد نے کیا ہے آپ پر	سب طرح کے ظلم کو ہوار امت کیلئے
یوں روایت ہے کہ بعد از قتل شاہ کر بلا	خیمہ لٹے دیکھ کر بھر آہ عابد نے کہا
گھر کی تلاشی کو اپنی نور چشم مصطفیٰ	ظالموں کو کر گیا مختار امت کیلئے
اور ہلکا اوقت سر پر چادرین اہل حرم	خیمے سے باہر نکلے آنے کی تہ دم بدم
اسے فلک اس سے اگر وہ چند ہو نیز استم	اس سے بھی ہلکا نہیں انکار امت کیلئے
کیا کون لبانیکا اہل حرم کے میں ہوں	یہ ادب سے دور ہو کر دیکھو اس قہر کو طول
بوجھے تھا جو راہ میں یہ کیا ہے فرزند رسول	یوں کہے تھا عابد بیمار امت کیلئے
دیکھ کر یانی کے تھا رو کو یوں زین العباد	کیونکہ پیوین پیاس بابا کی مجھے آتی ہو یاد
لیکن اتنی تشنگی سے میں ہوں خرم وہ ہر شاد	جام کو تر کا ہوا تیار امت کیلئے
پیاسے مرے کے فوائد پوچھو اس مظلوم سے	حلق تر جھکا ہوا ہے آب تیغ شوم سے
قطرہ خون جو گر مانی ہے اس حلقوم سے	خلمین ہو گا گل و گلزار امت کیلئے
جب ہوا اس کار و انکار کہ بر سر گذار	دیکھ کر غش برادر بولین زینب آہ مار
یوں پڑا ہر خاک پر تیغ ستم سے بیشمار	اس تن نازک یہ گھا کر در امت کیلئے
ہوا اگر فرصت ہو وں اشکو لے تیر زنگی خاک	سوزن مرگان سے میں اکا سیوں پر لنگال
کیا کروں پس نہیں چلتا میرا دکان پاک	یوں بایان تجھے تو گھر بار امت کیلئے
ہائے بھائی تجھ بن لب بھر تو میں سب ہم در بدر	کون ہو ایسا کہ دیوے مصطفیٰ کو نیر سرد
کر بلا کے آج میدان میں مع خویش و پسر	جو مرادین کا ہے سالار امت کیلئے
غرق یہ خونین بدن تیرا دین بوتراب	یا شفق لیکر زمین پر گر پڑا ہے آفتاب
تجھ سوا تھی اس جفا سے کی کسکے دلوں تاب	تو ہی سمجھا سہل یہ دشوار امت کیلئے

جس شادی تھی حسین خون دل شربت کا پال تھا	مکونین ملک کی لڑکیوں نے سب کے ہار ڈالا تھا
بکاسے پان دہان پھل کا کٹاری کے حوالا تھا	مقام پانڈان کاٹے سرد نکو وان دھوا دیکھا
سکون کیا آہ لے یادداشت سجا میں مجلس کی	جدا سر سے بڑی تھی خاکِ غونین لاش جس لٹکی
جو کچھ صورت تھی دو لہا کی مصیبت کیا اکون کی	کہ با ایدھر نظر آیا تو دست او دھو ٹپا دیکھا
جھون کی شادی بیکچہ ہو تو انکے غم کو کیا کیسے	جسین ہم سنکے ایسا کچھ تو یار دھو کیا کیسے
پھر انکے عشق میں اربین ہیں ہم ہم کو کیا کیسے	کیا جو غور ہم اپنے تئیں دور از وفا دیکھا
بیمبر کا جگر گوشہ برائے آبِ دون ترسے	بہین ہم آبِ سرد اسجار کھین امید کو ترسے
شفاعت پھر طلب کیے گی عتبے میں ہمیر سے	نہایت کفر میں دین سے ہم دل انی کو جدا دیکھا
سویں فرزند انکے خاکِ غونین ہم نہالی پر	حرم خاک سے پڑھیں اور ہم فرشتہ قالی پر
مسلمان بھر کاتے ہیں ہم اس بے لغالی پر	مروت سے نہایت آئینا آشنا دیکھا
نہ ہونا موس بنیں گوزیر جبرح حسب پردا	بٹھا دین اپنے ہم ناموں کو پر دھین داورد
نہ جانیں کیا جواب اس بات کا دیکھو ہم دروا	کہ ہم اس امر میں بہر ایک کو دور از حیا دیکھا
کے انکو نہ ان خشک دہ بھو کوئے دکھ پاوین	اور اپنے واسطے ہم اطمینہ اقسام پواوین
سے بھر صبح کا خطرہ جو بعد از شام ہم کھاوین	غرض اس طرح کے جلنے کو اپنے بے مراد دیکھا
محبو چشم تو وہ ہی ہے جو اس دکھ کو کُن رودی	جہا میں دل اسے کہتے ہیں حسینِ زردیہ ہوئے
مسلمان دہے عمر اپنی اسی غم بیج جو کھوئے	نہیہ دین اب ہمارا سا کہ کفر اس سے بھلا دیکھا
ترسے اس نظم پر سووا خلافتِ آبِ زردی	سیاہی یقظم نامہ سے عالم کے کئی دھوئی
یہ دستِ آدینا مردش کی ہر ماثریہ کوئی	کہ ہر اک بند پر جسکے درجست کھلا دیکھا

### مرثیہ دیگر

آج روتے ہیں احمدِ محنت سار	ہاتھ ملتے ہیں حیدر کوار
آج ان کے جگر کے ٹکڑوں کو	ظلم کی تیغ سے لیا ہے اتار
راکبِ دوش کا محمد کے	آج نوکِ سان پہ سہے سوار
ڈھونے جن گیسوؤں کو پیسہ	سودہ آلودہ ہیں گہرِ دوغبار
آج سرِ زند سانی کو تر	لشہ دریا کے جابوے بکنار

ستم کی تیغ سے صلیح کا تاقیہ بیہوش آیا تھا	تن یچی سے ہر اک عضو عالم نے جدا دیکھا
جی جو تھارہا ہر ان مرضی کہ الہی میں نہ	صوبت بھیجی کیا یونس کی جاکر بطن باہی میں
پڑی طوفان کے باعث نوح کی شتی تباہی میں	جو گزری ان یہ سوال جہان نے بر ملا دیکھا
خیال آتے تین دلیر اپنے لاکھوں رات اور دین	کہ سختی کے زمانے کا درد آکر ہوا کن میں
یہ کچھ دیکھتے پر ایک نے دیکھا نہ وہ انہیں	جی کی آل نے جو اپنے سر پر ناروا دیکھا
تعب اک طرح کا ہر ایک پر عالم میں ہو گزرا	کوئی فرزند کی خاطر کوئی بان لک کو رو گزرا
سین کے قابل مصطفیٰ کے گھر یہ جو گزرا	نہ کا تو تے سنلے آنکھوں نے وہ ماجرا دیکھا
انہوں میں کب کو گزری کسی کی یہ جفا سر بہ	کہ ہر اک کو تھہر بھائیگی جا اپنا کٹافے سر
پسر کا تن نظر آیا یہ رکو خاک و خون اندر	بدد کا سر سر سے ٹوک نیزہ یہ دھوا دیکھا
کسے سر پہ کاہیکو جہان میں یہ غضب ٹوٹا	بغیر از جی دئے ان طفل شمشاد ہرین چھوٹا
مرے برادر ٹوٹے کسے یوں ناموں کو لوٹا	کہ ہر اک یہ وہ کے سر پہ چادر فیروا دیکھا
ہو ایسا ستم یو دین کسی دختر و زن پر	کہ بعد از مرگ والی غضب بھول بیوں پر
جو بیٹی کا بڑا ہاتھ اس گھڑی مان کو دامن پر	توان نے ہاتھ بیٹی کا کسی کو ٹھنپتا دیکھا
بدن بیٹی کا مان کو بیٹی کے عزبان نظر آیا	سرور بھی دختر کو برہنہ دان نظر آیا
سین کو بھائی کا تن خاک پر غلطان نظر آیا	بھیسے نے پھو بھی کو اونٹ پر سر پٹیا دیکھا
پھینچی کو یوں بھیتے کی طرح گردون نے کھلائی	گلے میں طوق تھا ہر باد میں زنجیر پہنائی
پھچھا تلو دین کا تانوک پشت با نکل آئی	ہر اک منزل بن یوں اس نالو کو پیادہ پا دیکھا
سر داماد نیز پر نظر میں ساس کے آیا	ہوئے ساس کو شوہر کے غم میں پیسا یا یا
الم میں مدھی کے مدھن نے سوخون جگر کھایا	گلے کو بھانجے کے اپنے خالائے کٹا دیکھا
کو تو سخت کی رات اس طرح سے سکی آئی ہے	کہ شہ کے باندھے ہی سہیے گردن لٹائی ہے
کچھو دو لہن نے مہندی خوں دھلا کر لگائی ہے	کسی نے اس طرح کا بیاہ دنیا میں سنا دیکھا
نہ جو بس بیاہ میں لوبت بغیر از سینہ کوئی کے	جو روٹن شعلین دیکھیں تو وان جلتے ہی جھپکے
گر آرائش سے پوچھو کچھ کنول جلتے تھے دل کے	کون کیا جائے آتشازی ان عالم کو کیا دیکھا
جو پوچھو بھل چڑھی سے کچھ تو ہر دم تنگ یزبان تھے	اگر متاب سے کیے تو سائے جہم حیران تھے
اتاروں کی جگہ دے شہزادے دان نمایان تھے	ہوائی کے عوض دان نالہ سرور ہوا دیکھا

پنڈی لون لے جانے ناہن کنول ہوند جان کنول	جان دسا تو جتنی گھرو تھی کنون بھیج منگاؤن
برائندی حال دی بن کھرب پائے	اُتھی حینون بھیجے اُتھی پھیر نہ اُتے
روس تو جاندا لوہن بیرا کھلون جے منادے	ہت پیرون مین پی کی تندی مذکور جون گلا ندے
کھبر توسا نو جو کندا ہی کل اس دی رو لاندے	ان گلان تین کھلکے مینو باس لودوی اندے
بن منادون اوندی رس جالے جس کھٹاؤ	کیا جانے کت ہو سی وحب برات چھاؤ
ساڈی کول پھراور ورون پھندی بیو جانے	کس گن چھانڈ گیا وہ مینو جس دے تون باجائے
کنون دج اس کلے بوڈی موت نہ سائلے	اُس دکھیاؤ مکی سمجھاوان سمجھے کب سمجھائے
ننڈل اوسون بھائی لیکر ہن سمجھائے کم	سامین جہا مٹھ پھیر کھ پھیر ناد کھلائے
شتر مینا جب تین چھدا تھی وہ گھڑی کندے	کاش کھئے لون پھوندی مین ہی جگہ مر سندے
لوہہ تو تندی جنگل دی دج یون تو یی زہندے	اصغرون لے گودین یا نور وروہن یون کندے
کون شتر دی پیٹھ دج بھٹے پورے ہو	بٹھے نفع لون روڈندے پوٹی تھ سی کھو
نیگل تندی لو دج بیرا چین دلا ند کھوندے	کھل کھلونے چھد کر اپنی بیویو کہہ روڈندے
کب کب اپنی کل مین تندی برجی میکا چھوندے	سوئی لون مین جون جون ٹھیکون لون تین ٹھیکون
نیداؤندے کی اکسی بن دے جون پیکہ	پھرک پھرک شک جال دج بٹھین نیکہ پیکہ
تندی کھاطر آج سیکند پیٹ پیٹ سر دے	بانو دے سلائے بھائی میکا تندی نہ سوئے
اکھو تو وہ دکھیا رو دیکر چند نہ کھوئے	جہا بابا دشت بلا دج ذبح پیا سا ہوئے
کب دکھ تندی مرن و ابھالے مندی نال	دو جے سافے میر پیا نتر دا جنجال
تیر تھا جونیکا جہا مفر تندی اپسا را	اُس لون بھی گودی دج تندی دپا سا تیر وں را
اکھرو دی کل کی اکھونیں اسد پیس اتارا	کس کس لون مین و دان شالا مارا کنبا سارا

آہ افوس آج صید حرم	ہو گئے رہیں شامیوں کے شکار
جن کی خاطر بنا ہے ارض و سما	دو جہان جہنم میں ہے ان کی تار
خاک و خونین پڑا ہے میرالال	کسین بن فاطمہ پکار پکار
بدن نازنین پہ اس کے آج	لگے تیغ ستم کے دار و دار
ہوئے وہ گیسو برچھی کے جھبٹا	جن کو دھوئی ملتی بن سنوار سنوار
آج میدان کر بلا کے پنج	گھر کا گھر ان کا ہو گیا سمار
ہاتھ سے باغیوں کے اب ہبیات	لٹ گیا دین کے باغ کا گلزار
آج بے کس ہیں اہل بیت تمام	سہین کو فی انھوں کا یاد و یاد
رور وکتے ہیں وہ بچکے اب	کیا ہوا آج دین کا سالار
جسکے مرنے سے ہم بھی بیکس	ہو گئے سب طرح سے اور ناچار
جلے جاتے ہیں افتر دن یہ بھی	قید میں شامیوں کے زار و زار
جسکا خادم تھا جبریل امین	کھیرے جاتے ہیں ان کو یوں کفار
حیث مدحیف آج طوق گران	عابدین کے ہوا گلے کا مار
اور وہ پا پر ہنس جاتا ہے	آج اس دشت میں جو ادھر خار
تشنہ اب پیچھے کو صد افوس	ہاتھ میں دی ہے اشترون کی مہار
ہے اس بکسی و غربت میں	کون اسکا ہے مونس و غمخوار
طعن و تشنیع سے لعین ہر دم	کرتے جاتے ہیں اس کے دلوں کا کار
باپ کے غم میں ہو وہ اتنا غرق	سہین رونے سوا اسے سر و کار
دن اسے چین ہے نہ شب آرام	یونہی گڈے ہے اس کو میل و سنار
تاب آگے سہین ہے سننے کی	خون اشکو لئے روتے ہیں حصار

سودا اب تفریے میں اسکے تو  
عمر طبعی تنگ ہو ماتم دار

مرثیہ مستدس حضرت امام در زبان پنجاب مع دوہرو

لوکری زینب پیکے سرزنز دادے جہند کپاول  
تجہ جیسا کہ پیر گزان کر گسوں مکہ دکھلاؤں

حاکم ہو جو منصف کوئی امدی بیڑے جادوان	لو ہو بھرے جائے نوں تیزی کنون جے دکھاوان
بہنوں جادہن ہو تیزی کنو کوک سناوان	لاب نہیں کچھ آہین دسا میتو لچ لگاوان
کنون ایسی گھنڈی نیا دھکین دے آس	جائے نہ جسدی لو تھ دی کوئی بھوسی پاس
جب دنیا دج رہا نہ کوئی داد دیون ہارا	تب کر بل وچ بڑی تیون پیاسا تیر وں مارا
لٹ لیا گھر بار اساد مار کے کنبا سارا	داد جو مانگے کوو گھوسے کنون یہی یارا
کردی پھران بن بھائی ملی جو سالو داد	لو تھ نوں کاندھے ڈال کر نگہ نہ گھر یاد
بن تو سالو بچھدی بھائی یہ تیون بی بھویاؤ	جو تو سمجھ جھاد بھرا داماٹی او بر سو یا
جانا تو سی یہ لال جو کیندا کا ہی دج ڈیو یاؤ	تن تیزا بے بسیں پیا ہر سر نوں تول کھویا
بچھدے ہوں کبھی کھڑی رو رو تیزی کول	مان جائے سے بھائی صدمہ کے تیز بے بول
بھیاڈ کے تیو کتول جانوان بیرا بن گھر کھوئی	غم دج تیزی جنم جنم بن رو داگی اور کوئی
تینائی نے تیزی بر بھی ساوی جگر جھوئی	نامین کیدا سچ ہر جگہ وچ وقت بڑی واکوئی
ایسا بھیر تفر کا پیا سرگ دے ہاتھ	سرتندا تن چھانڈ کے چلا، کر تیرے ساتھ
ہوتا تیزی قسمت داجو وطن دی دج یہ ہونا	خاصی دانہ کفن لدا تو گاڑھا دھو تر جھونا
یان تو پیا اسانوں تیزی گور گدھی دادا نا نا	مینو بھی ہن چھانڈ بھراوا پلو تیزی سونا
سکھ دج تیزی بھائی کیتی تیزی رنگ	یکسر بھیرے دکھ ہر جنم جنم واسنگ
موت کا تیزی بن نے دیکھا جگت چلن لالا	لے بھائی نوں کفن لے نے بھادج نوں ڈسالا
ایسا قمر کسی دے سر پر دیکھا کتنے ستالا	گور بنا تیزی بیٹھو لگی کر جگدا منہ کالا
جھاڑ تیزی گوردی کرو لگی اپنے کس	کستی جادوان چھانڈ کر یہ ہریان پر دس
مطلب زینب یون اٹھے تھی لٹ لٹ اپنا سینا	کندی تھی من چھین ہوگا کیکر ساوا جینا

دل نون اپنے بھائی اب ہے وہ لوگ	بک ایک کھڑے جو اپنے جمن نہ کتے تی لوگ
مین مین نوا صفدی مین بول یہ بولا کری ۛ	کیون انھیں مین تیزی مندی مین کھ پر کیون جردی
گرم مین کیون جھاتی تیزی دوج کیون ہر سودی	کندی کر یہ رور در کر دھندی سائنین بوردی
پیو نوسا لولے گیا چکا جیسا مال کو	تھون دج یل مارے بلا کساتن لال کو
جانڈی مین جو کافر لینگے عبدنی واکینسا	چھدی دندی کاہر تینو ہیرا شہر مدینا
بچی تیزی پالڈی سکر مزدوری داسینا	عمر داما می ٹکٹ جاندا وان یون بھی سال مینا
یہ تو مہر نہ دیکھ دی اس بن اے سیر	اکبر وی گل ہو چہرے حلق اصغدی تیر
ایک وطن دلا کی سرکے کر بل دج بکایا	دریا یان بہتا تھا شیر پانی ناد لویا
بک ایک سینے او پر اپنی جو بردا بھل لایا	بہر پاری واسیس اسانو بر بھی پر دکھلایا
سائی جندی بیچکر گدے گدے دکھ سکھ	سواری تین حلیم دی کت گئے دے رکھ
موت سے مینو مال جو تیزی ہو جاندا سنھ پھرا	سادا بھی یہ جگ جاندا ہرا عمر عمر و جھیرا
دب گیا پانی رنن جب پیا روندا ہیرا	جگے دطن نون سونا دیکھو تیکر وسدا کھیرا
جگ لچ جو دم ہوتی تھی انکو یون موت لے	زینب یہ کچھ دیکھکر وطن نون جو ندی جائے
لاڈلا اپنی اما دا تو بود اپنی پیارا	نانا تیندا دیکھ کے کھ نون جاندا تھا بلارا
بناندی تو جگ اجاری انکھیاں دانتا مارا	کس پانی نے مار کے تینو جگ کیتا اندھارا
چڑھ جھاتی یہ کل تیری کھنڈینا پھیر	کسی نہ پوچھا کی ہوا ایسا پسا اندھیر
میلاد دیکھ کے رور وڈھونڈن جن نون بی بی ہرا	سوختول سے کیو تیزی بر جھی دی جھیا
بھل سنی پیر جھایا ساسر نرے پردندا	کھنڈینا گل چھپا سور ہے دھب تین مگلا
کتول مین جو فاطمہ اپنے من کا جمن	ہن دیکھن اس حال وچ کھن ہائے حسین

موت کی نیند آئی ہر کج کو کیونکر تو اب نکلیں گے	بیٹھے دیکھ بنری کی اپنی رشتہ کی طرح کیوں
چپکے ہو جانے سے تیرے ہنر نچل میں لاکھ لو لے	مچانی میں میں شوخ کے باعث غم کی آگن بڑھ چکے
قاسم کس سے دوس کر رہا ہے بن میں سو	گھر گھٹ میں بنری تیری جی دیو سے رو رو
روئے روئے باد میں تیری انگلیا ہر بنر کا دم	انکڑے جگڑے کو دی میں اب دیکھ اسکی چشم پر غم
انکلی صورت دیکھ لی ہر میرے دل پر بھر بھی پیغم	جی میرا بھی تن سے میرے کانٹے لجاو دات غم
بیا تو بے جان ہے یہ بہو کا حال	کیا اب جی کر میں کر دن بڑ زیت و بال
تیری بن پوچھ کر اس کو بھا بھی ملے ہر کمان ہر	بتلائے تو اسکو مجھے بھی معلوم اسکا اگر نشان ہر
وہ من مائے چپ ہر ایسی منہ میں بن گویا کزبان ہر	بست جو پوچھو تو گھر کر پھر امدم فریاد و فغان ہر
دل میں اپنے وہ غریب کر بیٹھی یہ غور	جس جا سے آنا ہو گیا ہے وہ اس غور
کیسی کری وہ فول بیابی دکھ سستی ہر ہر ہر	لو ہو کی ندی اسکین میں سے اب سستی ہر ہر ہر
بٹیتی ہر سر اپنا ہر دم وہ رکھتی ہر ہر ہر	بڑو ہو کر یاد میں تیری یون کتی ہر ہر ہر
جو میں ایسا جانتی چھوڑ جائے گا موہ	تو نہ بے میں بیاہ کر بل پھوڑتی توہ
جرمی چسکیتیں کو بھی سکر غم سے بھولا چکنا چوگا	ظلم ایسا جو گدرا اپنر دنیا میں فی ہوا سونگا
قسمت میں تھا اس بنری کو ایسا بنر امر فی جوگا	جو نشتا ہو گیا رو رو میں سخن وہ کتا ہوگا
جس بنری کا بیاہ میں بنرا یون مر جائے	کیا گدرا اب ہو یگا اسکے دل میں ہر
غم کی شدت سے وہ ہو سزا کو نو جو ہر مو	اور بھچار میں کھا کر دکھیا زخمی کر کر ہر ناخن ہر
وہ دست نہیں ہر کوئی اسکا دیکھتی کر دشمن بن ہر	کون جہاں جو راہ بتائے تیرے غم کتنے کی سکو
روتی ہے بنری تری لے لے تیرا ناؤں	کستی ہر چکھوئے چھوڑ کدھر کو جاؤں
جڑی نہ جانے کس سمت میں بڑھتی ہر کنگر کنگر	پاؤں کے رکھتے اسپر تری اب جو قنبار کر دن کا



لو ہو گئے وان میذا جس جائیداد گری لبینا	سو تندی بین کول کرونگی چھدا شہر مدینا
کہتے دی آگے نہیں ان گلامی تاب	سُن ہوندا سن سن سے اہل حرم دا آب
گھلا آن نے زینب سے سودا میں لاند کھویا	جن نے سنا یہ حال اُس جگہ میں بھڑی بھڑوایا
ابھی نون اعمال دی اپڑ ملل آن نے بھویا	امرزش دا تخم یہ تو نے خاطر سب دکھوایا
ابھو تو نت دین وچ احمد و اکھو ل	دنیا میں سایہ تلے آگے بھل اور پھول
<b>مرثیہ مسدس دو بہرہ بند</b>	
جاو بھڑے تیرے قاسم تیری گھر میں دو	سیس لگا کر لاند کیے تو بن میں کھیند دن سو
نول بیا ہی تجھ بن دیکھے نول بیا ہی جیکو کھو	جو تو صحت مان دکھاے تو اب اسکو تکیں
لوک کسم کے سب بھے یوں کہتے ہیں بات	جل بڑے مل بڑی سے آج بھت کی رات
لو جو میں رنگ کر بیاہ کے کڑی کڑا کھایا	کس ساعت میں باندھا سہرا جن نے تیرا سر کھوایا
مان تیری سر تک کے ہر ایسا جیورا مفت کھوایا	جو ہر کر تو مجھ کو مٹا کیوں یہ تیر کی دل میں آیا
مجھسا بٹا بیاہ کے دل سر کو جب کھوائے	مجھسی دکھسا مان تیری کیوں پھارن کھائے
تیری لگن کو دن اسے نہ پوت مشاہد ہو کر لی	جن نے کر بڑی بڑی کو بھم میں تیری بھلائی
کھوئی تین باندھ کے کنکنا تھ کی اپنی آج کھلائی	کیونکر منہ اب اسکو دکھاؤں تیری بڑی کی جانی
آر سی صفحہ دیکھ کر ٹوٹی اس کی آس	رو سے گی جب تک ہے سانسند کے پاس
کون ہو ایسا جو کوئی لب تن سے تیرا سر لگا دے	اورس تو تیری بنی گورن سے لھا کر دکھلا دے
ڈالے میجر جی تن میں پہلو اسے جگہ بٹھا دے	کسک دیکھوں ہو کا یہ دکھ کاش مجھ بھی موت آ دے
میں ناخہ یہ سنگا سب بل میں دیو گھوٹا دے	چا اور اوڑھے بلکی بیٹھی سیس لٹا دے

	قاسم کس کے گھنے سے آج رہا ہے روٹھ سب کتنے مین مر گیا مین جانوں ہوں جھوٹھ	
کستی آئیوں کستی مین اس کو ہوتا جو دان جانے والا غم کر پیا جو عجب طرح سے اس کھیا کر دلو پالا	دے مائی اسکو جو ملو ہو جیتا ہو تو اسکو منالا بیٹھ کے جس جاگہ روتی ہو لوہو کا انجانہ نہ ہوتا	
	کرتی ہے غم مین ترے روز و صبح و شام بیٹھے غم زدہ دم دم لے لے تیرا نام	
کہہ ردو کر سر پہیے ہر گاہ کو آئیوں گھر آکر چھوڑ دو جگہ واسطے رب کے ڈھونڈوں اکوین کی جگہ	تم مین سے جو کوئی اسکی خبر نہیں دیتا ہے لا کر مجھے دلیں یہ باتیں انکی برعکس کی گنتی ہیں آکر	
	کرتی ہے اسطرح سے رو رو کر یہ مین خلقت مین سے جو کوئی رہتا ہے بیچین	
جو غم کی اکن سے جی بیتے تکل اسکا جوں مرغ بیگا اس دھوکہ کوڑھ طرحا وہ سہیں اپنا ہر آن دسنے گا	جو غم نفس اس دکھیا کی شادی کا قصہ یہ سنے گا وہم کر اپنی غم خوشی ردو کر بھر عمر چنے گا	
	یہی دعا یا رب مری مستجاب اب ہوئے جب تک جو بسا نیاں تب تک جو بے ہوئے	
کب نظر آیا ظلم و ستم نہ یوں کو کچھ درد ملک سے اشاد مین بھی غم کی صورت انگو بندنی فی الفور ملک سے	سودا آل بنی نے نت اٹھ دکھا جور ملک سے دیکھی بدی بد مطلب اسنوں نے ساتھ بنی طرز ملک سے	
	شادی کا جن کے ساتھ نہ پہچان حال غم کا اُنکے کیا کمون پوچھو مت احوال	
	<b>مرثیہ مستدس</b>	
خامہ ام حرفے حکایت می کند عالے را ابر غارت می کند	منم بد لہا کار آفت می کند اگر یہ بے حد و نہایت می کند	
	برق چمک زن اشارت می کند ابشنوا زلے یوں حکایت می کند	
شاہ دین نے جب مدینہ چھوڑ کر	اگر بلا کے عسرم پر باز ہی مکر	

کیا کیے جو بیان کریں گے وہ ملکر مانی	اس شکر یہ باتیں اسکی چھانی میری بھانی
کیوں نہ ملوں میں رائد ہو لکھ کالج بھبھوت	جسکی بیابی ساس جی مو اتھارا پوت
نتی نہیں ہو مجھے ہرگز یوں کہ کہ میں بہت منایا	میتا بوجھ چا کا تیرے پوت اپنے سے بیاہ رچایا
کیا جانے کیوں اسکا قصہ نے سہر کو دن میں لگایا	اپنی جو قسمت میں لکھا تھا اس شادوین سو میں پایا
باندھا گنگن ترے سکھ کرنے کو ہاتھ	کیا میں جانتے تھی بہو یوں بچھریگا ساتھ
دو لہا کی ان بیاہ میں خوش ہو ہو ہو کچھو کچھو	نستمت کا جو لکھا ہو پیاسے میٹا کو کب ہو کوئی
بیاہ کی شب سارا کٹم سر پر ڈالے دھول	دو لہا کی چوتھی کے دن شے کے ہون پھول
ایسی کسوڑ بھی دیکھی ہر کہنے کی نوشہ کی حالت	ناتے بڑے میں گرد براتی تو ہوئی اپنا جا کر شربت
آری مصف بھی لکھیں دی نہ فلک ذاتی مہلت	لو کھی نیٹے یہ دو لہا دھن وصل ہو روز قیامت
دو لہا کی قسمت میں مرنا بیاہ کے روز	جیوے دو لہن جب تک دو لہا کا ہو سوز
کوئی بھی مان نہ کھی دے ایسی بیڑ کو جو بیاہنے جاوے	بدلو ہو کو گھر میں انڈیٹے کے تالوت کو لاوے
لکھا نا جو اس بیاہ میں چاڑی خون جگر وہ اپنا کھاوے	پانی اتنا ہو نہ میر حلق میں جو مر تو نکا چاوے
یہ شادی دیکھی نہیں کہتے ہوں گے لوگ	جس شادی کی رسم میں لو ہو رس بھوک
جو رجاؤں دو لہا نے سہا کون بھایا ہوتا ہوگا	کس نوشہ کے آٹھ ہر یوں تن سے لو ہو ہوتا ہوگا
آتش غم کو شادوین اسکی دل عالم کا دھتا ہوگا	پوچھتا ہوگا جو نام اسکا سننے والا کستا ہوگا
بیٹا تھا حسن کا قاسم اس کا ناؤں نہ ہو	بن میں جو بے سر پڑا چھوڑ دینے گا ڈن
دو لہن تیری کسی ہو کجود دو لہا سے یہ میرا کیسا	دو لہا اور دو لہن کا جب میں دیکھا کس کو کجول کیسا
یا دور جگہ نہیں وہ آتا الہ کا کہتے ہیں جیسا	میری طرف سے اس کے یہ کون ہے میری پاس ایسا

	اب ہم ہر اک بحالات عجیب از جدا ایسا شکایت می کنند	
عین لطف اپنے پیچھے ہے ستم جب جزا اس کام کی ہوگی رقم	آل تیری اسے زسرتا یا کرم پر مجھے اس بات کا ہو سخت غم	
	راقم امت سے کے کا دمبدم بشنوار نے چون حکایت می کنند	
چشم حاکم بن بھی کسبیاں صبح و شام اقتدی کہتے تھے زور و کبرستام	شاہ دین القصر کرتا تھا کلام ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام	
	اُسے پیغمبر کے اسے پارو امام از جدا ایسا شکایت می کنند	
یون کے تھا بھر کے آہ سرد شب سر کئے ہو دوست بن تاروز و شب	جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب دیئے یارے دل عنایت طلب	
	خامہ تقدیر کیا کہتا ہے اب بشنوار نے چون حکایت می کنند	
اڈالی دان بستی مدینہ گر خراب تب کیا رو کر محمد کو خطاب	آخرش جس خانہ پایا قطرہ آب تو شکی سے جب ہوا سینہ کباب	
	سب طرح شاکر ہے ہندہ حیراب از جدا ایسا شکایت می کنند	
کر بلا کے بن مین باچندین جفا مین مفصل کیا کمون وہ ماجرا	آہ جس صورت سے ابن مصطفیٰ ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا	
	دلیمہ اُسے خامہ اب کہتا ہے کیا بشنوار نے چون حکایت می کنند	
شاہ دین کا سر کیا نیز پہ چہر ہوئے اکثر تو حیران گر عجب	ظالمون نے کر کے قتل بے سبب دیکھ مشغول تملادت اُسکے لب	
	از جدا ایسا شکایت می کنند	بول اُسے بے لیں بے ادب

تب کامر دوست سے با چشم تہ	حق نے یوں چاہا نہ تھا قصہ سفر
سب سے یہ بندہ چلا سٹا کر مگر	از جدا ایسا شکایت می کند
میرے چین کی خبر جب تک سنو	در گذر خطا کھنے سے مت کہو
بھول جانا تم نہ دو راقم نادون کو	پہر اٹھا کر جب قلم کھنے لگو
بھر کے آہ سرد یک دیکر کو	بشنواز نے چون حکایت می کند
جد کے جامر قد پہ بولا پھر ا مام	دل میں تھا زیر قدم مولن میں تمام
دہرنے چاہا نہ یاں میرا قیام	شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہی حرام
بدیہ دل آرزوہ اسے خیر الا نام	از جدا ایسا شکایت می کند
اتس سفر کا دکھ گرون میں کیا بیان	ساتھ ہے عابد مرے وہ ناواں
تن پہ جسکے میں رگ لے کا نشان	سر سے لے تا پا ہی اک خشک آغواں
بات کرتا ہے تو کتنا ہے کمان	بشنواز نے چون حکایت می کند
ضقت کے مالے اب اسکا ہر حال	اٹھ پہر اسکو پڑا رہنا نڈھال
اس مصیبت کو مری کیو خیال	ساتھ بیجا نا تو ہے اسکا و بال
رہنے کو کتنا ہوں تو میرا وہ لال	از جدا ایسا شکایت می کند
میں تو ہوں سب طرح راضی بر رضا	پر تاسف ہے تو اتنی بات کا
راقم تقدیر جب کھنے لگا	خامر لیکر میری قیمت کا بدا
کیوں نہ ان سے مجھے اتنا کد یا	بشنواز نے چون حکایت می کند
عرض یہ کرتا ہے شیر غریب	کہ مرخص جلد اب حق کے حبیب
کر بلا تا پہونچے یہ نعمت نصیب	میرے سر میں نہ خیر میں شکیب

دل میں آخر صبر کو دے کر تیار	پھر سدھارین ہو کے محل پر سوار
خامہ جو قسم سخن پر ابکی بار	بشنواز سے چون حکایت می کند
سووا تو خاموش ہوا بیک تل	کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل
اشک سے تنہا سنیں ہر خاک گل	آب ہے اس حرف کی پتھر کی سل
حال ہوا بیک کہ دل سے تخت دل	از جدا یہاں شکایت می کند
<b>مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند</b>	
کیا کر دن شادی قاسم کا میں احوال تم	واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جدم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشتہ قدم	گائے تقدیر و قضا نے یہ بدھا وری باہم
قاسم مرگ جو انا نہ مبارک باشد	جلوہ شمع ہو پروانہ مبارک باشد
ہوئی ہر نیم جہان کو الم افزایہ برات	اود بے ہم لوہو میں دھین میں بیگ بھئیات
ای شہادت بصفا جلدی کو حل گھول نبات	جام شربت کو بھراور کہ کو ایک ایک کبات
ساتی و شیشہ و ہیما نہ مبارک باشد	بتو غلطیدن متانہ مبارک باشد
لا کے لے النیان دن کی تپن کو چلو اور	گوندھو نوشتہ کیلئے آج کل خم کے ہار
تار کھنٹے کا کر دھر کیے ہو ہو کی دھار	گاؤ دروازے یہ تم باندھکے یہ بندھنوار
غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد	درد کا شانہ بکا شانہ مبارک باشد
اے عجب حزن کو زمین ہو یہ ہباب سرور	سینہ ہر ایک کھڑا کوڑی دت کے دستور
غم بجاتا یہ ناخن زن دل ہو طہنور	اجل آتش میں گاتی یہ یہ نوشتہ کے حضور
غم جان تو بجانا نہ مبارک باشد	چہ بخوش و چہ بے یگانہ مبارک باشد

لے گئے سر کو تو دین کے راہزن	تھملا کر رہ گیا لوہو میں تن
دور از تاجوت و محروم از کفن	شب کو تھا جس ماجرا میں وہ بدن
خامہ یون کرتا ہے تفصیل سخن	بشنواز نے چون حکایت می کند
انصاف شب گذری کا زسکے فلک	وارد اک محل ہوا فان یک بیک
ماجب محل نے سراپا ایک	بولی اے فرزند سینے سے تنک
انکھ کے لگ میرے کہ یہ دل آج تک	از جدا ایسا شکایت می کند
کہ تو اب اس سبط حتم المرسلین	کیا ہوا مجھ سے گناہ اہل کین
فوج ناحق کیوں کیا تیرے تین	سرتواں مظلوم تن پر تھا نہین
نر خدا بولا با و از حسنہ	بشنواز نے چون حکایت می کند
اسے کہ سرتاپا میں بچھڑ جوں سپند	غم نہ کر اس امر میں دل کے پسند
سربو از دیک حق میرا بلند	شکوہ تجھ دل ہی کو ہر اس درد مند
مجھ سے جو پوچھو تو میرا بند بند	از جدا ایسا شکایت می کند
سر مرا نیز بہ تن بد روئے خاک	اقربا بیخ شتم سے سب ہلاک
عابدین زنجیر میں معصوم پاک	عزت اڈو نیرا سیر اندوہ ناک
بولے گی آگے قلم ہو سینہ چاک	بشنواز نے چون حکایت می کند
تیغ گردن پر مری جدم چلی	سر کے کٹنے تک نہ جاگہ سے ہلی
میں یہ سمجھا ہر زمانے حق بھلی	سائن بھی اس واسطے ذرہ نہ لی
تا کہ کوئی نہ یہ ابن مرسل	از جدا ایسا شکایت می کند
فاطمہ بیٹکے ہوئے حمیت	روئیں اس تن کے گلے لگ زار زار

سودا اب مرثیہ تو نے جو کہا اسے علم	ہے یہی موجب آمرزش نوع آدم
بدلِ عامل و دیوانہ مبارک باشد	چہ بشرد چہ بویرانہ مبارک باشد
<b>مرثیہ مسدس ترکیب بند</b>	
کس سے لے چرخ کون جا کے تری بیداری	باتھ سے کون نہیں آج ترے فریادی
جو ہے دنیا میں سوکتا ہے مجھے ایدادی	ہیں تیکن پہونچی ہے ملعون تری جلا دی
کوئی فرزند علی پر یہ ستم کرتا ہے کہ	کیون مکافات سے اسکے تو نہیں دوتا ہے
وہ علی ابن ابوطالب و داماد رسول	وہ علی جس سے کہ بیابھی محمد نے بتول
وہ علی جس کا سخی ہو دیگا محشر میں قبول	اسکے فرزند تری تیغ سے ہو دین مقول
آدمی ہی نہیں تنہا ترے ہاتھوں غمناک	جن اور حورو ملک ڈالتے ہیں سرِ بھاک
یہ وہ فرزند علی تھا کہ جسے صبح دشنام	آکے روح الامین کرتا تھا مدینے میں سلام
اور کہتے تھے سبھی خرد و کلان مل کے تمام	جن و انسان ملک و حور کا بیشک ہے امام
اسکو کہ بل میں کیا فوج پیا سا ہیما ت	کیا دکھا دیگا محمد کو تو اب رو بد ذات
خویش و فرزند عزیز اسکے تھے جتنے پیارے	دشمن و تیغ سے تین ظالموں کے سب مارے
اہل بیت اسکے جو باقی ہیں سو ہیں آوارے	قید میں کو فون کرجاتے ہیں وہ بیچارے
نہ انھیں چین و دل کو نہ انھیں بات آرام	اس مصیبت میں چل جاتے ہیں کر بل سے شام
لیے جاؤ ہیں وہ جس راہ کو ہے خارستان	نہیں تالاب کو ہیں کا کسی منزل میں نشان
پا پر ہنہ چلے دان زمین مہانتہ و دمان	سر کھلے اور وہ اشخاص بہ پشتِ شتران
جنگِ عمل کی طرف دیکھ نہ سکتا تھا فلک	مہر و مہ کی نہ پڑی جن پہ نظر آج تلک



کپڑے مونہ سے جو پھینے کیلئے بیاہ کی رات	کیا گھڑی تھی وہ کہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات
یون بڑا تھا کہ سے جاوین کفن روز کو ہات	شہ نے پہنچے تو کما موت نے کر تسلیمات
بفقت خلعت شاہانہ مبارک باشد	
جامہ پر خون شہیدانہ مبارک باشد	
ریت اور ہم من ہی جان بڑے تسیر	دیکھنا اسکو بنو کا نہ ملا بھر کے نظر
لیگ میں جاکے دھنگا نیکی دیا اپنا سر	لینے والوں نے کما خرم و شادان ہو کر
بتو این ہمت مردانہ مبارک باشد	
بکفت جو در کیا نہ مبارک باشد	
پاس و وطن کے بٹھایا تھا اک لاکہ جان	دیکھ کر خصلت دوران فی بہ ترین مکان
یون لگی کہنہ کاٹھ جلد ہو تو بیٹھ نہ یان	عیش دائم کے لیے تیری جگہ دشمن نشان
جملہ ات گور عزیبانہ مبارک باشد	
ماتامیت تو آن غایہ مبارک باشد	
تیری تو بات کا اڑا لے کھیلین چننا	دیکھ دیکھ اور بنی کے تئیں سر کا وھنا
دمدم غم کے انگار و تپہ جگر کا بھننا	بپہ ہر ایک کہ دمہ سے یہ سہلے ستا
بدلت حسرت جا مانہ مبارک باشد	
آشنائے ز قویگانہ مبارک باشد	
چاہنا کھانیکا اس بیاہین ہی ناوانی	جز کیا بدل همان نہیں یان یر یانی
چلو پھر مانگے ہو نوشہ جو کسی سے پانی	اکتی ہی چاہا کہ یون سامنے آھانی
نادنوش غم جانانہ مبارک باشد	
بتو این خوردن شکرانہ مبارک باشد	
آخر کار کمون کیا میں زبانی کے کھوڑ	دیکھ اس پھر کیو جو بدستور کھٹا تھا ہوڑ
جس گھڑی ہجر ابد غور کیا سہرا توڑ	اٹھ چلا کیسے بنی سول مدیاک کو چھوڑ
بہزلفت تو ہمیں شانہ مبارک باشد	
زینت وزیب عروسانہ مبارک باشد	
یہ وہ شادی ہو کہ خوشترین جس کا ماتم	یہیچے اس اسپکی کی کو کرے گا عالم

مزد تو دے مہین کس چیز کا ہر یان توڑا	کسی کو بخش تو کھوڑا کسی کو دے جوڑا
اسنے ہی واسطے کرتے سپاہی محنت	تا کہ محنت کے عوض دے لئے آقا راحت
مستے ہی اسکے یزید اس سے یہ کہنے لاگا	کیا حسین ابن علی کا کوئی ایسا نہیگا
جسکو پھر مجھے خلافت کا نوٹ دےوا	ایکاکھون نے انہن سے یہ سنکر کے گھما
ایک ہمایا لڑکا ہے کوئی عابد نام	طوق و زنجیر میں رہتا ہر وہ اب صبح و شام
سودہ اس حال کی البتہ نہیں جینے کا	کمان مقدور ہے اب اسکو دوائینے کا
جینے دیتا ہے کوئی داغ اسے سینے کا	کیا ہے دوسو اس بچے ایسے کے اب تینے کا
وہ بھی حاضر ہی جتنی اسے میں چلے سوکر	جس طرح جاتے نہیں مزد میں دے خلعت زہر
مُن اُسے عابد مبارک کو باخیل حرم	رو برو اپنے طلب کرنے لگا وہ ظلم
کیا کمون جیسی نصیبت کروہ آئے اسدم	تاب عابد کو نہ اُس آن جتنی رکھنے کی قدم
سرتے لے پاؤں تک ضعف کروہ لرزان تھا	دیکھ نیزنگی گردن کے تین حیلان ہٹا
اُس لعین نے یہ کیا دیکھ کے عابد کو خطا	کیون تر اباب لڑا گرد تھی لڑیلکی تاب
رہو بیعت کر مری گم کو کیا اپنے خراب	آب توجی کی گیا تجھ پہ یہ ڈالاسے عذاب
سے گلے طوق تیرے پاؤں میں تیرے زنجیر	دیکھتے ہیں مجھے اس حال کی برناؤ پیر
مستے ہی اسکو وہ سرور یہ زبان پر لایا	گمایا ہوا گردن و رانے جو میں دیکھ پایا
جو کیا باپ نے میرے وہ خد کو بھالیا	مفت اپنا تو جہنم میں مکان بنوایا
راہ میں حق کے مرے باپ ذابندھی تھی کمر	گو کہ کاٹا گیا اس راہ میں اب اسکا سر
اُس سخن سے جو ہر آشفہ ہوا و بشداد	قتل عابد کیا امر بلا کر جلا دیا
دیکھ ہیں حال کو زینب لگی کرنے فریاد	اے یزید اتنا نہ کر ہجہ تو آگے بیدا

اسطرح جاتے ہیں گردانے چلے وہ کفار	کیسے ہاتھ میں ہر دھن کسی کے ہاتھ ستار
مست و سرشار ہر اک کیف میں کھینچے تلوار	مادین کے تین جاتے تھے ڈرانے ہر بار
کیا کرے ہے وہ اسکا کوئی غمخوار نہیں	
اب سوار وینے کچھ اسکو سرو کا زمین	
لیے جاتی ہو جو اسکو یہ ظلم کی صفت	کوئی انہیں نہیں ایسا جو کرے انکی طرف
پیٹ کر منہ کو یہ کتاب ہے کہ شاہ نجف	سر بنا یا ہے مرے باب کا تیرے یہ دھن
گھوڑے دوڑا کے اکو مارے جاتے ہیں تیر	
جو کہا نذر تھے اس فوج ستم میں ہے پیر	
ایک تو آتش غم سے جگر اسکا ہے کباب	دوسرے شدت گر اسے پیٹ ہو بیتاب
اور مانگے ہے کسی سے وہ اگر قطرہ آب	حوض آب وہ دیتا ہے درستی سے جواب
جو جگر ساقی کو تر کا ہو سبحان اللہ	
بیاس کے غلبے کو اس شخص کا ہو حال تباہ	
غرض اسطرح کی ایذاؤں کو عابد کشتیں	لے لے کئے شام تلک ساتھ حرم کو وہ لعین
داخل کفر ہوئے چھوڑ محمد کا دین	آخر کار لعینوں نے بطشت زرین
لے لے رکھے بشارت کی سر شاہ شہید	
جس جگہ بیٹھا تھا دیوان کے ملعون بزم	
جز بڑھتے ہوئے آئے وہ لعین لے کر سر	اسپ مانگے تھا کوئی ان میں کوئی خلعت زر
شمر ملعون عمر سعد بھر آگے آ کر	عرض کرنے لگے یوں ساٹے اس طشت کو دھر
لائے ہیں آج سر اسکا گھٹ فرمائے سے	
اجس کا رتبہ ہے بڑا عرش کے بھی پائے سے	
یہ وہ سر ہے جو یہاں دوش محمد ہے مدام	لائے کر بل سے جسے رکھ کے سان بڑا شام
اہل بیت اسکے یہ زنجیر میں حاضر ہیں تمام	دے شتابی ہیں جو جگہ کو دینا انعام
کام ہم نے یہ خلافت کے لیے تیرا کیا	
کہ سبب جسکے سے دین اپنے کو بر باد کیا	
مستقل تاکہ ہو تو دین کو ہم منہ موڑا	ایک کو آل محمد سے نہ جیتا چھوڑا

کہ تیرے بعد نہ ہم کھینچتے یہ رسوائی،	خدا ہی جائے کہ کس کس کے ہاتھ ہونے اسیر
تب اس گھڑی یہ کمارو کے شاہ نے جون ابر	کہ میرے بعد ہو کیسا ہی تم پہ جو رجسہ
کچھ اور چارہ نہ تم ڈھونڈ ہیو بغیر از صبر	تھاکے حق بن یونین چاہیو ہے اب تدبیر
منکا کے پھر کھانماہ رسول بسر	زرہ بہن کے حامل کی ذوالفقار اس پر
امیر حمزہ کی پشت اپنی سے لگا کے سپر	چلے جو حرب کا کہ قصہ حضرت شبیر
کہ شور آہ و فغان خیمے سے اٹھانا گاہ	وہ شور مٹے لگے کہنے یون حرم سے شاہ
ابھی قومت کرو اتنی فغان و وایلاہ	سبب یہ کیا ہو کہ روتے ہیں ملے جمع کثیر
کہا کہ دودھ بن اب جان لب بھو اصغر کا	ہوا ہے خشک گلو طفل ناز پر در کا
اور آگے کیا کون احوال اس کی مادر کا	کہ قطرہ بھر بنین پستان میں تشنگی سے شیر
منکا کے مان سے تب اس شیر خوار کو تروین	لے اپنی گود میں آئے درون حسانہ زین
گئے اوھر کو بچم تر د دل غم گین،	کھڑے تھے دشت میں جدھر کودہ گودہ شیر
کہا یہ اتنے کہ اس قوم ملک خدا سے ڈرو	ہلاک آل بنی کونہ تشنگی سے کرد
تم اپنی لہو کو آتش سے اس قدر نہ بھرو	برائے تشنہ لبان آب دو قلیل و کثیر
بھلا جو نزد تھاکے گناہگار بن اور	تو خوب تشنگی اس طفل پر کو دو تم غور
روائین کسی مذہب میں اس پر نہ ناچو	مرے ہے پیاس کا مارا عیش یہ بر تقصیر
سکن اس سخن کے نین شاہ سے دیا یہ جواب	ہماتے قبضہ میں ہووے اگر جہان کا آب
نہ ایک قطرے جھکو کھو کر بن سیراب	کرے نہ جب تین بیعت حضور جم غفیر
پھر آگے کیا کون یار و عداوت عدوان	کہ ایک آئین سے نام دے پل کے گمان
جدھر کھڑے تھے لیے طفل کو شہ دو جہان	للا کے فاق سے سو فاء ادھر کو پھینکا تیر
وہ تیرا ہ نصارا بخلق آن معصوم،	یون آگے کہ چھدا بازو سے شہ مظلوم
تب اسکو کھینچ کے شہ نے ز بازو و حلقوم	گئے بسوے حرم لے کے نقش طفل صغیر
حوالے کرائے مادر کو اسکی فرمایا	میں اسکی پیاس تو کوثر سے جا بجھا آیا
تو شکر کر کہ خدا کو بہت یہ خوش آیا	رہی رضا پر رضا مند ز وجہ شبیر
یہ سنکے مادر اصغر تو ہو رہی خاموش	پراقربا سے گیا تان فلک فغان و خروش
کوئی تو خاک بسر تھا کوئی بڑا بیخوش	بچشم اہل حرم روز ہو گیا شب قیر

<p>روزِ محشر سے توڑ اور خدا کا کریم</p>	<p>رخم کر حال ہمارے پیہ بکیں ہے یتیم</p>
<p>بوسہ لیتے تھے ہر اک آن محمدؐ کس کا ظلم کی تیغ سے ٹکڑے کیا تین تن کس کا</p>	<p>جانتا ہے یہ ترے سامنے ہے سر کس کا کیسودھوتے نہ کبھو بال جگہ سے کس کا</p>
<p>قتل پر ایسوں کے رہتا ہے تو اتنا سر گرم لاج کچھ بھی ہے تجھے حق سے محمدؐ سے شرم</p>	<p>آوی کتا ہے غرض جب یہ کنا زینب نے ردیائہ چرخ پہ خون دیدہ ہر کو کب نے</p>
<p>اُسی تاثیر کی ان بالوں کے کچھ مطلب نے اُس شکر سے شفاعت کی کھڑے ہو ب نے</p>	<p>تو کے ناچار وہ اس خون سے تو درگزر دغذنبہ جینے کا عابد کے دلے اس کو رہا</p>
<p>پاؤگا اسکا محمدؐ سے تو محشر میں صلا سننے سے جسکے یاشک آنکھوں نے آتا ہو پلا</p>	<p>سودا اب چشمِ محبان کو ہے نظمِ حلا محبوبت میں ہر اک میت پہ گھر دینکے دلا</p>
<p>سنے اس مرتبے کو بزمِ منِ جور و دے گا آب چشمِ اسکا گناہوں کو ترے دھو دے گا</p>	<p>مرثیہ دیگر</p>
<p>کہ تھے خاکِ بسر ہوں جسے جوان و پیر رہا نہ اصغر و عابد سوا صغیر و کبیر</p>	<p>کرتے ہے خار غم یوں روایت اب تحریر شہید کر چکی جب سب کو ظلم کی تشنیر</p>
<p>کیا خطابِ زائلِ حرم سوے زینب کہ وہ حلقِ منِ پاتی جو اسے کی تدبیر</p>	<p>یہ حال دیکھ نہ دینے آہ بھر کر تب کوئی نہیں ہو کہ بیمار عابدین کی اب</p>
<p>سجھو لکھو مار قضا لائی ہے مری باری مجھے نظر نہیں آتا بغیر اس کے گزیر</p>	<p>نہیں رہا کوئی باقی کہ وہ کرے یاری سلاح دو کہ اب اپنی کردن میں تیاری</p>
<p>سیکنہ پر مری شفقت تم اپنی رکھو بدام نہ ہو پون کہ مرے بعد یہ زمین و لکیر</p>	<p>میں جا کے زمینِ شہادت کا اب پیوں ہوں جام تھنچن میں سو پچلا ہوں یتیم اپنے تمام</p>
<p>بہن بھی آج کے دن ہلے کیوں نہ موت آئی</p>	<p>دیا جواب یہ زینب نے رو کے اسے بھائی</p>

جس دم اتاری پاؤں سے زینب کو پاؤں زیر	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
پھوڑی نہ سر پہ ایک کے آن سٹیون نے ردا	واس نہ تھا کس کے جوتن پر رہے قبا
بد کاؤن سے سکینہ کو جب دُسلے چھنا	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
زنجیر کر جب اہل حرم کو اسیر دار	اڈٹو نہ لے حجاز و عمار سی کیا سوار
اور دی انھوں نے عابد بیمار کو مہار	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
جاتا تھا وہ غریب چلا خاک منہ لے	زنجیر اس کے پاؤں میں اور طوٹی تھا گلے
جو وقت عابدین کو اس طرح لے چلے	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
تھا اس پر رحم تک نہ کسی روسیاء میں	منزل تمام کھٹی اسے اشک آہ میں
جب پاؤں بیچ اس کے لگا خار راہ میں	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
آز بسکہ ناتوانی سے کاٹے تھا اسکا تن	چلنا تھا اسکو راہ کا ہر یک قدم کٹن
چلنے کا جب کونے کہا سخت اسے سخن	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
جسوقت تشنگی سے ہو کر خشک اکر لب	انگا جواں نے پینے کو پانی کس کو جب
اور کوزہ دیکے آگے لیا چھین اس کو جب	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
اس محنت و صعوبت و سختی سے وہ لعین	زین العبا کو لیکے پیش قدم دین
جب بول اٹھا وہ قتل کروائے بھی تین	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
حور و ملک یہ سنکے لے روئے مشکل سین	سکلی مدایہ سنگ کو بھی منہ کرا در تین
بہر جس گھڑی بٹھائے لگا اسکو زیر تیغ	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
جس دم حسین کو مجلس میں وہ پلیس	لائے تو دیکھ کر مبسم ہوا یزید نو
اور چمپڑے جب اسکو لگایکے چوب بیہ	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
یہ حال دیکھ زینب دگلتو م نے فغان	جسوقت کی تو کاٹے زمین اور آسمان
جو کچھ کہو درست ہی رہ سکے وہ فغان	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے
اس مہربان خبر نہیں مجھ کو بھی من و عن	بیٹی جو فاطمہ پہ اسے آگاہ دوا اللسن
دعوا مرا غلط ہے جو گستاخوں یہ سخن	گذری جو فاطمہ پہ اسے ہم سے پوچھیے

کھاسکینہ نے اس لاش کو لگا کے گلے	بہت شتاب تم اے بھائی ہکو چھوڑ چلے
زمان کی گود میں ششماہ سے زیادہ پہلے	تھیں نہ دیکھ سکا مائے یہ فلک بے پیر
بیان یہ کرتی تھی رورو کیمنہ بادل زار	سے تھا جو کوئی اسکی بھی جہتم بھی خو نبار
جگر ہر ایک کا مجروح اور سینہ فگار	کرے تھی دم بدم اسکی زبان کی نقت سر
زیادہ اس سے نہ کراب تو سودا طول کلام	درو د بھیج غمیدوں یہ کمر سخن کو تمام
جزا ہر دو جہان اس کی نجلو دینگے امام	سخن تو ترار دلاتا ہے شکل ابر ماطر

## مرثیہ دیگر

کھتا رہی غم نہیں نہ کسی دم سے پوچھے	یہ بات وہ نہیں جسے عالم کو پوچھے
گر پوچھنا ہو تو کسی محرم سے پوچھے	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
نوع بشر میں ہی بشریت کا یوں اصول	جودل ہو سو غریزے کے جائیسے طول
برے گئے جہان سے تشریف جب مل	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
آدم کے جب فراق نے حوا کو رو دیا	اسکے بھی دلو گر چہ نہایت الم ہوا
پر جب علی سے فاطمہ ہونے لگی جدا	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
روح الامین نے جب بدرسد لا نام	آکر دیا شہادت حسین کا پیام
گر بیان سب اہل بیت تھی پر نگر کلام	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
دنیا سے کھائے زہر جلے جس کھڑکی سن	حور و ملک نے چاک کیے اپنے پیراں
منہ سے جگر کے ٹکڑے جیسے سو دگن	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
مان بیتی ہے بیٹے کے مرنے پہ کر کے بن	یہ بھی عجیب نہیں ہی اور دین اسکی بن
پر کاٹ کر سنان یہ رکھا جب سر حسین	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
گرج اس غریب کو جدم وہ رو سیاہ	غارت کی واسطے جو چلے سو خیر گاہ
وینا تو جن واپس یہاں تک تھی پر آہ	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
غارت پہ چمے بیج کیا دست جب دراز	نزدیک تھا کہ غرض تلک غم کو ہو گزار
ہر چند اس مقام میں جو کیسے سحر باز	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھے
اہل حرم پہ واسطے دہشت کو کر تہنیب	دھو دھو حسین مگر وہ کس کو گریبان کی تہنیب

گرم یہ دھوپ کی تابش کو گلے میں تھا طوق	کہ اسے طوق کمون یا بگربان آتش
وہ لعین در پے ایذا کئے ہر اک جا اسکے	کرتے جاتے تھے ستم سر پہ وہ کیا کیا اسکے
کتنی یہ شدت سے تپ اسکو کہ ہوا تھا اسکے	خون کف پا کا پیے خار مغیلاں آتش
کتنی نظر چار طرں اس کی بخشش پر غم	ناگمان باپ کا سر نیزے پہ دیکھا جو علم
جوش عورتاں دل اسکے لئے یہ مارا اُردم	کہ برسنے لگی از دیدہ گریبان آتش
بھر کے اک آہ جگر سوز کما واسے بدر	اسے میں قربان تپ سر کو ترا تن ہی کدھر
کچھ ترے حال سے میرا ہی نہیں داغ جگر	کرتی ہی غم کی دل فاطمہ بریان آتش
اندنوں کیلئے اخلاق لئے کیا ہے شہ دین	بطن سے فاطمہ کے حلق کیا ترے سین
ان سلوکوں سے جو پیش آئے ہیں تجھے یہ لعین	سرودنخ کی گرجھے میں سوزاں آتش
سہر ترا صبح سے نیزے پہ رہے تے تا شام	رات جب ہوئے تو رکھ بیچ اسے گرد تمام
ہا سحر بیٹھ کے خالی کرن میں شیشہ و جام	بھرمین ہیں گور میں اور اپنی لعینان آتش
جان حیدر تھا لو اور چشم پیمبر کا نور	کتنی تھیں تھکے بتول امی سینے کے سرور
ذبح وان ہوئے تولے ساتی کوثر کے پور	نہ جان قطرہ ہو یا فی کا فرادان آتش
بھائی میرا کیا ششما بہ ملا عین ذی ہاک	ان مری آہ بھرا کرتی ہے ہو کر غناک
بیٹے ہے سینہ تب اس طرح کہ جون شعلہ ہو چاک	کیا مگر ظلم کی تھا تیر کی پیکان آتش
جی مرا سوز تپ غم لیے بن ملتا ہے	تن مرا سمع مطرا لون کو اب گلتا ہے
انخوان یوں مرا ہر ایک پڑا جلتا ہے	جس طرح دی ہو کسوئے پو نستان آتش
دست اعدا سے اگر زنج کے دطن جاؤنگا	گذری جو جھپہ وہ کس کس کو میں بتلاؤنگا
طرح گھر جلنے کی گوداں زبان لاؤنگا	سمجھے کون اسکو مگر ہوئے زباندان آتش
سایہ انداز تھا جو گھر کہ صفت محشر کا	صاحب اسکا نہ ذریغ آب رکھے کوثر کا
تشنہ کا فربہ نہ سنگ دیکھ سکین جس گھر کا	عوض آب دین اس گھر کو مسلمان آتش
غارت و قتل نہ بیان کچھ سبب ناآتش ہے	مال اور جان کی کب اپنے تمین خواہش اور
بد بیغم ہو کہ جہان دفتر آمرزش ہے	دیکھے اٹھ جائیں محرومہ کسین دان آتش
دیکھ کر سربستان باپ کا مطلب وہ اسیر	حال جانسوز کچھ اس طرح کرے تھا تقریر
جس طرح شعلہ کی کینچی ہو کسوئے تصویر	سکے راجلے یوں اس حال ہو حیران آتش



## مرثیہ مربع

رکھتی ہے داغ غم شاہ منایان آتش	شمع کے بھیس میں راتوں کو ہے گریبان آتش
بھڑکی جہدم حس و خاشاک ہر سوزان آتش	کہ نظر شعلہ یہ، ہر جاگ گریبان آتش
جھلکے اس غم سے کیا اپنے تئیں خاک سیاہ	پھیر بہ باد دیا ہو کے صبا کے ہمراہ
چشم دے کر دیار و تنک اس غم کو نگاہ	اپنے جس غم سے نت اٹھ دیتی ہر لہجہ جان آتش
یہ الم کرنے میں اظہار لبان قاصر ہے	سوز غم عیش سے لے فرش تلک دائر ہے
کولنا خالی ہر آب آگ سے دل ظاہر ہے	ہوئی ہر جگہ جگر رنگ میں ہنسان آتش
اسکی گردش سے یہ دیکھو جو جو جہنم بے پیر	لشہ لب آل نبی ذبح ہوئے بے تقصیر
شفقت اب اسکو نہ سمجھو ہوئی ہے دامگیر	جائے گردن کی پلے خون شہیدان آتش
شیخ حمزہ آل بنی برہ یہ فلک سے سر کی	دھڑکے سر کی خبر اور سر کو دھڑکی
نہ رہا خانہ دل جس میں نہ جا کر بھڑکی	بسکہ اس غم کی ہوئی جگہ میں بریشان آتش
جگہ میں جھپٹ ہوا اس گوش فلک کا طور	بے تمیزی کو زمانیکے تنک سے عور
موسیٰ کو مرتبہ در بانی کا جن کے تھا اور	اونکے خرگاہ کی ہو کر دنگہ بان آتش
آر و روایت کہ حرم کو وہ لعین بعد قتال	گر سوار ہونٹوں پہ لے شام چلے دقت زوال
اور اسوقت یہ تھا تابش خورشید کا حال	بر سے تھی جہنم سے گویا بریا بان آتش
تجے حجاب از نوینہ بھی ہوئی رد فی بھی خون	تنگی سے تھی زبان سب کے دہن سے برون
اور آتی تھی چلی سامنے سے ایسی لون	جسکی ہو جائے حرارت کہ گریزان آتش
تور و کھا حشر کا رد و جو کیا آب طلب	تو وہ ناری یہی کہنے لگے منس منس کہ سب
ہیاس سے پوچھے اگر حمان بھاری برب	اچھ نہ دین آب تھیں میں ہمیں گودان آتش
گود کا طفل طرح پھول کے مر جھاتا تھا	سیسے میں اسکے نول مان کا جلا جاتا تھا
آب کو انہیں سے دے رحم کے آتا تھا	دی رسالت کے جنھوں نے بگھلستان آتش
ان غریبوں پہ شب و روز یہ رہتا تھا عذاب	تنگی سے جو اٹھیں میں کوئی ہوتا بیتاب
اسکو دیتے تھے لعین پینے کو گرم ایسا آب	جوش میں جسکے برابر ہنوں جہلان آتش
رتبہ خازن عبا کا جو بھول کے مافوق	پیادہ وہ جلے تھا اور گرد سوار دنگے جوق

تفنا فریڈالی ہر جب سے بنائے تیغ ستم	بنا دی اسکے پے امتحان حسینؑ غریب
غرض مجھوں نے ہر طرح اس کو سمجھایا	ولے گو کا نہ خاطر میں وہ سخن لایا
ندان دشت بلامین باقر با آیا نہ	اسیر و غمنی آسمان حسینؑ غریب
اب اس سے آگے جو گزرا دیا سپر رنج و تب	بیان کو اسکے تو کرتا ہے منع حد ادب
بغیر دین کوغن یہ تو جانتے ہیں سب	کہ خاک و خون کے راہ در میان حسینؑ غریب
اگرچہ مرثیہ کننا سمعون کو آتا ہے	ولے میں کیا کون اس طرح تو رولاتا ہے
کہ سننے والوں کا جنت میں گھر بناتا ہے	جزا دے اسکی بجھے مہربان حسینؑ غریب

### مرثیہ در شہادت فرزند ان حضرت مسلم

دیکھ کر صبح کو میں مضطرب الحال نسیم	یو بچا کیوں ڈھونڈھتی ہو آج تو یہ ہفت اقلیم
بولی مسلم کے سنے ہوئے وہ دو تھے جو یتیم	ایک کا نام محمدؑ صحت دوم ابراہیم
باب کو بعد وہ تھے کو قہر میں قاضی کو گھر	قاضی کو قتل کی مسلم کے سنی وان جو خبر
روئے ائے یہ لگا کئے کہ سنتے ہو پسر	ابن مرجانہ ملعون ہے یہ سخت لیسلم
پھیری روانے نے مناوی کہ پسر مسلم کے	جسکے گھر میں یہ سنوں گا کہ وہ تیغ وین پچھے
غارت و قتل سے وہ صاحب خانہ نہ بچے	پس مناسب بنیں اس شکل میں تم بیان ہو مقیم
قافلہ کو فتنے سے جاتا رہیے کے تین	وان سے بتر کوئی جا کہ نصیب اب اور بنیں
جا کر ساکن ہو تم اس جا کسی گوشہ میں کہیں	تاکہ یہ کا ذریعہ ملعون ہو دابسل بحسبیم
غرض میں قافلے کے شب وہ ہوئے تھے ہمراہ	صبح بھی ہوئے نہ پانی کہ انھیں بھولی راہ
میں انھیں ڈھونڈھتی پھرتی ہوں کیا ہو کو تباہ	ہونہ جاوین وہ وہ مصوم گرفتار غنیم
ہم سخن کہتے تھے آپس میں کہ اس اشتہار میں	بہو نیا اک شخص کیے خاک بس اس جا میں
اسکی حالت کا سبب اس سے جو ہیں پوچھا میں	رو کو بولا وہ کہ اس غم سے مراد دل ہو دو نیم
کیا ترے آگے میں انکار کر دن یہ روداد	کہ دو طفل آج ہوئے ظلم سے خون گریز باد
نیکے تھے کو فتنے سے اک قافلے میں وہ برباد	ابن مرجانہ کا تھا بسکہ دل انکے میں بیم
قافلہ اس میں چلا جلد و قفسار انا گاہ	رہ گئے پیچھے وہ مصوم گم ائے ہوئی راہ
سہوئی صبح تو اک غفل میں لائے وہ بپناہ	نیچے اس غل کے اک آب کا چہنہ تھا قدیم

خدا ہی جانے ہے سچی عین آرزوے حسینؑ	کئیں تھیں مین سدا اسکی زیت کے دن رین
نہرا حیف فلک نے دیا نہ اُس کو چین	پڑا تھا تم مین نبی کا نشان حسینؑ غریب
میں وہ تھا کہ تھیں چھوڑتا کسی اوقات	نہیں اس مین کسو کے کچھ اختیار کی بات
کشان کشان سوے کر بل چلا تھا کربا	بندھا ہوا بگلو ریمان حسینؑ غریب
جو چاہو بعد مرے پاؤں تم مرا احوال	خطوط لگنے کا میری طرف نہ کیجو خیال
نشان مسلخ قصاب دے گا صورت حال	کہ اس طرح سے پڑا ہو گا دان حسینؑ غریب
گوش دل یہ مری یار د آج سن لہجو	کسی ہی دم مین فراموش مجھ کو مت لہجو
زمین پہ ڈال کے دو قطرے پانی پنی لہجو	کہ ہم پہالہ تھا بادستان حسینؑ غریب
مرا ضرور ہوتا تو دوستوں کو درد	غذا کی گرمی سے پانی پلین تو بھر دم سرد
کہ ہو گا گر سنہ دلشنہ ذبح روزہ بند	بہ خنجر ستم دشمنان حسینؑ غریب
جو بانٹو اپنی محبت تم اپنے لڑکوں سے	سلوک اکسین سے کچھ میرے بھی بیٹوں سے
رہیگا حشر کے دن آشنا برستوں سے	خدا کے سامنے رطب اللسان حسینؑ غریب
جو عابدین پھرے جیتا ادھر کو قسمت کو	نہ رکھو دور اسے اپنی تم شفقت سے
غم اُسکے دلکا بھلا نا ہر ایک صورت سے	کہ اُسکو سمجھے ہو بہتر زجان حسینؑ غریب
یہ سن دمیت جا سکا ہ سب نے ہو کے ملول	باہ و مال کیا عوض جان و دل کو قبول
کہا یہ شہ نے بھی دیکر دعا کہ پیش رسول	کرے گا شکر تھا را بیان حسینؑ غریب
لکھا اوراوی ڈیون بھی کہ انہیں ایک احباب	یہ ہم نشینوں سے کہنے لگا پشیم پرکاب
نبی جو خانہ خرابو یہ پوچھے دو گے جواب	ہو ارضا سے تمھاری روان حسینؑ غریب
تب اس سے ہو کے مرض تم اسکو جانے دو	جو روز حشر یہ بدنامی اپنے سر پر لو
کہیں جو فاطمہؑ اپنے محبوبن میں دیکھو	کھڑا ہی باکفن خون چکان حسینؑ غریب
کر اُسکا قطع سخن بول اٹھا شہ مظلوم	خیال محض ہو ملنا مجھے کفن معلوم
نہ لیون رخت بدن کاٹ کر گلا وہ شوم	انھوں کو یہ بینیں رکھتا گمان حسینؑ غریب
عشت یہ فکر کرو ہو مین کچھ اس کا سود	کفن تو حشر میں تب ہو بدن یہ خون آلود
کیسے لاش کو تکفین کریں جو وہ مردود	کہان کفن کہہ رہا ہے ایمان حسینؑ غریب
کعبہ ہ تم سے کہو ہونہ سرور عالم	ہو امین جدم تمھارا جو تم سے ہو برہم

نارین ڈالے ہو کیون اپنی قیامت کا رشت	تیرہ کرنا ہے عبت اپنی تو نختون کی گلیم
اس لعین نے کہا ان باتوں سے جکوکیا کام	جلد لا دے میرے توجو حاضر ہو طعام
ہم سیاہی ہیں سمجھتے نہیں کچھ دین اسلام	کام وہ کیجیے حاصل ہو کہ جس سے زرو سیم
زن بچارہ عرض کھائے گوا کے لائی	زہر اراں نے کیا جب تو اسے نیند آئی
چار پانی کو منگا ان نے دہین بچھوائی	سورہ اسپہ وہ ملعون بچھا فرشس ادیم
آگے یون راوی جانسوز کرے ہے گفتار	دونوں بھائی جو وہ سوئے تھے بیک حجرہ تار
ایک انہیں سے جگا دوسرے کو رو کر زار	کہا آتا ہے نظر بیج یہ گردن ہو دو تیم
خواب میں دیکھیں ہو نہیں کیا کر رسول مقبول	کتے ہیں باپ ہمارے کتر کو دل نے قبول
کیون کیا یہ کہ دو فرزند دل و جانے لول	پھرین حیران ویریشان بد بیات غنیم
سین کے سرا سپہ ہوا ان نے بھی کہا	خواب میں بھی یہی اسے جان برادر دیکھا
ایک سے ایک گلے لگ کے روئے پھر ایسا	کہ ہو خواب سے بیدار وہ ملعون لعیم
ہو بر آشفہ زن اپنی سے لگا کر نے سخن	اسے دے غبار چراغ اٹھ کے تو کر لار دش
تا کہ معلوم کر دن مرو کوئی ہے یا زن	کسکی آئی ہے صدا کون ہو اس کھن مہتم
زن بچارہ نے اسکو نہ دیا سنکے جواب	لایا اٹھ کر وہ چراغ آپ ہی باختم عتاب
بجرے میں دیکھے تو دو طفل ہیں رشک متاب	اشک آنکھوں نے روان ان کی مثال سینم
دیکھ کر اسنے کیا عارف ملعون نے سوال	کون ہو تم جو دیار حل قیامت یاں ڈال
اس لعین کو بھی اٹھون فی جو کیا دست خیال	بولے ہم دونوں ہیں مسلم کے ستم دیدہ یتیم
تمتھما مار لگا کئے سنایہ جس دم	یا رور خانہ و من گرد جان سپ گدوم
آخرش دونوں کے گیسو میں گرہ دے بہیم	ما را ایک ایک طمانچہ نہ خدا کا کریم
دو کو اس حجر کے محکم کیا دے کر زنجیر	سورہ اپنی جگہ ان کے پھر وہ بے پیر
آخر کار کہ جو وقت ہوئی رات اخیر	لیجلا صبح انہیں مارے گردن وہ لعیم
دو ڈری وہ مومنہ روتی ہوئی اسکے دنبال	لگی کہنے کہ نہ کر قتل کا اسنے تو خیال
دین کو واسطے دنیا کے نکھو تو چند ڈال	انحسقی دہین ترے کچھ بھی خدا کا پریم
اقربا میں ہیں محمد تھے یہ دونوں مظلوم	لیجلا ان کو ثواب کا سننے ان کا حلقوم
باز اس عمل زشت سے اسے مرتد شوم	منت ہو مشور قیامت میں تو بال اہل مجیم

وار داس جا ہونی اگر زن حارث کی کینہ	اسکی بی بی رکھے تھی آل محمد کو عسزین
یا بی بی دیکھ کے جو عکس کہے اُن نے تمہیں	آئی وان اسکو نظر شکل دو خورشید عظیم
دیکھ کر اُن سے کہا اُن نے کہ صاحبزادہ	ہو گئے غم کون نشان اپنے گھرانے کا دو
کس لیے اُن کے اس نخل تلے بیٹھے ہو	کوئی تپتہ کو ایسی معصیت ہے عظیم
سکے بولے کہ دو خرد بدین مسلم کے ہم	باپ کو فتنے میں موا آ کے تہ تیغ ستم
نہ کوئی دوست ہے اسجانہ کوئی پرہم	آسرا ہو کسی کا نہیں جز رب کریم
تب کہا اُن نے کہ تم پر سر میں جاؤں زبان	ایک بی بی زمری تپتہ فدا از دل زبان
جنگ تم گھر میں رہو اُسکے کوئی دم مہمان	رکھے گی تمکو نہایت بتواضع تکریم
غرض اس جا پہ جو وہ قادیر کرتی تھی سخن	گویا آئی تھی قضا اُن کے ہر صولت زن
یگی بی بی کہنے اُن کو برتر دامن	کہا اُس سے یہ مغز زمین کر اُن کی تعظیم
بوجھا خاتون فیہ میں کون جو اے بن بیان	تب کیا جاریہ نے مورت احوال بیان
سنے ہی بی بی قدم پر گری ہو کر گریان	پاس لے بیٹھی اُنھیں کر کے سلام و تسلیم
پھر لگی کہنے کروں آپ کو میں تم پہ فدا	ہوے حاجت کچھ اگر تم کو تو دیے فرما
بولے یہ ہکو دینے تو اگر دے بھجواؤ	اجریں اُسکے خدادیوے بچھے باغ نعیم
کہا اُن نے کہ یہ حاجت زدل و جان قبول	بیٹھے کا تھیں ہو جائیگا دان تک کہ امول
ماحقہ کیجیے کچھ نوش نہ دل رکھیے ملول	کر دیے اطمینان کہ کے اُنھوں کو تقسیم
کہا نیکو جس گھڑی خاتون نے اُنھیں کھلوا یا	فرش خواب اُنکے لیے جبرے میں جا بھجوا یا
کر کے چپی اُنھیں اُس فرش اوپر سلوا یا	آگے کہتے ہیں یہ راوی بروایات فہیم
تھی تردد میں مدارات ہی کے وہ خاتون	کہ ہوا در داسی اک من حارث ملعون
یہ کہا زن سے مشوش بچھے کچھ پاتا ہوں	نہیں بے چہرہ کہ تشویش میں ہو تجھسی فہیم
قطع کر اسکے سخن کو یہ دیا اُن نے جواب	تھا کہاں صبح سے تو اب تین اذ خانہ خراب
بولائیں صبح سے تا شام یہ کھینچا عذاب	ہو گیا آجکل شب جس کے بسکے میں سقیم
آج کو نے سے کیا بیوں نے مسلم کے فرار	اونکی تلاش و خمس میں یہ پایا آزار
موادہ اسپ جسے دیکے لیا سودینار	ساتھ ہو بیاناہ مرے کوئی جلو وارد نیم
سکے وہ مومنہ بولی کہ سنئے ہر کیمنت	بیٹے مسلم کے محمد کے جگر کے ہیں کیمنت

روح الامین کے خونے ہے آغشتہ سر پاک	حورون کے ہر یہ وروزبان دامصیبتا
آفلاک ہی دردن بروئے پرواز ملال	لے فرش تا بعرض کیا غم نے پائمال
موجب سے اس عزا کے کری کر کوئی سوال	مین کیا کیوں کون تو بیان دامصیبتا
غم ہو گیا ہی جن و ملک کے دلون کا قوت	مارا پڑا ہی رن مین اک ایسے کالج پوت
شیون کے درمیان جو کچھ آجایں سکوت	ہوتا ہی امر غیب کہ ہاں دامصیبتا
نامصنعی کو چرخ نے اتنا دیا رواج	دستار کو شرت کی گرا خاک و خون تاج
اک بدترین خلق کے خجر سے رسین آج	بے سر ہی غمزدہ و جان دامصیبتا
کیا لگو کر گیا حرکت چرخ بے ادب	ایمان کے گھر کی بیٹھ گئی سقف ہو غضب
ڈوبا پڑا ہے خونین ارکان دین اب	شہتیر سا ہر ایک جوان دامصیبتا
حیولان تمام ناطق و مطلق بکائنات	سیراب سب ہیں بلکہ جاوات و ہم نبات
یانی بنیرسانی کو شر کی ذرات	گدزد جان سے تشنہ لبان دامصیبتا
اتنوس جا کے آب تک ابن شہ نجف	دریا تین منہ کو کھولے رہ جائے جلن صدف
خاطر سے بھی نہ ڈال دی پانی کو بھر کر کف	اہل حرم کو تشنہ دہان دامصیبتا
تاج و تخت بیونچی شعلہ کی آس جیسے سو زبان	استادہ کلمے طناب کے جسکے ملائیکان
تن خاک پر ہے صاحب خیمہ کا فرش مان	مذبح وہ پڑا ہے جہان دامصیبتا
کوئی ہی اتنی دست ستم سے وہ باگاہ	باہم دکھائے پرچہ کو بھرنے کئے رو سیاہ
امت کے یہ عمل ہیں نہیں غیر کا گناہ	منستے ہو اے محمدیان دامصیبتا
شاید محفلان ازل کو اسے رستم	جاتے رہے ہون و فقر بخشش کی قلم
ہو اہل دین سے یہ عمل زشت ہے ستم	اے غافلان خواب گران دامصیبتا
اس کام سے مجب نہیں امت نے جو کیا	بیمے ہون نہ نجیب بنی پیش انبیا
ایسے جہراخ دین کو بچھا تار کر دیا	عالم بچشم مالسان دامصیبتا
حیران ہوئیں یہ قوم بد اعمال زشت خو	عقبے میں ہوئی کیونکہ محمد کے روبرو
جن نے کیا نزدیکے اجراے کار کو	خون اسکی بوسہ گہ سے بدلان دامصیبتا
مختبرین آہ فاطمہ جب یوں قدم دھرے	سرا تھ مین ہودوش یہ کپڑے ابو بھرے
اور گود مین جگر کے وہ ٹکڑے ہرے ہرے	تب کیا کر مین یہ بے خبران دامصیبتا

سکے یہ بات غضبناک ہو وہ تھم حرام	زن کو مجروح کیا شیخ علم کر زینب
اسین پہونجا زن بچارہ کا فرزند و غلام	کہا اُن دونوں نے احوال محمد کے غنیم
باز اس فعل سے آمان خدا کو جلاد	عاقبت اپنی نہ وہ دلسطے زر کے برباد
سج کے یہ حرف برآشفقتہ ہوا بد بنیا د	ہاری بشنیر کہ پہونچے وہ بجناات یغیم
نادی کہتا کہ اب آگے کہون کیا ہیماات	لیگیا دونوں بیٹوں کو سوائے آب ذات
قتل جب کرنے لگا اُنکے تین وہ بد ذات	بولے وہ اسکے تین کر کے سلام و تسلیم
رحم کر ہم یہ تو اب بہر خدا اے بد خو	یون ہی گرد لین ہے تو کاٹ ہمارے گیسو
بیچ لے ہاتھ کسی شخص کے جا کر ہم کو	مدعا قتل ہمارے کر اگر ہے زرد سیم
سن کے یہ کہنے لگا دونوں کہ وہ دشمن دین	رحم کر چاہو تو یکذرہ مرے دل میں نہیں
غرض اُن دونوں بیٹوں پہ بڑی موت یقین	چپ ہوئے ہو کہ وہ راضی برضا و تسلیم
آخر کار جو بے رحم نے یحییٰ تلواری	کہا ہر ایک نے اس سے یہی رو رو کر زار
خوف اتنا کر اب پہلے تو بجو ہی مار	دیکھ سکتا میں نہیں بھائی کی گردن ہو دغیم
آگے کیا اسے ستم کو میں کہون وادلا	بسطح دونوں بیٹوں کے تین قتل کیسا
جس کا تھانا محمد اُسے پہلے مارا	پھر جدا تن سے کیا اُن نے سرا بلالیم
نادی کہتا ہے کہ جب کاٹ لے اُنکے سر	دوہن دریا میں دیا ڈال تمون کو لے کر
بیٹھکے بھائی سے چھاتی کو ملا یک دیگر	آخر الامر تہ آب وہ مظہر موم یتیم
آج سووا بہن تو خوب رُلا یا تو نے	دل سے ہر ایک کی شادی کو بھلایا تو نے
کہہ کے یہ مرثیہ جیسا کہ پٹا یا تو نے	حشر میں اسکی جزا دیوے بچے رب کریم

### مرثیہ دیگر

گردن پر از خروش و فغان و مصیبتا	شیدون دردن کون و مکان و مصیبتا
آفاق بزم امتیان و مصیبتا	عالم تمام گریہ کنان و مصیبتا
خلقت نے شکل جون مہ نوحاک سے ملی	دنیا کی جیب چاک ہی چون گل کی ہو کلی
ہر شہر کو چہ کو چہ و ہر وہ گلی گلی	دا حشر تا جو یان ہی تو دان و مصیبتا
کر نیو سر پہ خاک اٹھاتے ہیں سب ملک	زیر زمین محب جنین آجائے کر غلک

ہوئے ہر بدسلو کی چرخ جھٹلا مش	ختم آگے اہل بیت کے یان وامیصبتا
شاہا ہمیشہ اشک مری چشم نمین رکھ	اپنے غزا کو تعلقیا مت المین رکھ
اس ردیہ کو یان تیئ اپنے تو غم نمین رکھ	ننگے بدن سے کتنی یہ جان وامیصبتا

## مرثیہ دیگر

ہاے وہ نانی تمھارا یا بنی	فاطمہ کے من کا پیارا یا بنی
ظالمون نے کر بیچارا یا بنی	کیا کمون کس طرح مارا یا بنی
دان موایا سا ترا کھنت جگر	کئے جمان سیراب حیوان سرسیر
گریہ تھا اک تیر کے پیر تابیر	دان سے دریا کا کنار یا بنی
گو سفند دن کا جو کاٹین ہین گلا	انکو بھی دیتے ہین پانی اولہ
ذبح کرتے وقت ایسے کو بھلا	نیر نہ میٹھا نہ کھارا یا بنی
شاخ سے کوئی اگر ٹوٹے پھیل	دیکھنے والے کا دل ہوئے لول
اُس تن بازک کہ تو کس اصول	ظالمون نے سرا تارا یا بنی
فاطمہ کہ کہ ہو دین داد خواہ	قتل یون شبیر ہوئے بیگناہ
وہ گلو جو تھا ترا نت بوسہ گاہ	وان چلا خضر وودھا سارا یا بنی
گر کہین مر جائے کوئی بیوطن	اسکو بھی ملتا ہے دس گز کا کفن
یون بڑا سو گئے تری بار بکارت	نے جنازہ نے گوارا یا بنی
سے کوئی بھائی بچائے ابن عم	لاش پر ہولاش بیٹوں کی بہم
ہو گئے سب طعمہ تیغ ستم	گھر کا گھر اجڑا ہے سارا یا بنی
ایک جو جیتا بچا ہے عابدین	اسکے بھی جینے پہ ہر سکولیقین
کوئی عترت کو نظر آتا نہیں	اب تسلی دینے ہارا یا بنی
صبح سے منزل چلے وہ تابشام	تلوؤن میں کائے چھہ ہر ایک گام
ٹھو کر دن سے اڑ گئے ناخن تمام	دشت یہ پر سے زخا سارا یا بنی
کہ تو اس بکس کی کیا نصیر ہے	اسکے پاؤں بیچ کیوں زنجیر ہے
کہ جب اسکی جلد جو تہیر ہے	ہو یہ دکھ کب تک گوارا یا بنی



پوچھے جو مسلمین کو نبی کے وہ نور عین ایمان کا بھر جو نعم ہو جو بایں مشرقین	مارا ہر کس گناہ یہ تم نے مرا حسین اس حرف کا جواب کسان دامصیبتا
جس پرے کے ملک نبویٰ حرمان راز ان اشترودن ز پشت پر چکے نہیں جاز	دیکھا نہ مہر و مہ نے ادھر چشم کر گئے باز بیٹھی ہیں اسکی یرد گیان دامصیبتا
خو تر شہ سوے ابر چلا دیکھ وہ گردہ لرزہ تمام عرش باین شوکت و شکوہ	کی خاک سر پہ دشت نذر ویا ہر ایک کوہ آئی نذر از راز نہان دامصیبتا
مقتل کو اس گردہ نے جدم کیا گذر تب جہر یل زانے غم سے لگا کے سر	آواز ہلے ہلے گئی عرش کے ادھر بولا کہ اے امام زمان دامصیبتا
جنت کی ہر فضا سداں اسکا بٹ اداں خنجر گلوے تشنہ پہ چلتے وہ کر قیاس	صورت ہر تیرے حال کی ہر آن اٹک پاس کست سے دیکھ آب ردان دامصیبتا
صورت علی وفا طہ کی کب ہو چین کی بختا گیا ہو گود سے جس والدین کی	گوین کہوں جگہ مجھے سمجھو حسین کی خاطر ہوا انکی کس سے نشان دامصیبتا
کس شکل ہلے جا کوین سمجھا دن اب نہیں لا کر کسی مقام میں سمجھائیں سب اسخین	سمجھائے کو کسی کے تسلی ہو کب نہیں بیٹھیں کہیں وہ غمزدگان دامصیبتا
الحق ہر جگہ کیونکہ غم آنے خیال سے جو کچھ کہ بچ رہے ہیں جلال و قاتل سے	فرزند چکے رہیں پرے ہوئیں لال سے سویون اسیر رو سپان دامصیبتا
غیر از عمار راہ نہیں اور کچھ مجاب نیزے پہ پیش سر ابن ابوتراب	چادر نہیں سر و نہ پہنچ جا در سحاب با چشم نیمہ دانگر ان دامصیبتا
کتنی ہر اہل بیت کی یون صبح و شام راہ روے زمین یہ عابد محزون مستام راہ	منزل کی پوچھنا انھیں ہر ایک گام راہ باند طفل اشک و دان دامصیبتا
گرد آئے گھیرے جا دی یون شاہ کی سپہ ملک ٹھہرے گر کہیں تو را شاہ وہ رو سیہ	کانٹا بنگالنے کو قدم سے وہ بے گناہ کرتے چلین بنوک سنان دامصیبتا
تا شام قتل گاہ سے اس شکل وہ پلید آئے نہ بات کہنے کی نہ طاقت شنید	لاس حرم کو آہ بامین محنت شدید جو کہ چلے یہ مدعیان دامصیبتا
سودا خموش زیادہ نہ کر اب سخن کو فاش	اجزا و کرنے ہون گے عناصر کو پیش پاش

## مرثیہ

کہ جن نے آج یہ شادی اٹھائی	کہوں کس کو فلک کی بیوفائی
کہ نبرے سے ہو نبری کی جدائی	کہیں بھی تخت کی رات ایسی آئی
وہ بڑا تھے ملائک بھلے خادم	وہ بڑا جسکو سب کہتے تھے قائم
سراسر کاٹ لیں یہ بھی خدائی	سو دشت کر بلا میں ملے ظالم
مرے فاسم سا بیٹا اور جیون میں	کے مان اٹکی ایسا دکھ سون میں
عجب ساعت سے یہ شادی اٹھائی	کہو تو یہ کہ جی کہ کیا کروں میں
کہیں یہ رسم دیکھی تم نے احباب	نوع عم کطرح اس شادی کا باب
اجل جی ننگ لے شربت یلائی	ندیں دو لھا کو ہرگز تھڑا احباب
نہیں چادر کسی سمدھن کے سر پہ	منہ سے کا چھاننا کب ہو میسر
کتنی کنگن کے بندھے ہی کلائی	دھری تھی بیاہ کی خونے لگن بھر
کسم کے سر کا کر منکیاں کین	کسی سا چہرے کا دیکھا ہے یہ آئین
چلے دو لھن کے گھریوں لے مٹائی	بنائیں کھا پچیان نیز دنیہ دھریں
انار آسا لگن سے دل بھر دیں	کردن کیا ذکر آتش بازی کا میں
رہی اکر جھوٹ مہر منہ پر ہوائی	اٹھا یا بیاہ ایسا آسمان نین
کسی اس بیاہ میں یوں منہ کی بات	ہوا یہ ہم زن شادی تو بد ذات
بنے کر خون سے نیچے حنائی	کیکے ہندی کی شب نبری نے ہیما ت
چلے آنکھوں سے حکمی غونکا نالا	یہ سب بڑوں نے بڑا سہی نرالا
عجب اسکے لیے مسند بچھائی	جہان بیٹھے تو ہر کو ہو کا تھالا
نہ ان رسموں کے وہ پاؤں کھکھکائے	دین و آسمان گر کوئی چھائے
لیا ہونیک سر سر را بندھائی	کہیں دیکھا کہ دو لھا کی قضا نے
کنول کے پھول چاک پر ہن میں	محل آرائش کو یان زخم بدن میں
اسے کیسے غضب آیا کہ خدائی	برنگ لالہ خورے سرخ تن میں
لٹا یا چرخ نے دونوں کو گھر کو	جڑھے جب بیاہنے نبری کو بر کو

ایک تو غم کی پیر کے سینہ ریش اشقیات کہتے ہیں جو کچھ گرد و پیش	ستہ طعن و طنز سے سودل میں بیش بکسو سے کہنے کا یا ریا یا بنی
تب سے جلتا ہر بدن خورشید و شمس کچھ نہیں ہاتھ اسکے اور اسکو کیش	اس مصیبت پر علا و مضیبت عیش راہ چلنے کا سہارا یا بنی
گیا گردن غارت کا عترت کی بیان اُنہ جو گزری زبردست شامیان	اک ردا چھوڑی نہ دو درمیان تم پہ ہے سب آشکارا یا بنی
چہرے بڑے ہو گیا اکبر مرا خاک میں اس دشت کی آگہ مرا	گود سے میرے گیا اصغر مرا مل گیا ہر ماہ پارا یا بنی
دیتی تھی اُنکے عوض روز اذل مل کے سب سمجھا رہی پراس محل	دلت کو میں بھلو بے غل میں نہ دان دامن یسار یا بنی
سو بڑے کے سر کا بر بھی پردہ خال باپ نے جب کینیکر ڈالی کال	تیر کی تھی خلق میں چھوٹے کے بھال نخن کا اچھلا پٹا ریا یا بنی
تیر و تازہ ہر جان پانی سے خلق پانی کا کہتے تھے دان وہ نشہ خلق	پیاس کی بونگو میرے تھا یہ قلع چکیان لے لے اشار یا بنی
دس گیا داماد کو نیزہ ہونا ک اقربا میں بن عجب میر کی بھاگ	مل گیا مانی میں دو لہن کا سہاگ خس اتنا بھی ستار یا بنی
بخت بد کی کیا کمون میں ٹوک چوک گھر کا گھر میرا دیا آفت میں جھوک	لگ گئی کس کی بجائے بھگو ٹوک لون میں جا کس کا سہارا یا بنی
ہو دگر جس دن عرصہ یوم ہستلو حال فرزند کا اپنے رکھیو یا د	لیجے ہر مظلوم کی ظالم سے داد بیکون کا تم ہو چار یا بنی
الفرق با نوبہ جب کرتی تھی بین ایک دل کو دان نہ تھا اک خط بین	ہر طرف خونناک دل روئی تھی بین آب تھا ہر سنگ خار یا بنی
سودا جرم کی بڑا اسے شاہ دین اور کسی جاگہ مفراس کو نہیں	روہین ہے حشر میں جسے سین ہے یہ اور دامن تمہارا یا بنی

<p>             بجو مارا ندان وا ویلا              ہو کے بے خانمان وا ویلا              سر بنوک سنان وا ویلا              رشک مہ جوان وا ویلا              اے کس و بے گسان وا ویلا              زبا در میان وا ویلا              کیا یتیمی کی شان وا ویلا              صورت ساربان وا ویلا              خون سے بے جاے پان وا ویلا              تن ہی لو ہو لسان وا ویلا              تر ہوا ہے دہان وا ویلا              چشم ہے خون فشان وا ویلا              یون کرے ہے بیان وا ویلا              ہائے مادر کی جان وا ویلا              بھٹی دہ کس کی کمان وا ویلا              پوچھون تیرا دھان وا ویلا              رن میں میرے پران وا ویلا              یہ جو ہے خون چکان وا ویلا              روز و شب مہکودھیان وا ویلا              کر کے اُس میں گمان وا ویلا              رور و آہ و فغان وا ویلا              لرزے سے آسمان وا ویلا              نہیں تاب و توان وا ویلا           </p>	<p>             ظالمون نے بلا کے پان بدغا              خاک و خون میں پڑا کر تیرا تن              دھڑ ترارن میں آہ تڑپے ہے              خون میں ڈوبا پڑا ہے گرد ترے              کتے ہیں تجکو رو رواہل حرم              وارث اب عابدین بن کوئی              منہ پر اس طفل کے برستی ہے              ہاتھ میں اُسکے بختیوں کی ہمار              آج قاسم بنے کا سرخ دہن              سرے تا پا علی اکبر کا              علی اصغر کا آب پیکان سے              اُسکے ماتم میں شہر بانو کی              یاد کر دہدم اسے اب وہ              کیا ہی تو داغ دیگیا دلین              تیر تجھ حلق میں لگا کس کا              نہیں چادر بھی مجھ کے جس سے              کاش لیجاتی میں مدینے تجھے              پانی ہو تو دھوؤں ترا کرتا              دل میں رہتا ہے تیری صورت کا              پالنا خالی ہے جلاؤن تجھے              غرض اس طرح بانو کرتی ہیں              جسکو سُن سُن کے کانپتی زمین              اس سے آگے کسی کو سننے کی           </p>
<p>             ختم تو کر کے مرثیہ سودا              یہی کہ ہر زمان وا ویلا           </p>	

کوئی کوئے ہی سینہ کوئی سر کو	جو نوبت ہی تو یہ نوبت دھرائی
زبے شادی کہ جبین تخت کی رات	انگائے ہو گئی چنے میں نوبات
کہون کیا آری مصحف کی من بات	نہ پھر دو لھائے نکل اپنی دکھائی
کہین یوں بیاہ میں گانہ بدھائے	کہ ہر اک بونہ گرنہ کو آوے
وہ باہم سمدھیائے کو پٹاؤے	الم ہر ایک سے یوں بدھائی
کسی نے کھائے گراس بیاہ کو یان	ابن کے سرخ ہیں لوہو کو دندان
ویسے میں سمدھنوں کو بار جو یان	سوز بخیر انکی گردن میں پٹھائی
تو ہے یہ بیاہ جسکی حشر تک دھوم	مرین بیاہ سے براتی ہوئے مظلوم
بجاری سمدھنوں کو کھانا معلوم	سجھوں زرد ہی روجان اپنی گنوائی
کہین یہ بیاہ کا دیکھا ہے معمول	کہ نہ کی جو تھی کو بیجے کہ ہن پھول
بنی سر خاک کہ منہ سے ملے دھول	کہین یوں کھیلنے میں چوٹی آئی
قرض ارض و سواتا ہو کے برہم	رہیگا جب میں اس شادی کا ماتم
کر یگانیک دبد کے دل میں گھر غم	نہیں شادی یہ آفت ہی سمانی
نموش ہو سو وایان آگے بول اب	کہ اس علم سے عالم جان بر لب
تر اکوین سے بر آوے مطلب	کہ جیسی تو کہنے یہ خلقت رلائی

## مرثیہ مفردہ

اے امام زمان و اویدا	سید دو جهان و اویدا
آج تجھ یاد گار حیدر کا	نہیں جگ میں نشان و اویدا
نرین میں بے سر پڑا ہی تیرا تن	شاہ کون و مکان و اویدا
نازک اندام پر تیرے رہیں	زخم تیغ و سنان و اویدا
لو تھ پر تیری کوئی آج نہیں	شیر بن پاسبان و اویدا
تجھ بغیر از مدینہ ہے سونا	اے محمدؐ کی جان و اویدا
جو کہ گذرا ہی تجھ پہ جور و ستم	کیا کردن میں بیان و اویدا
خلق سیراب و نشانی سے تری	خشک منہ میں زبان و اویدا

ایک دیکھ ہو دل پہ تو اسکو کون	زخم ہے کاری یہ کاری یا رسول
کھا گئی شمشیر اکبر سا جوان	تیر کا طعنه ہوئی اصغر کی جان
طوق عابد کے گلے کے درمیان	جسم سے اس کے بھی بھاری یا رسول
پانی کی رہ ظالمون نے بند کی	بات مانی ہو نہ ان کی بند کی
روح میرے شوہر و فرزند کی	تن سے پیاسی ہی سدھاری یا رسول
آدم و حیوان سے لیکر تاجہ مور	پیتے ہیں پانی کروڑوں درگمور
پانی دینا میں بہت شیریں دشور	نئے انھیں بیٹھا نہ کھاری یا رسول
یہ ترے فرزند پھر ہو ظلم و ہر	جائے وہ دنیا سے پیاسا ہے قہر
دیکھتی ہوں گر کہیں پانی پہ لہر	لگتی ہے مجھ کو کٹاری یا رسول
کیا کروں بیٹی کی شادی سے سخن	بھر کے لو ہو سے دھری گویا لگن
نتھ سہاگ اپنے کی کھلا کر دھن	تخت چڑھتے ہی اُتاری یا رسول
بہی کو دھن کہیں ہو بیاہ جب	اس دھن کو بیوہ زن کے ہیں سب
آرسی مصحف نے کیوں شادی کی شب	کی نہ اس سے سازگاری یا رسول
ولین سمدھن کیا نہ کہتی ہوئے گی	لال سا بیٹا بھ اپنا کھوئے گی
بدشگون کہ کہ بہو کو رو دے گی	کس طرح کی ہے یہ خواری یا رسول
تو یہی بہتر کہ میں بھی اب مروں	ایک دیکھ جو ہو دوسے تو اسکو بھرون
معذرت تسدن میں سمدھن کی کروں	یا بنو کی غسگاری یا رسول
رات دن اس غم سے میں سوئی نہیں	کس گھڑی میں پیتی روئی نہیں
اس مصیبت پہ کب ہوئی نہیں	حال ہے بچھریہ طاری یا رسول
مہربان کرتی تھی جب بالوہیہ میں	تھا عجب ارض و سما میں شور و مین
بیٹ سرگاہے کے تھی وحسین	گاہ رو رو کر بیکاری یا رسول
مرثیہ دیگر	
غم ہے مجنون حسین و دل عالم واوی	اشک کی فوج ہے زنجیرہ از فولادی
چاک نے سپرین خلق کے ہو کر ہاوی	چشم سے تا بقدم راہ اسے بتلا دی

## مرثیہ دیگر

اب سیکندہ بھی تمھاری یار رسول	کہتی ہیں بانویہ زاری یار رسول
باب بن بابا کی پیاری یار رسول	مرچلی ہے غم کی ماری یار رسول
باب کیدھر ہے جو دکھلاؤں اُسے	اُس طرح سے کہ تو بہلاؤں اُسے
یہ تو نادان، بیکاری یار رسول	ہو سمجھ اس میں تو سمجھاؤں اُسے
رات رو رو کر میں اپنا سر دکھنا	دیکھ حال اُس کا جگر میرا بھنا
اُس کو بابا کہ پکاری یار رسول	ان نے جسکے یانوں کا کھٹکا سنا
ہائے بابا ہائے بابا پھر رات	گر اُسے نیند آگے جاتی تو چٹ
رات یوں کھٹی ہے ساری یار رسول	جائے، رو رو کے اس کا دم بٹ
ان کہیں تو جا کے بابا کو پکار	تھکتے کتے ہے کبھو ہو بیقرار
خون دل ہوتا ہے جاری یار رسول	پر کبھی روتی ہے ایسا ڈھاڑ مار
بی بی کی خاطر کھلونے لاینگا	کتنی ہوں ٹپک چپ ہو بابا آئیگا
میں تو اب پھسلا کے ماری یار رسول	نائے کب بھول اس کے دلے جائیگا
جھوٹی باتیں میں بناؤں تاکجا	باب کو دیکھے گی یہ روز جزا
دیکھ اسکی بیقراری یار رسول	دل ہوا بے آس اس سے بھی مرا
روئے سے ذرہ بھی پھٹی ہے اگر	اسکو تنکین دیکھیں لیجا کر کدھر
لا کے یہ ملعون ناری یار رسول	باب کا اسکو دکھا دیتے ہیں سر
سر کو اس کے باب کے اس سے چھپاؤ	جتنا کتنی ہوں کہ اسکو مت دکھاؤ
کون سنتا ہے ہماری یار رسول	ڈر خدا کا بھی تو اپنے دلیں لاؤ
پھر نہیں جینے کا اس کے احوال	چند روز اس کا رہیگا گر یہ حال
اسکو ہے اب دم شمار یار رسول	باب کا غم جان کا اسکی ہر حال
عابد بیمار کی ہے کس کو آس	اکبر و اصغر سے ہو بیٹھی نراس
رنگی ہے یاد گاری یار رسول	میرے سامی کی ہی اک میرے پاس
جی میں آتا ہے کہیں جا کر ہوں	یہ تم اور ظلم میں کب تک سہوں

وہ جو فرزند محمد کے بڑے تھے بے سر	ایک کی لاش زمین کھود نہ وان گڑادی
تا پہل روز بتر تن بجائے اس ٹھانوا	یوں پڑے تھے کہ گودھوپ تھی انیر کہ چھانوا
ہائے اس طرح کیا قتل بنی کا وہ گانا	شہر اسلام بن تھی جس کے سبب آبادی
چرخ نے غم ستم واسطے ان کے بویا	رہا اس غم کے پہل کھانے کو ان کا بویا
تیغ کیواسطے کھاروز ازل سے گویا	گردن آل محمد پہ خط آزادی
نہ تو مجھے یہ لعین ذات خدا کو حاضر	نہ کیا پاس ملی کا نہ بنی کی حناطر
دین سے منہ موڑ کے دریا میں لوگے آخر	کشتی آل بنی شایون نے بٹھلا دی
کوٹ کر لیلے جب اہل حرم کو ہیات	اس مصیبت کی کمان تاب جو کہ سکتی بات
جو سوار اشتر و ذکی پشت پہ تھین مستورات	مان بول انین کو کی تھی کو کی دادی
فقتہ لیجا نیکا آگے نہ گئے یہ ناکام	ہو یہ ڈرسوئے ادب پر ہوا سکا انجام
اہل بیت بنوی شیخون نے ہونچا کر شام	جا کے دی اپنے خلیفہ کو مبارکبادی
غدر وہ آل بنی سے کیا شیطانوں نے	نہ جسے آنکھوں ہی دیکھا نہ ٹٹا کا فون نے
حیث کفار کے نزدیک مسلمانوں نے	کر دیا خانہ دین بیت ہو جون ایرادی
پس خوشی از رہ انصاف کر اب اسکو غور	اشقیا جب کرین مولاے دوعالم پر جور
ان دونوں تجھ سے موالی رکھین صحبت کس طور	دلین کس طرح جتھون کے ہو جائے شادی
مہربان غم نے خوشی کو جو کیا بحث میں بند	کھائی آئینہ محرم بن خوشی نے سو گند
دے عالم کے اڑی یوں کہ جون آتش کو پسند	ظالمون پر گئی نزدیک خدا فریادی

### مرثیہ دیگر

گیا گودی میں جب مرجھائے صغر	لگی بانویہ کہنے ہائے صغر
فلک ایسا ستم دکھلائے صغر	جیون میں اور تو مرجھائے صغر
نہ تھی امید تو یہ دھن دکھا دے	شب دروز اپنے ماتم میں ٹپائے
اکیلایوں مجھے تو چھوڑ جاوے	یہ ان اب کس سے دل ہلائے صغر
مری گودی سے کیونکر اٹھ گیا تو	نہ پاؤں سے کبھی ہرگز چلا تو
مین حیران ہوں یہ کیا جادو کیا تو	مجھے اب کون مجھ تک لائے صغر



طفل و دیوانہ چلے آئے ہیں لازم ملزوم جسکو دیکھوں ہوں سو ہاتھ انکے سے ہر فریادی	غم ہو سینہ میں تو کیونکر نہ کرے اشک ہجوم مل کے باہم یہ حرم میں بجاتے ہیں مدھوم
شعلہ کرے ہی اسے ماہ محرم کا ہلال کہ نہ دیرانہ ہی چھوڑے نہ پھر آبادی	پھر بھی از سر نو جب سن ہجری کا سال دیکھکے اسکو یہ ہو جائے ہے اسکا یہ حال
آئے اور سینے سے وہ چشم تلک مالکے موج تاب کیا رہ سکے دلین جو سرور و غدا دی	آہ ہر اسکا علم اور سرشک اس کی فوج گر گڑھ کو عشرت کی معایت کرے اسکا اوج
مجھے بھیجیں ہے تاحور و ملک لے اوم دکھو آفاق کے تین کس لیے سیاہیادی	ایک دن غم سے خوشی نے یہ کہا سن اسے غم کام دنیا کا ترے ہاتھ رہے ہے درہم
حق میں انکی یہ اذیت کو مجھ عین صواب تیرے شکہ دینے سے جن شخصوں کے دل میں غدا دی	سن کے بولا جو اذیت میں ہیں مجھے جواب انکے احوال کو ملک دیکھو تو روز حساب
وہ مسلمان ہیں نہ ڈالیں جو سراپے پر خاک وہ مسلمان ہیں مجھے دلین جھون کی جا دی	وہ مسلمان ہیں کہیں آج گریبان نہ جو خاک وہ مسلمان ہیں نہ منہ پٹین جو ہو کر غناک
وہ ہی دیندار ہے چہرے سے اپنے جو گرد وہ ہی دیندار ہے اند فون میں ایذا دی	وہ ہی دیندار ہے آل بنی کا ہود و وہ ہی دیندار ہے آج کے دن جو دم
تشنہ لب فوج ہوا سبط رسول اشقلین باپ جسکا ہی علی مان ہے ہمیں رزادی	کس طرح دو غنیم کو دل کو نمون کے چین کیا کون جتنے مفصل اسے یعنی کہ حسین
تن تنہا وہ رہا اسپہ تو پھر ایک ہی بار نہ سیکھے کی چلے بن رہی نہ فولا دی	خوش و فرزند و عزیز اس کے لیے جدم مار جتنے نام دے تھے دنیا کے انھوں سے تلوار
سبط احمد ولد حیدر کرار کے سر کسی جلا دے آفاق میں یہ جلا دی	گذری اس دم جو کچھ اس سید ابراہیم کے سر نہوئی ہوگی نہ ہوگی گنگار کے سر
ان نے سر کاٹ لیا تھا جو وہ ال شمر لین نہ کن کے لیے دی اسکو گزری نے کھا دی	چور زخمی ہو کر اگھوڑیے جب وہ شہ دین خاک پر ڈال دیا اس تن عربان کی تین
یہ سخن بولی یمنون میں زبان جس تسلی باپ کو تھا بہ بنی رابطہ دا مادی	دیکھ وہ سر کہا جن نے ہی صورت کس کی ہی یہ وہ شخص کہ ہی ہمت بنی مان جس کی
اپنے تھے تو کیے دفن جنازہ پڑھکر	جب لگے چلنے یمن دھر کے وہ سرخیز پر

کدھر جا کر مین اپنا پیٹ ماروں	کس تک مان ترا غم کھائے ہنجر
بچے مین کا شکے جا یا نہ ہو تاء	مرا بیٹا تو کس لایا نہ ہوتا
تو یہ دُکھ تو تے یہاں پایا نہ ہوتا	اکہ تو پیاسا جہان سے جائے ہنجر
کسے تھی مین تو اب آویگا سیراب	کوئی دم اس بچے کو ہو یگی تاب
یلایا کسطح کا اسکو تین آب	موا یہ جس سے اے بابائے ہنجر
وہ دن جس دن خطہ مین جہان ہو	زبان پر سب کی حرف الامان ہو
یہ اسدن آرزوے مہربان ہے	کہ اس عاصی کو تو بخشائے اصغر

### مرثیہ حضرت

مقبول حق ہو جسکو کچھ غم حسین کا ہے	لازم جہان مین ماتم ہر دم حسین کا ہے
جن و بشیر مین شیون با ہم حسین کا ہے	یہ غم حسین کا ہے ماتم حسین کا ہے
یہ غم ہو تا قیامت ہر دم ہوئے ہے میرا	ہر عنقریب ہو دین افلاک جا سے بیجا
آواز صور جیسے ہر ایک کا ہے نغرا	شیون ز شور محشر گیا کم حسین کا ہے
بوچھے جو کوئی مجھے کیا دون جواب اسکو	کب اس ستم کی آف سے کی تاب اسکو
ہر جو بشر جہا نہیں ملتا ہے اب اس کو	نجر سے حلق پیاسا تو ام حسین کا ہے
پانی سے اے عزیز و سب کی ہر زندگانی	بو بچانہ جسکو ان نے مرگ اپنے جی مین کھانی
دیو یگا کون اسکو دان بھر کے جام پانی	جسکو مین سوچتا ہوں بوجھ حسین کا ہے
سب خویش واقربا تو اس کے گئے ہن مارے	پانی لے آئی کو وہ کس کے تین بکا رہے
سیراب جس جگہ مین وحش و طیر سا ہے	ہو ٹونہ تشنگی سے وان دم حسین کا ہے
سب یار و یار اس کے ماکے ہر دہن رہیں	کوئی نہیں ہر اسکا اب بلیسی کے نہیں
اندیشہ ملک کرو تو یار و کہ جو کس من مین	غربت سوا کوئی بھی ہدم حسین کا ہے
جان بر لب آ رہا ہے دل زندگی کی مایوس	اندیشہ آبر و کا اور فکر یاس ناموس
کوئی نہ پاس اُسے تھا وہ جھون سے مایوس	مین کیا کہوں کہ یہ کچھ عالم حسین کا ہے
نے دوست پاس اس کے کوئی نہ آشنا ہی	ڈالے نہ دمن او پر ایسی فلک تب ہی
اگہ نہیں ہر اس سے کوئی مگر خدا ہی	اس حال مین مجبور محرم حسین کا ہے

وہ باندی کر مجھے اپنی بٹھا دے	تجو کوئی منگوا اب مجھ پاس لا دے
سبب جسکے سے منگوا پائے اصغر	تری مان بہر دم اُسکے مدتے جائے
ٹھپاک کر گود میں اپنی سلاتی	مجھے جب پیار سے لک میں بلاتی
یہ دکھایا اب کسے ہلائے ہفر	جو روتا تو پٹنکھورے میں جھلاتی
اور اپنے باپ کا نحت جگر تھا	سری آنکھوں کا تو نور لھر ستھا
تو کیوں جاتا ہے روٹھاوائے اصغر	جھٹی سے لے پکے روشن یہ گھر تھا
اسے متاد کیوں زیادہ کھلاتی	لیکن پوچھتی یوں مجھ سے آئی
اسے مان کس طرح ہلائے ہفر	جنگائے سے نہیں اٹھتا جو بھائی
جو توری نہیں تو کیا جی کر کر گئی	بہن کب تک ترے بن دکھ بھر گئی
گئی ہے یہ بہت گھبرائے اصغر	نہ بھائی ساتھ ہی تیرے میر گئی
سم ہی کی اگر رکھتی تھی نیت	وہ قوم بے حیا دور از حیت
روا رکھتی نہ وہ ایذاے اصغر	ہمیں اسے کاشکے دیتی افیت
کہ زرد کر طلب کرتا تھا یہ نیر	چھٹ اسکے کیا تھی اس بچہ کی نصیر
کہ منہ کو کھول کر رہ جائے اصغر	بھلا اسپر سے یوں مارے تیر
مجھے دکھایا کہ اس جگ سے چلا تو	چھدا کر تیرے پیاسا گلا تو
تری مان ڈھاکت ترے چلائے ہفر	بلا لون بول تو منہ سے بھلا تو
کبھی پیٹے تھی سر اور گاہ زانو	لے گودی میں اس کو شہر بانو
نہ بربک تو مجھے بیوائے اصغر	کے تھی ہائے یارب میں نہ مانو
کرے کیا کر تری مان دان زرد	جہاں اک بوند پانی کی نہوے
جھٹے کس چیز سے نہلائے اصغر	ترے کرتے کا لو ہو کیونکر دھوے
نہ کوئی ساتھ اپنے گور کن ہے	نہ یان کبیر کا لکڑاٹے کفن ہے
کوئی کیونکر جھٹے گر دوائے اصغر	اٹھانیکا ترے کہ کیا جتن ہے
اگر جاتا رہا ہو ڈھونڈھ لاؤن	جو روٹھا ہو تو میں جھکو مناؤن
جھٹے جب اس طرح موت آئے اصغر	یہ غم میں کس طرح دل سے بھلاؤن
جو بولے تو تو جی ٹپک اپنا وارڈن	میں کیا کمر جھٹے بچے پکارون

دین کے راہ زنون نے ہوزراہم ہیہا ت	لوٹی کر بل میں مدینے سے جو آئی تھی برات
نارت اس طرح کیا ہا سے پیمبر کا گھر	نہ سرزن پہ ہو چا ورنہ تن مرد پسر
مرئیوے تو سوے جی سے بچے جو اکثر	چاہتے ہیں کرین پوش کیلئے قطع حیات
گھر کو شادی کو عوض روشنی کی آتش دے	در پہ سر پٹینے سے خلق کے نوبت باجے
دو لھا دو لھن کے عجب بھاگ ہیں یارو جبکے	تحت کی رات کرے دنگو قیامت کلیات
دو لون سمدھیانے یہ لوٹے گئے حج کر کو وطن	عوض خلعت شادی بنہ ملا شہ کو کفن
کس گھر ہی بیاہ اٹھایا تھا کہ دو لھا دو لھن	وردے دل کے ہم کرنے نہ پاس ہوہ بات
صبح کو بیہین بن سراپنے براتی تا شام	شام سے صبح تلک لے کیلے دو لھا کا نام
دیکھ کر حال یہ کہتے ہیں گھر طے خاص و عام	بیاہ کا دن نہیں دو لھا کا یہ ہر روز وفات
کوئی رونا ہو گھر اڈا لے سر پہ خاک	سینہ کوٹے ہو کوئی کر کے گریبا نگو چاک
کسکا ماتم ہے یہ پوچھے ہو کوئی ہو غناک	شادی کو آج تلک دیکھے نہیں یہ حالات
غیر زنجیر نہ سمدھن کے گلے دیکھا ہار	پان جو کھا دے سو ہو سمدھی کو تن میں سو فار
اور شربت سے جو پوچھو تو کہو یہ گفتار	نشہ نوشہ کو کیا ذبح لب آب فرات
یہ عجب بیاہ ہو حسین نہ کمین رنگ نہ راگ	ورنہ ہر شاہی میں سب گا دیں دو لھن کو نہاگ
اس نویلی کے غرض ہننے عجب دیکھے بھاگ	نوشہ کرنی ہیں منہ جو کے تلے بیٹھیں عورات
چشم ہر ایک کی خوباب سے ہو مالا مال	دوبے ہاتھو نہیں سمجھوں کے ہیں لہو سے رومال
گرد لھن کے بھی بیٹھیں ہن کھولے ہوئے بال	شادی کر لو گونے دیکھے ہیں کہیں یہ اوقات
گون ساعت بھی بخا میں کہ ہوئی جب نسبت	زہر کا گھونٹ ہوا وہ جو پیا نہ تھا شربت
غرض ایسی بھی نہ دیکھی میں کسی کی قسمت	پاس دو لھن کے یہ دو لھا نہ ہارات کی برات
راؤ چاؤ سے بنا کوئی یہ دیکھا ہو نہ اس	بسکے دلے کہ کسی طرح کا سکے نہ ہلاس
حیف صد حیف اجل اسکی ذہری کے پاس	نہ دیا چنے اُسے بیٹھ کے اکدم نوبات
بیاہ ہوتا ہو کسکا یہ زمانہ سن میں کمین	خوشی و حزمی ہوتی ہے قبلے کے سین
ایسے دو لھا دو لھن آفاق میں دیکھ ہی نہیں	غم سے شادی کے جھونکے نہیں تا حشر نجات
بان کے دو لھا کی رو رو کے ہمدہ و فغان	زیر سر ہی عوض تکیہ ترے نوک سان
خاک میں ہائے ہزار تو لو میں غلطان	دیکھوں اب کوئی آنکھوں سے میں یہ مکر و بات

تج ستم سے بھائی جاجس جگہ ہوا ہے	اُسجا بھج بھیتجا مارا دین پڑا ہے
بیٹا رہا سود و لون کی تو تھہ پر گرا ہے	قتل اس طرح قبیله ہمیں حسین کا ہے
صورت یہ کشت و خون کی بن کر بلا میں آئی	تڑپے ہریان بھیتجا دان لوٹتا ہے بھائی
یوں گردن اپنی کنٹے مع اقربا کٹائی	کٹنے کا ج طرح سے عالم حسین کا ہے
جو زیر تیغ آیا چھوٹا بڑا انھوں میں	کیا کیا عزیز اسکا بیجان تھا انھوں میں
کوئی بھیتجا کوئی نہ بھا بھا انھوں میں	بیٹا کوئی ہے اسکا جو غم حسین کا ہے
کھیرے ہوئے اب اسکو فوج مخالفان پر	ہر اک کی تیغ کا وہ تن بہر امتحان ہے
مائے ہر تیر جسکے دان ہاتھ میں کمان پر	تو دے سے آج سینہ کیا کم حسین کا ہے
تیغ و تبر سے اسکے ہین تن پر زخم کاری	اور جا بجا بدن سے خون ہو رہا ہر جاری
تاہ و توان و طاقت سب ان ذرا اپنی ہاری	حال اس قدر مجبور ہم حسین کا ہے
ہر زخم تن کا جو نکل اب ڈبھار رہا ہے	جون اب جوئے خون کو تن سے بہا رہا ہے
گو یا تمام میدان پھولوں نے چھا رہا ہے	قتل اس طرح سے گل کے موسم حسین کا ہے
گرد و دن سے یوں تن اسکا دیکھا گیا کیونکر	سرتاقم پر زخم ٹمیشرو تیر و خنجر
سُن لو گے کوئی دم کو نیز کلی پیر شان پر	بہر گیسوئے کفن پر چم حسین کا ہے
مالکے کر اسکے تن کو جو وقت سرتارا	کیونکر ہوا فلک کو یہ دیکھنے کا یارا
جھک جائے شاخ اوپر جیسے گل نہارا	نیرے کی نوک پر سر یوں خم حسین کا ہے
ہوئیں جو فاطماب جان اپنی اسبہ کھوئیں	اور بیٹ کر سر ہانے دیکھ اسکا حال روئیں
یانی اگر نہ ملتا اشکوں سے اپنے دھوئیں	لو ہو سے سر ہن جو پر خم حسین کا ہے
بن کر بلا میں یار و ظالم جو کھئے جہانتک	دست تقدی اسکے پہنچے ہیں اب کمانک
اہل زمین سے لیکر اہل آسمان تک	جو کوئی ہے سوا اسکو ماتم حسین کا ہے
چاہے جو روز محشر کوئی نجات اپنی	سرخاک ڈال کاٹے رورو کے رات اپنی
اے مہربان بسر کر غم میں حیات اپنی	سب ماتم و زمین ماتم اعظم حسین کا ہے

### مرثیہ حضرت

چرخ کی بدستی آج ہوئی ہے اثبات      حال سے خلق کے غافل ہی بیٹ یہ بد ذات

میری آنکھوں میں ہی بنائے اندھیر	ہائے میرے ماہ بیاہ کیا ہوئے
صبح آنکھ دکھائی تھی ان کے سمجھ گئے کہ مہر کیا جائے وہ پا کے دکھ	دکھنے سے آنکھ تھا مجھ دل کو شکھ مجھی دکھیا کے دکھیا رہ کیا ہوئے
آنکھ غم میں روئے ہیں روح الامین	سر بٹک پیغمبران مرسلین
یو چھتے ہیں یا امیر المومنین	عیش کے فے کو شوائے کیا ہوئے
حال دنیا کا جو کرتے ہیں نگاہ	نے زمین تا آسمان سب ہیں سیاہ
کہتے ہیں جن و ملک بھر بھر کراہ	دین و دنیا کے شائے کیا ہوئے
آج سونا ہی مدینہ ان بغیر	خالی ہی وہ جاہان کرتے تھے میر
ڈھونڈتے پھرتے ہیں انکو دوش ظہیر	تھے جو نحت دل تھا کے کیا ہوئے
وہ جو تھے دونوں ترے نور بھر	ناتی پیغمبر کے زہر کے پسر
کھیلے پھرتے تھے ہر شام و صبح	وہ جو ہر اک کے دوائے کیا ہوئے
دیکھ کر جتنے تین ساتوں نلک	گرد پھرتے ہیں زمین کے ابلک
آدمی سے لیکے تاحور و ملک	جائیں گئے سب جن یہ وار کیا ہوئے
چھپ گئے زیر زمین وہ شباب	شامیوں کے ہاتھ سے آخر شباب
منفرد دنیا کا رو ہے سیاہ تاب	ہائے دو جگہ کا جائے کیا ہوئے
پاکنا جنکا جھلانا جبریل سے	بہر آمرزش کھامت کے فیصل
باپ سے دیوائے کو ترک کی سبیل	ہائے دگر حق کے سنوائے کیا ہوئے
ہی دل عالم کو انکے عم کا روک	ساکنان عیش تک ہی انکا سوک
جو جھگے سب اقربا کہتے ہیں لوگ	دین کو سالار سائے کیا ہوئے
ہائے جو تھے دین اور دنیا کے تاج	جن سے یان ایمان نے پایا رواج
دھڑ پڑے ہیں خاک و خون لگے آج	سرتنوں کی ہونیا رہے کیا ہوئے
اب عرض زہرا یہ کرتی ہیں کلام	آنکھوں سے بہتے ہیں نالے صبح و شام
رور و کرکتا ہے عالم ہے امام	حق کی نظروں کے سنائے کیا ہوئے
غم سے انکے زار ہیں سب اہل و جان	سر کو اپنے پیٹے ہیں گرد بیان
انکے ماتم میں کے ہے مہربان	ہائے وہ حیدر کے بیاہ کیا ہوئے

نہ قدم نیچے پھونسا ہے نہ سر پر سایا چرخ ظالم نے ہمیں آگے دے یہ لٹوایا	ایک پڑا خاک پہ شادی مین جو کوئی آیا کہ نہ نیمہ رہا نہ فرش نہ مسد نہ قنات
زخم ہر ایک برائی کے بدن پر کاری سنگون میٹھی ای غمگین ددھن من ماری	دیکھ نوشہ کو تو حلقوم سے ہو خون جاری دبدم آنکھوں سے ٹپکے ہیں ہو کر قطرات
تباہ ایسے بھی زمانے میں کہین ہوئی ہیں دیکھ کر حال کو ان ددھن کے سب روئی ہیں	دو تھا ددھن کے لسیب آنکھیں مٹی میں لیکے جوان سے اب تباہ جادات و نبات
غرض اس شادی کو تا حشر سینکے غم میں روز و شب خاک برسوں میں کہ اس ماتم میں	جتے مخلوق خدا کے ہیں اس عالم میں آدم و دیو و پری حور و ملک اور جنات
طاقت اب سننے کی اگر نہیں یہ نظم بیان سودا کہتے ہیں یہ جیسے بھی اب خرد و کلان	خون دل بہ مرزہ چشم کو کب تک ہو روان ختم کر مرثیہ بھیج آل محمد پہ صلوات

### مرثیہ حضرت

ہاتے فی حیدر کے پیائے کیا ہوئے تھے وہ خزانے ہمارے کیا ہوئے	کیا کہین دن کو سدھائے کیا ہوئے کر بلا میں کن نے مارے کیا ہوئے
فاطمہ کتنی ہیں روؤ زار زار انکے بن دیکھے نہیں مجبوت رار	کیا ہوئے فرزند میرے تا جدار کوئی اتنا جا پہکارے کیا ہوئے
دکے میرے چین اور نور میں دھوتی تھی سر دم میں بن کے پیر میں	چاند سے ٹکھڑے تھے اور گل سے بدن سومری آنکھوں کے تارے کیا ہوئے
جن کو میں اتنا کیا تھا بر میں پال دیکھ نہیں سکتی تھی بھوکا سودہ لال	نست و شو کرتی تھی بکے سر کو بال نشنہ لب دریا کنا سے کیا ہوئے
گھر میں اب مجھ کو نظر آتے نہیں کوئی تو ڈھونڈھو بھلا جا کر کہیں	روتے روتے غم کی یہ آنکھیں نہیں بیوٹن بیکس بجا رہے کیا ہوئے
مدنے میں جاتی تھی جن پر کر نگاہ تھا گلا جھکا بنی کی بوسہ گاہ	کہ کہین جاتے تو میں کتنی تھی راہ دے پیر کے دولا رہے کیا ہوئے
گر نظر آتے وہ مجھ کو لاکھ بوسہ	دیکھنے سے انکے ہوتی تھی مسیر

دیکھ مقل کی طرف کرتے یہ گنتا رہے	مر نیکو تم جو چلے کیوں نہ بہین مار چلے
کس سبب کرنے سے جو ہرین تم منہ موڑا	خجرو تیغ و تبر کا تو نہ تھا کچھ توڑا
مگر اس دن کیلے تم بہین جیتا چھوڑا	اس طرح لیکے بہین قوم ستگا رہے
ہم سوار اوٹو نہ ایسے کہ بہین جسکے مجاز	ہم سے نزدیک اجل اور سفر دور دراز
تا تو ان زین عبا جس سے نہ نکلے آواز	کھینچتا اُن کی مہار آگے وہ بہیا رہے
یا بہنہ ہو وہ اور راہ پر از خارستان	کاسے چھہ چھہ کے ہر اک تلو لیے خون اُن
بسکہ اُسے ہی بدن اُنکے نے اب تاب تو ان	گاہ ہیوش گے ہو کے وہ ہشیار چلے
ظالمون نے یہ جفا اور ستم ہمہ یکے	سو طرح عابد بہیا کو آزار دیے
جسکی ہم آرزو نہیں کرتے تھے جینے کیلے	سوہ یوں گریہ کنان زیت و زہر رہے
ہجر کا بسکہ تھکے ہی الم اوس پہ کمال	واسے افس پر دمدم اسکا بے مقال
راہ چھنے میں یہ اسکا ہو نقاہت کی حال	لڑکھڑاتا ہوا جو زخمی سرشار چلے
تمن بدن اپنے سے اصلا نہیں رکھتا ہو خبر	جا بجا خاک اڑاتا وہ چلے ہے سر پر
یاد کر تمکو وہ کتا ہے یہ آہن بھر کر	مارین ظالم تھیں اُن پر نہ مرا وار چلے
غم تھکے میں چلا جائے ہو وہ چشم پر آب	اسکا دل آتش حرمان سے نہایت بکاب
ویکے سکتے نہیں ہم اُسکے سر او پر یہ عذاب	یوں اسے گھرے ہوئے لشکر کفار چلے
اس سفر میں کے اب ہمسوئی ہے غمخواری	کون ایسا جو غریبوں کی کوس دلداری
ایک عابد سو گرتا غریب آزاری	یوں بھین جھوڑے بے یار و بے یار چلے
اُن لعینوں نے نہ دی اتنی بھی ہمو فرصت	دفن کر لاشوں کو یاں تم سے جو کرتے فرقت
تم بن اب لائے بہین یہ سر پہ جائے آفت	ہو جدا تم سے ہم اس طرح سے ناچار چلے
جو کہا تا تھا ہر اک اُن دم و ہوش ترا	داما طفلی میں رہتا تھا ہم آغوش ترا
جسکو جاگہ تھی شب و روز ہر اک دوش ترا	سیس اُسکا ہوسہ نیزہ کی دشا بچے
خاک و خونین بہن پڑے تیرے عزیز کے تن	نہ سرو سایہ ہو اُن پر نہ بھین گور و کن
اور ہم ساتھ لعینوں کے بائیں بچ و محن	پٹیتے سینہ و سر روتے ہوئے ناز چلے
قتل کر تیرے جگر کو تو کوشا می بے پیر	اس مصیبت سے بہین اب جگہ دن کر کے اسیر
کسی کے طوق کھلے ڈال کسی کے زنجیر	شام کو لیکے بہین شکل گنہگار چلے



## مرثیہ مرثیہ

سُن لے گردون اگر تو دن نہوتا	تری گردش سے شہِ محزون نہوتا
مدینے سے کبھی بیرون نہوتا	اور اسکا کر بلا میں خون نہوتا
نجانے اس طرح کونے کو حیدر	بلا تا ابنِ بلعم بھی سمجھ کر
نکرے تا قتل شاہِ دین مستر	جو قسامہ پہ وہ مفتون نہوتا
نہ روئین حضرت خاتونِ جنت	نہوئی اسقدر ان پر مصیبت
اُن آنکھوں سے کہوں کیا بیروت	روان یوں چشمہ جیون نہوتا
نہ ملتا زہر کا پالہ صحن کو	حسین ابن علی جاتا نہ رن کو
جلاتا دھوپ میں کون اسکتی کو	جو دشتِ ماریہ گلگون نہوتا
کہیں بہن شہر با نو آہ بھر کر	ڈوبایا سعد کوئی کے مراکھڑ
ہوا جو کچھ کہوں کیا میرے سر پر	نہوتا یہ جو وہ لمعون نہوتا
نہ مریتا البسرو صغیر بچارا	نجانا جنگ کو قاسم دولارا
نہ لٹتا ہائے یون خیمہ ہمارا	جو فوجِ شام کے مقرون نہوتا
حسین ابن علی کا غم ہے ایسا	جہان میں اور غم کوئی کم ہے ایسا
بنائے گریہ کا ہدم ہے ایسا	نہ روتا کوئی جو یہ منعمون نہوتا
جو باز آتا فلک جو روحِ جفا سے	نخل نہوتا نہ حضرت مصطفیٰ سے
نہ کرتا یہ بدی آلِ عباس سے	ترا کا سا اگر داغِ دن نہوتا
جو ذکرِ ماتمِ شبیر و شہر	نہوتا شاعری میں گرفتار
کسی سے تابروزِ خشریکِ سرور	کوئی مصرع کبھی موزون نہوتا
سنا احوالِ تم نے لے عزیزان	کے کیا تم سے آگے مہربان خان
نہ ہوتا ماتمِ شاہِ شہیدان	تو کوئی دیتا میں یوں محزون نہوتا

## مرثیہ مرثیہ

شام جب اہل حرم ہو کے گرفتار چلے	چشمِ گریانِ دل بریانِ جگر افکار چلے
---------------------------------	-------------------------------------

جگر عینہ کو انم نے کیا چکنا چور نہ	گل پر شبنم ہی کتنی ہر گریبان میں ہم
صبح کو باد صبا ڈالے تھی سر اپنے پہ خاک	سینہ ہر گچ بھی پھونو کی کلیون کا چاک
جس کو میں انہیں سے پوچھا کہ تو کیوں پرخانگ	لو لے ہر لغز یہ داران شہیدان میں ہم
خانہ ہو کون میں یہ دشت بلا بیج شہید	علی اور فاطمہ کے سب میں وہ فرزند سعید
کہ گئی جن کو تہ تیغ لعین قوم پرزید	انکے انم کے سبب غطر دیرسان میں ہم
تہنی کو کاٹ کے ہے فائدہ کرنا پیوند	کیون کیا ابن پیمبر کا جدا بند سے بند
قاطع اس غل کو اتنے جو پھرے ہیں خرسند	کیا سمجھتے یہ نہیں مور و نقصان میں ہم
شاخ بے برگ پہنچے کو ذرا کر تو نظر	سر حسین ابن علی کا ہر یون ہی تیرے بر
کتے بن اہل حرم کے خیر اسے پہنچے	تجھ تین آئینہ سکتے کہ امیران میں ہم
ہم سمجھتے تھے کہ ہم ہیں گل باغ نبوی	گردش جگر سے پر ہم سے بدی ایسی کی
جھٹکا دامن کے تین ان نے طرحت جکی لی	دشت غربت میں گر خار مغیلان میں ہم
اس مصیبت میں ہیں اپنے کماٹے لاوین	میں یہ وہ لوگ محمد سے نہ ہو شرادین
چشم پوشی وہ رے جلی طرہ ہم جادین	گو یا اس باد یہ میں ریک بیا بان میں ہم
پانچا جس کو کہ اس قوم میں کرتے ہیں سوال	سامنے لاکے زمین پر وہ لعین ہے ہر دال
گو کہ نزدیک نہیں ان کے محمد کی آل	لیکن اتنا تو یہ سمجھیں کہ مسلمان میں ہم
نہ خورش دن کو میر نہ ہیں راستہ کو خواب	کسی حیوان پر زمانے میں نہ ہو گایہ عذاب
کیا نیامت تین خدا کو یہ شقی دینکے جواب	دلین انکے نہیں آتا ہر کہ انسان میں ہم
حق تعالیٰ انہیں نابود کرے جلد کہیں	زیادتی ایسی کیا غصے میں ہر قوم لعین
ہر کو جیوشی سے بھی کم جان ہیں اور پرتین	سمجھتے ہر نفس کہ سلیمان میں ہم
یا بنی کس سے کہیں جا کے ہم اپنی شتاب	اب چکنا ہر جو آنکھوں سے ہماری خوناب
اس قدر گرم ہے جھٹ سے ہوا شمش کباب	یہ سلو کون سے انھوں کے دل بربان میں ہم
زندگانی کو کیا سوخت نے ہر دم کو کراس	اتھ پیرائش عمر دل کے سلگتی ہے پاس
آہ بھرتے ہیں تو آتی ہر جلے گوشت کی باس	ہاتھ سے انکے زبں سینہ سوزان میں ہم
اس مصیبت سے ہیں شام لیے جاتے ہیں	بھو بر جی کی اتنی آن کے بتلائے ہیں
کیونکہ تیغ کبھو سامنے آ جاتے ہیں	ہیبت و خود کراب قالب بجان میں ہم

گر کے منہ سوس دن پھر یہ پکاری زینب	یا محمد جو بلا برین تری روز و شب
تن ازک پہ اب ایسے کے روا تھا یہ غضب	تیر و خنجر تبر و دشمنی و تلوار چلے
ساکن عرش برین کرتے تھے جنگی پابوس	وھو پہ روزانہ ہو سرائے پہ درنگ و اوس
پا برہنہ سر مریان دل بریان افسوس	قریہ و دشت دودہ و کوچہ و بازار چلے
و مبدم خون جگر ان کے تین ہوا دقات	سردسایہ بنین کچھ سر پہ بجز حق کی ذات
شور لنگے نے کیا شور قیامت کو مات کہ	اس خرابی سے ترے عسرت اظہار چلے
عین سنتے ہیں یہ ملعون جاری زاری	ظمن و ظن انکے سے ہیں زخم دلوں پر جاری
حال دشمن کے بھی دشمن یہ نہویہ طاری	جس طرح قید میں ہم سید ابراہ چلے
مجھ بن اب کس سے کریں حال یہ ایسا اظہار	تیرے آگے جو کہلے تھے کہ ہم ہیں دیندار
و یکمکر و درجہ دے کے دنا آخر کار	خانہ دین کے تین کر کے یہ مسبار چلے
ظالموں نے ہمیں دکھلا سہ یہ اپنے کردار	صورت اس حال کی اکھنڈین بھرے ہر بار
حلق پیاسے یہ بجھتے تین چلے ہے تلوار	پانی کی آگے ہمارے جو کہیں دجار چلے
اسے مقدور کمان آگے جو احوال پڑھے	نے کفن لاشوں کو انکی لے نے گور گر پڑھے
خون چکے ہوئے سر نو کو نہ پیر کی پڑے	ہائے یوں شرم دینے کے وہ سردار چلے
مطلب اسطرح عجیب سے کہیں نہیں زینب	اہل بیت نبوی جیسے جاتے تھے سب
لے زمین تابہ زمین حشر کا عالم تھا جب	تقلب پر سے وہ بادیدہ خوشبار چلے
سو و اچھ تو نہ کہ آگ یہ کر احوال تمام	سکے یہ مرثیہ بیتاب ہیں سب خاص عوام
بغیتن پاک کا تو اپنے تین کیو غلام	تیرے مذہب کی اگر بزم میں تکرار چلے

## مرثیہ حضرت

بولے ہیں مرغ چمن آج کہ نالان ہیں ہم	کہتے ہیں گل کہ سدا چاک گریبان ہیں ہم
ہر سینہ ل کے زبان زد کہ پریشان ہیں ہم	نرستان کا سخن یوں ہو کہ حیران ہیں ہم
جامہ ماتیان سے بہ تن نیلوفر	آتش غم سے ہیں لائے کانت اٹھ داغ جگر
فری کو سمجھو کہ اگلے سے تیر خاک تر	سرو دکتا ہی ہی آہ گلستان ہیں ہم
لظرا آتا نہیں یہ خوشہ تباک انگور	باغ کا آبلہ غم سے ہوا دل معمور

پنیے دین آب انس کر لے تباہ وحش و طیر	مانع ہوں ابن ساقی کو شر کیواسطے
آمت ہو وہ کہ خانہ دین کی ہو یا بان	یا لوٹ لیوے اپنی پیمبر کا خاندان
آتش برائے نخت ویز آئی تھی نہ جان	یادینے کو وہ فاطمہ کے گھر کیواسطے
راوی لکھے ہو خرد و کلان زمین جب	تیرے سے اور تیغ کی سب کا ہو چوڑا
مش شاہہ طفل مفر مصوم تک ہوا	طعمہ عقاب تیرے شکر کے واسطے
تنہا پھر اس زمین پہ رہا شاہ کر بلا	اسکا بھی تیغ ظلم سے آخر کٹا کھلا
بعد اس ستم کے جیسہ ہوا مورد بلا	خارت گردنے کے ہاتھ زریور کیواسطے
جیسے میں جب دھوکہ دین چھائی ان کو	بیٹی چھپے تھی مان کو مان بٹھا کر کئے
کیا ہووے ان غریبوں نے جنہ یہ آنے	جز یہ کہ دین خدا و پیمبر کے واسطے
تلوارین کھینچ کھینچ یہ بولودہ بد حاصل	جلدی سے تم بتاؤ گدھر کی مبالغہ مال
گردنہ اپنی جان کا اپنی نہ لود بال	براہ زندگی کو نہ دوزر کیواسطے
سجاد نے کہا جو ہمارا تھا مال و زر	لکڑے ہوے پڑا ہوا وہ زمین جد و جدھر
کیوں باندھتے ہو قتل یہ عورت کے کم	یہ رہ گئی ہیں پیٹنے کو سر کیواسطے
جھکا کر نام زر سونہ یا نیش ہر نہ کم	دینے کو یا نہ داس ہو موجودے درم
کیا دینگے تم تعین کہ تعین کر لیا ہر ہم	داغ جگر رسول کی دختر کیواسطے
غربت کو تم نے دیکھ ہماری وہ کچھ دیا	جس سے کہ شکر ہم نے بدرگاہ حق کیا
آڑے نہ کھائے آویگا وان یہ لیا دیا	سب کو جان بلائیے محشر کے واسطے
گر قتل ہی اٹھو نکا تمھارا ہے مدعا	حاضر تمھارے سامنے سب ہیں رنگ کیا
چاہو جو زر تو دیکھ لو ہو جس جگہ ہر	تقل و کلید کچھ نہیں بان گھر کیواسطے
یہ منکے وہ لعین لگے کیسے تو نے	ہر اک مکان لٹوٹے اور بچے کھوٹے
باہم لگے قنات قلبی سے بولنے	کیڑا گو کے رکھو نہ چادر کیواسطے
سب کچھ غم نہ بھین لیا سب کو مار مار	حلقاں تک تو دختر زہر سے لی اتار
بھوڑن کیسی چیز سے کچھ ب و دنا بکار	گوش سیکہ چیر بن جو گوہر کیواسطے
موقوفات آتش کین سے جلا دیے	کپڑے پھوڑے تن کے کئے اور ان سے
سر پر کیسے تھا تو نہ تھا تن کو کچھ بے	تن پر کسی کے تھا تو نہ تھا سر کیواسطے

قید سے گروہین آزاد کرین اب یاسم	لیکے عابد کو یون مقل پہ شدہ دین کے مقیم
بلوچھے جو کوئی کہ ہے کون یہ کسا ہے پیتم	یون کہین متکف گور غریبان ہین ہم
بیٹا اسکا یہ جسے کہتے رسول اسقلین	برمین آجا تو ہمارے بھی ترے صدوہین
دیکھتا ہے کدھراے فاطمہ کے نورالین	وہ دم لاؤ ترے کہنے کے تران ہین ہم
سودہ ان ظالمون کے ہاتھ کو اب بچو وطن	ہر پرارمین نہ گور اس کو ملی ہے نہ کفن
چلو پانی بھی پلا اس کی نہ کافی گردن	تپہ کہتے ہین لعین صاحب ایمان ہین ہم
چور ہو جب وہ گرا گھوڑیے بردے زمین	جلدی سرکاٹ لو اسکا یہ لگے کہتے لعین
ظہر کا وقت اگر ہاتھ سے تلجاوے کہین	ہونگے شر مندہ خدا سے کہ مسلمان ہین ہم
سرتواسے کا بنی اپنی کے لین سر سے اتار	ہاتھ سے وقت نماز اس پہ نہ دیوین زہنار
زہے اسلام دزہ ہے دین وزہیہ دیندار	کفر کتا ہر کہ اس دین پہ حیران ہین ہم
کر چکے قطع سخن اپنے کو اب اہل حرم	سو وایان تو بھی ہو خاموش نہ مارا گے دم
باز پرس انکی جو مشرین پڑے گی جدم	یون وہ فراتے ہین حامی تر دین ہین ہم

### مرثیہ حضرت

یار دمنو تو خالق اکبر کے واسطے	افسان سے جواب دروید کیواسطے
وہ بوسہ گہنی تھی پیمبر کے واسطے	یا ظالمون کی برش خجر کے واسطے
کیا تیغ و تر دین نہ لو کیا کار دیا تبر	لے سیل تابدین نہ بوجھیں سے تا خجر
کوئی چڑھا ہے چرخ کوئی لگڑی سنگبر	اس نور چشم شاخ محشر کیواسطے
وہ تاز کی کو برنجی کی ہوا تھا خلق	یا اس لیے کہ ادب کرین اسکو تہ خلق
جس سینے پر کس ہو تو ہو فاطمہ کو قلق	وان بیٹھے شمر کاٹنے کو سر کیواسطے
طعشیر ہو تو دشمن دین کے پے قتال	یا اس لیے کہ قتل ہوا اس کو نبی کی آل
نیزے کی بہریمہ اعدا بنی تھی بجال	یا انکے سو کھانیکو گھر کیواسطے
الکھڑانا تیر کا تو ہے پہ صواب	یا بیٹھے تودہ سینہ ابن ابوتراب
ملک منصفی کو دوسری اسات کا جواب	یار دینی کی روح مطہر کے واسطے
دیکھا جاہلین کا فرد و بندار کا بھی ہیر	انکی سی بر قادات قلبی نہ کی بن ہیر

<p>مجنونین کیوں ہیں اپنا نہیں اپنا زندان پر ہر دم بچھڑیں و غریبان تفصیل غریبان ہوزیت کا خواہان ای مرگ سے بدتر</p>		<p>کھینچ سے مقوم کے بچنے کا ٹھکانا کٹوا کے عزیز دن کا سر اس سر کو بچانا یہ تنگ گوارا نہ ہوا از خلقت آدم میں جا کے مدینے میں منہ اب کس کو دکھاؤں پوچھے جو کوئی اُنکو تو کس طرح بتاؤں کیا قوم عرب کے تین اپنے پہ ہنسائیں جیتا ہوا جاؤں جو کہ اس معرکہ سے رم</p>
<p>اب تشدد مانی اصغر کی کمانی قاسم کی جوانی آفاق میں جچی گئی</p>		<p>اکبر کی مجھے منع کرے ہی کہ نہ بی آس اور یگنی دن رات کا آنکھوں نے مرے خواب ہر لحظہ وہ آن یہ دل رکھتی ہی بیتاب کیا لطف اٹھا دیکھا وہ جس کا ہو یہ عالم</p>
<p>ڈالے بروئے خاک یوں عابد غناک جون شام ہی مدحک ہو زخم جو تن پر</p>		<p>عباس کے کہ قطع ستم کیشون نے بازو جون ٹٹکی میں ماہی ہو نظر آئے ہے مجھ کو دل دیکھ سیکھ کے پریشان ہوئے گھرو بزم مرگ علاج اسکا نہیں کیجیے مرہم</p>
<p>سرہٹ کے اکہار چارن میں نہ زہار سکر مشہ ابراہ یونین ہی مقدر</p>		<p>زمین سے غرض شاہ کے اس نظم بیان کو بولیں کہ رہا تو ہی ہے اب خرد و کمان سے نکلا یہ سخن جس گمراہی زمین کی زبان سے بولے کہ نہیں ہی یہ جگہ مارستے کی دم</p>
<p>نصرت ہو کن سے ہمشکل کفن سے فرقت کو محن سے افلاک سے اودھر</p>		<p>یہ کہ کے ہوا شاہ کا میدان کو آہنگ اور راست کیے اپنے بدن پر سچ جنگ اُس آن حرم بیچ قیامت کا ہوا رنگ اکبار گیا شیوان دلہا پر از عنہم</p>
<p>پرتا تھا کوئی پانوں لے لے کوئی نالوں</p>		<p>کرتا تھا شاہ دین کی کوئی منت و ناری پیٹے تھا سر پہنے کے تین وقت سواہی</p>

القصہ کام اُنکے نے پایا جب انصرام	لیکھ کر حرم روانہ ہوئے تب بسے شام
پہونچے جو جگہ لکس دان کیا قیام	دکھلا نیکو وہ عترت اطر کی واسطے
میں آہ کیا کمون نظر آئی جو کچھ وہ ٹھاٹھ	جس جاگتا ہوا تھا رسول خدا کا گالو
گمراہ تہ تھا درست کسی کا جدا تھا پانوں	نیشکل اور آل ہمیشہ کے واسطے
نو تھو نہ جا پڑی نظر ان کی جو ناگمان	تاریک و تیرہ ہو گیا آنکھوں میں دو جہان
زینب پکاری ہوے تو ان کو تھو نہیں جان	بھائی جگہ دے اپنی بھی خواہر کو واسطے
اے بلیکناہ کشتہ و مذبح بے سبب	پہونچی ہوں بھتیجی انکے میں بھی بصدقت
میں کیونکہ تھی تو تھو نہیں پاؤں تھو کہ جب	پہنچانے کو سر نہو پیکر کے واسطے
تجہ سر کے شام جائز کیا میں کیا ہوں مصل	لنگے تھا لوگ نیزہ کا اور پردہ تھی مصل
اس سر کے بالین سے سدا پنچہ رسول	شانہ تھا گیسوان مغیر کے واسطے
نانا را کو اپنی رکھے تیرا فریض خواب	مان پڑنے سے نہ تین پہنچو عکس آفتاب
بابا کی کینت کہ سبب ابن بو تراب	میں خاک اختیار کی بتر کیواسطے
پیر و مکر غم میں چایہ کر در دو میں مروں	کفن کے کسحہ کر تجھے گور میں دھروں
اے نور چشم فاطمہ بتلا میں کیا کروں	سو تو نہیں بڑ چادر و مہر کیواسطے
زینب غمضہ درو آواز درو ناک	کتنی عین یہ کہ تیغ ستم سے ہوا لاک
یونہی وہ پڑا کہ جسکے قدم کی خاک	سر نہ تھی چشم خسرو خادر کیواسطے
اے مرعفی علی ولی حشر کا میام	جس روز ہو عرض کردے ہے یہ غلام
سو دوا کو بھویونہ تو اپنے زفیض جام	دریائے لوطش کے غنا و رکھو واسطے

### مرثیہ مریع مسترد

ہے ایک روایت زردایات پیر از عثم	روا سکو تو سنکر
میدان میں شہ دین کے مارے گئے جدم	سب خواش و برادر
زینب سے لگے کہنے یہ تب سرور عالم	تم سُننی ہو خواہر
سر پہ نہ رہا کوئی مرے مونس و جدم	غیر از دم خنجر
مچکونگی جد صر وہ گئے اودھر ہی کو جانا	اس صاحبہ دین

افسوس صد افسوس کہ شادی کی جگہ غم	ہو تھوٹے دل پر
اُس سر کی سعادت ہو کہ جو راہ خدا میں	گردن سے جدا ہو
بندہ سے وہی خوب جو ہر رنج و بلا میں	راضی برضا ہو
ملک غور کرو آب کو دو حاک کی بنائیں	تم کون ہو کیا ہو
صابر برضا بیٹھو قدم گاڑ کے محکم	لے عسرت اطہر
خنجر یہ دی ہے جو گلے میرے چلے گا	یہ تھکویقین ہو
وقت اس کے کٹے لگنے کا ذرہ نہ ٹلے گا	گو اب وہ کمین ہو
سروم تلے ہرگز نہ مرا اُس کے ہلے گا	لرزش نرین ہو
وہ خنجر تقدیر ہو کہ میں اس کی ہون محرم	جو اُس میں بن جو ہر
اسطرح وہ مظلوم تو دیتا تھا دلاسا	عسرت کو نبی کی
تقدیر نے خنجر کا راکر تنگ سے واسا	خواہاں ہوئی جی کی
اس امر میں الحاح محسوس کا نواسا	لمنے تھا کسی کی
القصد مرخص ہو گیا بادل پر غم	میدان کو وہ سرور
اور آگے شہادت کا بیان کیا کہین ہیات	جطرح وہ مظلوم
اُس دشت بلا بچ ستم پروردن کے بات	کو اکیا حلقوم
لکھی کہ توایخ میں ہر راوی نے یہ بات	یوں ہکو کہ معلوم
کچھ کم دو نیز ار اسکو جرات لگے بہیم	جز خنجر کے خنجر
پر نالے اسے بننے لگے ان زہمو کو جب چاک	ہو ضعف کی بیتاب
اُس لحظہ او تر گھوڑے سے آیا برس خاشاک	وہ مہر جان تاب
مانند شفق اُس کے بدور جسد پاک	تھا خون کا گرداب
توسن سے لگا کئے یہ بادیدہ پر غم	وہ دین کا سرور
اے بادیدہ جہاں تجھ سے صیت	کر تا ہو میں اس آن
تاخیر ہو پونے کی نہین اب مجھے طاقت	لب پر کہ مہربان
جا کر یخن کہ طرف پر نہرہ عسرت	اے اُس کے بیتیان
سرکاٹ کر جس کا رکھین گے ظالم ظلم	پر بھی کی شان پر



ہر سودہ ہر اک ٹھاٹھ	ٹھونڈھے تھا کوئی مارنے کو اپنے کٹاری
تقریر سے باہر	مطلب کہ عجب طرح سے تھا اس ٹھڑی ماتم
یون اہل حرم سے	فرمانے لگے دیکھ شہنشاہ یہ حالت
کیا سودا الم سے	موقع نہیں شیون کا یہ ہے وقت وصیت
رکھیونہ کرم سے	عروم سکینہ کو درین عالم غربت
شیشے کے برابر	نازک ہی میتیوں کا دل اس سے تو ہو محرم
کوئی کہ ہر کم سن	سجاد و سکینہ کو نہ ڈانٹے ہے نہ مارے
دلجوئی میں لندن	رہیو تم انھون کے یہ جو دونوں میں بکارے
بالغ نہیں لیکن	اور اپنی مصیبت پہ میں رنڈے کو تھا لے
کیا سینہ کیا سر	زہنار مہ بعد نہ تم کو ٹیو باہر سم
گوجی ہر غم اندوز	راعب کر و دل صبر چلتی کا ہر یہ مرغوب
ازنا لہ جان سوز	اس امر میں بندے کو جھوٹی ہر بہت خوب
محشر کے تھین روز	آکر یہ مبادانہ کمین حضرت ایوب
اولاد پیسہ	صابر نہ رہے مرضی ایزد پہ کوئی آدم
کچھ کام بھلا ہے	اس امر میں سرپیٹ کے موکتے پر نشان
کار بھلا ہے	ما تم میں خراشیدن رو نزد ہنر گان
خنجر سے گلا ہے	دم لو کہ مراد و راہی اب پردہ نشان
کیون ہو تو مضطر	تن پر تو مرے دیکھتے ہو سر کو مسلم
کرنے لگے قربان	جب نذر خدا لاکے خلیل اپنے پس کو
شان بنیو کشایان	پایانہ قبول اس کا خدائی نے کسی رو
کاٹا گیا اس آن	گردن کا بنی نادیکے خنجر سے نہ یک مو
زیر دم خنجر	دینے کو دبا امر آئی نے بھرا دم
کرنا لہ و فریاد	یہ دیکھ کے احوال ردی وہ بنی اللہ
یہ غم ہوا روداد	تاریک ہوا نظر و زمین لے ماہی ستا ماہ
غم چاہیے ہوشاد	مقبول مرا ہونے پہ سر حق کے بدر گاہ

<p>مارا ہر کس آئین جس کی دیکھ رہے تھیں خاک اپنی سرور پر لوٹے تھا الم سے دورانے ستم سے یون اہل حرم سے زیر دم حجب سے</p>	<p>پوچھے تھا کوئی حال شہادت مجھے بتلا پوچھے تھا کوئی غون ترے چہر پہ ہر کسکا کرتے تھے یہ کہہ کر کے سخن اسے پر از غم گھوڑا بھی کبھو کھاکے بچھاؤین بروئے خاک دیکھے تھا کبھو سر کو اٹھا کر سوے فداک کستا تھا اشاروئے کبھو ہو کے وہ غناک بہیات کٹا آج سر سر در مسالم گرواٹے کھڑے تھیں زینب و کلثوم و کینہ کتنی تھیں کہ دیران ہوا آج بدینہ کوئی نہ بجا آل کا ڈو یا یہ سفینہ اس بحر ظلم سے کو کیونکہ ترین ہم القصد جو احوال حرم رکھے تھے اس آن لو ہو کھڑے روتے تھے چہ انسان و چہ حیوان طاقت نہیں سننے کی بس اب کا گمراہان توفیق غاکی تھے ہر ماہ محرم</p>
<p>بادیدہ خونبار اس احمد غنار جز عابدیہ اب ہو کے شناور دیکھ اسے تین کو ہر جانب و ہر سو خاموش ہوا بگو وے خالق اکبر</p>	<p>اطحار علم سے ہو گئے بے برگ و برصبا پھر کس خوشی سے کرتی آؤ اب گدڑ صبا آؤ گلشن جہان بین قیامت کی اب سحر جسے عیسے تھیں گل گردنٹھ ادھر گلزار فاطمہ کا مین احوال کیا کمون تغ ستم سے کاٹ گئے وہ دنی دون پاؤں بغیر سوکھ گئے سب وہ نوہ سال ہے کس ستم کے مزید ایمان پائ سال</p>
<p>گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا سیر جن کو آج سے موقوف کر صبا پتے ہوئے خموش گریبان گویا کمر بلبل کا آہ نالہ سے تر کا جگر صبا ہر اک سخن سے دم بدم آتی ہوئے سخن چھوڑا نہ باغ دین میں کچھ خشک تر صبا ہر اک طرف پڑی ہیں کئی اُلی ڈال ڈال تک اس جھائے چرخ پہ کبھو نظر صبا</p>	<p>مرثیہ حضرت</p>

بستر پہ جو بیماری کے ہر عابد بیسار	اُس سے تویہ کیسوی
کیسا ہی جو ہومرضی حق میں بجھے آزار	راہی ہی تو رہو
جو ظلم و ستم تجھ پہ کرین قوم جفا کار	سراپنے پہ سہیو
تہنا نہ مصیبت میں گرفتار ہین کچھ اہم	لکھے سائے پیہر
جانا جو ہو قسمت سے مدینے کو بھارا	جادیرے بدیرے
کیسوی کہ سلام ابن علی کہ کے سدا را	ہر دوست کو میرے
جب تک کہ لعینوں نے سر اُسکے کو اتارا	تھا یا دین تیرے
مشتاق و ملاقات را ہر گ کے تا دم	فرزند پیہر
یہ کسکے شد دین نے کیا گھوڑے کو رخصت	جیسے کی طرف کو
من بعد نصیب اُسکے ہوا جام شہادت	از دست جفا جو
وان کر جو گیا اسب سمے پردہ عصمت	مل چہر میں لوہو
پھر کیا کمون تھا حق ہی اُس خوال کو محرم	گدرا جو اُنھوں پر
آیا جو نظر خانہ زین شاہ سے خالی	میں کیا کمون اُس ان
وحشت ہوئی اک وحشت محشر سے زالی	از نالہ و افغان
خاک اتنی سر و شکل پہ ہر ایک نے ڈالی	کر بال پریشان
پہچانے تھا کوئی نہ کسی کے تین باہم	از عسرت اطہر
لوہو سے بھر دی تھکے گھوڑی کی بین کو	سر پہیائے زیب
بولین کہ گر مقل کیا سرور دین کو	کہ واقعی تو اب
کھو یا کہ ہر اُس مہر نبوت کے نگین کو	کھول اپنے ذرا لب
بتلا دے ہمارا ہر کہ ہر مونس و ہمد	ہم بھی چلین او دھر
سچ کہ کسی برحم نے رحم اُس پہ کیا تھا	جب سر کو آسارا
باقی خلف سانی کو دیا تھا کہ	یا نشہ ہی مارا
جی پیاس ہی نے جسم سے کیا اسکا لیا تھا	جو جگ سے سدا مارا
اس طرح کی آفت کبھو دیکھی ہی نہیں ہم	زہنا رہ بشر بہر
کستا تھا کوئی اُس سے کہ اسے بادیہ پیم	کید ہر ہر خدہ دین

دیکھا جو اس فرنگی نے اس دم یہ ماجرا	بولو اٹھا کے طشت سے وہ غمہ کا مریبا
اے سر خدا کیواسے ایسا کر عطا	نانا کے اپنے دین میں مجھ کو تو جسد لا
بالقصہ سر نے شاہ کے کلمہ دیا پڑھا	راوی مقبرے نے وہی ہے خبر صبا
آخر یزید لعنتی حلق کے کئے	نالے ہو کے تن سے فرنگی کے دھان بہے
اپنے پر بہر دین یہ ظلم و ستم سے	داخل ہوا شہید و نین جی سے گذر صبا
سودا تو اپنے دل کو رکھ اس غمہ در خاک	مافضل روز حشر کرے وہ امام پاک
یون سر ہا اپنے کیجی اس لغز میں خاک	باغ جہان میں کرتی ہے جون ہر سحر صبا

### دیگر مرثیہ مفردہ زبان دکنی آمیر

کا نران آل محمد یہ ستم کیا کیتا	ہائے تنائے اٹھان ابرہہ ظلم کیا کیتا
شو کو بولے مدینہ نبی لکھ پتیا ری	تم اپنا کبودہ قول و قسم کیا کیتا
جس گلے کا سدا لے لے پیر بوسج	اس گلے کو کیا لو ہو سیتی تم کیا کیتا
ظالمین ڈھا اپنے نسا زانامت کو	گھر پیر کا کیا تم نے دم کیا کیتا
لب دریا یہ کیا اس کا جگر پیاسا فوج	بنی اپنے سے نہ کی تم نے شرم کیا کیتا
تیج و خنجر سیتی ظلمان کے تن مثل چار	عضو اعضا کے کیے ہائے قلم کیا کیتا
تن دیے خاک میں ڈال الیو کو پیر فن و فن	سیس اٹھا کو کیے نیران پہ علم کیا کیتا
کھو دیا اے رن تم نے بنی کے من کا	کیا کھو حق جو یہ بوچھے وہ رزم کیا کیتا
آبخو موتی کو پیر کے نین نے بیتے	لال وہ فاطمہ کمال کے بہم کیا کیتا
کاٹا دنیا کے لیے بوس شہ دین کا تن	حیف تمنائے پے دام و درم کیا کیتا
سیس کی اہل حرم کے پتھیں ہم چیدان	انکا یون لوٹ لیا مال و شرم کیا کیتا
تھید میں شام کو اونٹان پہ چڑھا کر ظالم	لے گئے آج کے دن اہل حرم کیا کیتا
کس خوشی سیتی دکھاؤ گئے محمد کو منہ	فاطمہ کے یہ دیا جان کو غم کیا کیتا
پوچھیں گے حشر میں تمہا تو کیا دو گوا	مصطفیٰ کے جو وہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
اپنے بنیان کے نواسوں کو کیا پیاسا فوج	ہو کے افوس تن غیرا مم کیا کیتا
ٹھوڑا تمنا کے تین نہیں ہر کہیں بن درخ	اپنے کر منو کا کیا یا یہ کرم کیا کیتا

رکھتا تھا جن گلوں نے فضا دین کا بوستان لے گئے سوے یزید لعین کر کے ارمنان	و تے ہی باندھ باندھ اٹھونکے وہ شامیان جادو دینے بیچ نبی کو خبر صبا
ابن علی کا پرہیز کل زخم سے بدن گر پاس دین ہی تجھ کو تو اب مان یہ سخن	سینے کو اس کے دیکھ کہ ہے سخت پہن خاک اپنے سر پہ ڈالتی پھر در بدر صبا
سیرچمن کا وقت ترس کو نسا ہے آہ جادیکہ رنمین تو کہ عہد کی بوسہ گاہ	عالم بچم عالمیان ہو یا سیاہ خبر سے اب تم کے لوہین ہی تر صبا
اُس سر کا جو رہی تھا یہ بھر کے دوش پر تب ظالمان دہرنے اُس سر کو کاٹ کر	ہمد نہ جب رہا کوئی غیر از دم خجر ہمراہ اپنے لیکے نیرب پہ دہر صبا
وہ تن کہ جس سے شاہ نجف کو تھا دلجوین اور دہمدم کہین تھیں بن صدقہ ترک حسین	روشن تھے جسکے دیکھنے سے قافلہ کو دین بے سر پڑا ہی آج سو وہ خاک پر صبا
دھوئی تھی جنگو فاطمہ ان کیو و نکی بال شامی یہ چاہتے تھے کہ بن تن کو پائمال	جاتے ہیں جھومتے وہ سنان پر لوہن لال جو کی دی ایک شیر نے وان آنکر صبا
نیچے میں پیٹھ لوٹ لیا کھ کا تار تار بیمار عابدین کے دی ہاتھ میں ہمار	عشرت کو اسکی اونٹوں کی کر پیٹھ پر سوار دکھلاتے لیکے ہیں انھیں در بدر صبا
لکھتا ہی اک کتاب میں راوی منبر نیرب کی لیکے وہ لعین تب اُتار کہ	اُس قافلے کا شام میں جدم ہوا گذر پیش یزید طشت لعین اس سر کو دھر صبا
اس لہنتی نے سر کو چھو انیس کی چھڑی صفت تھی جواہل بیت کی دان سانہ کھڑی	کنے لگا کہ دانت تو بونی کی ہین لڑی زینب یہ بولی اینین سے سر پیٹ کر صبا
اے روسیہ کو کورہ سے ہو جائے گا سفید چینے سے اپنے جب کہا یہ ہو کے نا امید	ماتے ہی بوسہ گاہ بنی بر پہ چوب بید بولا یزید پھیر کے منہ کو اُدھر صبا
اے بیوہ توجہ کرنی ہی مجھے یہ گفتگو نہ راوی کے ہی ایک فرنگی نیک خو	پوچھے گی اپنے بھائی کنے اس زبانی تو کنے لگا یزید کو وہ دیکھ کر صبا
سن اے یزید ہم جو ہیں عیسے کے دین پر تو نے بنی کی اپنے نہ حرمت رکھی نظر	یوہین ہین اس علاقے کنت سم پائے خمر یہ کہ کے اُن نے اپنی کئی جہنم تر صبا
اس حرف سے یزید لعین نے غضب میں آ	جلاد اسکے قتل کو دوہین کیسا بلا

## دیگر مرثیہ مفودہ

اُس بنت بنی فاطمہ کا جان کمان ہے  
بتلا مجھے وہ گور غریبان کمان ہے  
اُس باغ بنی کا گل ریان کمان ہے  
اب آجکے دن صاحبِ تِقَن کمان ہے  
وہ ساتی کوثر شہ مردان کمان ہے  
کر بل کو بیابان کا وہ مہمان کمان ہے  
بے آبی کا دنیا میں یہ طوفان کمان ہے  
بتلا تو مجھے وہ شہ شاہان کمان ہے  
بر بھی یہ سر شاہ نمایان کمان ہے  
اُس سر کو بتاؤ تن بیجان کمان ہے  
غرق اسکا لہو میں تنِ عریان کمان ہے  
ہیسات کہ وہ بہر درخشان کمان ہے  
پوچھو ہوں میں یہ مجھ کو وہ میدان کمان ہے  
یارِ دکو و اتلی یتیمان کمان ہے  
پوچھے جو وہ یہ دمہ گریان کمان ہے  
کہتے ہیں ہمارا وہ نگہبان کمان ہے  
لوہو میں پڑا دین کا ارکان کمان ہے  
سر پیٹے ہیں اپنا وہ سلیمان کمان ہے  
پر فاطمہ کا سیادل بریان کمان ہے  
ایسا بہمان گنج شہیدان کمان ہے  
آفاق میں یہ ظلم کا طغیان کمان ہے  
اب جینے کا تجھ میں مجھے ارکان کمان ہے  
اے جانِ مرے میں تیرے قربان کمان ہے

اے بادِ مباح وہ سلطان کمان ہے  
مردون ہوا جس جا پہ وہ شاہنشہ مظلوم  
فر دوس کو بھی خضر تھا جس کو دوجا نہیں  
گذرا ہے جو کچھ آل پہ وہ آنکے دیکھے  
جس کا کہ ہوا لخت جگر ذبحِ پیاسا  
پانی بھی ردِ اشامیوں نے جس پہ نہ رکھا  
یانِ پیاس کے ہاتھوں نے ہوا گنج شہیدان  
جمشید سے تھے جسکے غلامان ہزاروں  
اک نیرہ پہ آیا ہے یہ خورشید قیامت  
جس سر کو لیے جاتے ہیں نیرہ پہ لعینان  
آتا ہے شفق پنجِ نظر دین کا خورشید  
جس بن دو جہان چشمِ خلعت میں تباریک  
جس جا پہ ہوا قتلِ امامِ دو جہان آج  
جاتے ہیں یتیم اسکے گرفتار بہ زنجیر  
جاری ہے لہو اسکے یتیموں کے نین سے  
روستے ہیں سبھی اہلِ حرم آجکے دن ہائے  
کر بل میں کمین جا کے کوئی ڈھونڈ کر حبان  
لے دیو دہری جسکے لیے تالغ و مور  
ہر چند کبابِ آتشِ غم سے ہے دلِ خلق  
جسمین نہ بچا خویش نہ بھائی نہ بھتیجا ہو  
چھوڑا نہ اسے عمر تھی ششما بہ بھی جسکی  
بان اسکی بھی کتنی ہے سر پیٹ کے اپنا  
ٹک بول مرے ساتھ کما س دکو ہو تشکین

مہربان بولے ہر اس کا فرد دنیا کیلئے | کر دیا دین کو مٹن اپنے عدم کیا کیتا

## دیگر مرثیہ مفردہ

دیکھو چرخ کی بے سادی ہائے | فاطمہ آج بہن فریادی ہائے  
 ہو گئی دستِ ظلم سے حیف | خانہ دین کی بربادی ہائے  
 اہل بیت بنویں بیٹے بہن | شہر کو حج کے سہے وادی ہائے  
 رہنمائی کو چلے امت کی | کربلا دین کے چوتھے ہادی ہائے  
 شام کی فوج نے آکر دیکھو | پلین ویران کی یہ آبادی ہائے  
 مارتا لمید حرم کو نہ ڈرا | کیا زانیگی ہے میادی ہائے  
 گرچہ ہر ظلم ترا کام ولے | چرخ اتنی ستم ایجابی ہائے  
 یا بنی تیری ہی امت نے آج | یون تری آل کو ایذا دی ہائے  
 تخت کی رات ہر ماتم میں وطن | ہر پہ قاعی عجب شادی ہائے  
 بولا منہ دیکھ عروسِ اجنبی کا | ہو گئی ختم یہ دامادی ہائے  
 یہی قسمت تھی تری کیا کیجے | ہائے لے دین کی شہزادی ہائے  
 فخل اکبر جو بنی سے تھی شبیم | دہر نے خاک میں لٹوا دی ہائے  
 پیٹ کر سر کو ملا نک روتے | دیکھ کر شہر کی جلا دی ہائے  
 لوح سے لے کے قلم تک لرزا | جب چلا خنجر نولا دی ہائے  
 غم نے سجاد کے اس روتے پر | لکھی طالع کی نہ ٹوا دی ہائے  
 باپ بھائی کی شہادت کی اب | کس نے عابد کی خبر لا دی ہائے  
 نشرِ غم نے اب اک عالم کے | کی رگ جان یہ فساد دی ہائے  
 کفر کے گھر کے تین کر آباد | دین کی بستی کو لٹوا دی ہائے  
 صفِ مرکان کی طرح اک پل میں | صفت ایمان کو اٹا دی ہائے  
 قید میں اب تو حرم جاتے ہیں | ہوگی کس طرح سے آزادی ہائے

سودا یہ سنکے ترا نظم کلام  
 کتنی ہے سوز کی استادی ہائے

یہ طفل بے گنہ تھا کسی کا کہ جس کے تیر وہ مرتبہ سمجھ کہ جو بچہ تھا حسین کا ایسے نبی کے تحت جگر قتل یوں کیے جو سونہی کے دوش پہ تھا سوئے نیر پر کیونکہ رو دن ہو کے نہ انجھوان کمر بان	لگ کر گھمین پھر نہ ہلا ہا ہا ہا ہا ساج انبیا کے سر سے تو ہلا ہا ہا ہا ہا کیا کر گئے عمل جہلا ہا ہا ہا ہا دیکھ زمانے کی یہ کلا ہا ہا ہا ہا نازل ہو کر بلا میں ہلا ہا ہا ہا ہا
--	--

### دیگر مرثیہ مفردہ

یارو ایسا خلق پر اب ہے دکھ بھاری جسکو دیکھوں بھر نظر سو روتا ہے وہ اہل زمین و آسمان سب خاک بسرہاں کیوں نہ یہ حالت خلق کی اب ہوئے یارو پانی پینے جس جگہ امور و ملخ تک کوثر کے مختار کے بچے کرتے ہیں غربت کے وہ دشت میں پھرتے ہیں بیکس ظالم بھلا لیلچلے شام اُن ادھون پر بانو بیوہ فاطمہ کلثوم اور زینب چہرہ گرد آلود ہے اور بال پریشان لمونون کے ہاتھ سے اس دشت بلایں پہونچی جب اس طرح سے وہ شام میں جا کر پہونچی خبر یزید کو آمد کی اُن کے آئے ہیں جو یہ اسیر یکبسا میں اتارو اک مکان ویسا ہی دیکھ لا انکو اتارا یارو کیا کیسے غرض اُن مغلوموں نے تھا یہ زبان زد تجھو بن اب لے ولے حینا روتے روتے سو گئی نادان سکینہ	رونی ہے سرپیٹ پیٹ یہ برکھی ساری لو ہو جگر کا آج ہے نینوں سے جاری آدم سے لے تا ملک یہ حال ہے طاری بیٹھے غم کے تیر کا جب پیکان کاری آل بنی کی آب بن دہان پیاسی ماری پانی کے اک بوند کو سو منت زاری کوئی نہیں اب جو کرے اسدم میں باری جن اونٹوں کی پشت پہ محل نہ ماری انہیں سکینہ اس طرح بیٹھی دکھاری اُسکے ہر اک کان سے لو ہو ہو جاری ظلم و ستم میں رات دن وہ بالیلری آگے مورخ کا ہوا یوں خامہ جاری شکر یہ کہنے لگا وہ لمونون ناری تنگ و تارسی دیکھ کر دان انکی سواری بیٹھے وہاں جا وہ غریب بانالہ وزاری کامی شب آنکھوں میں دان کرتے خونباری کانٹے پر جون اوس اب زیت ہماری خواب میں دیکھا باپ کو اُن نے کباری
---	--



<p>رور کے ترانا گنا ہر آن کمان ہے جو باعث گرمی تھی سودہ جان کمان ہے جتنا میں بیکاری میں نادان کمان ہے سولج کہ صر حلق کا پیکان کمان ہے اس گھر کے مرے شمع شبستان کمان ہے تجھ بن مرے اس درد کا دران کمان ہے تجھ غم میں ولے رونیکا سامان کمان ہے وہ چشمہ کسار میں جسران کمان ہے اُس داغ کی سی آتش سوزان کمان ہے آمرزش حق ہستی ہی عصیان کمان ہے</p>	<p>مرا توں کے تین چونک کے دو دھامری دیند ہر سرد تری دیہ بتا اس مری جانی مکھونہ دیا تو نے جواب ایک بھی بارے ملک کھول تو منہ اپنا مری جان کہ کھون ماند شب تار نظر آئے ہے مجھ کو بیاری جو کچھ ہو تو طیبون سے میں پوچھوں مکھڑے جو مرے دے بین آنسو کے ساتھ صفر کو غرض رونی زن جس طرح سے بانو ولین جو ترے داغ ہی اس غم نہیں سودا یہ مرثیہ ایسا ہی کہا تو نے کہ جس سے</p>
--	--

### دیگر مرثیہ مفردہ

<p>خطر کھلے یہ کس کے چلا ہے ہے ہے کس کا یہ گھریا ہے جلا ہے ہے ہے خون حسین منہ سے ملا ہے ہے ہے رو مال فاطمہ نے بھلا ہے ہے ہے جو گود میں بنی کے بلا ہے ہے ہے مانی میں تن پڑا ہو رلا ہے ہے ہے وہ کھیت کس طرح سے چلا ہے ہے ہے سو تشنگان کرب دبلا ہے ہے ہے وی انکو خوان غم پہ صلا ہے ہے ہے ہر ایک خارائین گھلا ہے ہے ہے کس کے یہ گھر کے گھر کو دلا ہے ہے ہے جاتا ہے اشترو نہ چلا ہے ہے ہے یہ نون ہن اسیر بلا ہے ہے ہے</p>	<p>اے قوم ملک سنو تو بھلا ہے ہی ہے جو دل کی آج جگ میں سو درد غم کو بڑ یہ نیت فاطمہ ہی کہ جن نے بجائے خاک ظلمہ گس کا ہووے وہ تن جس کا ایک عمر جنگل میں کنکر و نہ وہ سویا بڑا ہے آج یہ ابن بو تراب ہے جس کا بغیر سر بویا تھا فاطمہ نے جہان کشم صدامید پانی جنھیں دیا نہ کسی نے جز آب تیغ بے آب و دانستے جو کئی روز سے حرم کرتے تھے برگ و گل پر کھے جو پاؤں نرو پوچھو تو آیاے فلک سے کوئی کہ تین کس کا ہی یہ عیال کہ بے محل و عیال زنجیر اسکے پاؤں تو اسکے گلے سے طوق</p>
--	--

ڈھونڈتی جاؤں میں کیدھر گیا ہوا  
 تھا میری آنکھوں میں روشنی جس سے گھر  
 کہ مراد وہ ماہ الفز کیا ہوا  
 مل گئے ہیں بخت میرے خاک میں  
 میرے طالع کا وہ خستہ کیا ہوا  
 لٹ گیا میرا چمن اُمید کا  
 وہ مرا سرد و صنوبر کیا ہوا  
 پالتی تھی جس کو میں جی کی طرح  
 سو وہ میرا ناز پرور کیا ہوا  
 ساتھ لے سوتی تھی انکوساری رات  
 خالی اب اس بن ہے بستر کیا ہوا  
 رات دن کا تھا وہ میرا مشغلا  
 تھا مراد دل مجھ سے خوگر کیا ہوا  
 مرتدوں نے یہ ستم مجھ پر کیا  
 سنتے ہو اے دین کے رہبر کیا ہوا  
 ہو گئی خالی بن اس کے میری گود  
 مجھ صدف کا کہ وہ گوہر کیا ہوا  
 خضر تھامان ہونے سے جسکے مجھے  
 سیں کا میرے وہ افسر کیا ہوا  
 دل مرا خون ہو گیا ہے جس بغیر  
 مجھ سے دکھیا کا وہ دلبر کیا ہوا  
 گود سے میری گیا چنگا بھلا  
 باپ کے کاندھے پہ جا کر کیا ہوا  
 جاگتا جیتا گیا تھا اتنے میں  
 سو گیا وہ پاگب مر گیا ہوا

کہتے تھے وہ لگ گئے اسے میری سیکند  
 پھوپھیان تیری سوگ میں بیٹھی ہیں میرے  
 ذکر و واغذا کا کیا ہر ایک سے انکو  
 کرینوالا جز خدا اس رنج و بلا میں  
 باتیں یہ سنکر غرض چونکی جو سیکند  
 دیکھ یہ حال اہل حرم سب رونے لگے  
 بولا زاری کا سبب کیا جا کے خبر لو  
 بولی سیکند خواب میں دیکھ اپنے پدر کو  
 تب سے برپا حشر کا ہی عالم اس پر  
 سنگر کیا نریدنے سر اس کے پدر کا  
 اس ملعون کے امر سے مرگشت میں دھڑک  
 یجا کر جب رکھ دیا وہ آگے حرم کے  
 کھولا جب اس قاب کو سرشت کا دیکھا  
 چھاتی سے وہ سرگنا بولی یہ سیکند  
 جگو اپنی زلیت اب درکار نہیں ہے  
 تن تیرا اس دشت میں گردن سے نیا را  
 تیری صورت بون ہوئی نیشیرستم سے  
 کیدھر دادی فاطمہ جو حال یہ دیکھیں  
 بوچھین اسے نورین بتلا دے جھکو  
 آہ ایسے مطلب بھرے یہ ان نے کہہ کر  
 دیکھ تم پر یہ تم جو اہل حرم تھے کہ  
 آگے کیا دم مارے جو ان پر گزرا

کون کرے گا مجھ بن اب تیری غمخواری  
 عابد بھائی ہے تیرا ش کو بیساری  
 چلو پانی کے لیے ہے منت داری  
 دل جوئی کون اسکی اور تیری دلداری  
 بابا بابا کہ کے وہ معصوم بیکاری  
 نکلے وہ ملعون نیند سے چوٹکا ایک باری  
 کس پر آج ایسا بڑا ہے یہ دکھ بھاری  
 چونک اٹھے ہی یک بیک روئی دکھاری  
 دیتی ہیں تسکین اسے پھوپھیان بیجاری  
 دکھلا دو لیجا او سے تابھولے زاری  
 کھانکی جو قاب ہو یون کی تیاری  
 سمجھے قاب طعام سے یہ پر ہے ساری  
 کرنے لگے پیٹ سر سب نالہ وزاری  
 سیس کٹے کٹے باپ کے جاؤں بھاری  
 بابا مجھ بن ایک دم ہے جیتا بھاری  
 گردن تیری طشت میں اتن سو نیاری  
 کون کے گا اب سمجھے اب بابا پیاری  
 ہر گیسو سے موبو ہے لو ہو جاری  
 پیاسے تن سے کس طرح گردن یہ اتاری  
 روح اسکی بابا کہنے فی الفور سدھاری  
 محشر کی حالت ہوئی پھر ان پر طاری  
 کہنے کی طاقت نہیں یہ حالت ساری

## مرثیہ مفرد مستزاد

سے ہے اصغر لاڈلا

بانویون کہتی ہیں سرد در کیا ہوا

دیکھ خفاہیں کو ذرا کہتے مجھے رسول لال کو میرے فاطمہ کیون تین کیا لول	
سوجھا کیشون کے تیر ظلم کی کر بل میں آج وہ جبین لو ہوئے ہی تر ہاے سرور ہاے	
گلا کٹا لو ہو چوے چھبی تر خرب بھال جس کا نانی یون مرے نا کا کیا جال	
جو گلا تھا بور گاہ مصطفیٰ اس میر دلال وہ گلا ہو زیر خنجر ہاے سرور ہاے	
کیسا ہی محسوس کو بڑا بناوے رب جو کر مون کا ہے لکھا سو مٹا ہے کب	
مان تری ہیں فاطمہ بنت رسول ہا سخی باب تھا سانی کو تر ہاے سرور ہاے	
تن کھائل ہو بیچ سے سین آمارا جاے پوت ایسے کا ہوے کر بیسا مارا جاے	
سر کو بے تن کر کے لیکن اُفتیا نیر پر رکھ ڈال گئے کرتن کو بے سر ہاے سرور ہاے	
جن زلفوں کا بال نہیں ٹوٹا شانے ہاتھ لے گئے اُسے باندھ کر سر نیز کے ساتھ	
خولش و فرزند ان کے تیرے نہیں پر تیغ دتیرے ایک جا ثابت بدن پر ہاے سرور ہاے	
جو بے ہوے جگے پرے کہیں ہاتھ کہیں پاؤ قل کیا یون گھر ترا کٹا کرین جون گاؤ	
گھر کا گھر ڈوبا ہی تیرا آب تیغ ظلم سے خون دریا کے فنا در ہاے سرور ہاے	
ہاتھ دھار بن آنکر اسے حق کے محبوب کشتی تیری یک بیک گئی لمو میں ڈوب	
ہاچنبھے کا ستم تجھ پر کہ دربا کے قریب نیر میں ڈوبا تر گھر ہاے سرور ہاے	
بن میں چڑیاں چلتی بھرن جیو میں پانی بی یا لک تیرے لاڈلے بن پانی دین جی	
ایک تو ہی رہ گیا تھا اپنے بابا کا نشان کیا کر دن اسے جان مادر ہاے سرور ہاے	
اپوت مجھ تو ناٹھ کا دل سے داغ مٹاے مان دکھیا ہی کیا کرے پوت بھی جب ٹمٹے	

کاش مین جانے نہ دیتی وان اسے  
 جانے ہی یہ قہر اُس پر کیا ہوا  
 قطرہ پانی اُس کو تھا پیکان تیر  
 باے اسے سانی کوثر کیا ہوا  
 اُن بغیر از کوئی اب ستائین  
 پوچھتے گر ہوتے حیدر کیا ہوا  
 خشک لب سوتا ہے میری گود مین  
 حلق اُس کا خون سے تر کیا ہوا  
 اس طرح سے یک بیک ٹوٹا فلک  
 ستم صادر مجھ اوپر کیا ہوا  
 کس طرح جیون کی مین آرام سے  
 چین مجھ دل کا سدا سر کیا ہوا  
 اوس بغیر از کل نہیں اک پل مجھے  
 اب مرادہ جان مادر کیا ہوا  
 جب تلک جیتی رہوں گی تب تلک  
 یون بھر دن کی کتنی گھر گھر کیا ہوا  
 کیا کروں گی جی کو اپنے مین تو رکھ  
 ظلم دل پر حد سے باہر کیا ہوا  
 مہربان رورو کے باوجود جس گھڑی  
 کتنی تھین یون آہ بھر کر کیا ہوا  
 سامعون کے کچھ نہ تھے باقی حواس  
 کہتے تھے سب بیٹا کر سر کیا ہوا

وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا  
 وادرینا وادرینغ  
 ہر ہے اصغر لاڈلا

مرثیہ مفردہ دوم ہر ہند

مے بنی کے ناز پرور ہاے سرور ہاے

کتنی بین بنت پیمر ہاے سرور ہاے

ہر ہے اصغر میرے لال	
جاؤ کر جید صرتم ادھر کون اب ساتھ اٹھ جاویگا	روؤ گے جو غم انجائین کون تھیں بہلا دے گا
ہر ہے اصغر میرے لال	
آنکھ مجھ لاکھیلین بین لڑکے چپ چپ چاندنی لالوئین	ہاتھ تھیں چلتے ہی نہ دیکھا بلا گئے تم ہاتھوں میں
ہر ہے اصغر میرے لال	
تم جو چلے پو کو دھبے میری الفت کرستے کو توڑ	کوئی بھی اس غموں پیار جاتا ہر امان کو چھوڑ
ہر ہے اصغر میرے لال	
جاؤ تم جب پاس کیے لیتے تھے سب ہاتھوں ہاتھ	مجھ کو بتاؤ کون چلیگا آج تمھارے یانے ساتھ
ہر ہے اصغر میرے لال	
اب تک تمکو ساتھ سلا یا آج جد صرتم سونے جاؤ	ہٹ کی شرط یہی ہے بیگ دان تم مجھ کو ساتھ سلاؤ
ہر ہے اصغر میرے لال	
آنکھ تمھاری جولاؤ دوں گلے تمھاری لاکھوں کی	اور سوؤں گی ایسا پیارے محشر ہی میں جاگوں گی
ہر ہے اصغر میرے لال	
حیف سوؤں سوؤں تم میں جاگتی ہوں دھرتی ہوں	دودھ نہ پینے کی میں تمھاری گھونٹ لو کو پتی ہوں
ہر ہے اصغر میرے لال	
ایسی نیند کمانی دودھ بھی مانگتے روئے تم	کاندھے سے لگ باپ کا اپنی سوسے سوسے تم
ہر ہے اصغر میرے لال	
سوئی کو میں نہیں ہوں روتی اس بھی سوئی میں دیر	اس کر دٹ پر جو بویا میں اسکو نہ دیکھا اٹھتے پھیر
ہر ہے اصغر میرے لال	
چوکتی نیند آتی ہے پیارے آنکھوں میں ہر بالے کی	نیند جو ہوئے تم چوکتی تو دس ہے کالے کی
ہر ہے اصغر میرے لال	
حک تو پیار کر دٹ لیکر ان کی طرف لومخہ کو پھیر	ایسا کیا میں کیا تمھارا روٹھ رہے جو اتنی دیر
ہر ہے اصغر میرے لال	
حلق اپنا دکھلا ہو بیو کو کھم کر گیا یوں ارشاد	سودہ نے کو مان فی اپنی دی ہو گے زیادہ مستاد
ہر ہے اصغر میرے لال	

ہو گیا مار یک چھپنے سے ترے ازیر خاک	گھر مراے دین کے اختر ہاے سر ہاے
دن دوسے کے چاند کو مارین شامی گھیر	
جگ مین دیکھا ہے کہین ایسا بھی اندھیر	
بس نہیں چلتا کسی بندے کا کچھ تقدیر سے	کیا کروں اس میرے دلبر ہاے سر ہاے
بیکس تجکو دیکھ کر روتی ہوں جگ مانھ	
کیا کروں اس لادے میرا بس کچھ مانھ	
دیکھ کر تجھ لاش کو کتنی کٹی ہو سو شام	پیری یوں ہر اک خواہر ہاے سر ہاے
اکھ مین جو کو لو پہرے رہے جاے کر پیر	
بہرہ دیکھا جاتا نہیں بیڑا ہوا ہوں میر	
یوں کیا غارت ترے گھر کو کہ مستورات کی	سری بھی چھوڑی نہ چادر ہاے سر ہاے
نقہ جنس سب ظلم سے بود نکا اک بار	
لوٹ کے یگئے وہ شلقی چھوڑا نہ اک تار	
ظلم جو گذرا ہے تجھ پر ہوں کی اس کو یاد کر	انقرہ زن مین تاب بخشہ ہاے سر ہاے
آرائی ہے گاہے بھی شیر جو پھرا کھاے	
روؤں نہ تجسا بوت جب موت کو منہ مین جا	
مطلب ان طرحوں نے ہر دم حضرت خیر النساء	یہ سخن لائیں زباں پر ہاے سر ہاے
کن کن جگ مین سودا یہ بہت ہی کے مین	
موی سے سب ہو گئے تین لوک بیچین	
<b>مرتبہ مثلث بطریق متراود</b>	
ان اصغر کی کتنی ہے رور و نچ کو جو جانیکو	تھیک تھیک سب دین مین لوری ہو نہیں جو کانیکو
ہے اصغر مین لال	
جسکا بچہ یوں سوے دکھ انگلی مانکا کیجے غور	آجکاسو یا شتر مین چونک اس سوئکو کہیں کر غور
ہے اصغر مین لال	
ہن تمھاری کتنی ہے پیار میر کو مان دے جو نکا	چونکین کب اس نیند کے سوئے وہ دیکھا ہے کر کیا

تجہ بن ہکوزیت دہال ہا حینا دا حین	
با تیرا آج طول مان ڈا دی سرین وصول	تیج جفا سو تو مقول تجہ بن اے فرزند رسول
ہوس یتیم بھی اطفال ہا حینا دا حین	
سرکا پا لڑن مجروح نہیں بڑا ہے تو مذبور	پیا سی گئی بدن کو سوج شام تک لڑ پڑ مہوج
دھوپ کر ہی تجہ تن یہ دال ہا حینا دا حین	
رودی ہر ایک بن پیئے ہر کہ یہ سخن	گوئے کجگوئے نہ کفن عریان تیرا خاک میں تن
سرکے تیر کی بھال ہا حینا دا حین	
لیکے جوان تا طفل مغیر ہو بھڑ تیغ دتیر	اے جو ہم سو کر زنجیر لیکے چلے شامی بے پیر
تجہ بن ہمیر یہ احوال ہا حینا دا حین	
مابد پیادہ ہم ہن سوار اوٹوئی ہاتھ اسکے شمار	یا ہے برہنہ وہ سالار اس بن میں جو پڑ خار
لوکے اسکے لہو کلال ہا حینا دا حین	
بیاس کد مار دے خشک دہان منہ کی باہر اسکی زبان	ایانی جو چاہے سو کمان لشکر سارا دشمن جان
کس سے کرے وہ جگے مال ہا حینا دا حین	
دیکھ سکینہ اب اسکو ان کے ہے یہ ورود	پیادہ چلنے اسکو نہ دو پاس تمہاری بھٹلا لو
تا کجا یوں کرین مقال ہا حینا دا حین	
کس کی کہیں یہ جا کر درہم بیکس بھراہ سرد	عریان ہکوزن اور مرد کہیں ہن اب فردا فرد
سر یہ لیکے نہیں ردال ہا حینا دا حین	
رہیں تن چھوڑا عدائی شام چلے سر پہونچائے	ابہر یزدیاب دکھلائی کب ہو دیکھا کیا جائے
سرکا تیرے تن کی دھال ہا حینا دا حین	
گورو کفن دے اپنی جب کا لڑ میں ہن بیکسب	لو تھو کو تیر ذکی تب کھینچ لاکر اے غضب
ایک ہر ایک اب دی تو دال ہا حینا دا حین	
مطلب رد و اہل حرم میں کرین میں یہ ہر دم	اے دو جہان میں ہو نام لیکے ملک سے تا آدم
لستے ہن باقیں قال ہا حینا دا حین	
تو بھی سووارہ غناک عساکر ناہو پاک	کر سنے کو اپنی چاک دال اس سے سر پر خاک
کوٹ کو چھانی کہ ہر سال ہا حینا دا حین	



ایسا گر میں سمجھتی تھم کو لگتی کب لوری دینے	حلق کی راہ آنکھوں میں تھاری نیند نہ آوے گی لیکن
ہر ہر اصغر میرے لال	
کھو لو اب آنکھیاں تم اپنی کر غول خان امان پاس	خاک کے نیچے مت دبو او میری تم امیل و اس
ہر ہر اصغر میرے لال	
چاؤ تھا میرے دلیں تھارا دیکھ مرنے کی پیادہ برات	نیند کھیں پر ایسی آئی جن نے کھوئی شب بات
ہر ہر اصغر میرے لال	
آب فی پیکان کو یہ تمنا میرے دل کی ڈبوئی ہے	موت ہی بڑی ہو کر تھاری ساتھ یقین لے سونی ہو
ہر ہر اصغر میرے لال	
اس یہ کر رکھی یقین زلفین جو میں تم کو یادوں کی	کبے میں جا کر میں تھاری یہ منت اتر اؤں گی
ہر ہر اصغر میرے لال	
پڑھتا طوطا جس کھیا کا اڑجا پڑیوں نفس کو توڑ	یاد کر اڑی یا تو نگودہ مرے نہ کیوں کر سر کو پھوڑ
ہر ہر اصغر میرے لال	
ہنسی جاتی تاک بھی تھاری تو میں بیکل ہوتی تھی	جسم تک تم رو ڈرتے میں بھی تب تک بکاتی تھی
ہر ہر اصغر میرے لال	
زلیت مری بھی ایسی ہر اب کانٹے پر جیسے اداس	تم سائل جب ہاتھ کر جاؤ پھر جیلوں تو صدمہ ہوس
ہر ہر اصغر میرے لال	
غرض مہربان سب کو میں سو خون کی یان بتی ہیں	جسم بانواہ دفنان سواتے سخن کو کہتی ہیں
ہر ہر اصغر میرے لال	
<b>دیگر مرثیہ، مثلث</b>	
بنت بنی کو پیادے لال ہاے حینا داؤ حسین	کمان ٹرے ہو آج نہ ڈھال ہاے حینا داؤ حسین
ملک دیکھو عترت کا حال	ہاے حینا داؤ حسین
اہل حیمہ باشوروشین کتنی ہیں یہ دن اور رین	کدھر کوئے من کو چین کسود کھینکے یہ نین
جینے کا نہیں ہیں خیال	ہاے حینا داؤ حسین
رور و کردہ صبح و شام دارہین سر پر خاک ملاں	سر نہ جاتی کو چن ہیں ماس پڑ ہیں یوں لے لے نام

یہ بیخ جفا کو ظالم لجا میں کاٹ سر کو	رہ جاے تن لموین یون مملہ کو تو
یہ ظلم جو ہوا ہو کیا ہو بیان اس کا	ان ظالمون بغیر از ایسا جگر ہو کس کا
دورخ کی آچ سوان نا نا پچا و جکا	آتش ہے خیمہ اشکایان دین جلا کو تو
جب سر بہنہ عابد گری سرورہ کز ہانپا	غیر از ستم کسی نے سر کو نہ اس کے ڈھانپا
لرزی زمین اندم اور آسمان کا نیا	ارض و سما میں ڈالا کیا لرزلہ کو تو
جانا تھا مادی کو سر گام میں نہ جھکھک	دہ دشت اور پیادہ انصاف تو کر وٹک
جس شخص کو گت یا تھو گر گل گل نازک	کیونکہ قدم میں اس کے کاٹا گلا کو تو
جو شخص مصطفیٰ الی آنکھوں کا نور ہووے	اور مرتضیٰ کے من کا یار دسرور ہووے
آرام سب طرح کا یون اس کو دور ہووے	ہو سیکر دن بلا کا وہ مبتلا کو تو
اہل حرم کو حدم لیکر چلے وہ مردود	جائے تھے سر بہنہ دونوں جہان کو بخود
خورشید حشر کو بھی گرمی نہ تھی افزود	وہ دن انھوں نے سر سے کیونکر ملا کو تو
نا محرم آنے جسم آنکھوں کی آگے آئے	بہرے کوٹے مانی شکل پی سب چھپائے
چادر نہ تھی کہ جس کو کندھ کو پیٹے جاتے	یون خاک کو منہ اپنا کن نے ملا کو تو
بس سودا اب تو آگے سننے کی لب ہر طاقت	اس کو زیادہ مت کہ اہل حرم کیا ات
آتی ہو سامون کو جینے کو اب امت	سنبھے گا کس زبان سے یہ بھلا کو تو

## مرثیہ مرثع

یارو نہ اپنے خویش و فرزند کو رد و تم	آل بنی کے غم میں نہ چشم تر رکھو تم
جو دانہ اشک کا ہو بیجانہ اس کو بتم	یہ تم مغفرت ہے مت راہگان کو تم
فرزند کسا ہو گا فرزند مرتضیٰ سا	کس کن کا قدر و رتبہ ہے بنت مصطفیٰ سا
ہر اقربا کسی کا احمد کے اقربا سا	انصاف کو سخن کا میرے جواب و تم
غم کھائیے کو کا ایون کے غم کو ہوتے	و لکوا الم جو کسا اس کے الم کے ہوتے
رومی ستم جھون نہ دیکھا چشم کو ہوتے	غملکین کو کے خاطر ان کے سوانہ ہوتے
اس خاندان میں جو تھا سومور و جفا تھا	جو گزری جس کے اوپر وہ تلخ رضا تھا
سرتا قدم قدام کا اک آہ بے صدا تھا	بندے پھیلے پیدا ہونے بھلا کو تم

## دیگر مرثیہ مربع

یو چھے ہے تم سے یارو یہ دل جلا کو تو پیاسے مٹلے پہ خنجر کیونکر چلا کو تو	حوال ابن حیدر ٹمک بر ملا کو تو روؤن نہ کیا کروں میں ہر دم بھلا کو تو
مرضی حق کا راضی ایسا مو انہو گا شیر سا بشر تو پسدا ہوا نہ ہو گا	کوئی رضا کا تالچ ایسا ہوا انہو گا خنجر تلے سر اسکا وزرہ ہلا کو تو
بابا کے سر کو اس کے تیغ تھر سے چیرا کاٹے اب اس کے اعضا جیڑ کر کلکڑی کھیرا	جانی کو اس کے مارا بانی میں دی کھیرا جو رفلک کبھو بھی اس سے ملا کو تو
جو گزری اس کے اوپر طاقت نہیں بیان کی الضاف تو کر دنگ بچلی نے آسمان کی	جا کر اسی کے گھر بھی آفات ناگمان کی سطح گھر کے گھر کو کس کے دلا کو تو
بجانی بھیتے بیٹے داماد نہیں سارے سرتا قدم دو دل یا جند کی انگارے	تے ہی حج کے سب گھوڑوں ہو اتارے ہو جای راگھ کا یون ہر اک ڈلا کو تو
کوئی لڑا تو زمین ج طرح یہ لڑے ہیں قالینر کی زیادہ ہر سمت سر ٹپے ہیں	کیا زخم تن پہ اپنے کھادی ہیں اور خبر یون سطح کھیت کس کا پھولا پھلا کو تو
وہ شخص زمین یارو یون بجز ہو سوئے اور حال کر کچھ اپنے اسکو خبر نہ ہوئے	ہر اک کس لہو میں آ اس کے منہ ڈلوئے رو مال فاطمہ نے جسکو جھلا کو تو
چھاتی اب نہ بنی کہ تھا لوئے جو والا جب تک جیسے محمد ناز و نعم سے پالا	اور گود بیچ اپنی بیٹا کہ اس کو ڈالا تن اسکا خاک و خونین کیونکر لالا کو تو
گرد ملاں اس کے کر بیٹھتی تھی رد پر ہر دم جگہ تھی جسکو دوش بنی کر اوپر	روح الامین کے لڑنا پڑنا تھا مو بہو پر لوک سنان بہوہ سر کیونکر جلا کو تو
کیا چرخ کی جھاکو دنیا میں کوئی کم تھا ہر ایک فاطمہ کا ان بیچ ہوش و دم تھا	یہ خاندان عالی کب لا لقی تم تھا ایون کے سر پہ کچھ رنج و بلا کو تو
ہر کیا تم جو ہو دین مقصود و ایش چلے سوا بکنار دریا پیاسے یون کو ان کے	کل وقف مسلین کو کوثر طفیل جکے پانی ملے نہ شیرین نے ملا کو تو
باز دینی کہیں تھر جس شخص کو پدر کو	کر تشہ ذبح یار و اس طرح کے بشر کو

رو تا جو جکی خاطر لے مکہ تا مدینا	لازم ہے یہ کہ رو و اشک اندی میں بہو تم
مشرقیں اس طرح سے اوپلی مان کو کی	والے ہوئے سراو پر چادر بھری اموی
گر فکر دان تھیں کہ کچھ اپنی آبرو کی	دامان و آیتیں بیان رو رو کر دو تم
کن نے کسی کا بیٹا اس حال میں ستایا	لب مار مار چا بسا یون منتر لین چلایا
جو تھک گیا تو اسکو شیشیر سے ڈرایا	اقرار کر کر دیہ تو ہو دروغ گو تم
میت پہ کب یہ جو پہنچ کن رہا ہے	چالیس دن کسی کا بے دن بن رہا ہے
گھر کے جسم ہوتی دوران کفن رہا ہے	تار مڑھ میں دانہ دوا شک کا برو تم
کسکا وبال کن نے گردن پہ یون لیا ہے	سر کاٹ کر کسکا تن ٹکڑے کر دیا ہے
گھوڑو کو نقد اوپر دوڑا نیکا کیا ہے	افسوس جو نہ ایسے مظلوم پر رو تم
سر کاٹ تم میں کسکا رکھا تو زاندر	تن پر پڑی ہیں کسکے پیر دینچ و بجز
الضات چاہتا ہے اس باجرے کو سنکر	خوناب دل میں رو رو داکو ڈبو تم
بجھو ہوا کی عزیز و احوال کی یہ کسکا	حامی روز محشر نانا بنی ہے کس کا
رو نایہ وہ ہی یارو گراجرے سمجھو اسکا	بھر عمر چاہیے یون رو رو کا اب مرو تم
میری زبان پہ اہرم جنگلہ ماجرا ہے	اولاد کی علی کی اور آل مصطفیٰ ہے
اس رو نیکا فوائد و اسلئے جزا ہے	رو رو کے انیہ دلے اپونکے غم کو دھو تم
بوسے میں فاطمہ حبیب روز بزا کو آدین	اشرشک کی تنھاری آنکھوں میں تم پناہیں
نیکھ کو بھارے اپنے بابا کو لادھا دین	اسوقت ماتھ اپنور رو رو کے گو ملو تم
تم چند سر تھالے واجب پڑی عبادت	کیسی ہی تم کرو اب یارو کر کسی عبادت
رو تا حسین پر یہ سب سی پڑی عبادت	کیا فائدہ کرو یون روزہ نماز گو تم
رو کی حدیث کی یون راوی ذی روایت	جو رو سے یارو لاد کر واجب ہے یہ جنت
رو و تم اب ہو جتنی رو نیکا تم میں طاقت	اس رو نیکا حلاوت محشر کے بیج لو تم
سودا اگر تو چاہے عمر بیکار کا جسنا	آل نبی کے غم میں نت خون دلو پینا
خواندگان کو دے دی اموال درخزینا	بحرین بنا بنا کر کہ مر شیشہ بڑھو تم

کیا چیرنے آگے ہیں اقربا ہمارے	کر یاد جنگو ہر دم ہم رو دین غم کرامتے
دنیا کی یون گئے ہیں پیاسی بنی کر پیاسے	احوال سن جھنڈکا یا فانی نہ بھڑو ہو تم
نغات جنگی خاطر دنیا میں خلق ہو دین	اطفال انکے راتوں خاطر غذا کو رو دین
جب خاک میں مجبوروہ طفل بھوکے سو دین	ذبیٹ بھر کے کھاؤ ذنید بھر کے سو تم
کسا پردہ یار و ساتی حوض کوثر	کسے چلا کر تم میں پیاسی کسے پہ پتھر
ہر امون جو کوئی ایسوں کے ہو برابر	تب کیسی چھوڑا ننگو غم انکے میں رو دو تم
متیج تم کو کسا ہر اک کٹا ہے شاننا	تیر جفا ذی کسے بھائی کا سینہ چھانا
احمد ہی کو گھر میں اس ظلم کا ٹھکانا	تم میں کی یہ یہ کچھ گدزا ہو تو کو تم
الیو کو قتل ہرگز خویش و تبار ہو دین	اور زخم تن پہ انکے جب وار بار ہو دین
سینے کی تیر و نیرے انکے دوسار ہو دین	ول ایڑ میں چھوڑو ملک غم کے خار کو تم
بھائی بھتیجے بیٹے داماد تم میں کس کے	اکٹھے ہوئے ہیں رنیں بن نیر مار کٹسے
صابر ہوں اس ستم کا اہل میال جسکے	وہ روئے تو بجا کر مارنے نہ انکے ہو تم
تم میں کو بھی کیسا کششما طفل مارا	نی جگ میں آب پیمان کسا بچا ردا مارا
جیتوں کے منہ نہ رکھا پانی جو اسے مارا	گذرا نہیں کسی پر یہ ظلم مان لو تم
سندی کسی دو وطن کو ہو کر کب لگانی	سہرے سیت گردن دو لکھا ذکب لگانی
یون بھی کبھی ہوئی ہو دنیا میں کہ جانی	شاد میں یہ مصیبت یار و نظر کر و تم
یہ ظلم و جور کسے ناموس پر ہوا ہے	دست ستم کی غارت یون کسا کھر ہوا ہے
کب عورت تو نکاح عیاں اسطرح سر ہوا ہے	دیکھا ہو کر کسی جا اوس کا نشان ہو تم
زن کوئی کہ جسکا دامن ملک دیکھے	اور اسکے سر پہ چادر دور ملک نہ دیکھے
ظلم و ستم کسی ذی اب ملک نہ دیکھے	باور کر وہ ہو گئے دین بنی میں جو تم
ناموس پر ایسے احوال تھا یہ طاری	کن عورتوں نے سنے اونٹونہ کی سواری
تھی نشکی سے کس کو بچوں کو بقراری	یہ سنے چاہیے یون خون جگر پھو تم
سر باب کا تھا سے نیرے پہ بر ملا تھا	بٹیا کبھو کسی کا یون منزل میں چلا تھا
زنجیر بال نہیں تھی اور طوق میں گلا تھا	اپنو نکور وہ سنکر ملک حق کی بھی درو تم
بٹی گئی تم میں لسی جیسی کہ تھی سکینا	کرنا بھی وقت غارت جگر کا جھینا

کیا دھنکائے مین دیا اسے میر تاجان	پہنچ تو کہ کن نے لیا تن سے اُتار
چترخ کو بھایا نہ سہرا سر ترے	یکم نہ رحم آیا جو انی پر ترے
کر کے بیجان بجو بھیجا گھر ترے	کیون ترادشمن ہوا یہ ناجکار
تن کو تیرے جس جگہ کرنی ہون غور	زخم کی خالی نہیں پاتی وہ ٹھور
یہ ٹپری سے جھپیہ تیغ ظلم و جور	ہو نہیں سکتا ہر جس کا کچھ شمار
گیا گردن مجھ پر مقید لوگ ہیں	دھونڈو دھ لاؤن ورنہ تیرے سر کو مین
جنگی نظروں پنج سے شبے مین تین	اُنکے بھی تو آگے یا جاوے شمار
کوئی کتا ہے مجھے دولہا نہیں	طور دو لھا کے میر ہوتے ہیں کین
یہ خھائیں بیاہ مین کن نے نہیں	اس طرح کہ کہ کے دیکھیں ہیں نہار
کرتی ہر فریاد جب تیری دھن	باس اُسکے اکٹم کے مرد و زن
گلتے ہیں سمجھانے کہ کہ یہ سخن	مگر نہیں کہنے کا تھکوا متیار
دیکھ لو تو بھی یہ جسم پاش پاش	لائے ہیں سکی خدا جلنے یہ لاش
تیرے نوشہ کا کرن گے ہم تلاش	میرے تنک د لکومت کر افسار
بیاہ کا تیرے ہی دیکھا یہ اصول	ہو مین جلی جو بھی کو بیجے کچھول
سمدھنیں چہرے اپنے شکے دھول	لے لے پیرا نام بیٹیں بار بار
اسطرح لیجا مین کے اب اہل کین	ساتھ سب کے تیری دھن کی تین
وہ جو بھائی ہے دھن کا عایدن	دینگے اُسکے ہاتھ اونٹوں کی منار
اشتر و ہر سمدھنیں اندوہ ناک	جائیں کی کرتی ہوئی سب سرخاک
عایدن پیادہ جلو مین سینہ چاک	سیس دن دھلا کا تیرے پر سوار
مان غرض نوشہ کی کرتی تھی یہ بین	سامونے و مہدم بھرتی تھی مین
لے زمین سے نافلک تھا شور و مین	نالہ و فریاد مین تھے کو ہمار
سودا اب اس مرتبہ کو اعتسام	دیکے بیچ آل محمد پر سلام
ہونگے محشر مین ترے حامی امام	سب طرح نشتے گا بجگو کردگار

## مرثیہ دیگر

کس دن اس شادی نے پایا تھا قدار	ہوے جس شادی کا یہ خبام کار
رات جلوے کی دھن سے سو گوار	رو دی کہ گھونگھٹ میں چپے ناز زار
غم سے پر شادی کے گھر کو دیکھ کر	سر کو دھنتی ہو وہ ٹھنڈی سانس بھر
جسہ جا بڑتی ہے بھراؤں کی نظر	ہو چھے ہو اس سے یہی بے اختیار
لوگ کیوں رو دین میرے گرد و پیش	کے یہ غم سے ہوئے ہیں سینہ ریش
مر گیا کوئی مگر از قوم و خویش	سچ تو کہ یہ راز مجھ سے غمگسار
گھر تو آتا ہے نظر ماتم سراے	شادی کے کپڑے مجھے تم کیوں نہاے
کس لئے یہ ہاتھ مندی کی رنگاے	کیوں کیا میرے تئیں اتنا سنگاے
جس گھڑی کرنی ہو یہ بائیں دھن	سنے ہیں اور اسکو اہل اہن
اُلٹے آتے ہیں کیجئے تادہن	چلتی ہو ہر چشم سے لوہو کی دھار
بیاہ دیکھا ہو غرض ایسا کہیں	جس میں جز ماتم خوشی ذرہ نہیں
غم سے ہوں ہر ایک کی آنکھیں بہن	ہو گئے ہیں سینے سنگ آہن
سوئے کو نوشہ نے خوش کی لحد تنگ	چھوڑ کر اپنی فوہلی کا پلنگ
کھیلے ہو سارا کٹم لو ہو سو رنگ	سمدھنیں روتی ہیں ڈھار میں مارا
کیا کروں آگے میں ساچن کا بیان	دل پر از خون رنگ و شیشہ ہیں بیان
لی ہیں نیز و خبر سرون کی مشکیان	گل بہن آرایش کے زخم بے شمار
کیا کہوں اب جو کٹی منہدی کی رات	صبح کی افوس میں ملے کے ہات
ایسی ہی پھر دھوم کر آئی برات	ہو گیا روز قیامت آتش کار
جو برائی ہیں گریبان چاک سب	خاک سر ڈالے ہوے یک یک وجہ
شور ویرا بنی ہو میں جان بلب	گرد و شہ کی بونٹھ کے زار و نزار
اس طرح لائے غرض دھن کو گھر	اب تن لے سر کو دلے کھاٹ پر
جب پڑی عورات کی اس نظر	عرش کے آواز شبون ہوئی پار
لک کر اس تن کو گلے دو لھائی مان	بونی لے نوشہ ترا سر ہو کمان

یون ہی قسمت کا ہاتھ تو عوض میں تھی میل	زور بازو وہ گئے ہائے کدھر حیدر کے
تھاگ اور خونین دیکھو تو زمین کے اوپر	دھڑکتا ہوا کسو کا کین لوگے اسی
ہاتھ سے اہل شقاوت کے عزیزان یکسر	یون ہوئے آگے تہ تیغ و تبر حیدر کے
نہ میں قاسم کو نہ عباس کو دیکھوں ہوں آہ	نہ پڑے چشم اب امغربہ نہ اکبر پہ نگاہ
اسطرح مٹ گئے اک آن میں سب جان اللہ	گو یا تھے ہی نہ کبھو نور بصر حیدر کے
نہ کوئی یار ادا نہ نہ کوئی اب ہر شفیق	نہ کوئی دوست ہوا وقت نہ کوئی ہر رفیق
جو کوئی تھے سو ہوئے رحمت حق کدوہ خلق	کوئی نہ جا کے یہ مرقیہ خبر حیدر کے
اسو ابھر کے اس قریہ میں ہے لاکھ کوا	قسمت اپنی کہ موا جو کوئی پیاسا ہی موا
آہ کیا جانے تھی کوئی ساعت کہ ہوا	آگے فرزندوں کا اس جانیہ نذر حیدر کے
سپہ شام نے کیا کیسے قتل دی جو کی	بیچہ اہل حرم کے تین اک آن میں دی
کہ وہ سے نہ رکھا ایک کے اندام میں جی	قتل عام آگے بجایا ہے نگر حیدر کے
حق تعالیٰ کہ اس قوم کو جلدی نابود	کہ یہ میں زیر فلک ہر دو جہان کے مردود
ان لعینوں نے خدا جانے سمجھ کر کیا سود	کر دیے جی کے عزیزوں کے ضرر حیدر کے
یا جی نیرب پہ ہر سر کو یہ دکھلا تے ہیں	پھر ہمیں اسم باسم آن کے بتلا تے ہیں
یون عزیز و نکو ترے شام لیے جاتے ہیں	جلد ہو بخون کہ عجب قہر ہے گھر حیدر کے
راہ چلنے کہیں ایک بل آرام نہیں	جس سے بوجھے ہیں کمان پیلے ادا نہیں ہیں
نہ کے گنتا ہے وہ لمون یہ ہر کہ وہ ہیں	خویش و فرزند گئے اور جد حیدر کے
تھی غرض حضرت کفوم کی وان یہ گفتار	ہر سخن اب کرے متبادل شک و کسار
من کن ان باتوں کو دلتے ہیں کھڑی ناز ناز	شام سے اہل حرم تاب سحر حیدر کے
خود اب سر کو دے راہ دل بریاں میں	آگے سننے کی نہیں تاب کسی انسان میں
صلے میں اس کے عدد پر تجھے ہر میدان میں	قرۃ العین ہی دیوین گئے ظفر حیدر کے

### مرثیہ دیگر مریج

جیسے میں دیکھا ہے گردون پر حرم کا ہلال	روز و شب جگور رہا کرتا ہر روتے سو خیال
کہ نہیں سکتا کسی سے ہاسے اپنی دلکا حال	ابر دریا بار جب دیکھو تو ہی میرا و مال



## مرثیہ مرثیہ

پہونچ اس ابر کہ مرجھائے بجز حیدر کے	نیر بن جھڑتے میں بتانے غر حیدر کے
پہاے تڑپے ہیں ٹرسے نور البصر حیدر کے	خشک لب دیکھ انھیں جشم میں ترحید کے
گذرا اے ابر ترا کہ تو نہیں کس جا پر	گاہ تو کوہ پہ برسے ہے گئے صحر اپر
حیف مدحیت کہ ترسے ہیں لب یا پر	بوندیانی کے لئے لخت جگر حیدر کے
دوسلے ہو آب بغیر آل محمد کا گھر	توٹ جگہ نہ کرے علم سے جو جشم اپنی تر
اشک کی بل گئی فاطمہ کے سر سے گذر	سوج خون پہونچے ہر آئنا بکمر حیدر کے
قیض کو غم کے زمین پر تر و تازہ ہے نبات	سبز و شاداب رتے شک ہواے برسات
والے قسمت کہ جہان میں باب آب فرات	آب بن ہو تو بین بے آب تر حیدر کے
خویش و فرزند وطن کو ہو فی سب آوارے	ظلم کی تیغ سے مارے گئے وہ بچا بے
چین انکو نہیں باقی جو رہے و گھیا رہے	پھرتے ہیں اہل حرم خاک بسر حیدر کے
جمنج نے اہل شقاوت کو لیے ہو بد خواہ	گر ویا خبر و شبیر کو دنیاسے تباہ
ردز جون شب نہواں کنوین محمد کی سیاہ	یون ملین خاک میں جب سمن و فرحیدر کے
ایک کا ستم سے کیا کرے کلجا سارا	جس جگہ آب نہ تھا دوسرے کو دان مارا
جانتے ہو یہ چلا کن یہ ستم کا آرا	جو نواسے تھے پیمبر کے بسر حیدر کے
آہ ہدم سپہ شام حرم پر لوطا ہو	پاس تنکا نہ غریبوں کے بچا یہ لوطا ہو
سر کی چادر کے تین ہر ذی شفق جھوٹا	ظلم یہ کس پہ ہوا گھر پہ لگ کر حیدر کے
بولی کلتوم یہ چہرے پہ لگا سیلی غم	نہ کوئی مولس و عنخوار نہ کوئی ہدم
اینا احوال کسے جا کے دکھا دیں یہ چہر	کاش اس وقت پڑیں جا کے نظر حیدر کے
خویش و فرزند ہمارے نہ کبھی یون مرے	یہ لعین جو روح خفا کا ہے کو ہم پر کرتے
ان جفا کشوں کے ہاتھوں نے نہ یہ دکھ بھرتے	ہوتے ہم آج کے دن پاس کر حیدر کے
اہل بیت نبوی دست تقدی کے اسیر	کھڑے ہو پاؤ یمن ہر ایک کے ہر دم زحیر
قطرہ آب کو اس دشت میں جون ابر مطہر	مطل روتے ہیں ٹرسے شام و صحر حیدر کے
ہوئے اس معرکین آج جو مژدہ و عقیل	نہوں نہ اس دشت میں ہوتا میری بیار و کانیل

اس طرح کہ جا اب بن معویہ کے وہ حضور	اسین ای بھائی نینین ہر شک وطن کا احتمال
یہ سخن شکر حنیف اس وقت شر کے در جواب	یون لے کئے خدا حافظہ ای علیہ الجناب
آنکھیں دونوں کی ہوئیں باہم گلگ کر رہا اب	اور بھائی سب رفیق اگر ہوے بہر قتال
آخر کار ان کے کہنے کو نہ مانا نہ نیا ر	کوچ کا دن اور تاریخ سفر پا یا استمرار
بختے ساکن تھے مدینے کے وہ روئے زار زار	اس سفر کا سب نے کوچ آخرت جانا مال
بہر نصرت جد کے روئے زمین وہ پھر محنت نصیب	ہا کے بولا السلام علیک ای حق کے حبیب
کہ مرخص جلد تا مطلب کو پہنچو وہ غریب	امر برحق کے لغافل کا نہ ہوتا احتمال
سر جدا ہوئے کائن کی جگہوا بڑ کب ای علم	حویش و فرزدان کے مرینکا نینین ہر گمراہ علم
بان مگر دوری ترس مرقد کی بھیر ای ستم	سو میں فائق اُسے سمجھا ہوں رضای ذوالجلال
گرچہ ہوں وہ شخص میں جس کا گریبان قبا	قطع میں ہونگ گردن پر نشان اسکا پڑا
و کی مگر اس خط کو روئیں اس قدر خیر النساء	پونہیں ہا آنکھیں تنجوائے ہاتھ سے لیکر دال
سو نظر آئی ای یون اب مجھ کو مرضی خدا	ہو اسی خط پر کہ گردن میرے خنجر سے جدا
یو چھو کیا اس امر میں کہتے ہیں وہ ام المدا	میں تو سر کٹوانے جاتا ہوں بیت اہل میل
نا اعلان جائگہ از آگے یہ کرنے میں کلام	سو گیا اس گفتگو میں وہ مشہ مالی مقام
خواب میں اگر لگے کہنے اُسے خیر الانام	اے جواہر خانہ حق کے گمرو میسر لال
فاطمہ کو کوئی دنگ اس درد سے بدتر نہو	یکسر مو پر رخصائے حق سے وہ باہر نہو
اسیمن گو تیغ قضا کو دھڑپہ تیرے سر نہو	بندگی یان ہی ہمیر زادگی کا کیا خیال
گرچہ مجھ کو مرتبہ حق نے نبوت کا دیا	اور مجھ کو فاطمہ کے بطن سے پیدا کیا
پر ترے سر کیلے پیش جناب کبریا	کا ندھے سے لیکر میرے کسان تیرا نیزہ بکریال
مطلقاً اس امر میں مارا نہیں جاتا ای دم	کو نبوت یا امامت کو سبب فائق بن ہم
جس جگہ سر پہنچتا ہی بے نیازی کا علم	رکعتی ہو اس جانوت اور امامت کی گمال
یہ زبانی فاطمہ کی مجھ کو دیتا ہوں حساب	اس سے بہتر ہی نینین حق بن تروری صواب
جس طرح حاضر ہوا مان جاے حاضر ہوتا اب	تا بدرگاہ خدایا ہو سرخرو تیرا جمال
یہ سخن کمر لگے اپنے جگہ گوشے کے کل	یان تلک روئے کہ شرکان کی چواخو نہا بل
خاک تھی زیر قدم جتنی ہوئی لوہو سے گل	یون محمد سے ہوا رخصت کا اسکے انفصال

کس طرح دکھاؤنگا محشر میں اپنا روزِ زرد ڈوبی پانی بن وہ نشی جبین بحق احمد کی آل	بوجھے گرونی سبب تو کیا کون اس کے درد پیاں لگتی ہو تو کرتا ہوں تلاش آبِ سر
اور چسپا رہنے میں دل ہوا نش غم کی کباب بحسرت کر ڈھکے وہ مظلوم پانی کا سوال	فحمت مشکل ہو جو کیسے تو نہیں نہ کی تاب تیغ و تیرا نیز برساتا تھا انھوں کے در جواب
یہ قسم نوع بشر پر میں نہ دیکھا خلق میں سوکمان جو رکی تھی تیر کی انجما میں ہمال	دل مرا کیونکہ نہ دوسے اضطرابِ قلق میں گر کسی لڑکے کو پہنچا قطرہ پانی خلق میں
جب لگا چٹنے دینے سے کٹا نیکو گلا اور یوں کرنے لگے عرض اوجناب اکمال	یوں روایت ہو کہ وہ مظلوم سوے کر بلا اللہ سے تب ہاتھ بھائی بندے اپنے ملا
قول و فعل انکاس میں ہو خوب ہیں وہ بندہ وہ نہ کر محشر میں جو ہو مکتبہ سے انفعال	کو فیونکے قول پر ہرگز نہ کیجے اعتماد گھر بھر کا رفاقت انکی دیوب کی بباد
یہ کہو کابل میں نہیں چلتا ہو کچھ تقدیر سے انکے ایفا کو نہیں سکتا میں لہو سر سے نال	فکھنے فرمایا کہ سچ ہے دور یہ تدبیر سے سر کا وعدہ کر چکا میں جو رکی خمیر سے
سوچے ہمراہ اور جینے پہ ہو جس کی نظر اسکی جانب نہ ہو ہرگز مرے دلین لال	جو کوئی تم میں سے باندھو مرنے پر ابھی کمر اُس کو ہوں راضیِ نافت دیکھو میں زیادہ تر
جائے آپ اقتضا کرتی ہو گر لب شریف پاس رکھنے کا انھوں نے مت کر دہر گز خیال	راوی کتا دس اسکوبو دیون حضرت حنیف ہر حرم کو ساتھ لیجا نا ہے تدبیر ضعیف
ان کی دل بھی کد خاطر چھوڑ دیاں میری نہیں ساتھ لیجا نا انھوں کا سخت ہو تم پر وبال	ہو صلاح وقت یوں اب رکھ جلوانگو یہیں میں ترا بھائی ہوں کس کو مرے کیجے یقین
یوں مقدور شریک حال ہو عترت تمام آپ کے کہنے کو چھوڑ دین ان کو یاں ہے یہ محال	یہ لگائے وہ سرور سے بھائی کا کلام ہو حق کی مرضی بن کیا اب تک نہیں کچھ میں دکام
اشر و نیر اسکے پیچھے ہو میں سب یہ سینہ ریش سوا اس طرح لجا دین وہ قوم بد خصال	چاہے یوں سر را نیز دیہ ہو سے پیش پیش پاس انکو مونہ جز عابد کوئی فرزند و خویش
پیادہ چڑھ کر ہر منزل میں وہ پیچھے عقب وہ نہ دے قطرہ کر دجس کو وہ پانی کا سوال	اسکی قسمت میں دیون اُس روز ہو وہ انکو تب چشم تر ہوں اشک و اور نشکی کی خشک لب
پا برہنہ تپ ہو دے میرے سینہ کا سرور	پچھیں اُس راہ میں ہوے کانٹوں کا دفر

ظالموں نے نہ رکھی وہ تلوار	جو نہ کھینچی زنیام آج کے دن
اس عزیز بی سے کٹا یا حلقوم	رن مین مین ہاے سین مظلوم
اُس جگر خستہ کا اُس کے معصوم	پتین یوں لے لیکے نام آج کے دن
جان بلب آب بغیر از اطفال	جو کوئی ہی سو عطش سی ہی نہ ہال
دم بدم دیکھ اُنھوں کا احوال	ہے یہ عابد کا کلام آج کے دن
پیاس کے اے مین تھنا ہوں ہے	باقی ماند دن سے نہ کوئی مر جائے
پھیر گس کام کا اے جد جو نہ آئے	کام مین کوثر و جام آج کے دن
جاری دریا مین بھر دیں تالاب	مرغ سے مور تلک سب سیراب
بند یہ آل بنی پر سے آب	قطرہ ہے اُن پر حرام آج کے دن
جز خدا کوئی یتیموں کا نہیں	ڈھونڈھے روئے زمین کو تو نہیں
بیادہ با قید مین کر سب کے تین	لیگیا لشکر شام آج کے دن
نہ کوئی دوست نہ کوئی ہمد	کہ کہین جس سے سیتم اپنا غم
کون اس وقت اُنھیں پہونچے بہم	دے بنی کو جو پیام آج کے دن
اس مصیبت کو کہین سو کس سے	غم الم دل پہ دردنا اس سے
ہم نفس کون کرین وہ جس سے	ورد اپنے سے کلام آج کے دن
آقرا با قتل ہوئے سب کے سب	ایک عابد سو گر قنار بہ شب
اہل بیت نبوی پر یار بہ	ہر قیامت کا قیام آج کے دن
کھا گئی سب کے تین تیغ ستم	ایک عابد جو رہا نزد حرم
ہر سبب ضعف کے گواہ کا دم	آفتاب لب بام آج کے دن
اُنھوں کا پردہ مین جو مین مردم	اب ودانہ ہے نصیبوں کا گم
ہے محرم کا انھیں روز دہسم	غہ ماہ میام آج کے دن
طائر عرش زدست صید	ہو نہیں سکتے کسی طور آزاد
کوئی سنتا نہیں اُن کی فریاد	پر نہیں مین تہ دام آج کے دن
ظلم ایسا ہی ہوا ہے ہر یا	کہ ہو گا نہ ہوا زیر سما
رہیگی جب تین دنیا کی بن	ہو یگا حشر مدام آج کے دن

دیکھا یہ خواب جو چمکا نہ دنیا و دین	بوچھتا آکھین سو اہل حرم آیا و بہن
یون کساندام سے کس کر شلیتو نکلتین	ہو جو اسباب سفر و پیٹھ پر ادا لوگنی ڈال
نافل جان سوز یون کرتا جواب آگے بیان	لے حرم کو ساتھ ابو جب لگے ہوتی روان
جنگو چھوڑا تھا دینے میں وہ با آہ و فغان	اُس شدہ دنیا دین سے یون لگے کر ذوال
چھوڑ کر ہکو کیا ہے تم نے جو غم سفر	کیونکہ سو بچکی تھائے حال کی ہم کو خبر
یہ سخن سن نہ لے اٹکو خاک کی میشت بھر	اور فرمایا کہ رکھو تم اسے شیشے میں ڈال
تم خبر اس خاک سے پاؤ گی میری من عن	راوی بھی اسطرح کہتے ہیں پناچہ یہ سخن
کر بلا میں جگمگی جو جھے وہ ہو گریوٹن	ہو گئی وہ خاک شیشے میں برنگ خون لال
نمودا تو کر ختم اب پڑھ کر درود اس نظم کو	سامون کے گوش زد آگے کر یہ ب گفتگو
ان قیامت تعزیر ابن علی کا یوسے تو اور	حق تعالیٰ دے تجھے توفیق یہ ہر ایک سال

### مرثیہ دیگر

کیا ہوا ہے یہ کام آج کے دن	روتی ہے خلق تمام آج کے دن
گر ٹرا دین کا خیام آج کے دن	ہو گیا قتل امام آج کے دن
سقف ایمان کا میں کیا حال ہوں	دھے پڑا رن میں بنوت کاستون
تو ف ہے اے فلک سفلہ دون	نہ رکھا تو نے بھی تمام آج کے دن
باپ کے قبضے میں جس کے کوثر	آشنہ حلق اسکا بزریر خلجہ و
خون سے اُسکے ہر زبان تیغ کی تر	خشک اسکا لب و کام آج کے دن
غرق وہ خون میں پڑا ہے مذبح	پیاسی دنیا سولی اس کی روح
خاک تم کر کے سد وں کو مجروح	ڈالو اسے خاص و عوام آج کے دن
جس جگہ میں وہ پڑا ہے یارو	روکھ بھی وان نہیں جو کیا ہو
دھوپ میں سوکھتے اُسکے تن کو	ہوئی ہر صبح سے شام آج کے دن
کون تنہائی کی اسکی کیا بات	پاس کوئی سین جز حق کی ذات
کو بج کر شام حلا سر ہیات	رن میں تن کا ہر مقام آج کے دن
رخم اس تن کے گردن کیا میں تھار	کون سی جانہ لگا وار یہ وار

پہٹ پیٹ اپڑ سرون کو کستی مین دھینہ لڑن	اس طرح سے جائیں یہ سروا درینا وادریغ
ان سرون پر بوسہ دیکھو سدا ارکان دین	انگو سجدہ کرتے تھے ہم آسمان ہم زمین
دھوئے تھے تیسواٹھوئے آنکر روح الامین	موبوسو خونین ہے سروا درینا وادریغ
بیچ مین تھا ان سرون کے وہ سر عالم پنہ	جا پڑی نسب کی انہیں ناگمان اسپر نگاہ
سر کو اپنے پیٹکریون کئے لاگی بھر گاہ	ہائے امیر سے برادر وادریغ وادریغ
یہ وہی سرا کہ جو تھا بوسہ گاہ مصطفیٰ	لطف کی ہر آن اسپر تھی نگاہ مصطفیٰ
فی الحقیقت تھا یہ شایان کلام مصطفیٰ	سو نظر آیا علم پر وادریغ وادریغ
دن اسی نیزہ پہ گذرا ہم غریبے حضور	رات کو خولی نے لیجا کر رکھا تھا درنور
تن بخون آغشتہ کرل مین بڑا ہر سر سے دور	زیر این جمرخ مدور وادریغ وادریغ
راویان جاگند آگے یہ کرتے مین کلام	کوسنے ہو نچا قافلہ وہ جو چلا تھا سو شام
خولی ملعون نے ایڈ گھر کیا اس شب مقام	جا تنورا اندر رکھا سروا درینا وادریغ
مومنہ تھی زن جو اس ملعون کی وہ ملکی نسب	اس طرح سے کافی ان فریج آنکھوں وہ شب
یسخن تاصبح اس بیماری کے تھا زیر لب	بابے لب سبط پیر وادریغ وادریغ
لصف شب گذری تو دیکھو کہ تاحو ملک	ایشیا و فریم وخوا و نہ ہرا از ملک
تخت پر بیٹھے یہ کستی آئین اس موضع ملک	فاطمہ کے ناز پرور وادریغ وادریغ
سر کو چارون بیوی مین کر بنے کے نور مین	اپنی چھاتی سے لگا کر یوں کہا کیوں حسین
یہ بھی تھا قسمت مین یوں دیکھیں ترا سر مین	یان رکھا ہو کن نے لاکر وادریغ وادریغ
ہائے وہ تن جو محمد کے پلا بالائے صدر	تسلیوں مانی مین جون ہو دی غبار لودہ بدر
سر کو جو تیغ جفا سے کاٹ لائے اہل عذر	سر تنورا اندر دیا دھر وادریغ وادریغ
فاطمہ القصد اس سر سے یہ کرنی تھی بیان	عرش تک ہو بچے تھی آنکھیں کی آہ و فغان
دیدہ حور ملک سے خون دکھا تھا روان	اور تھا انکی زبان پر وادریغ وادریغ
سودا اب خاموش ہوا کہ نہ کہ احوال تو	دیوے کی ارض و سما کے بٹ ملا یہ گفتگو
اس قدر کہی نہ ہی عشرتین ہو گا سرخرو	لیکے نام ان کا کہ گرو وادریغ وادریغ



تن ترا یون ہی نہ پر حیرت رہتا ہوئے گا	خاک و خونین روز و شب ہو ہو غضب ہو غضب
کیون نہ روؤن لاش پر تیری مین سون لال گل	تن ہو تیغ ظلم کا اسطرح تیرا چاک چاک
بکھو پیغمبر نہ ہوئے بن کے رومی فداک	تھا تیرا یہ کچھ لقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
سرترا تیرے کے ادھر تن ترا ہو خاک مین	بھری مانی ترے زخموں کے ہر اک چاک مین
خون دل کیون نہ ہو مجھ دیدہ منناک مین	تجھ سے پر ایسا غضب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
ہو ترا نانا میر باپ تیرا ہے امام	جس سے عشرین طلب عالم کو ہو کوثر کا جام
تشنہ لب ماہین تجھے اسطرح لکھا اہل شام	جانکر تیرا حسب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
اے پردہ بچھ بن مجھے اس چٹوڑی کی لاج	خاک و خونین تو بڑا ہو دو جگہ کس کو تاج
مصطفیٰ اور مرتضیٰ کی دی ہو فوج غم نے آج	خانہ و دلو لقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
فاطمہ بے پر ہن لاتین نہ زبیرا آسمان	سو تو اب عریان بڑا ہو خاک خوئے درمیان
واسطے تیرے کفن کا کوشہ ہر دو جہان	نہ حریروئے نقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
یہ سخن لکھ چلا وہ تو پیر کے لک گلے	ہاں بابا دیکھے مانی بھی نہ ہم جس کو چلے
کیون نہ تیرے ساتھ خاک و خونین ہم بھی لے	یون مجھے دیکھے ہن اب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
کر چلا لاش پر ہو جسکھڑی عابد یہ بین	منہ مدیگر کیطرت کر وہ بنی کا نور عین
بول اٹھا امت کو تیری اشقیاء قتل حسین	سمجھیں ہن عیش طرب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
اکل مین تیری کسی کے دھڑ پاپ جد سر نہیں	کو لسا سر ہو اٹھوں مین کے خونیر کے نہیں
تن ہو کسکا جس پہ زخم تیغ اور خنجر نہیں	ایک مین سوجان لب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
یون محمد کیطرت کرتا تھا جب بد خطاب	راہ سما ہی ملک سب کا جگہ ہوتا تھا آب
خاک مین مور اور ہوا مین مرغ ہو تو نغمہ کباب	یہ فغان کرتے تھے سب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
ختم کر سودا تو اب اس مرثیہ جانکاہ کو	بند کر حرف زبان اوپر یون کی راہ کو
یاد کر ہر دم تو اپنے دلیں حال شاہ کو	یون کما کر جیب تب ہو ہو غضب ہو ہو غضب

## مرثیہ دیگر حضرت امام

جلا جب کہ بلا سے شام کو زین العبا تنہا	کے تھا لاش پر بابا کی رو رو یون کھڑا تنہا
کھا کر بجائی بند اس کے خاطر مین رہا تنہا	کہ لیجاؤں اسیر غلامان کرا قر با تنہا



## مرثیہ دیگر

غرقِ خویشِ تشنہ لب، ہر دے غضب، ہر دے غضب	آل احمد سب کے سب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
یہ ستم ایوں یاب، ہر دے غضب، ہر دے غضب	دو جہان کے منتخب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
مان ہو جسکی فاطمہ جس کا علی سا ہو پدر	دوست دیا اُسکے نہ دھڑا دے ساتھ نہ گون نہ سر
دن میں اس تفرقے سے آج باخویشی پس	دو شہ عالی نصیب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جو بشارتِ خدا کے دوست کا تھا ہوشِ دم	کاٹ سر اُسکا کیے اُسکے اسرائیلِ حرم
کوئی دشمن کے بھی دشمن پر کرے، ہر دے ستم	بے گنہ اور بے سبب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
نیز جھکے تن سے پہونچے تھا، چشمِ مہر و ماہ	استقامت تھی فلک کو بہن کے زیرِ حیمہ گاہ
آج کے دن سر پہ اُن غصونے کے کیجئے نگاہ	خاک، ہر ایک یک دج، ہر دے غضب، ہر دے غضب
بیچنے تھا جبریل آکر جسے اونٹوں کی مہار	آج دے ساتھ اُسکے ایسا کچھ سلوک روزگار
لے گئے اونٹوں پہ اُن کو بے عاری کر سوار	بیو فایانِ عرب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جسکی جانب مہر و مہ کو دیکھنے کی تھی نہ تاب	اور جو مالے ملک پر اُطون کو کیا حساب
آج چادر بھی نہیں سر پر کہیں جس کی حجاب	آپ یہ رنج و لقب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
اہل بیت اونٹون پہ ہر منزل میں بڑی محل سوار	زینب و کلاؤم سر کو ہان سے ٹکین بار بار
عابد بیمار پہنچے جاے اونٹوں کی مہار	لات و لٹس پر، ہر دے غضب، ہر دے غضب
ایک تو مئے غریبوں کے پریشان بہن جو اس	دوسرے کھیتی ہو انگوڑات و ان کی بھوک پیاس
اس میصبت کی نہیں جینے کی اپنے انگو آس	ہور، ہر بہن جان لب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جب گذر اس ناتوان کا، قتلِ شہ پر ہوا	پار نکلا دلیں اُسکے پیٹھ کہ غم کا سوا
کنے لائے اے پدر میں کیوں نہ بچھ آگے موا	نومرے جیون میں اب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
تن ترا آ بالظرا آلودہ گرد و خاک سے	خون بہتا دیکھتا ہوں زخم کے ہر چال سے
لختِ دل ٹپکین بہن میرے دیدہ فغاں سے	ہر یہ احوالِ عجب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
وہ مسلمان رکھتے ہیں کافر سے جو کفر شدید	تشنہ لب اُن خالون فی کر دیا تجھو شہید
میر ترانہ پہ کرتے ہیں جدا پیشِ یزید	یہ لعلِ عند الطلب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
کیونکہ پیغمبر ترا غمِ دل پہ بہتا ہوئے گا	دہدہم خون عکرا اُٹھوئے بہتا ہوئے گا

اگر دشتِ محمد کی امینِ عقیقی میں کچھ ہوتی ہو	تو انکا حال تو بے بس ہو کیونکہ دیکھتا تھا
سبا ہی ہو وہ ہیر جمی کی جو اپنا نہ منہ موڑے	نہ اسکی تیغ ہرگز فضلِ شمشاد تک چھوڑے
خوش اپنی کرنے آقا کو وہ لیوڑا خلیفین چھوڑے	نہ دنیا جب تک ہاتھ لگے تو ہر دین کیا تھا
غرض ادا قبلہ قول و فعل جنکا ہوے ایسا کچھ	جفا کی آنکی یہ دیکھا اور دیکھو گنگا کیا کچھ
اب آگے دیکھیے قسمت کا میری کیا رکھا کچھ	کر ایسے ظالموں کے ہاتھ پاؤں میں آہلِ تنہا
کے ہیں بیادہ ہر منزل میں سلتھ اپنی پھر اونٹنے	جو ہوگی رات تو لنگر بچھا بجھو سلاوین کے
ترا دل طعنہ و تشنیع سے ہر دم دکھا دینگے	کھینکے باپ تیرا چھوڑے بجھو کیوں گیا تنہا
غرض عابد پر کی لاش کی بائیں یہ کستا تھا	اور اسکا خون دل اکوئین کی راہ بہتا تھا
کبھو بیہوش ہو جاتا کبھو ہوش امین رہتا تھا	پھر آخر چھوڑ کر لاش پر کو وہ جلا تھا
صعوبتِ راہ میں گزری جو اُس پر سو نظر ماہر ہے	جہاں کی بیچ اس احوال کی ہر شخص ماہر ہے
زبان سے گر کون حدادب کی تو وہ ماہر ہے	سر اپنے عابد بیمار نے جو کچھ سہا تھا
جموشی خوب ہی سودا یہاں ظہار کا ہے	سنے اسکے تئیں سودا لین اطاقت ہی کے
ہوا بیہوش وہ مصعے بڑھائیں آگے یہ جسکے	جلا جب کر بلا سی شام کو زین العباد تھا

### مرثیہ دیگر

کیون مضطرب الحال نسیمِ سحری ہے	ہر گل میں طبعِ لالہ کے داغِ جگری ہے
بلبل کو ترانہ کی بدلِ نوحہ گری ہے	اس باغ سے کیا آلِ محمدِ سفری ہے
شبِ نیم جو روا چاہے سو نور و شبِ تار	کر بادِ سحر خاکِ سر پہ ہے تو ہر بار
لوطا یہ رسالت کا ستم کیشون نے گلزار	بطنی چمنِ دین میں نہ سوکھی نہ ہری ہے
جو نخلِ محمد کے جگر سے رخیں بیوند	اور ساقی کو تر کے وہ لاریب ہوں فرزند
یانی چمنِ دہر میں ہوائ کے اوپر بند	کیا چرخِ شکر کی یہ سدا گری ہے
تیغ و تبر جو رسے جو نخل کٹا ہے	کتے ہیں وہ فرزندِ رسول دو سرا ہے
اُسکا جسدِ پاک زمین پر جو گرہا ہے	آلودہ گرد و مہم رہ گزری ہے
دیتے تھے بنی بوسہ سدا جن کے لبوں پر	سو مثلِ مدفنِ آبِ سبکِ نظر لیے نہ ہوں تر
اکدم نہ ملے آبِ انجمنِ جزدومِ خجندہ	سب دہرِ خفا پیشہ کی یہ بد گری ہے

وہ ایسا کون ہے کہ جس سے مانی ٹھکرو دلو اؤں	جو عالم بیکسی کا مجھ پر سوکسو کھلاؤں
تجھے یوں چھوڑ کر اسے نور چشم مصطفیٰ تنہا	کردن کیا بس نہیں چلتا مرا کچھ در نہ میں جاؤں
جو کوئی اکبر و اصغر کو بوجھے کیا بتاؤں گا	میں نے میں جو ہو جانا تو منہ کس کو دکھاؤں گا
تین تنہا جیون میں تو مے کرل میں تا تنہا	بھلا اس طرح جینے کی ملاوت کیا میں پاؤں گا
نہ کوئی بھائی بھولی کہ دکھ میرا پٹا دے وہ	نہ کوئی بزرگ اس دم کہ چھائی سے لگا دے وہ
نہ کرے بیچ کا فرو بھی مجھ جیسا خدا تنہا	نہ کوئی آشنا ایسا کہ ملک یا فی بلا دے وہ
کہ اس سے حال دل اپنا غبار سینہ میں ہوتا	کوئی بھائی بھی رہتا تو کٹے لگ اس میں ہوتا
نہیں اہل مصیبت کو تو روزا بھی بھلا تنہا	مجھے دیکر دلا سا کچھ تو غم دکھا مے کھوتا
کٹے کی طوق انکو دور ہو زنجیر میں سے پا	نظر آتا نہیں کوئی جو اس بند کو دے چھٹوا
نہ بھائی بند ہے کوئی نہ یار و آشنا تنہا	جو میں ہوں سو کی حالت میں مجھے ہو کی ہر کیا
کوئی کتا ہے اسکو لیچلو جید ہرن ہو یا فی	کوئی کتا ہے وہ بنو اشترو کی اس کو سربانی
پھرون ہوں تجھ بن اس جو روحنا کھا جائے تنہا	کوئی بوڑھا دودھ سے ہو جدھر خا رہیا با فی
نہیں ملتا ہے قطرہ آب کا جو تر کر زمین لب	کمان تبریاس حالت میں جس کی ہو علاج تب
اذیت دیتا ہرین یا کر مجھے اہل جفا تنہا	غرض کیا کیا کہوں اسکو سو ابھی سو طرح لی اب
کے ہیں طریان جو کا لکڑی بھاگے تو	جو میں کتا ہوں کھیرے اس قدر جلتی ہو کیون مجکو
تجھے ہم اسے نہیں چھوڑ کر زمین الباتہا	تو کیا دکھلاؤں گا کہ خلیفہ کو ہم اپنے رو
محمد کے تین عشر میں کیا تم منہ دکھاؤ گے	جو میں کتا ہوں اس حالت کی مجھ لیکے جاؤ گے
جو اس صورت کی جاؤں شام میں روتا ہوا تنہا	بروز باز پرس امت میں پھر کس کی کہناؤ گے
سپاہی کرتے ہیں روٹی کو بیدار ملت وکد سے	تو کتے ہیں ہمیں کیا خوف عشر میں محمد سے
بچھوڑیں اس ڈر کون کی بھجور ہم کوئی جاتہا	قیامت میں ہماری کیجونا لاش اپنے تو جد سے
پردے کے سر کو تیرے کا لکڑی پر کیوں ہرتے	اگر خطرہ ہمیں ہوتا تو ایسا کام کیوں کرتے
ہمارے ساتھ پھرنا اس طرح تو کیوں بیکاتہا	ہماری تیغ کی خوش بردار اسکی کیوں مرتے
اسیر اسکی حرم کو پیچھا دونوں کی نہ بھلاتے	سرا ردو میں اس کے ہونے کو ہم نہ نہیں جانتے
نہو تا آجے دن ہو کے تو بیدار دست و پا تنہا	تری گردن میں طوق آہنی ہرگز نہ پہناتے
لے ہم پاؤں کی طحال جتنے کان کی مونی	نوا سی اک محمد کی علی کی ایک ہی ہونی

گزارا جو جب اولاد محمد پہ یہ طوفان | ماتم میں جنھوں کے ملک و جن و پری ہے

## مرثیہ حضرت امام

کتے ہیں رور و کزین العابدین	ہو کہ ہر دادا امیر المومنین
مرد دن نے کر سندین کو تین	کھو دیا مسرت نبوت کا نگین
پوچھے وہ مجھ دل ناشاد سے	جو ہوا ہے آج ہر جلا د سے
نزدیے خاک کا رد بیداد سے	سب حروف دفتر شمع مبین
انما کی آیہ جن کی ستان میں	حق تعالیٰ نے کئی قرآن میں
اُنکو یہ لوٹا جو اس میدان میں	یا درائین ایک کے بر سر نشین
کر گئے گل سمیع دین وہ روسیہ	پھرتے ہیں ہم وہ بدہ ہو کر تباہ
بار اُنکا گھر ہے جسکے سر و ماہ	آکے دروازے یہ گتے تھے جبین
وارثوں کے سر میں نیز و نیروان	تن بڑے ہیں خاک و خون کے درمیان
بے مکان ہیں وہ کہ جنگو ہر زمان	سجدہ کرتے عرش اعلا کے مکین
ظالموں کے ہاتھ سے ہو بی وطن	آن کر پیاسا موائے کربل کے بن
دشت غربت میں طرہ اوہ بے کفن	مہد جنان جسکے تھے روح الامین
فاطمہ کا وہ جو دم اور ہوش تھا	اٹھ پہ اور اُنکے ہم آغوش تھا
جسکے سر کا تکیہ اُن کا دوش تھا	چاک چاک اُنکا ہے جسم نازنین
حیف ہو میرے اب ایسے جینی پر	یوں کمر باندھے فلک جب الینو پر
لوٹتا تھا جو بنی کے سینے پر	بھاتی بکر اسکے چڑھے شمر لعین
میرے دکا وہ کوئی کچھ کا درد	جسکے سر اسی پیتی کی ہو گرد و
اُسیہ ہو معلوم میری آہ سرد	باب کو یوں جسکے مارین ظالمین
پانی سے سیراب ہو سب کائنات	لینے حیوان تاجادات و نبات
تشہ لا کر بر آب فرات	سر جداشت سے کرن اعلیٰ دین
دن تو اس سر کو چلین نیز بہ دھر	رات جب ہوئے تو منزل میں اتر
گرد اُسکے باد مہیوین بیٹھ کر	وہ لعین اس سر پہ جو ہو وین تعین

آن جور و جفا مارون کا میں کیا کون احوال	ہر ناوک دل دوز سر ہر ایک کا یہ حال
پچھانی بہ سو فار تو ہے پشت ابر کمال	ان دونوں کو ماہین مین یاں ٹھوٹن سری ہر
کس طرح کروں انکی معصوبات کی مین بات	ایسا تو نہو ویکا کوئی مور د آفات
پیدا جو بلا ہوے ہر اب دہرین نرات	گو یا وہ بلا واسطے انکے ہی دھری ہے
ایسا تو کبھی غم نہوا جب سے ہے عالم	درواکہ دم تیغ سے افزو دہے یہ غم
ہر زخم پہ ہوتا ہے فلک بخنیہ و مرہم	زخم جگر فاطمہ دونوں سے بری ہے
محشر میں محمد کو دکھانا ہے جسے رد	اور آل سے اسکی جو محبت ہو سر مو
وہ شاد نہ آفت سے کرے اپنی پسر کو	عابد کے تیوں آج غم بے پردی ہے
ہر طائر قدسی بہ دیا حق نے جھین فوق	اور جگہ قد موس کا جبریل رکھے شوق
کوئی تو ہے زنجیر میں کوئی بگلو طوق	افسوس انھیں آج یہ ہر بال و پری ہے
عزت کو محمد کے جو لوہن مین شکر	جنا وہ پکا ہے مین نہ مونس ہر نہ مادر
ہن داورس ہر دو جہان وہ جو بمحشر	فریاد کو آج انکے یہ کیا بے اثری ہے
کس سے کون یہ نقشہ لبو کی مین معویت	دنیا سے لگے پی کے شہادت کا وہ شربت
اک آدھ جو باقی ہر سوا سکی ہر یہ صورت	بن آب دہن خشک اور آنکھوں میں تری ہر
جن بیویوں کا باب علی فاطمہ مادر	حسین کی اور انکی ہون مان جائے برادر
سب کچھ یہ سمجھ کر نہ رکھی شقیوں نے چادر	کیا قوم سنگار کی یہ بے بصری ہے
منہ کمر کے مدینے کی طرف پرد کیا نہیں	کہتے سبب پیاس کے کاٹھن بن نایمیں
مشہور ہو تم مجھ صادق دو جہان مین	کیون حال چاک کے تمھیں یہ بھری ہے
احوال تری آل کا اب سخت ہر درہم	لے جلد خبر اے شرف خلقت آدم
بیٹے ہن ز بس صورت و سیرت کو ہر دم	رنگ رخ ماتم زدگان نیلو فری ہے
جی چاہتے ہن پیاس کی مین دہن جانی	پانی جو طلب ہم نے کیا بات نہ مانی
بتلاؤ کہانے میں اس دشت مین پانی	مدی ہر جو یان خون شہیدان کی بھری ہر
جب سے کہ شہ دین کی اقامت کا اٹھارخت	اندوہ و غم و درد و مصیبت ہر نہٹ تخت
دنیا کی حلاوت کا نہیں چاہتے ہم تخت	ہونا ہمیں اب خاک بستر تا جوری ہے
کیونکر نہ روے خون کی آنسو سے مہربان	کس طرح نہ اس غم کی شب و روز ہونا لان

## مرثیہ دیگر

ایک بھائی کو بھی رکھتا روزگار	عابدین کہتے ہیں اسے پروردگار
روتے آپس میں گلے لگ زار زار	یکدگر اس وقت ہوتے غمگسار
پوچھ کر خوشنود ہوتا ہر زمان	درد و دل باہم کیا کرتے بیان
کچھ تو ہوتا دنگو تسکین و قرار	ایک کو ایک اپنے بابا کا نشان
وہ جوان ہو کر بٹا میری پیر	عمر اصغر گرنے ہو جاتی اخیر
کیا بساط اسکی وہ طفل شیرخوار	سو تو فیصل ہو گیا لگتے ہی تیر
غرق ہو میں بڑے میں یک کلم	لے بر اور تا پدیر عزم ابن عم
کشتی آل بنی آما بھجھ دھار	بیٹھ گئی دریائے خونین ہے ستم
آب کی خاطر کیا قطع حیات	جا چھانے برب آب فرات
پانی کی تو بھی نہ پوچھی منہ میں دھار	باپ کے سقے نے کاٹے پاؤں بات
دیکھتے تنہا نہ زیر آسمان	باپ کو میرے محمد یک زمان
جس جگہ کوئی نہ یاد رہے نہ یار	فوج کر ڈالایہ بکیں کر کے دان
دیکھتے کہتے جو بابا کا گلا	کاش ہوتا اس جگہ میں دل جلا
جا بیٹ جاتا گلے سے آہ مار	یکھ نہ بس چلتا تو یہ تو تھا بھلا
ساتھ میرے باپ کے شمر لعین	مار بھی کر ڈالتا میرے تین
جس مصیبت میں ہوں میں لیل ہمار	ایسے جینے سے تو بہتر تھا کمین
دکھ مرے کو کے دل میں راہ ہو	درد و دل سے میرے کون آگاہ ہو
گو کسی کے سامنے کیے ہزار	بات دکھیا رون کی کب دلخواہ ہو
رہ گیا ہوا قر باکٹوا کے فرد	کوئی مجھسا ہو سو میرا بھے درد
نے دوا اسکی ہونے تیمار دار	چہرہ بیماری کا اسکا ہو زرد
ہاتھ سے تھا بنے سرز بخیر پائے	منفعت کے پاس چلا اس نے جاے
راہ چلواتے ہوں اسکو مار مار	جب قدم آگے رکھے تب لڑ کھڑاے
اذ ٹو بنز ناموس پیچھے سینہ ریش	باپ کا نیزے پر سر ہو پیش پیش

اہل بیت اُسکے ہوں اور توبہ سوار	ہاتھ لیکر وہ چلے ان کی مہر
باہر نہ ملے کرے جو دشت خار	میر قدم بھرتا ہوا آہ جزین
اُس پہ ہو ہر ایک منزل یہ عذاب	ٹاک جو ٹھہرے تو کہیں ان جل تاب
گر طلب کرتا ہو میں کو وہ آب	قطرہ بھر اُسکو نہ دیوین اہل کین
ہو گلے میں اُسکے طوق آہنی	رُک کے دم پہونچے قرین ان لنی
دہم دم دکھلا دیں بر جھی کی انی	راہ کے چلنے امین اُسکو مشرکین
جو کوئی اسل ہوب میں پیادہ چلے	میری سی زنجیر ہوا اُسکے گلے
ساری منزل بچ ڈرہ دم نہ لے	اس مصیبت کی ہو قدر اُسکے تین
درد ہر مظلوم ہو سکتا ہے غور	پرو ہی مجھے جو کچھ ہے مجھے جو
میری سی ہو فے نقدی اُسپہ اور	ہو وہ فرزند شفیع المذنبین
ہو بے جھکاسانی کو شہر پدر	نشہ لب تن سے جدا ہوا اسکا سر
یا دکر اُسکے تین اُس کا ہسر	رو سکے ہی میرے ہو کر ہنشین
آب تیزی اپنی کو کوئی جتاے	وہ یتیم آفاق میں بھسا کماے
باپ میرا سا ہی جسکے سر سے جاے	جسکا نانا ہو فے ختم المرسلین
دعویٰ مجھ دکھ سے اسی ہمتانی کا	تن ہو قیمہ جسکے باپ اور بھائی کا
اسطرح دانہ ہو جسے رانی کا	درد میرا مجھ سے گو ہووے یقین
دل سے میرے پوچھے اصغر کا درد	آب پر کان لے گیا ہی جسکو سرد
غم سے اکبر کے مرا چہرہ ہی زرد	سرکین نیر یہ جس کا دھڑکین
دون کیا کو بنے میں دادا کو کھن	کر بلا میں وی الٹ بابا کی صف
سر کیا تیرے پہ بھائی کا ہدف	آفرین اس دین پر خدا فرین
ہو غرض عابد نہایت بیقرار	لکھتے جاتے تھے یہ روز رزار
سُن اُسکو کانٹے تھے کو ہسار	اکثر آجاتی تھی لہزش میں زمین
سودا اب مرتبہ کو کر ختم میں	تاب سننے کی نہیں رکھتا ہوسین
لمن کو انہر ہمیشہ وہ جوین	ظالمان اولین و آخرین

تین سے تو عضو عضو اسکا جدا کر دیا	سیس کو تو دس کی طرح تیر و دس بھر دیا
کاٹ کے خنجر سے سر نیزے پہ لے دھردیا	اور ٹڑپتا ہوا تن گئے لو ہو میں ڈال
سر کے تین کا ٹکڑا لیچلے جب شامیان	اُس تن بیجان پہ تیغ بہتوں کی امتحان
کیونکہ نہ سر بیٹ بیٹ میں کروں آہ و فغان	موفی کا چورنگ آج محمد کی آل
آگنی کیا ایک بیک طرفہ بلا اسکے پیش	لیکے سر اسکا شام با سر فرزند جوش
شانہ مفت عنے میں کیونکہ نہون سینہ ریش	برجھی کا جھبا ہوئے کیوں فلن کے لٹکے بال
یہ تو رہا ایک کنار لا شو کو دہ دین کفن	لے گئے ظالم ہمار خون بھرے پہیر ہن
سوکتے ہیں دھوپ کو خاک پہ عریان بدن	آج وہ کاٹے لوئے باغ غبی کے نہاں
اہل حرم کے تین آگے یہ غارت کیا	ہاتھ میں چھلے کی قسم کو بھی نہ رہنے دیا
جنس سے پوشاک کی کیا کون کیونکر لیا	کر نیکیا ایک اشک کا ایک پھوڑا رد مال
گوش ملک تک کھوجن کی نہ پہونچی صدا	زارری و الحاح پر ان کے نہ کی اعتنا
پردے کو باہر لے آئے ان کے تین اعتقا	آگ دی خیمے کو پھر لوٹا کمال دمنال
ایک بھی چادر نہ دی جس سے کرین حجاب	سر کھلے ہر ایک یون جون ہو مر و آفتاب
لے چلے اس طرح سے شام کو اہل عذاب	سکو برہنہ بٹھا اوٹون پہ وقت زوال
راوی جانور نے دی ہے یہ آگے خیر	مقتل شہ سے ہوا ان کا فہار اگزر
عابد بیمار نے دیکھ کے لاش پیر	بولا سلام علیک ظلم کے اے یا مال
لیکے پھر آغوش میں وہ جسد چاک چاک	منہ سے ملا اسکا خون ڈال یہ سرخ خاک
کنے لگا لاش سے وہ سخن دردناک	سننے کی جسکے نہو سنگ کو ہرگز بحال
تین ترے قربان تن اے پدر مہربان	کہ تو بھلا مجھ سے یہ سر ترا بھ کمان
ڈھونڈھنے جاؤں اسی گرتو مجھے دکشان	کو کہو وہ بدہ دشت سے لے تا جبال
مجھ سے ہوا ہر بھلا کیا گناہل کین ہو	ذبح کیا لشنہ لب کس لیے تیری تین
تن پہ ترے اک جگہ زخم سے خالی ہین	خون کی تیرے زمین کیوں ہوئی کربل کی لال
برہمن جو بالاجھے فاطمہ نے اس لیے	تیغ جھاسے تو آب ہو کے پیا سا لیے
حیف ہے یہ زندگی تو مرے مجھسا جے	کیونکہ کیٹیں گے محج غم میں ترے ماہ و سال
دیکھوں کن آنکھوں سے میں یہ جسد پاش پاش	کیونکہ جیون کر نظر اکبر داصغر کی لاش



ساتھ اُسکے ہونے اُسکا قوم و خویش	کھینچتا جاتا ہو وہ اُسکی مٹا
راہ تو چلتا ہوا پسر یوں کھٹن	تیرے رہبر کم کے لایینی سخن
مازیانے سے کرین مجروح تن	کھینچنے کو ٹھہرن گرتو کُن و خار
راہ وہ لیجا دین جس میں ہوناب	تب چلین جب گرم ہو خوب آفتاب
تک جو پانی مانگے وہ غار خراب	کھینچ کر شمشیر سے دکھلا میں دھار
لیکن اُسپر بھی وہ کب بھٹسا ہوا	قطع کی اس طرح سے منزل تو کیا
وہ جو پیادہ یوں چلے اس شخص کا	باپ ہو دوشس محمد کا سوار
باپ سے کہو وہ داد اُسکے امام	نسل سے اُسکی امامت کا قیام
وصف میں اُسکے خدا کا ہو کلام	تب رکھے یہ ظلم اس پر اعتبار
دل میں کی جس آدمی کی گفتگو	ورد کی اپنے نہ پانی اس میں بو
اب یہی میرے تین ہے آرزو	ظالموں سے گریھوڑا وے کردگار
ہو دے جس صحرا میں محل نوہال	قد کو بھائی کا اُسکو کرخیاں
ودنوں ہاتھ اپنے تئیں اُسکی ڈال	میں لیٹ کر روؤں ڈھان میں ماراں
عابدین القصد کرتا تھا سخن	تھا عجب ہاتھ زمین سے تازمین
بیٹے تھے سر کو سن سن مرد و زن	خون بر سائے تھی چشم شکار
سو دا ہوا خاموش کچھ اُسکے نہ کہ	دل تو خون ہو کر چلے آنکھوں سے بہ
اُسکے مرنے میں گدا سے تامل نہ	غم سے کائے ہن نگاہے اختیار
مرثیہ ایسا ہے تو نے یہ کسا	جس سے حاصل ہو دو جگہ کا دما
ہے یقین دل پر مرے روز جزا	تجکو بخشا دینیکے شاہ تاجدار

## مرثیہ حضرت

بنت بنی فاطمہ کستی ہن اے ذوالجلال	جسکے سرانے یہ بانہ رہتی تھی اُسکا چال
خاکہ میدان کے بیچ تن توڑا ہر ڈھال	سر کے تلے اُسکے آج تکیہ ہر ذریعہ کی بھال
اُسکا نواسا ہی یہ تھا جو وہ تیرا حبیب	جسکے سین اب نہ دفن ہے نہ کفن یا فیض
طعمہ تیغ ستم جب سے ہوا یہ غریب	اُسکے کیسے کو بہنیں گور گریھے کا خیال

کون میں جمع کا اس رات کی سو کیا عالم	مکھوے تشنہ پہ اسکے چلے گی تیغ و دم
رہیگا تا بقیامت جہان میں اسکا غم	مباح آل محمد پہ وہ مصیبت ہے
گمروہ باندھ کے بیٹھا ہوا اپنے مرنے پر	اور اسکے گرد ہیں جیسے رب کا خویش دیر
ہر ایک کو ہر منہا کٹا دے اپنا سر	سمجھ چکے ہیں کہ اس میں ہی باب سمان ہر
نہ درد باپ کو بیٹے کا اس جگہ زنار	نہ دلیں بیٹی کے دکھ باپ کا کر کو قرار
سوائے اسکے اٹھو نہ کانہ کوئی یا در و یار	اک آشنا ہر جو اٹھنے سو اٹھنی غبت ہے
اور آگے کیا کون احوال بدل پر درد	ہر ایک حرف پہ یون چاہیے بھرون دم سرد
اٹھا زمین سے گردن سر پہ اپنی مشت گرد	نکا لون تب یہ زبان کو یون دایت ہر
لگے تڑپنے جو پانی کے واسطے اطفال	گیا ہر مادر امغر کا ٹوٹا استقلال
کیا یہ شاہ سے تب ہو کے مضطرب احوال	کہ اسے پیاس کو اس بچے سیر یافت ہر
نہیں ہر دودھ کہ میں ترکہ روں بابا سکدان	سمٹ کو طوطی کی سی منہ میں ہو ملی ہر زبان
پلاؤ پانی اسے ورنہ اسکی جاتی ہے جان	اگر تھیں مرے بچے پہ کچھ شفقت ہے
ندان شاہ اسے بالو کی کو دے لیکر	بجرب گاہ گئے ہو سوار کھوڑے پر
کیا سوال نہ سر کر دے آن لشکر	کہ کچھ بھی روز قیامت ہی نکو دہشت ہے
کیا ہر آل محمد پہ تم نے بند یہ آب	کہ طفل ہر چہ مہینہ کا پیاس سے بیتاب
تم اس بچے کا تو گردن پہ اپنی لونہ عذاب	سمجھ لویہ کہ بھر اس کا مہین بدامت ہے
اگر کچھ آگے تمھارے گناہ بگاڑ ہوں میں	تمھارا استغنیٰ بیع ابدار ہوں میں
تمھارے سامنے عاصی اگر نہ راہو نہیں	کو تو اسے بھلا کیا گناہ ثابت ہے
خدا کی واسطے اسکو تو قطرہ پانی دو	پھر آگے قتل سمجھے جا ہو جس طرح کیجو
دباں میں تو گرفتار اسکے تم مٹ ہو	جو سمجھ کہ تہرا کئی کی تم کو غیرت ہے
دیا جواب لعینوں کو شاہ دین کے تمھیں	کہ خوف ہمو تو ان بالوں کو ذرا بھی نہیں
ابو تراب کے بیٹے یہ جان لے تو یقین	سخن قبول تر اکب بغیر بیعت ہے
یہ کہو کہ نہیں سے تب اک لعین نے داویلا	کمان کے فاق سو سو فار تیر کا جوڑا
اداسکو کھینچ کے پھر سے شاہ دین پھینکا	کرو تو منصفوا الضاف کیا قسادت ہے
ویر حلق پہ اس طفل کے لگانا گاہ	اور اس طرح کہ گیا پھوٹ اس سو بازو شاہ

آئی انھونکے عوض میرے تین موت کش	زندگی اس وقت ہے مجھے نہایت وبال
جاؤں مدینے اگر کسکو میں بابا کون	مجھ سے جو تیری خبر پوچھے تو میں کیا کون
مجلو بتا دو دل کس سے میں اپنا کون	دکھ کے بٹاؤ جو تھے مر گئے روز قتال
تو تو اے بابا ہوا اس جگہ اگر تقسیم	شام کو اس طرح کر جائے میں تیرے یتیم
جان کے یا شقیاء مجھ کو کہ ہے یہ سقیم	پھینک کر ہیکل گلے طوق دیا میری ڈال
اس تن بجان نے شکے یہ با میں کس	کھانا غم اسے اور خیم یونین تھی تھکی رضا
شکر کی آری یہ جگہ نہ شکایت کی جا	کس کو اس امر میں لاو نعم کی مجال
شیخ ستم سے ہوا گو کہ جدا سرزنش	اور رہی دشت میں لاش مری بلیکفن
خوب ہوا جو ہوا مجھ پہ یہ رنج و محن	حق کے تو آگے نہیں آج مجھے انفعال
مرتبہ رکھتا ہے یہ جملہ مراتب پہ فوق	سر ہو مرا نیزے پر تیرے گلے میں ہو طوق
راہ میں حق کی مریں غلین برادر بدوق	اوطون پہ جاوین اسیر ہو کب اہل عیال
چھٹکے جو اس قید کی جاوے مدینے کو تو	مرقد جد سے مرے کیو یہ سب ہو بہو
یعنے کہ تیرا حسین جگ سے گیا سرخرو	نزد حق و اور سن خوب ہے اسکا مال
مابعد محزون کو جب کہ کر یہ رخصت کیا	ان نے تب اس لاش کے پاؤں پہ بوسہ دیا
ساتھ جفا پیشونے شام کا پیٹا لیا	دیدہ پر از خون دل سینہ پر از مدلال
حکم کر اے مہربان اب تو یہ نظم کلام	مرتبہ کیا خوب طح مجھ سے ہوا یہ تمام
حشر میں محشور ہو تو بجناب امام	ماننے جو کچھ اُس جگہ رہو نہو تیرا سوال

### مرثیہ دیگر حضرت امام

رووے وہ آل نبی سے جسے محبت ہے	کرے وہ خاک بسر جسکو اُس کوافت ہے
یہ وہ ہے رات کہ فجر اسکی من قیامت ہے	حسین ابن علی کی شب شہادت ہے
ہوے ہیں تین دن اسپر کہ بند ہے پانی	مرے ہے بیاس کو مائے بنی کا وہ جانی
نظر میں فوج ہے ندان جون بچشم قربانی	جگر کو فاطمہ زہرا کے یہ اذیت ہے
کرے بکا شقیون سے ہر چند آب کا وہ سوال	سو کلون سے تو ملنا ہے اسکو آب محال
ندان خون میں وہ ڈوبیگا فاطمہ کالال	اور آب ہم سے بہن کیا ہماری شامت ہے

القصر رفیقوں سے یہ کہتا تھا وہ سردار	ناگاہ خبردار نے دی یون جسہ اگر
اُترے مخالف کا لب آب پہ لشکر	اس قصد پہ تاپانی کو کر لیجیے محصور
یہ سنکے خبردار سے بولے شہ ابرار	اس فوج کا تو دے یہ نشان کون ہو سردار
ان نے یہ کیا عرض کہ اے دین کے سالار	خراہن ریاحی کر اُسے بولے ہے جمہور
اُسکے یہ روایت ہے کہ جو وقت ہوئی شام	بھیجا شہ ابرار کو تب حُسنے یہ پیغام
ہوا مر تو بھیجوں میں باخفا شہ غلام	کچھ عرض مجھے خدمت عالی میں ہی منظور
القصر وہ حاضر ہوا اے حکم شہنشاہ	بولایہ لصدق ہو کہ جان بنی اللہ
یہ قوم ستم پیشہ تری سخت سے بدخواہ	سمجھاے نہ سمجھیں گے ہیں کثرت پر یہ مغرور
جو وقت پکا کھا کے رہیں خیمے میں یہ سو	بہتر ہو ترے حق میں کوتاہیوں سے روان ہو
خاطر میں حدھرائے ابھی جا تو اُدھر کو	روزانہ جو ہو کوچ تو مانع ہوں یہ مقہور
شہ نے یہ سخن کر کے قبول اسکو دعا دی	نزدیک خدا اپنے پہ محبت کو نہ جا دی
فرمانے لگے راہ جو تو ہمسکوتہ دی	حق تجکو قیامت میں رکھے ہے ہی معذور
پھر آگے یہ لکھتے ہیں کہ مہتاب چھپا جب	اور نظر و بین آفاق کے تاریک ہوئی شب
سردار نے مرحض کر اُسے کوچ کیا تب	جس طرح وہ شب گزری اُسے کیا کردن مذکور
حیرت زدہ جاتا تھا چلا دین کا سالار	لے راہ سے واقع نہ کسی دہ سے خبردار
نئے مشعلیں ہمہ نہ پلٹتے ہی تھے دو چار	اور رات یہ تاریک کہ جیسے شب دیگور
ساتھ اس کے جہازوں پہ سراسیمہ دید حال	عشرت بنی اللہ کی ساری مع لطفال
گرمی سے عرفناک یہ سب شمع کی تیشال	محل تھی گھٹا ٹوپ میں فالوس کے دستور
اس شب کی سیاہی نے غرض مارا تھا چونکا	کردون کی بھی گردش کی بھولی راہ خاموش
جاتے تھے چلے یون یہ مصیبت زدہ خاموش	تاپاؤن کی آواز کسی کی نہ سنے مور
کتنے علم بلندی سے نہ آگاہ زلپستی	معلوم نہ ویرانہ ہی تھا ان کو نہ ہستی
ہر کام سمجھ سوس عدم اپنی وہ ہستی	جاتے تھے چلے امیر یہ حق کی ہوئے مامور
اس شب کی مصیبت میں کما تک کردن تویر	سو کوس چلے ہوئے کٹی راہ نہ دو تیر
پاؤنیں بھری جاوہ نے ہر ایک کے زنجیر	اُس قطع زمین سے نہ کسی طرح بڑے دور
جس جا پہ ہو کوچ دین ہو پچھے وہ جسد م	مرکب شہ مظلوم کا چلنے سے رہا تھم

یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ	پھر آئے تھے مین لے اُس کو یہ حکایت ہے
یہ حرت گود مین بانو کے دے کے فرمایا	تساب لے کہ مین سیراب اسکو کر لایا
وہ آب ان نے تو بیکان تیر سے پایا	ہم سے واسطے جو شربت شہادت ہے
یہ حال دیکھ حرم مین ہوا یہ غلُّ بر پایا	کہ جبکو کہتے ہیں شور قیامت کبرا
کوئی سراپنا کوئی منہ کو اپنی پیٹے تھا	کے تھا کوئی عجب آج ہم یہ آفت ہے
پڑا تھا گود مین مادر کی اپنے وہ مصوم	ہر ایک دیکھے تھا اسکا چھدا ہوا حلقوم
کہہ رہے تھیں خاک کھڑی سر پہ نہ بکلیتوم	غرض یہ نقل سنیں حشر کی مصیبت ہے
نکر آب آگے غن مہربان ہو خاموش	کہ سامعون کو رہیں آج اسقدر تو ہوش
حسن حسین یہ تاکہ کے صبح مارین جوش	نظر کر اسہ کہ حضار و نکی جو حالت ہے
عرض کہا ہے یا ایسا ہی مرثیہ تو لے	کہ اسکی مزد مین جنت مین کھریا تو لے
علاج عفو جراثیم کا یہ کیا تو لے	شفیع حشر ترا حضرت رسالت ہے

### مرثیہ حضرت امام

کر بل مین جو پہونچے تو ہوا اسکو یہ منظور	بانی پہ کرین خیمہ کہ ہے جنگ کا دستور
بولے شد دین سہی کر اپنے بمقدور	نزدیک رضا حق کی ہو بانی کی گود دور
کلب مٹ سکے جو دفتر قسمت کی کی ہو کر	آتی ہے یہی غیب سے آواز کہ شہر
اب جتنے ترے کام ہیں دی سونپ تہ قدیر	تدبیر یہ کہتی ہے رکھو اہل محبہ مندور
خیمہ ہو لب آب تم اسکے انودر پہلے	ہر طرح ملے گا ہمیں بان آب ہر وہ سٹے
تیغ و تبر و دشمن و خنجر مین بھی تو ہے	سب ل کے وہی ہو نیلے ہو حرم مہرور
ہر چند عطش بج ہے پانی کی حلاوت	پہونچے اسکے اہل جہان تابقیامت
پر آب بخور ہے جو کچھ پیاس کی لذت	مجھے یہ وہی ساقی کوثر کا جو ہو بلور
ظاہر مین جو دیکھو تو بٹ تلخ ہے یہ آب	شرین باطن ہے و لائق مین نایاب
خوش طالعی آنکی ہو نہیں اسکو جو جاب	کب انکے نصیبو نہیں ہے جو بخت رکھیں شور
یار وہی کہتا ہے مجھے رہبر جنت	اب دو ہی قدم تم کو رہا کوثر جنت
زخم دم شمشیر ہے تن پر در جنت	خنجر کی رگہ حلق پہ ساغری کف حور

اب آگے تو سودا نہ کر اس حال کو اظہار  
دیوین یہ صلا اسکا سمجھے احمد مختار  
پسپ رہ کہ سنی بات کو لازم نہیں تکرار  
ہو ساتھ ائمہ کے قیامت میں تو مختار

## مرثیہ دیگر حضرت امام

کما سرور نے زینب کی سیکھنا اب تمھاری ہے  
مقیمین میں بہتیا ہوں اے بن بانو کی پیاری ہے  
بتا کر دیتی سے خمیر آب و گل اس کا  
نہ لائے تاب رنجش کی مزاج اب ایک تل اسکا  
تھو ایسا کہ میرے بعد اسکا دل ہوا فسر وہ  
ولا کہ ہی میں رکھو تم اسے اب یہ چور مردہ  
بہت میں ناز پرور ہے نہیں جیتی یہ کہنے کی  
نہ طاقت ہو کہ جو حرف درشت اب اسکو سنو کی  
مری فرزند اور بھائی بزریر تیغ سب آئے  
کر دھکا کیا میں اب جبکہ بہت خون جگر کھا  
سیکھنے سکے یہ روئے لگی بابا کے لگ چھائی  
جو یوں ہوتا تو یہ دکھ کا ہیکوین دیکھنی پائی  
سبب کیا کہ کہ جانا ہے یہاں تو پھر نہیں آتا  
جو اسکا تن اٹھالائے سو تم تو سر نہیں آتا  
جو کوئی کہ تمھارے گرد بیٹھا آج روتا ہے  
مجھ کو ظاہر میں اس حالت کو یوں معلوم تار ہے  
نہو کہ تم تو کیا جانے کہ ہر سب و بدر ہونگے  
کیسے چشم انکے حال پر کا ہیکو تر ہونگے  
اسی اثنا میں کہ اصغر کو اپنی گود میں بانو  
یہ بچا پیاس سے مرنے لایا بی کہین سے دو  
یہ سن اصغر کو شہ کا ندھو لگا میدا نہیں آئے

مریگا آجکے دل باب اسکا نہ بچاری ہے  
اسی دلیہر مت کچھ یہ میری بادگاری ہے  
ہوا ہے زیادہ شیشے کی بھی باز گل اسکا  
جدا فی کامر دینہ یہ اس کے زخم کاری ہے  
نہو نے پاس ہے ہمیشہ خاطر اسکی پرمردہ  
مری غربت کہ مارو نہیں نیٹ غربت کی ماری ہے  
کہاں یہ تاب اسکو ہے کہو کہ سخت کہنے کی  
جو اسکی سانس ہے سودا لب اسکی کٹاری ہے  
خدا کا امر کچھ تھا وہ سب ملکر بجلائے  
مجھے رخصت کر و حلدی کہ تم اب میری باری ہے  
کہا اب بھائیو کچھ ساتھ ہی جگہ بھی موت آتی  
عجب اسوقت دل اوپر مری احوال طاری ہے  
بھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہیں آتا  
جسے میں دیکھتی ہوں گردن اگرتن بکریاری ہے  
جگر کی خوشی ہر اک مرہ اپنی ڈبو تا ہے  
کہ تم باہر نہ آؤ آج کا دن تیرے بھاری ہے  
خدا جانے کہ کسے درپہ یہ اور کس کے گھر ہونگے  
یہ جو روتی ہیں تم بن کسکو انہی غمگساری ہے  
لگی اگر یہ رد و کنز اس سالار و جب کو  
کہا ب شدت کی اسکو تشنگی کی دم شماری ہے  
صفت اعدا کے آگے جازبائے نہ سخن لائے

ہر چند اسے شاہ نے ہمیں کی پیسہ	آگے نہ رہا اسکو قدم رکھنے کا مقدور
آسنے میں جو ہوتا ہے گریبان سحر چاک	دیکھا تو یہ سمجھے وہی دشت خطر ناک
بولے شہ دین آل نبی کی ہے بین خاک	بہتر ہی کہ خیمہ کرین اس جا یہ بدستور
آگے یہ لکھے ہیں کہ جو خیمہ ہوا بریا	اور خیمہ میں داخل ہوئے شہ جنگمڑی اسجا
تھے اہل حرم جتنے انھیں سامنے بلوا	بولے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ منشور
اس دشت میں اپنا میں کروں نذر خدا سر	جاؤں نہ مدینے کی طرف کیے تمھیں پھر
ہو دوست مراد وہ جو ہے اس امر میں صابر	تم رہو رضا اسکی میں سب طرح کو سرور
رود و کوہ سن گئے لیکن زینب و کلثوم	وہ روز ہو فہرست شب دروز کی سدوم
جس روز کی ہوں ہم ترس دیدار کی محروم	اور طفل ترے نام بیٹی سے ہوں مشہور
گر تو نہود نیامین تو کیا جی کے کرینگے	ہم درد جدائی کا ترس کیونکہ بھرینگے
ہر آن تری یاد میں رود کے مرینگے	پڑ جائینگے پھر آنکھوں میں ہر ایک کے ناور
بولے شہ دین اس میں بس اپنا نہ چلے گا	یہ امر کو طرح سے ٹالانا نہ ملے گا
سردھڑے مرے کاٹتے ورہ نہ ملے گا	کیسا ہی جو کاٹے گا اگر کوئی مقہور
غارت مرے سرکٹنے کا بعد از تمھیں ہونا	بھرنید تمھیں ثقیون کے ہاتھوں سے نہ سونا
مت رو تم ابھی سو کہ تمھیں آگے ہے رونا	کر یاو مصیبت کو مری تا بلب گور
جیو چکا سود لکھے گا جو کچھ رود کی باہم	روینگے سبب میں بہت اور لخت جگر کم
بھائی کو رود کی کہ بھتیجیوں کو ہر اک دم	وہ وقت قریب آنکے ہو یا نہ ہنیں دور
اکبر کے گلے جس گھڑی شمشیر رود کی	امور کے لگا جب کہ گلے شہر رود کی
عابد کے گلے دیکھ کے نہ بغیر رود کی	اس واسطے کتا ہوں نہ رود کو بھر پور
جب کہ چکے سرور یغن بادل غمناک	تم زینب و کلثوم کی آنکھوں نے کیا پاک
رادی نہ لکھا کر کے گریبان قلم چاک	سے ساتوین تاریخ محرم کا یہ مذکور
پانی شب شہتم ہو غریبوں نے نہ پایا	ناچار ہو تب چشمہ شہ دین نے کھدایا
پانی وہ بہا آپ بھی اور سب کو پلایا	اور کتنی جو مشکین تمھیں انھیں کر لیا مہمو
بعد اسکے یہ لکھتے ہیں کہ وہ چشمہ ہوا گم	اور پیاس کی لشکر میں پڑا شہ کی تلاطم
تاریخ نہم سعی میں پانی کے تھے مردم	دسویں کا تو احوال ہو آفاق میں مشہور

غرض رد و یکمنہ اس گھڑی میں کرتی تھی یہ جب حالت حرم کو دلپہ دیکھ اسکو گذرتی تھی	سر اپنا پیٹ کر ہر خطہ آہ سرد بھرتی تھی کہ جسکی شرح لکھنے کی زبان خاموشی ہے
یہ تو نے مرثیہ لکھ کر جو اس سو دا پڑھایا ہے نہ تنہا اپنی ہی خاطر جان میں گھر بنایا ہے	حدیث میں مکی پر کر عمل سب کو رولایا ہے جگہ جنت میں سب کی واسطے تو زلف نوازی ہے

## مرثیہ حضرت امام

کے ہے فاطمہ درد کے یارب اپنا حال کیا تھا جسکو طرین فی اینی گود میں پال	کھوا گیا ہے مرا کر بلا میں ایسا لال سو یوں شہید ہوا ہاے ایزد متعال
نہیں از چین مجھے اس بغیر اب اک تل مجھے ہی ہوا دنیا میں چرخ سے حاصل	کہ ہر گیارہ مراد دیکھو تو آج راحت دل یہ کہ کے پیٹے ہیں سر اور نوچتی ہیں بال
غم حن نے بن آتش مرا جسگر بھونا اسیر اہل حرم دیکھ دیکھ ہوا دونام	حسین کے موتے گھر ہو گیا سبھی سونا خراب پھرتی ہے اب درد بر بنی کی آل
تہر ایک دم جو سبب تشنگی کے روتا تھا سبھوں سے انخورد بنی کا وہی روتا تھا	سو مجھ ضعیف کا اصف وہ ایک پونا تھا لگی ہے جسکے گلے بیچ ایک تیر کی بھال
یہ یتیم پر مرے ناحق ہوئی ہر یہ بیداد یہ ظالموں سے تو اب پوچھتا میں یا کون داد	میں تیرے سامنے کرتی ہوں اسلئے فریاد کہ گھر علی کا کیا تم نے کس لیے پامال
حسن کا بیٹا جو قاسم تھا اس میں جان نہیں سوے اس کے کسی مرد کا نشان نہیں	ہر عابدین سوائے طاقت دوں نہیں کہ پوؤ نئی خبر گری کا ہوا سکون خیال
تو اہر مشک لے عباس جا کے یابی پر ان اشقیائوں نے کس سہل زندگانی پر	گھڑی میں ردی تھوں اب اسکی لوجوانی پر لیا ہو آج مرا اپنی گردنوں پہ وبال
مدینہ چھوڑ کے دے کر بلا میں لائے تھے ہر ایک بات میں کیا کر دفن بنائے تھے	دغا سے تباہیوں نے قتل کو بلائے تھے وگر نہ یاں تیں لانا انھیں تھی کسی مجال
ہمائے گھر کو تو ان ظالموں نے لوٹا ہے یہ حال دیکھ کے دل سب کا غم کوٹا ہے	بنی کی آل کو لے تیغ ظلم کوٹا ہے ہوا ہر بدر اسی غم سے آسمان پہ ہلال
سر حسین جدا جب ہوا ہے خجرا سے	خطاب اس تن نازک کو لین ہوا سر سے



مرے اطفال کو آب تشنگی سے بقراری ہے	کر اس قوم آج تم پانی دراب اینکو یلوے
عذاب تشنگی انکا نہ گردن اپنی پر تو تم	خدا سے ڈر کر پانی واسطے اطفال کو دو تم
براب پانی مجھ دو تم کہ انکو انتظار ہی ہے	عوض اسکا مجھی سے بکجو جو چاہو گے سو تم
نہ دو گے گراسے پانی تو نہیں ہرگز یہ جھٹنے کا	اور اس لڑکے کو دیکھو یہ بچہ چھ مہینے کا
شفاعت کی تمھیں جس شخص سے امید واری ہی	یہ لڑکے کا بکجو باور سرد راستے پر سینے کا
اگر قبضہ ہمارا ہوئے اب عالم کو پانی پر	گلے کہنے شہ منظلوم سے وہ یک زبان ہو کر
عیش لب پر ترے حریف طلب پانی کا جاری ہی	نہ دیوین غیر نیت اکسین کی ہم تکو قطرہ بھر
تو رحم احوال پر انکو نہ فہم بھر بھی ہم کھاوین	اگر سو طفل ایسے پیاس کی شدت کو مر جاوین
جو اسکی تشنگی کرے تو تجھ کو دفنگاری ہے	غم انکے مزیکا اصلاً نہ دل اپنے پر ہم لاوین
وہ بیٹھا بازوے شہین گذر کر حلق امیر سے	کہ انکا ایک تیرا طرف سرور کاودھر سے
کہ تم بھی جبل بسو لال اب باری ہماری ہے	یہ حالت دیکھ بولے شاہ اس موصوم طہر سے
لو لے لے ملا اس زخم کا اپنے سرور سے	یہ لکڑ کھنچ ڈالا تیرے شہ نے اپنے بازو سے
کہ اب کوثر سے اس گوہر کو تیرے آباداری ہے	اسی حالت سے لجا کر کہا یہ شہر بانو سے
بہو چتا تھا فلک تنگ آہ و نالہ شہر بانو کا	یہ حالت دیکھ خیمے میں قیامت ہو گئی بریا
یہ تیرے حلق سے لو ہو سب کیا ہو کھاری ہے	سیکنہ لگ گئے اصغر کو بولی اڑ مرے بھتی
کیا تھا کس طرح لیکر تجھے لایا کیونکہ دکھلایا	یہ کس پانی پر بایا جائیجھے سیراب کر لایا
بتا اسکا مزا بیٹھا ہے یا پھر نہیں کھاری ہے	یہ پانی کس طرح کا تھا جو بکجو جا کے یلوا یا
ترا حلق انکو ہر دم کھول کھول اب کیوں کھائی ہی	تیری مان رد رو کیوں بھو پو کر آگے نکلتی ہی
گو تم کو دے شاید جوان کو آہ فزاری ہے	سراپنا کس لیے پیٹے ہو اور انکو بیٹھاتی ہے
کے لاوینگی بدلے تیرے لوری دو سلائے کو	چنگھو اسکا اب مجھ کو کیسکی مان بھلائے کو
مجھے بھی ساتھ لیتا جا سیکنہ جھپہ واری ہے	گیا کیوں چھوڑ تو مجھ کو غم اپنے میں رد لایا کو
ترے بدلے ہی مجھ کو آجے دن کیوں نہ موت آئی	ہن یہ کس طرح جیو کی بتلا اے مرے بھائی
ترے بن ایک دم بھی زندگی کا مجھ پر بھاری ہے	کھلا دیگی کہو گو دین لے اب تیری مان جانی
تو اتنا کاہیکو غم میں ترے میں درد و گم پانی	عوض تیرے جانو آجے دن کاش میں جانی
جلا یا جن نے مجھ کو غم میں بکجو وہ کون ناری ہے	طرح انکار دیکھے گی میری رات دن چھاتی

## مرثیہ حضرت

شام سے وہ قافلہ جس دم مدینے کو چلا	سید زین العبار و رو کے بھتا بر ملا
کون اب قوم عرب میں مجھ کو جانے کا بھلا	جاگتا جیتا چلا کٹوا کے بابا کا گھلا
جاسیے دیکھیں نہ منگھ میرا غیور ان عرب	اس مصیبت سے پہلے مارا وہ سلطان عجب
اٹکنا بیٹا ہو جیون میں یہ نہ تھی شان عرب	خلق بچھے گی مجھے تلوار کے منگھ سے ٹلا
اتن رہا خونین پدر کا سیس نیزے پر کیا	شام کو ناموس جیتے جی مرے لٹ کر گیا
کاش ہوتے ہی تولد کیوں نہ مجسا مر گیا	مادر ایام کی گودی میں اس دن کو پلا
ہر کوئی پوچھگا حال اس قصہ جانکاہ کا	کیا بیان آنے کر دنگا آفت ناگاہ کا
بولو نکا کس منگھ کر گم بسط رسول اللہ کا	لوٹ لیکر ظالمون نے پھر دیا خیمہ جلا
پوچھگا ہر ایک مجھے حال ابن بو تراب	سر گذشت اسکی کی دو گنا اب میں کس بکو خوب
کب تک ہودل مرا اس آتش غم کی کباب	کاش کھا جاتی مجھے بھی رہنیں شمشیر بلا
گرچہ مرنا دلنے مجھ پر معوبت ہو شدید	باتھ کو ان ظالمون کردہ جو شامی یں پکید
لیگے ہیں کس مصیبت کی مجھے بیش زیرید	پیادہ پا دھوپوں میں سو آفات کا کر مبتلا
راہ خارستان کی پڑا در سپہ نگو میرے پاؤ	لے در خون کا مین سایہ نہ فریہ ہو نہ کاؤ
بیشکر کا شاہان کھینچوں لے اتنی بچھاؤ	لاکھ کا ٹاٹوٹ رہ کر میرے تلو وین گلا
کوالی ہر اک لہتھ میں ان ظالمون کی ہنگڑی	باؤ نہیں زنجیر میرے ان لعینوں نے جڑی
طوق ہماری کزادیت تھی یہ مجھ کو ہر گڑی	جس کو میں اک آن سرایا نہ سکتا تھا ہلا
ناہری نورات دن رہتا تھا مجھ پر یہ عذاب	ما طنی ایذا جو مجھ پر ہو سوا اسکا کیا حساب
طنن و شنیع اٹکا کرتا تھا جگر میرا کباب	سوطح کربات انکی میں سے تھا دل جلا
تھانہ طن ظالمون کو میں دلو ایک بل	ہر سخن سے خقیوں کے جاتا تھا میرا سینہ بل
وہ مصیبت میرے میرے تھی غرض ان کو کسل	طرح آنسو کر مجھے روتے ہی روتے دن دھلا
سوطح دیر تھے دکھ وہ دشمن جانی مجھے	اشکی کی جگہ دی ہوئی تھی طغیانی مجھے
ڈالتے تھے خاک پر دکھلا کے وہ بانی مجھے	مادر کر پیاس ابھی رہ جاتا تھا ہر دم تمللا
بات وہ ابھی جو مر کر مائی کو ہو ریزہ دھیر	کر بلا میں جو موے مرے لگی آنکو نہ دیر

یہ کیو حشر کے دن کم زمین کرو چکا وصال	جو کوئی آؤ تیرا خویش و اقربا گھر سے
دینے سے قدم آگے وہ کس لیے دھرتے	جو ہو تو آپ کو معصوم کاسے کو لڑتے
ہر ایک چلتے کیوں ایڑ لب زبا نکو نکال	لب ذرات پر اس طور بیا کیوں مرتے
گلے کی تیر کی اصغر کے بھال پار ہوئی	میں زخم دیکھ کے اکبر کے بیقراری ہوئی
بڑی ہین دومرے فرزند زمین گل کی مثال	نیٹ میں انٹھ اٹھنے کے نزار و زار ہوئی
میں جو روٹھ گئے ہوں تو میں منالادن	ہتائے جھکو اب دھونڈھتی کمان جادن
کہہ دے وہ مرے ننھے ننھے سب اطفال	سوا کی تیرے کی حال اپنا دکھ لادن
اگر ہزار تسلی دے کوئی مجھ کو پیر	تیاں کرتی ہوں ہر وقت میں یہ سمجھا کر
کسی کو کہنے سے دل سے نہ جائے گایہ ملال	نہیں میں سننے کی جب تک ملین آکر پھر
کہ جڑخون میں دیا کشتی لو کو ڈبو کر	اب اس قدر تو ستم کہ چکا فلک بد خو
کہ ایک بار موسے سب مر وہ آل عیال	نہ روؤں کیونکہ میں اپنے ستم رسیدن کو
میں کیوں نہ ساتھ تیرے آج قتل میں آئی	کہا یہ حضرت زینب ذباے اسے بھائی
کہ دن کی کیونکہ بس زندگی میں اب وصال	فلک کی کیوں تری حالت مجھ کو دکھ لائی
حن کی جان کا امن اور میرے دکھا چین	بنی کا تخت جگر اور علی کا نور العین
کہ اس کے غم نے کیا دل مرا بیٹ پامال	پڑا ہر خاک میں بیجاں ہو کے سوہ حسین
بجائے گل کے میں اب دیکھتی ہوں گل خوار	علی کے باغ کا اک گشت کٹ گیا گلزار
ملا شتاب مجھے بھائیوں سے رب جلال	نہیں ہو زندگی جھکو جان میں درکار
جلا حسین کو تو واسطے حسدائی کے	عین چہ کہتی تھی زینب سبب جدائی کے
کہ نور ہو مری آنکھوں میں دیکھ اسکا جمال	بڑے حقوق ہیں مجھ پر تو میرے بھائی کے
کیا فلک سٹے ہر ایک کی زبان چاک	یہ سسے سر پہ بھی ڈالتے ہیں اپنے خاک
خورش کو چھوڑ کے روڑہیں دشت بیخ و مال	ہوے زمین پر پری جن دیو سب غناک
ہوایہ مرثیہ اب اس جناب میں مہول	زیادہ اس سے نہ دے سودا اب کلام کو طول
ملیگا ساقی کو شر سے جھکو اب زلال	اسی کی حشر میں بخشش کا تیری ہوگا اصول

	<p>ہاتھ سر ہٹے شام سے اس کے رکھتی تھی مین صبح تک اس خطرے سے نشاید گردن یکے پر سے جاے ڈھلک</p>
<p>یون نہوا سونے مین اس کے میری پک کو لاگی پک ہے ہے درد او اے درینا سو بچا یون مر گئے لو</p>	
	<p>ایسا بیٹا جاے کہ جسکا حسب نسب ہو یون اہل سار باپ جچا مین اس کے نو اے جو مینون کا ہے سالار</p>
<p>مان کا اس کی حسرت جو ہے سو حوض پہ کوثر کے مختار ہے ہے درد او اے درینا وہ بیاسا سنی پر گئے لو</p>	
	<p>آٹھ پیر تھا جھگو اس کی فکر شلو کے دھونے کا چین غیب تھا دل کو میرے ساتھ اسی کے سونے کا</p>
<p>خزوشتر تھا جھگو اپنے بطن سے اس کے ہونے کا ہے ہے درد او اے درینا مجھ سر کا افسر گئے لو</p>	
	<p>کر تا میلاد لیکھے اس کا دل چاہے تھا روؤن مین آب خضر ہاتھ آئے کین سے تو ملل کر دھوؤن مین</p>
<p>اب جو چاہون لو ہو دہن کا یو چھ کے تن سے کھو نہن ہے ہے درد او اے درینا سر کی بھی چادر گئے لو</p>	
	<p>اٹکی تو آرام کی خاطر کیا کب مین دکھ سستی تھی ہر ساعت لوری دینے کو جاگتی را تو ن رہتی تھی</p>
<p>بنید سے رو کر چوبک جو پڑتا تھپک تھپک مین کتی تھی ہے ہے درد او اے درینا مان داری تجھ گئے لو</p>	
	<p>کیون کہ نہ بیٹون منہ سرا پنا ایسا دکھ کم ہوتا ہے بر مین یون رکھتی تھی اس کو جون تن مین دم ہوتا ہے</p>
<p>جاے مدد کیو کھو یا جو کی کا اس کو بھی غم ہوتا ہے ہے ہے درد او اے درینا میرا تو گو ہر گئے لو</p>	
	<p>درد دھ جوڑا لے تھا وہ کھو تو کت نہ ہوا تھے پران</p>

یہ قیامت ہو کہ ہر دم زندگی سے رہے میر	واسطے میرے جو پوچھو دم بدم ہو کر ملا
پراسے باور کر لگا کون جوین تے کہا	سب کہیں گے جسے یہ دکھ ہو وہ کیوں جینا پو
باتیں ان نے سب یہ ابو واسطے لی ہن بنا	چاہیے تھا اسکو لڑ مرنا یہ سب سے اولا
طوق و پٹری سے پرانک گردن دیا ہن نشان	ہو نمو واس سے نہو شاید کسی کو یہ گمان
کر بلا کر نہیں لڑ مرنیکی سی حرمت گمان	گو کہ خاک و خون عزائیں باپ کو منہ پر ملا
سر کو بابا کا زخمی بھی نہ ہو میرا بدن	دین کفن اسکو نہ ظالم پنوں بھرتین پیر ہن
پانی بن ٹھنڈا پیوں اور وہ مے نشہ دہن	چھاڑ لو کچھ اچھا ہو عین وہ خاک خون ہور لا
مین سوڈن بشر پہ جا کر وہ سوہرے کو خاک	تن رہی سالم مرا اسکا بدن ہو چاک چاک
ہن رہوں جیتا سمیت از اقریا ہو وہ ہلاک	دیکھ یہ حالت وطن کو جاؤں ہن چنگا بھلا
چاہیے بھر عمر یہ دل آتش غم سے ہے	رو دین آنکھیں خون زبان نام نشان نکاجو
عجہ سوا جیتا رہا کوئی نہ سب کے سب ہے	آسمان نے آسیا کی طرح سے ہم کو دلا
جو بہا تقدیر کا جسکے ہو سو وہ کب پھرے	ڈوبی کشتی جسکی ہو دریائے خونیں کب تری
کٹ گیا کٹنا تھا جسکا سر دعائیں پر ہے	دل سے کٹنے کا نہیں بھر عمر غم کا جھلا
سر گذشت اپنی غرض رو رو کو تھا عابدین	اسکو دیکھتے دلا سا گرد بیٹھے وہ لعین
دمیدم اٹھ اٹھ کے کر تو تھویر غلای شاہین	رو سیاہی کو ہمارے تو زبان پر اب نہ لا
سب گداہن در کتیرے دو جہانکا تو بہ شاہ	جس طرح جانے ہماری آخرت کو اب تباہ
اسکے پوتا ہی تو جس تک گرد و لایا نگاہ	شیوہ احسان سے اپنے نہ ہرگز وہ ٹلا
ختم آے سودا کر اب تو یہ کلام جانگداز	ہو دیکھا کیا جائیے اس امر میں کیا حق کا راز
مختصر بہتری یہ قصہ نہ کر اس کو دراز	اس سخن سے اب ہوا نکھوئی رہ دل بہ چلا

## مرثیہ حضرت امام

کستی ہن بانو پیٹ کے سر کو اصغر میرا ہر گئے لو  
خشک ہوے لب جدم اس کے دہن او کو تر گئے لو

جس کا دن لاکھ طرح کے دکھ بھر بھرتین مر گئے لو  
ہاے ہاے دوا واپ در لیتا گو دودہ خالی کر گئے لو

کن نے مارا تیر یہ ایسا ملک تو بول اس میرے لال	
ہاے ہاے درداواے درینا بھال نکل ادھر گئے لو	
بو زندی تیری خاطر اور دریا میں بہت استغاثہ	
ظلم کہین دیکھا ہے ایسا مانگتے پانی مارا تیر	
تیرے برے پیاس کے مات دنیا سے اس بے انصاف	
ہاے ہاے درداواے درینا کاش زمین مادر گئے لو	
قسمت ہی کی بے آبی نے آل محمد کو کھیرا	
ورنہ جہان کو جائے کوئی ہے آب جہان میں بہیرا	
دھونڈھنے کو پانی کے پیارے پیاس کے ملک جی تیرا	
ہاے ہاے درداواے درینا تن سے نکل باہر گئے لو	
کن آنکھوں دیکھوں کی خالی بھرے بھتولے میں گھر کو	
کیا چھوٹے کیا بڑے بھی دے داغ گئے مجھ مادر کو	
منہ سر پٹ کے اپنا بیٹھی روتی تھی کیا صبر کو	
ہاے ہاے درداواے درینا سنتی ہوں اکبر گئے لو	
درا دل جتنے تھے میرے کس سے کیے اس غضب	
موت کی جڑ کشتی بد دوسے بن پانی ان سب کے سب	
بیٹوں کے جانے کا تھا ہی میرے دل پر سچ و نسب	
ہاے ہاے درداواے درینا بیٹی کا شوہر گئے لو	
مجھ دکھیا بن کون ہوا ہے دست ستم سے یوں یا مال	
کس کے سر چٹک نیلے ظلم کے تو دے دنی میں ڈال	
بیٹوں کے غم کی وہ صورت خویش کی شادی کا یہ حال	
ہاے ہاے درداواے درینا سہرے کے دن سر گئے لو	
بیاہ برات ایسا دیکھا ہے آکے کو نے عالم میں	
جائے بنا مرے کورن میں بنی کو چھٹلا ماتم میں	
لوگ کٹم گئے سب کہتے ہیں رور دے یوں باہم میں	

نظر گذر کے خطرے سے میں مدد دیتی تھی اُس آن	
ایسی میرے لاڈلے کی اب بات کی کا ندھرا ویر جان	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا لہو لہوک آ کر گئے لو	
یاد آوے گا کرتا اُس کا جب کچھ بیٹھ کے سیوڑن گی	
خاطرِ مین لاپیاس مین اُس کی گھونٹ نہو کے پیون گی	
جلتی رہونگی غم سے لندن اب جب تک مین جیونگی	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا داغ جگر پر دھر گئے لو	
اصغر کو لیا کر شہ لے لائے ہن یہ کیا ہیات	
مضغہ سا کچھ گوشت کا ہے نہ یا تو ہر مارِ ہر نہ بات	
اصغر ہو تو دودھ وہ پیوے لگ کر میری بھاتی سات	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا کیا جاتی کیدھر گئے لو	
جینے کو تو جیتی رہون گی جب تک خدا جلّواے گا	
لیکن ایسا داغ نہیں یہ جو جیتے جی جساوے گا	
یہی کون کی رو رو کرتا جان مری غم کھاوے گا	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا صفت تو صغر گئے لو	
چھا تو تمھاری عمر کی پیلے کیا جلدی سے کئی جو ڈھل	
عجب طرح کی تھی وہ چھلدا کئی مرے آرام کو چھل	
روکھ نہیں اس باغ مین ایسا جس کو ملانہ پھول نہ چھل	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا لویا نے بے پر گئے لو	
شیر کے ناخن تک مین ڈالا سینے کو مجھ ہیگل مین کو	
موت کی رو بہ سے نہ بچا پر آن کے تو اس جنگل مین	
کام نہ آیا کوئی جتن اسے بچے تیری کلول مین کو	
ہاے ہاے دردِ اداے درینا جی میرا آخر گئے لو	
آہ بھری مین شانہ کرنی ٹوٹا جب مجھ زلف کا بال	
بٹخے کا اب حلق جو پھوٹا مجھ دکھیا کا کیا احوال	

ہر ایک الم سے یہ چاہے ہو اپنے تئیں کو کرے لاک بجھ کر سو اس غم سے اس کو جینے سے بیزاری ہے	
کوئی کہے ہے چھوڑو یا رویہ غم ہے تو جینا کیا دنیا میں اب ہم کو رہ کر ٹھنڈا پانی پینا کیا	
یہ کہہ کہ اب ہر اک باہم ثابت رکھے سینا کیا کوئی چھری ڈھونڈے ہے ہر دم کوئی سینچے کٹاری ہو	
پسکو میں وہ کو نادل ہے جس کو ہوگا صبر و قرار جو کوئی ہے تیغ الم سے پھرتا ہے وہ سینہ نگار	
کافر کے بھی نصیب نہ ہو وہ مجھ سے نہ یہ ہر نذر الہ حال جو کچھ کر بل کے بن میں آل بنی بر طاری ہے	
خاک ادر خونین جا ہے تنوں کی نیز و شیراز شکر کی ٹھالوں ہاتھ جو ایدھر کو پھڑکے ہو تو اودھر کو تر لے ہو یا نو	
ایسے جو رو جفا سے یار و کشتا نہ ہو کا فر کا گالوں بستی گھر کی فاطمہ کی جون کر بل میں لاماری ہے	
جو بجان اس بن میں پڑا ہے اس کو نہیں ہو گور و کفن رات کو وہ شبہ میں بھیجے دن کو دھوپ میں کھے تن	
تیغ بلا سے بچا جو کوئی غریبان اس کا ہے یہ بدن چادر تک اب ایک کے سر پر نے پھاٹی نہ ساری ہو	
جس کو دیکھو ضعف سے انہیں جان رہی ہو الب پر فلے پر ہو فاقان کو کاٹیں مین یوں شام و سحر	
پیٹ بھرے مین بھوک مین جرم کھا کر اپنا خون جگر اشک ہوا یا پانی جو انہیں نہ میٹھا نہ کھاری ہے	
پشت فتر ہر اک دن کو دھوپ میں کا ڈی منزل دوڑنے سے اطفال کے شکوہ انکو نہیں ہے چین اک پل	
انہیں سکینہ باپ کی خاطر تڑپے ہے جیسے بس	



ہے ہاے دردا و اے درینا میرے یہ کیا کر گئے لو	
	ہم کر کے ٹکڑے بیخ جنا سے بیٹوں کا دیکھوں ہوں بدن شادی کی داماد کی گویا لوہو سے بھر کر دھری لگن
ہے ہاے دردا و اے درینا میرے یہ دھری گئے لو	خاک اور غون کے بیچ وہ ظالم ڈال گئے سامی کا تن
	گھوڑے کے اوپر چڑھ بیٹھے ہی نوشتہ نے لی رن کی راہ جو ساتھی او دھری سے پھرا سو آیا بھرتا آہ پر آہ سو
ہے ہاے دردا و اے درینا بولی دو لہن گھر گئے لو	گھونٹ مین سے کوٹ کے چھاتی سن دو لہا کا حال تباہ
	کس کس کالے نام میں پیٹوں میں مجھے کب آتے ہیں سوامی لوٹا جو اے سب مل لوہو میں غوطے کھاتے ہیں
ہے ہاے دردا و اے درینا میرے گھر کا گھر گئے لو	رن میں دو یا ایک کسو کے آکر مارے جاتے ہیں
	مطلب بانو پیٹ کے سر کو پیٹ رہی تھیں اس دستور کرد کھڑے روتے تھے ان کے جن دیری کو کوتا حور
ہے ہاے دردا و اے درینا دین کا اب آخر گئے لو	انسان یوں تھے تھے سودا ارض و سما کو کر بے نور
<b>مرثیہ حضرت امام</b>	
	سُن لو مہمان لندن جگ کے خون نین سے جاری ہو جس کو دیکھو شہ کے غم کا تیر جگر میں کاری ہے
ہے ہاے دردا و اے درینا میرے گھر کا گھر گئے لو	پرست سے بھی زیادہ کین ہر دین یہ دکھ بھاری ہو
	کون ہے ایسا جس کے سر پر سٹی بھر بھی نہیں ہو خاک ایسا میں دیکھتا نہ کسی کو جس کا ہونہ گریبان چاک

	<p>وارث جو تھے اسے پڑپڑ میں تیغ ستم سے رنکے پنج          ماکرا پوچھانے والا اب کون کس کے دھن کے پنج</p>
<p>لٹا رہا نہ پوشش کی جاہم میں کسی کے تن کے پنج          سر پہ ہمارے زور طرح کی رسوائی اور خواری ہے</p>	
	<p>کاش ہمیں بھی یہ ظالم اب ان کی طرح سے ڈالین مار          کب تک دیکھیں ایسا دکھ اور درد کہین کس سے اظہار</p>
<p>کن آنکھوں سے دیکھیں ہم سب حال تیرا یہ تیرا دوزار          زلیلت کی جو آسانی ہے سو ہم پر اب دشواری ہے</p>	
	<p>سُن کے یہ بات اہل حرم سے کہنے لا گایوں سجاد          اتنی کرو ہو بیتابی کیوں کس خاطر یہ کچھ نہ یاد</p>
<p>باپ بچا بھائی نے دی ہیں کرمل میں جابن برباد          شام جو ہم کو پہنچاتے ہیں دان ہم سب کی باری ہے</p>	
	<p>ظلم دسم ہے نام جھون کا سو وہ نہ دیکھی ہم          اوپر سے ایسا کچھ ہم پر ہوتا آما ہے یہ سیم</p>
<p>جینے کی بان تادی کس کو مرے کا اب کس کو غم          ہم لوگوں کی روز ازل سے یوں تقدیر سنواری ہے</p>	
	<p>سنگ جھاسے پہلے ہوا ہے نانا کا یوں دانت شہید          دادا کے پھر سر پر لاگا تیغ ستم سے زخم شدید</p>
<p>میرے بچا کے جگر کے ٹکڑے طشت میں اگر ہو ڈھپیر          بابا کے حلقوم کئے سے آہ اب تک خون جاری ہے</p>	
	<p>مطلب عابد اہل حرم کو یہ کہہ کہ سمجھتا تھا          آنسو ان کے ان باتوں سے چون توں کرتے بھواتا تھا</p>
<p>شام کو شام ان مرد و دون کی پائے برہنہ جاتا تھا          کہنے سے احوال آگے کا منہ میں نہ بان یہ عاری ہے</p>	
	<p>بس اب ہو خاموشی تو سودا اس سے کہے کچھ نہ کر</p>

موت کے نزدیک اس حالت میں عابد کی بیماری ہے	
بیادہ پاخارستان میں وہ اسکے بدن پر تب ہے شدید	
نخندی سانس بنیر اناس کو کب ہے میسر کچھ تیرید	
اس کے بھی جینے کی ہرگز اب نہ کسی کو ہے امید	
کتے ہیں کیا جیوے وہ جو دوا غذا سے ماری ہے	
دھوپ میں بیادہ پاے برہنہ خارشائین چلے ہے راہ	
جو ظلم آگے آجاتا ہے جو رکھے ہے پیش نگاہ	
ہے ایسا کچھ اس سرور کا صفت کے لمے حال مباح	
چہرے کا رنگ اس کے گلے زرد گئے زنگاری ہے	
ظلم کو اس پر جتنا کیے اس سے بھی وہ زیادہ ہے	
شامی گھوڑوں کے میں سوار اور وہ مظلوم بیادہ ہے	
ورد و الم سے رگ رگ اس کی ہر لحظہ آمادہ ہے	
تب کی شدت سے اور اس کو گہ غش کہ ہشیاری ہے	
کوہ جو ہو تو آب ہو جاوے رنج و تعب ہو یہ جس پر	
جب سے دنیا خلق ہوئی یہ ظلم ہو ہے کہ کس پر	
اس کے یہ حالات عزیز و دیکھو غضب اب یہ سپر	
طوق گلے میں اس بکیں کے تن کو وزن کی بجاری ہو	
چین نہ اس کو روزانہ آرام نہ اس کو وقت شب	
منزل چلنے کا اس صورت صبح سے لے تا شام تعب	
ٹپک جو ٹھہرتا کرتے اشار اچوب کی اسکو ملکر سب	
کوئی لمون سمجھانہ اتنا یہ لڑکا آزاری ہے	
مان بنین اور پھوپھیاں اسکی دیکھ کے اس کا یہ حوال	
کوئے ہیں وہ چھانی اپنی نوپے ہے وہ سر کے بال	
لوہو کے انجوان سے رو رو کر کستی ہیں اوی میرے لال	
حال تو المان آنکھوں دیکھیں کیا اب زلیت ہماری ہو	

	نہیں مرینکا تو کہیں عجب دے لیون مرے کوئی ہو غضب نہ کنن جسے نہ جنازہ اب رہے خاک خونین روز و شب
بدن اُس کا کلرے پڑا ہے سب یہ مرے جگر پہ چھا ہو جب مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مگر اُس کا تجکو نہ سمجھے جد جو یہ کی جفا نہیں جس کی حد بنے گوریت نیک و بد رہے خاک خونین بہن جسد
کرین سنج مجکو جو تا ابد تو سخن کو اُس کی مین کر کے رو مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	کیٹن تخت دل مرے مثل خس سے تیغ دوشتہ چپٹیں ہیں چلے ظالموں سے مرانہ بس نہ سنے فغان مری بچ کس
مرانا لہ ہو شغف جس نے مجھے کوئی دادرس مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مرے بیٹے کا وہ جو تھا نشان کہیں جبکو قاسم نوجوان گئی کد خدائی مین اُس کی جان رہا خاک خون کو وہ و میان
یہ ہو جس پہ آفت ناگمان اُسے چین رونے سوا کمان مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مرے ہر سپر کا سپر مار لے خون مین لعل و گہر مرا کوئی اُن مین نذر بصر مرا کوئی اُن مین تخت جگر مرا
تلف اس طرح جو ہو گھر مرا تھتے کیونکہ دیدہ تر مرا مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	جو گیاتن اُس کے پہ سنہین جو رہا داسرا پر نہیں کہیں بن زنجیر اسے گھر نہیں فری چین نام و حر نہیں
کوئی ایسا اُن مین بشر نہیں کہ مرا وہ تخت جگر نہیں مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	لے شایون سے مرادہ گھر نہ جہان فرشتے کا تھا گذر

خلقت کا دل اور جگر تین جانے لگا آنکھوں سے بہ	
پڑھ کر ماتم کی مجلس میں یہ مصرع تو ساکت رہ	مانع نہ کے غم کرنے کا جو ہے سودا ناری ہے
مرثیہ حضرت امام	
کسین فاطمہ نبی لوری کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	مرے سر پہ ہوئی جو یہ جفا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
ترے آگے احمد مجتبیٰ کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
ترا غم نہ دل سے مرے ملا کہ کتا جگر مرے کا گلا	خجر بختا سے بکری بلا ستم فلک سے یہ بر ملا کو
مر اس سے بس نہ ذرا چلا کرے منصفی کوئی تو بھلا	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
گرس غور اسے کوئی ایک دم جگر حق کرے ٹکڑے سم	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
مرے سینے کا جو سرور ہو ترے چشم کا بھی وہ نور ہو	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
بدن اس کا زخموں سے جو رہو یہ غضب کہ سر پہ تنور ہو	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
اگر اٹک گایہ وفور ہو سر نہ فلک سے عبور ہو نو	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
یہ ستم کو تے نہیں سہا جو فلک سے دل پہ مرے رہا	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
مرے وہ پسر کو میں نہا دم دہوش تو نے جسے کہا	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں

کے کلموں نے نرین چلتے چل نظر آئے آنکھوں میں جیسے تل مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	جو میں روز و شب نہ روا کروں تو نہٹ میں مشغلہ کیا کروں جہنم دیکھ نور نظر فروں ہو جہان میں سو ہو غرق خون
جو امید آنکھوں سے یہ رکھوں کہ کچھ اور اٹھوئے میں کلموں مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	فلک ایسی پریر جھا کہ جسے غم مہر سا رہا کرے پس مرگ وہ بھی روا کرے اگر اٹلی گل سے بنا کرے
سب پر سب تو رسا کرے یہی ماٹی اس کی مدد کرے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	غرض اب میں کیا کروں سو وایاں ام کا اگر تری بیان کزمین سے تلبہ نہ آسمان بھی بیٹھے تھے سر انوش جان
پدر آگے فاطمہ جن زمان کہیں تھیں بیدہ خون نشان مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
<b>مرثیہ مختصر کی بند</b>	
کہا کسی نے کیا کیوں تو ہو کے زار افسوس نہال غم کہ برگش غم ست و بار افسوس	کیا میں صبح جو با چشم اشکبار افسوس میں بولا اس لیے کرنا ہوں رو دکھا افسوس
اگر بکریہ شد ہنر صد ہزار افسوس تو ہنر ہونے سے اس کے امید دل ہو نہ کھو	وہ بولا غم عمل چاہے جھڑج سے ہو میں ایک بات بتاؤں کہ ہنر ہوئے ہو
غم حسین میں جتنا تو روکے ہے رو محرے نام ملک کر کے لاکھ بار افسوس	
دلے رکھے ہے تفاوت بہت ز غم تا غم بنی کی آل کا اولاد مرے قلعے کا لقمہ	اگرچہ خانہ دنیا میں ہے سراپا غم عزیز کیا کون جھٹھے میں یہ کیسا غم
جنھوں نے غم سے رکھیں دشت کو ہلاک ہوں	

<p>پھرین ساکن اس کے برہنہ سر خپتے اترتے نہ جہر تندر کرے منصفی سے کوئی نظر نہ ہو میرے روئین کو اثر مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>سین نیک و بدیر مدینہ کے کٹے گوشتوں سے سیکنے کے خجرجھاسے کینہ کے یہ تم لیے دو ٹکینہ کے</p>
<p>جوین سے طرح سیفینہ کے ہنیں آتھوان مری کینہ کے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>پسین باپی طائر و وحش تک مرے پیار و کونے ملے تنک کین جس شقی کو وہ دے جھڑک نظر غضب کی ہر سرک</p>
<p>مرے نین الم سے ٹپک ٹپک بھری مال ملکین تو جلیک مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>ہو سوار گھوڑوں پہ دغل کین عابدین کو پیادہ چل نہ وہ چل سکے سبب کس تو ڈرا دین کوڑ دینے بل چل</p>
<p>مین دیکھوں سیفون سے ہر عمل مجھ کو روئے پڑکے کیو کہ کل مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>نہ عدو کے در سے وہ رو سکے نہ بنار د کا وہ کھو سکے نہ عبا چہرے کا دھو سکے نہ لب آب لیکے ڈبو سکے</p>
<p>بکھو نیند بھر کے نہ سو سکے نہ روؤں یہ مجھے نہو سکے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>وہ برہنہ پا کرے راہ طے کین ٹھو کر اور کین خار و ہوالا غی سے بسان لے کرے آہ و مالہ کی پیڑ پہ پلے</p>
<p>نہ دوا غذا سے ہو کوئی شے یہ جھانین دیکھوں میں تابکے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>گئے بجائی مانی میں اسکے مل ہوئی خاک خوشی پہ کو گل کو کس سے پرچے اب اس کا دل نہیں چین سپہی ایک پل</p>

یہ گرد و خاک میں لوہو بھرا ہے بدن	بتا مجھے مجھے بچے یوں کیونکہ دیکھیں میرے مین
کہ تیرے تن پہ کفن کا نہیں ہے مار فوس	
ترا تو ای پر اس دشت میں اے یہ کچھ حال	دکھا دین کس کو گدازا ہے ہم پہ جو احوال
کردر طرح کی آفت ہمارے ہر دنبال	عجب طرح کی مصیبت میں ہیں تری طغالی
در شامیان ستم پیشہ نابکار افسوس	
ترا تو دشت میں جون گو سپند کاٹ کے سر	رکھا ہے آج کے دن ظالموں کی نیزے پر
پھرے ہیں دُتری عسرت کو اونٹوں پر گھر گھر	نہ منہ پہ اُنکے اے معجزہ سر پہ ہے چادر
کرین یوں یہ عمل امت کے دیندار افسوس	
تھے اسطرح کی جفا کے یہ لوگ کب قابل	کہ ان پہ جو کرین یاں تملک یہ خشکین دل
ہنوں پشت پہ اونٹوں کی چین انھیں اک بدل	شکر ان جہان کھینچتے کو ہر منزل
مرفیض تھے کہ دین ہاتھ میں مہار افسوس	
ایمن لیے ہوئے اسطرح تمام جاتے ہیں	اب آگے دیکھیے کیا کیا ستم دکھاتے ہیں
اُدھر سے جیتے جی اپنے ادھر کو آتے ہیں	دہن کی خاک میں یا جا کے ہم ساتے ہیں
اگر یونہی اے نصیبوں میں تو ہزار افسوس	
اب آرزو ہے یہی دل میں بس مرا جو چلے	اُدھر سے پھر کے گردن میں تیرے قدم کتلے
مدینہ جاؤں میں کس طرح منہ سے خاک ملے	کٹا کے اپنے غریزوں کے اسبگہ پہ گلے
کرے تھاحرف یہ کہ کہ کے بار بار افسوس	
غرض کہ رو رو یہ کہتے تھے حضرت سجاد	پدر کی لاش پہ باہ و نالہ و نر یاد
نمان گردش گردون دون بد بنیاد	حرم کو لے گئے ناشام بادل ناشاد
اب آگے کیا کمون میں نف بروزگار افسوس	
جو کر بلا میں بلا کا ہوا ہے اُن پہ گزار	زبان وہ کونسی ہے جس سے اٹکا ہوا ہمار
محبت انکی نے پایا ہے جس کے ولین قرار	یہ چاہیے کہ بہ نقداد برگ ہر شجار
اب انگشت وہ کرے حیف و بیشمار افسوس	
بیان تمام ہوسو و اب تو اس غم کا	جو اتفاق کرے ناطقہ دوسرا لم کا
یہ ذکر ہے شہ کون و مکان کے ہاتھ کا	اب آگے دو دلہب سے ہر مارتا دم کا



کون زردے کتب مجھے جانگزا سخن	اسیر قتل کے بعد اوجوہو کے اہل محن
بسوے شام چلے لٹ لٹا کے عویان تن	کلیہ سر بفلک کر لو سے بھر کے نین
امید بگھٹے ہمیں یہ تھی روزگار افسوس	
ہمارے واسطے خدمت کے تو ہوا تھا خلق	دیا حق اور دن کو تو نے ہمارا کائے خلق
ہمارے تن پہ نہ غارت گروں ڈچھڑا دل	بنی کی آل کے دلکا خوش آیا بجکو قلق
ہوا یہ ظلم مجھے ہم یہ ناگوار افسوس	
جب اس جگہ سے ہوا اُنکا قتلکہ پہ گزر	کئی ہر ایک کی تب سوے عیش آہ جگر
نظر جو آگئی زین العباد کو نفس پدر	اور اسکو نفس پدر پر نظر نہ آیا سر
یہ بولا اس تن بے سر کے لگ کنار افسوس	
تو خاک و خونین پڑے کیوں اڑ چھوڑ کر ڈیرا	میں تیرے سر کے لحد کمان اڑ سر تیرا
غم تیری نے دلکو مرے بہت گھیرا	یہ کاش کاٹتے تھے سر کے بدلے سر میرا
جیون میں یوں تو مرے اڑ کر گواہ افسوس	
ترے سرانے جو فرصت ہو بیٹھ لو دشمن	غبار تن کا ترے آنچوان سے دھو دشمن
جی اپنا مجھ کئے ہتیار ہو تو کھو دشمن	ترے قدم تلے تیری طرح سے سو دشمن
میں کیا کروں نہیں میرا کچھ اختیار افسوس	
بجز خدا کے یہ بندہ دکھ اپنا کس سے کہے	اگر بہاڑی ہو دکھ مرا تو وہ نہ سے
میں اور دیکھوں کہ پیکر سے تیری خون ابری	ترے بدن پہ ترا سر نہ تیغ کین کر رہے
میرا کیا دیکھوں جن اپنے پہ برقرار افسوس	
دکھ اپنے دکھ کون کس کا اید پر بہات	کوئی رہا اے کون جس سے سوز دلکی بات
کڑگی کس طرح اس داغ کی مری اوقات	بے قریب ترے قتلکہ سے آب فرات
نہ تیرے خلق میں یا نہیں ہو بچو دھلا افسوس	
یہ زخم نادرک دل دوزخ میں ترے تن پر	کہ نہ فلک پہ نہوین گے اس قدر اختر
جگہ کوئی نہیں ثابت جدھر ٹپڑی اڑ نظر	میں دیکھوں جیتے جی اپنے ترے حال پدر
کہ مجھ بدن سے ہو بیکان تیرا افسوس	
ہوئی اے کس پہ مصیبت یہ زیر جوش کہن	کہ بعد مرگ کیا ہونہ اسکو دفن و کفن

طفل شش ماہ پہ ثابت کو نسی تقصیر کی	اتنے خاطر بھڑی طق اٹکے سے بیکان تیر کی
گئے تا اسکو بھی بیخ جور کے مار دے پنج	
ردون میں اصغر کو یا اکبر کو پیڑوں یا دو کر	آگے چھوٹے بڑے سارے تر تیغ و تیر
ابنی آنکھوں نے ہو کیو نکریں پوچھوں اور پدر	اب تلک اٹھا جو وہ تھے میرے دلبند و جگر
اجم رہا ہے خون ناحق انکی تلوار دے کے پنج	
بیوہ زن کتنی جو باقی ہیں سوا پیر یہ عذاب	سر پہ نے چادر کسی کے ہر نہ چہرہ پر نقاب
بلے حجاب او ٹوٹنے جاتی ہیں میان آفتاب	ڈکھ دھند دے سوا گرد آگے اسے علیہ نقاب
نے ہوا دار دو تین ہر کوئی نہ غلخوار دے کے پنج	
میں بیان کیا کیا کروں اس آفت ناگاہ کے	دن کو وہ چلتے ہیں مدے کہتے ہیں راہ کے
رات پابندی کی خاطر میرے ہر دلخواہ کے	جز و شیرازے میں ہو دین جون کلام اللہ کے
ایک ہی زنجیر ہے اتنے گنگار دے کے پنج	
میں ہوتے ہی تو پھرا ڈٹو نہی ان کو کر سوار	کتے ہیں عابد کو لے جل وہ لعین نابکار
راہ چلو اتے ہیں پھرائیں نا تو ان کو مار مار	جانتے اتنا نہیں ظالم کہ اونٹوں کی مہار
یہیچنے کی تاب کب ہوئی ہر بیمار دے کے پنج	
کر دیا ہے ایک تو بیماری نے اس کو نیل	قطع منزل سے نہیں ہے چہن اسکو ایک پل
جد ہی اسکا کرے اب مشکل تنگی آگے حل	کیا مشکل ہے کہ وہ لموں تو کہتے ہیں چل
اور حل سکتا نہیں ہر راہ وہ خار دے کے پنج	
ایک تو بہو نیا تھا بیماری سے سر تکے قریب	دوسرے اس حال پر ہو دی مصیبت نصیب
کیا دوا کا ذکر ہے اور کیا ہو مذکور طبیب	آب کا قطرہ جو اٹنے مانگتا ہے وہ غریب
کتے ہیں یاں آب تلوار دے ہر دھار دے کے پنج	
طعن و طنز انکی وہ سنتا جانے ہر ہر ار کے	بہتے دم بھرن دین سایہ تلے دیوار کے
یاد رکھ لو ہو تین اس کے ڈوبے بن سرخار کے	کیا گزرتی ہو تنگی کہ دل پہ اس بیمار کے
جسکی بیماری کٹے ایسے دل زار دے کے پنج	
ہے جو ستورات کو ڈھارس کوئی ایسا نہیں	لیجے ہیں تیام بیس کہ چھین اعداے دین
تھنے وارث تھے ہوئے وہ طعمہ شمشیر کین	بچ رہا ہے قتل سے جو شخص یعنی عابدین

گر کیا کرے ہر بیل و ہر ہمارا افسوس

## مرثیہ محسن ترکیب بند

ابر و نیکو اٹھا ہے آج کسارون کے بیج  
خاک سپرد کرتے آئے مست ہشیار و کفر بیج  
ساغر خون جگر چلتا ہے میخوارون کے بیج  
گر گیا باغ رسالت کا وہ گل خارون کے بیج

یعنی ان ساتی کو فرستے گا روں کے بیج

ابر و نیکو سدا میخو رہیں گے خون کے جام  
ساتی کو زکابن پانی ڈبایا گھر مستام  
ہو شیار و مست سر پر خاک ڈالیں گے مدام  
حیف اہل قبلہ سے صادر ہوا یار و وہ کام

الخدر جس کام سے کرتے ہیں کفارون کے بیج

نور چشم مصطفیٰ سے ہر یرامت کا معاش  
بھائی کی اُسکے ٹڑپتی ہے لب یا پر لاش  
خویش و خرمندہ ذکا اُسکے کردیا تن پاش  
اب وہ تنہا جھٹن کرتا ہے پانی کی تلاش

تیر باران اُسچہ ہر سو کمان دارون کے بیج

فانکہ کشتی بین رور و نالہ و سہر یاد سے  
یا بنی تم یو جھو محشر میں ہر جہاد سے  
یہ ستم باہر میں دیکھا عالم عباد سے  
لشہ لب بارا گیا ہے گردن اس بیلاد سے

خبر حسین بیگنہ کوئی گنہگارون کے بیج

تم گواہی دیجو جس روز ہون میں داد خواہ  
یو خدا شاہ نہیں سچے کا میرے کچھ گناہ  
داوین کیونکر نہ جیا ہوں جب کھوں تم سا گواہ  
کا کھرناختی سراس کالے گے وہ درو سیاہ

تن کو میں ہو گا پڑا لو تھوٹے ہشیارون کے بیج

کیا کما شیون سے اُس بجرم فی جو حرف بند  
جس گھڑی کا فر بھی کاٹے ہیں گلو کو گھنہند  
کیون جدا اُسکا کیا ہے ہند سے ہر ایک بند  
اُسکو بھی پانی ملا دیتا ہے کوئی درد مند

فرج پیا سا ہی ہوا وہ اتنے دیندارون کے بیج

کیا کروں میں ان لعینوں کی فساد کا بیان  
کر گئے ہیں گے جدا تیغ ستم سے شامیان  
عضو عضو اک ایک کا اس سرور مرد و جہان  
جون دخت خشک کی بخار کا میں ڈالیاں

آل کو تیری گر گجے یہ ہشیارون کے بیج

آزادی آل پر تیری بر سر ہمشیر کی  
موجبت کے مجھ پر اس قدر تعزیر کی

لوہین رہ گیا تن تہلا کر	کرین یہ کچھ تری امت کہا کر
فاما غم آہم آہم آہا	
نہ تھا عالم میں کچھ پانی کا تورا	بد اسکو نے بہت پہونچا نہ تھوڑا
نہ قطرہ حلق میں اُس کے نچوڑا	یہ دنیا کے لیے منہ دین سے موڑا
فاما غم آہم آہم آہا	
شہا ان کو حدیث من تر آئی	ہوئی کیا خواب غفلت کی کہانی
نہ آیا رحم دیکھ اُس کی جوانی	دبا ذرہ نہ وقت ذبح پانی
فاما غم آہم آہم آہا	
نوا سا جس کو منجیب کا جاہن	کرین عضوا کے نیرنگے نشانین
لگین سرائے کا آگے وہ کٹانین	مسلمان ہو کے بات اسکی نہ مانین
فاما غم آہم آہم آہا	
نہ چھوڑا خویش ہی اُس کا نہ بھائی	ایسے تیج ستم سے رانی کافی
رہا عابد سوطوق اسکو بھائی	حیا ذرہ نہ تیرے منہ سے آئی
فاما غم آہم آہم آہا	
سرا اسکا نیرے کے اوپر علم ہو	سوار اونٹون پہ بے پالان حرم ہو
وہ جتنے آگے تیرا ہوش و دم ہو	انہوں کے ہاتھ انہی پر یہ ستم ہو
فاما غم آہم آہم آہا	
نہ تھے جس پردے کے وہ محرم راز	سدا جو عرش پر کرتے تھے پرواز
سو ویسے پردین جتنے تھے دلساز	سنی انکی کس دنا کس نے آواز
فاما غم آہم آہم آہا	
کہین باہم ہو کشت دھونکی محبت	تو کستورات کا ہے پاس حرمت
تری عمرت کی تو لازم تھی عزت	لگی قوم عرب سے اتنی غیرت
فاما غم آہم آہم آہا	
رمل حق بین ہر دم ہے منظور	ہم اس عالم سے بھی بین شاد و مہم
عمل بد کر گئے ایسا یہ معذور	بڑے اعمال سبکے عفو سے دور

سودہ کچھ حالت ہو لکھی اُن دل افکار دیکھ بیچ	کوئی تو فرزند آئیں سے کس کا کوئی خویش جس سخن سے اُن غریبوں دگلے، دل پہ نیش	سر پہلے جائے ہیں نیز و نیز انھوں نے گرد پیش دیکھ دیکھ ان کے تین ہوتے ہیں دو ذہن پیش
بولتے جاتے ہیں لمون نیزہ برداروں کے بیچ	گرا رام بچہ ٹوٹے اس کو کتے ہیں شید امین جو چہ دیکھا تو اُسے بھی ہیں بدتر یہ پلید	یا رسول اللہ ہوں ایسے سلمان نا پدید اور یوں مارین امام دین کو یہ بہرہ نرید
عبد و آہاسے، گردن اُنکی زنا رو کے بیچ	مجھ جگر گوشوں کے اقمین بٹھایا ہے مجھے بحون انھوں نے آتش غم کی جلایا ہے مجھے	جور فرزند دن پہ میرے کر دکھایا، مجھے خون کے آنسو سے یعنوں کی رو لایا، مجھے
اُنکو بھی جلتے دکھا دو رخ کا انکار دیکھ بیچ	رات دن سُن سنے رو تھے ہوارض دسما سودا تو اس غم میں دل بیا رکھیا جو سدا	نوحہ جنت میں غرض کرتی تھیں یوں خیر النسا و وہ جان سے کم نہ ہوگی تاقیامت یہ عزا
خضرین اُسکو لکھیں گے تعزیر داروں کے بیچ	<b>ایضاً مرثیہ محسن توحیح بند حضرت</b>	
دل خیر النسا جدم کراہا طریق دین جو امت نے نیاہا	بنی سے یوں علی بولے کہ شام اُسے میں کیا کون عالم پناہا	ہمارے واسطے یہ ظلم بے حد ولے گذرے ہے اتنا دلیں جدید
فاما تم آہا غم آہا فاما تم آہا غم آہا	بیاطن نیک ہے ظاہر میں ہو بد عمل ایسا ہوا ہل دین سے سرزد	جینا تھا جو میرے دل کا آرام یہ غم ہو کہ بنیوں میں ہو یوں نام
فاما تم آہا غم آہا فاما تم آہا غم آہا	وہ ظالم لے گئے نیزہ چڑھا کر سر اسکا خنجر کین سے جدا کر	

کون ایسا کہین وہ جس سے اپنی دل کا درد ا  
دیکھ دیکھ آپس میں منہ کہتے ہیں بھر کر آہ سرد

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

ورمیان اُنکے چلے جاتے ہیں نیر و نیر وہ سر  
نہوں کے قطرے یوں ٹپکتے ہیں اُنھوں کی جسم پر  
کوئی تو بھائی ہی کوئی غولش ہے کوئی پسر  
منہ پہ ملل کہتے جاتے ہیں بدن سے پوچھ کر

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

اس طرح جاتا ہے فرزند پیمبر کا جسم  
جو کوئی دیکھے اِراہل و رد سے اب یہ ستم  
سوطر حلی ہے تقدی سر پہ اُن کے دمدم  
منہ پر اپنے مار کر کتا ہے وہ سیلی غم

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

لے اُنھوں کو بھوکہ ہے اس حادثہ میں نہ پیاس  
دخل کیا جو نیند اُن کی آسکے اُنھوں کے پاس  
نئے بجا ہیں ہوش اُنکے فِردست اُنکے حواس  
یہ سخن جنبش سے لب کو اُنکی ہوتا تھا قیاس

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

صبح سے تا شام سر پر اُنھوں کے آفتاب  
پھرتی ہی اُنھوں کیلین از بس شکل بن بو تراب  
نے خورش روزانہ ہی اُنکی تینوں دُشکوار  
بات اُنسے کچھ ہی پوچھ دیتے ہیں وہ یہ جواب

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

مقتل شہ کا اُنھوں کے دل میں نہ اٹھ ہی خیال  
چلتی دیکھیں دھار پانی کی تو اُنپر ہر وبال  
روم روم اُنکے سر ہر اکدم اُبتا ہی جمال  
کہتے ہیں تب حلق و خنجر کا وہ کربا اِقتال

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

مل گیا مٹی میں اُنکی سلطنت کا تاج و تخت  
ہلک بھی کتا ہے اگر کوئی کچھ اُنکو ہو کر خست  
ہیں یارک دل خزان میں ہوئیں جون رگِ درخت  
بو لہر ہیں یوں جگر کی اُنھوں نے ٹپکانے لخت

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

کیا کروں میں اب اُنھوں کی جو اسی کا بیان  
خواہ اُنکا دوست ہوئے خواہ وہ خواہ اُن جان  
کچھ نہیں ہی فرق ہرگز نیک و بد کے درمیان  
سامنے آجائے کوئی اُس سے کہتے ہیں کہ مان

وا حینا وا حینا وا حینا وا حسین

ہر روایت پہنچی جب مقتل پہ اولادِ رسول  
خاک ڈالی سر پہ اپنی اور ملکر منہ سے دھول  
دیکھ کر زینب نے سو لاش فرزند بتوں  
بیٹ بیٹ اپنی سر و صورت کہا ہو کر لموں

فاما تم آما تم آما	
اہین تو ہے بقا عین منامین	اجل ہے زندگی راہ خدا میں
خوشی سب طرح تسلیم و رضامین	پر اہکا حال کیا روز جزا میں
فاما تم آما تم آما	
بیان اس جو رکاب تک کرو میں	ستم کا اٹکے کیونکر عرض دو میں
بجز حرف تاسف کیا کہوں میں	کف افسوس یوں کہ کہہ لوں میں
فاما تم آما تم آما	
یہ حرف لے مہربان سرور توجہ دم	سنے شیر خدا کے منہ سے پیہم
نگلے آپس میں لگ از شدت غم	یہی کہتے تھے روز و شکل غنیم
فاما تم آما تم آما	
<b>مرثیہ مخمس ترجیع بند</b>	
دلے جو پوچھا میں اب تو کیوں نہیں ہر جگہ چین	یوں لگا کہنے وہ مجھے کیا کہوں نہیں بچھے بین
تشنہ لب مارا کر شقیوں نے نبی کا نور عین	جسٹن دیکھا جا نہیں یہی اب شور و شین
وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین	
جسکو دیکھو بھر رہی خون جگر کی ہر لک	خاک سرور کرتے ہیں مومن کی دکانک
آج ماتم ہو رہا ہے لے زمین سے تانک	سینہ کہہ کہہ کوٹتے ہیں آدم و جن و ملک
وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین	
تن تو اسکا رن میں ہو آلودہ گرد و غبار	سر لیے جاتے ہیں نیزے پر لعین نابکار
اہل بیت او مٹو نہ گرد اس کے ہنر و محل سوار	ہر قدم کہتے چلے جاتے ہیں روز و نازار
وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین	
اس سفر کے دیکھے عالم ہو کیا نہ راہ کا	کچھ بجز خون جگر تو شہ نہیں ہے راہ کا
یوں حرم جاتا ہر اوٹو پھر رسول اللہ کا	یہ سخن ہر گز پیہمبر کے ہر دل خواہ کا
وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین	
چہرے کا ہر اک کر غم سے ہو رہی رنگ نلد	بڑ نہی ہر راہ کی سر پہ سہیون کے خاک گرد

چلے ہیں دنگھ کے نیپرے پر یہ ملعون آج سر جھکا	اڑا عریان سوکھے دھوپ میں تن خاک پر جکا
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
نہیں دیکھا کوئی ایسا زانیے ان اپنا سے	وہ پانی کا ہو پیا سا لوگ اسکو خون کی پیا سو
نہرا روں کھینچ تلوارین مقابل ہو دین تنہا سے	گر یہ ظلم جس بد سے نہرا لاساری دنیا سے
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
گیا چوپایہ آگھر اپنے جنگل سیر کر سا	بکھر و آشیان پہونچا ہوا میں جبکہ پر مارا
بیابان مرگ یوں کسکا ہوا گھر کا گھر سا	نہ پہونچا جو وطن انہر وطن سے ہو کے آوارا
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
بیمبر زاد و زمین مارا کسی نانا کی امت نے	کسی پر بھی کمین تیغ گھسے نانا کی امت نے
بتا دو اسکو مارا ہو تے نانا کی امت نے	کیا ہو قتل دنیا میں جسے نانا کی امت نے
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
کمین ہیں دور و آسین ہودی اور نھرا نی	رہے تکیف میں ہم تو زراہ ناسلانی
یہ کرتب اٹکے ہیں جنگو پر دعوائے سلانی	سمجھتے ہو وہ ہر کون آج ادا جسکو میں پانی
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
زمین سے نقش پاؤں خروا عیسیٰ کا جسدن کم	سرو پیر خاک کرتے تھے ہماری قوم کے مردم
کوئی یوچھے اُنھوں کو جلے امت میں ہو سکی تم	یہ رونما چاہتے ہیں جسکا تن اسونکے زیر سم
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
مسلمان ہیں یہ جسکی مان پیر اپنے کی جانی	عطش پیسے کی مر قمر تو بھی ذرہ نہ بچھوانی
بھون سیراب حیوانات سب شہری و صحرائی	دہن سے پیاس کو مائے زبان جس کی کلانی
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
جوانگاہ پانی ان نے تو لگے کہنے زہریک سو	جہان کا آب ہو فیض میں تو قطرہ نہ دین جنگو
جو وہ بولا کہ میں ہوں کون سمجھو تو ہم از بدخوا	تو یوں ملعون لگے کہنے اسی ہم جلتے ہیں تو
خلف ساقی کو ترکا محمد کا نواسا ہے	
یہ کہتے ہیں کوئی جلدی کو اسکے سر کو جالو	نہو ایسا کمین وقت نماز اب اتھ کو جلیو
معاذ اللہ اگر یہ آپ کو تا آب ہو نکھاوے	تو پھر ہم میں سے ایسا کون ہو جو اس کو برداے



واحینا و احینا و احینا و احین	
بھر گمائیوں اے تن میرے ترے قربان میں	واروں ہرزحم بدن پر تیری اپنی جان میں
ہائے بھائی دیکھوں کن آنکھوں سے یہ طوفان میں	اب یہی کہہ رہی ہوں گی مرگ کی خواہان میں
واحینا و احینا و احینا و احین	
جس سے ناخوش دل نہو چوٹی کا سوتھا تو بشر	دولت کو میں لیتی آ کے تیرے کو بشر
خدا ہوتے تھے عرب میں دیکھ تیرا رو بشر	یاد کرتا حشر بکھو بولین گے ہر سو بشر
واحینا و احینا و احینا و احین	
باپ تیرا ساقی کوثر امیر المومنین	ہاں تری خیر النساء بنت شافع المذنبین
سو گلوے نشہ پر تیرے جلویں تیغ کین	یہ ستم زیر فلک کیا کر گئے اعدائے دین
واحینا و احینا و احینا و احین	
کس طرح اب دلو میرے زندگی کی ہو ساز	کسی صورت دیکھو گی آفاق میں کہ چشم باز
جان کو میں کر بگی ہوں اپنی اس غم کی نیاز	نکلے ہر ہر سو سے میری یہ صدائے جاں گداز
واحینا و احینا و احینا و احین	
جنگ بن دیکھے نہ تھا آرام مجھ کو ایک تل	یوں گئیں وہ موثرین سو خاک میں اکبار تل
ساب اس غم کی جلاوری کمان میلا وہ تل	آب ہوتی ہی یہ کہنے سے مرے بھر کی سل
واحینا و احینا و احینا و احین	
مہربان زینب غرض کرتی تھیں ہر دم یہ سخن	سامون کی ابر کی صورت برستے تھے نین
قصدا اپنے قتل کا کرتے تھے سکر مرد و زن	جس گھڑی منہ سے اٹھو گی یہ نکلتا تھا سخن
واحینا و احینا و احینا و احین	
<b>مرثیہ خمس تر جمیع بند</b>	
سمیت از قربان میں بلا کے کسا باسا ہو	جہان میں زندگی اپنی سو کون اتنا ترا سا ہے
لب دیا پہ کوئی بھی زمانے میں پیاسا ہو	گلے پر آج جس لب نشہ کے خنجر کا داسا ہے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہو	
ستم کشوں پر دست ظلم سر لٹا ہی گھر جس کا	کنیا ہی آسمان نیچے قابل در بدر جس کا

تڑپتے ہیں وہ پلا میں لگا کر جنکو سینے سے	کوئی یہ زندگانی ہر مری حیف لیے چیز سے
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
بدینے کی طرف جیتا میں اب کس کچھ کر جاؤنگا	تہ تیغ اگر با کروا کے کسکو کٹھ دکاؤں گا
جو گزری سر پر مقتولوں کے کس کسکو ساؤں گا	ہر جب تک دم میں دم میری زبان پر حرف لاؤنگا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
نہ سمجھیں گے یہ کرب آسمان کی بدخصالی کا	رکھیں گے ملے سب اہل عرب میری سڑکی کا
دباں اس شکل میں ٹھہرا کر کھنا جم میں جیکا	لے کر قدرت حق کی تھیں اعجاز عیسے کا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
کون کا قصہ میں میاں کو کیا مائے جانیکا	کر دنگا ذکر کیا اطفال کو بانی نہ پانے کا
نہ سمجھے گا کوئی اس کے تین صد سہ زمانے کا	رکھیں گے میرے سر بہتان بنی کو گھر ٹانیکا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
بیان کس رو سے قاسم کی کرونگا کہ خدا نیکا	اجل نے سر لیا نیک آنکے سہرا بندھائیکا
شہادت کو دیا دستور جی شہرت بلانی کا	میرے جب اس طرح شادی کو دن فرزند بھائیکا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
جگر گوشہ کی صورت دیکھتا ہوں خون میں ڈوبی	جوانی میں کون اکبر کی یا مغر کی مجھو بی
دوطن کے منہ سے قاسم کی کچھ بخت مجھو بی	اکروالضات ہوا سطح دجینے میں کیا خوشی
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
مرے ہر اک جگر گوشے کا اب تن و جدا سرزد	پڑا ہر دست اس جاگہ کٹا تو پاؤا دھرے
کن آنکھوں نے میں دیکھوں ادا بہن جو حال اتر چکا	سمجھے تو موت ایسی زندگی سے دور بہتر ہے
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
ستم اس سے زیادہ مجھے اب دیکھا نہیں جاتا	ہتھارا بنگویہ رنج و لقب دیکھا نہیں جاتا
کرے تاراج گھر ہر بے ادب دیکھا نہیں جاتا	یہ دکھ اسے خواہر مالی نسب دیکھا نہیں جاتا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
ہو پختے ہیں کوئی دم میں لعین خیمہ جلانے کو	بیمبر کا ابھی سب دورے ہیں گھر ٹانے کو
نہ چادر چھوڑ نیلے سر پر تھامے منہ چھپا نیکو	مرے مانع جو ہوتی ہو مگر یہ دن دکھانے کو

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
سودا ٹوہ سوار اس گھر کے ساکن کج بزم جو پوچھو صاحب نیمہ کو تو کہتے ہیں یوں منہ پر	خبر کر جبریل آتا تھا وقت وحی جسکے گھر جلایا ہے وہ نیمہ جس کا تہ عرش سے برتر
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
جو وہ سالہ بھی لڑکا ہے غل ذر بھر دے توبے و سواس کتر بن پدر کو پوچھو ہواسکے	بنی زاد دن پہ جو راہی ہوا یہ ہاتھ کس کے جو پوچھو باپ کون اسکا گل میں طوق ہر جسکے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
عجب انکا و تیرا ہر عجب رسم و آئین ہے زمین جس بے کفن کد خوشی اباتا کین کین ہے	عجب اسلام ہر ان کا عجب ایمان عجیب دین ہے گیا مارا جوان میں سے اسی بختیر و تکفین ہے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
نہانا جن لعینوں نے خدا کو حاضر و ناظر کیسے دل میں انہیں سے نہ آیا یوں کہ یہ آخر	ہوے بالفرض ہم کافر تو ہیں وہ بدتر از کافر مثال گو سیندا اپنے بنی زادے کا کاٹا ٹکڑ
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
ہو و افسوس میں بھی جو تھے اور وکی امت میں شفاعت کو تری یہ کر یقین روز قیامت میں	عرض اے سودا اب ہر یگانا سب میں مقیم کما کر مرثیہ حسین کی دائم محبت میں
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
<b>مرثیہ محسن المرحوم</b>	
نہ جاؤر نکو باقی ماندگان کے آسرا ہو تم جنہیں مرنا تھا سو تو مر چکے جیتے بسا ہو تم	یہ زینب شہ سے کتنی تھی ہمارے بادشا ہو تم کما کر اٹھوئے واسطے اب میری جا ہو تم
خدا کی واسطے زینب مرا جینا بچا ہو تم	
کہ جسکے گھر پہ یوں اہل تم کی تیغ رانی ہو تمہاری چاہیے بھیر ہی اب مہربانی ہو	گوارا کسطح و اسکو اپنی زندگانی ہو وہ ہو دین قتل جو ہر اک محمد کی نشانی ہو
خدا کی واسطے زینب مرا جینا بچا ہو تم	
لوئے وہ خاک میں محروم ہو پانی کو پینے سے	جو میر ساتھ جیتے جاگتے آئے دینے سے

غرض سن سنے ان باتوں کو زینب ہاتھ ملتی تھی	ہسان سنج ماتم غم سے وہ رو رو کر جلتی تھی
دلے یہ شہ کے دل سے موت کی خواہش لیتی تھی	کہ انکے ہر بن مو سے مدد یا یہی نکلتی تھی
خدا کی واسطے زینب مرا جینا نچا ہونم	
کون کیا آگے سو واجب یہ باتیں کہہ دیتی تھی	جو سامع وان کھڑے تھے ان کو دامن خود بھرتی تھی
جگر کے ٹکڑے اگر چشم سے برین ٹھہرتے تھے	اجل جنگی نہ تھی سو بھی یہ مصراع سنکے مرتے تھے
خدا کی واسطے زینب مرا جینا نچا ہونم	
<b>مرثیہ محسن توحید بند</b>	
کشتہ گردید ز جور فلک بے ادبی	تشنہ لب بر لب و ریاشہ عالی نسبی
بار فیقان و غوزان شہادت طلبی	چہ گویم بتواے دل کہ ز قوم عربی
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
کیا بیان تھے کروں اب میں لایعظم درو	جو جگر گشتہ حیدر پہ ہوا روز سرد
خویش و فرزند و رفیق اسکے گئے فردا فرد	یاد میں اسکی یہ کتا ہوں میں بھر بھر دم سرد
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
شہ بہفتا و دو تن اور عد و جمع کثیر	جان شیرین دی نیست اپنی صغیر اور کبیر
دیکے یوں سر کو شہادت کا لیا تاج دھریا	دفتر غم میں یہ تاحشر کین گئے تھر۔
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
مرضی حق سے تو اکدم نہ ہوا وہ باہر	سرفرازی اسنے سمجھا جو ہوا میرے پر
لذت تشنگی تھی اس کو شراب کوثر	جیسا وہ آپ غرض و لیا ہی اسکا شکر
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
بھوک میں اسکے رفیقوں نے تولوہا چاہا	اب نمشیر سے پیاس اپنی کو سب نے دیا
کوئی ایسا نہوا اپنے مجھ دوا	غیر ان شہ جو کے بیٹی سے مت مر یا
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
خواہش حق سے تو منہ پھیرنا تھا اسنے بعید	اک ہوا ایک کی چھاتی پہ قدم رکھ کر شہید
باپ کو بیٹے کے مرنے پہ تھی ہر دم ہائید	غرض ایسی تو زائے میں نہ دید و نہ شنید

خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	یقین کر جاؤ اسے خواہر یہ تمہیں کب ملے یا قتل پیادہ آگے عابد کو کرین نظارہ ہر منزل بھلی ہی موت ہی اس سے جو ہولناکیاں شامل
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	جھوٹے دیکھنے سے ایک پل مجھ کو نہ تھی سیری بٹھے کیا زندگی لازم ہے اب کے عمر بہتری سواس دشت بلاین ہو گئی وہ خاک کی ٹھہری اگر تم دین و دنیا میں رکھو ہو آبرو میری
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	کرو انصاف تاکہ دین بھلا کر دے جیون میں ہلاک اصغر مراجب ہو کر تو غور جیون میں برستی دیکھ فرزندوں یہ تیغ جو جیون میں مرے یون سامنے اکبر سا بیٹا اور جیون میں
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	صیانت کی عجب گردوں فیضان اہل مینے کی چھوڑا اُسکو بھی تھی عمر جسکی مہینے کی مذی فرشت کیسکو ایک دم بانی کے سینے کی بھلی تھوڑی ہی فکر مجھ جیسے کے سینے کی
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	عداوت ظالموں کو ہے مجھی سے اس گھرانے میں بلا ہوتی ہے رو سکی مرے گردن کٹانے میں انفقط میرا سبب ہے تم پر اس آفت کا آئین بچیں ہیں اتنی جانیں ایک میری جیکے جانیں
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	جیون ہوں جب تک اہل بیت پر چال ہے طاری نہ دینگے قطرہ ظالم کیجیے گوشت و زاری کہ انکی بوند بھر بانی کی خاطر چشم ہے جاری مرے اک مرتبہ بن ہوتی ہے آسان سبکی شواری
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	تمہیں اپنی عوض عابد سامین دل بند دیتا ہوں تمہاری غمگساری کو میں یہ فرزند دیتا ہوں محمد کے جگر کا ٹکڑا اک بیوند دیتا ہوں میں اپنی خون ناحق کی تمہیں سو گند دیتا ہوں
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	میری اب زندگی کا چاہنا خدا ہے خدائی سے خدا لازم ہے بندے کو جناب کمر بانی سے نہو بیتاب و طاقت اتنی باہم کی جدائی ہے جڑے اسطرح کتنے ہی ہوئے ہیں بن بھائی ہے
خدا کیواسطے زینب مراجینا نچا ہو تم	

سرشہ آگے سر دھون کے جو سرشہ سام چلا	تن رہا سب کا بڑا خاک میں اور خوین لٹلا
لرزی اس آن زمین اتنی کہ تاعرش ہلا	ہاتھ سے ہاتھ ملائک نے یہ کہ کہ کے ملا
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
آیا اس قافلہ کے جسکے طبعی مقتل سراہ	پئے سب اہل حرم رورو کے باتالہ آہ
اشقیات کتنے جو اس قافلے کے تھے ہمراہ	وہ بھی کہنے لگے لوتھو کی طرف کر کر نگاہ
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
لاش پر بھائی کی زینب نے کہا روروزار	کل تلک یہ تھا کہ دوسری زبیلے اظہار
قایم اب تک ہے سمیت رفقاوہ سالار	آج یوں کہتے ہیں یاں دیکھ تجھے راہ گزار
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
آتش لب فوج کیا تجکو چھوڑا کر کے وطن	نہ تجھے گورلی یاں نہ دیا تجھ کو کفن
سانے تیرے مولیٰ کیوں نہ یاں جانی بہن	کہ نہو جگ میں تو ادھن میں تری ہو یہ سخن
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
کر بلا کے مرے او بھوکے بیاسے مہمان	جاؤں تیرے تن مدجال کے ہر دم قربان
بیٹو بھی جب تیں جیونگی سن لے میر جان	تجکو اور تیرے رفیقو نکویہی کر کے بیان
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
دن ہوتا تو اگر اور ترے جانا زمان	مقرہ یاں تر اہتا انھوں کی گورستان
بٹھتے ہو کے مجاور جو کوئی آ کر یاں	پوچھتے مدغم ہو کسا تو یہ کتنے بفرغان
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
لگ کے اس سینہ مدبارہ کی پھریں عباد	بولارورو کے پرد خوش ہوئیں زابل عباد
نہ رہا تو یہ رہے گا یہ سخن خلق کو یاد	تاج امر خدا جگ میں بال محباد
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
حال ظاہر کا یہ ہو چکا کہ ہیں سب کو ناظر	حق ہو پر رتبہ باطن سے ہمارے ماہر
میر جو تو نے کیا ہو کے رضا پر شا کر	ادع ایوب کہے آل بنی مین صابر
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
پانہر جویر کلا طوق میں گوہے میسر	جو جوہے ہم پہ ہوا اور بھی ہو ہیر

بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
ہر جوان کے من کوں دلا عطش کی کھال دہم ناخص من تو اپنے ہی گزری کی خیال	سینہ نیرون سے ہوا مایہ اب کھال ہر بنی سے بیسہ حق کہ محمد کی یہ آل
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
کٹ گئی جب رنقا کاٹ کے لاکھوں حلقوم آکے میدان میں مسلح دو جہان کے مخدوم	نہ تو اکبر ہی رہا رہا میں نہ اصغر مصوم یوں کہا یاد کرو گے یہ تو اسے قوم خنوم
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
آگے احوال شہادت کی کروں کیوں کیریاں پہونچا جب منزل مقصد گوشہ ہر دو جہان	کس طرح سننے بخون میں چین پر و جوان یہ نہ ارض دہا سے ہوئی با آہ و فغان
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
ہر روایت کہ ہوا جنگ کا جہیم انعام رہو شاہد جو ہوا آج کے دن بجھے کام	شہر ملعون یہ لگا کہنے کہ اسے مردم شام سرو کاٹا ہی میں جسکا بحصول انعام
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
بالے یہ دیکھیے کیا بٹے یزید اب مجھکو اتنے دینار لون بٹے ہیں مرے تن پر مو	خلعت واسپ جو دم وقت کروں اسکو روکو سر کو لیجا کے کہوں گا میں کہ تیرا یہ عدد
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
جمع غارت کا لگا کر نے وہ پھر زور و مال دیکھ وہ مال خوشی دلو ہوئی اس کے کمال	سب کچھ اکٹھا کیا رکھنا نہ جدا کمال یوں لگا کہنے کہ یاد دہیہ ہر جسکا اموال
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
جب لگے کھٹنے شہید و نکی کر سے ہتھیار ہر طرح کی جو لگا جس کا ہوئے انبار	دیدہ مریخ کا اسوقت ہوا تھا خوب بار سب لگے کہنے کہ اندری تیری سرکار
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
آخر الامر اس اموال کو اونٹوں پر لاد سرشتہ نیزے پہ تھا ب سرو کے پیش نہاد	با اسیران طرف شام چلے اہل عباد جہان جاتا تھا وہ سر ہوئی تھی وہاں یہ فریاد
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی

آنکھیں کھول اے میرے لال	مجھ دکھیا کا دیکھہ احوال
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
لہک تو پیارے لب کو کھول	غون غان کر مادر سے بول
ہے میرے لال انمول	جی مان کا ہے ڈانوا ڈول
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
بچہ رے دل میں ہے یہ چاؤ	مان کو صورت فرہ دکھاؤ
میں تجھ کو کہتی ہوں آؤ	یا تو اپنے پاس بلاؤ
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
چاؤ تھا دل میں سدا بہا	دل کے کروں کی خاطر خواہ
دی نہ اجل نے فرمت آہ	کیسے ہو سدا نہ باہ
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
جی بہلانے کو دن رات	میں رکھتی تھی تیری ذات
اب کس طور کئے اوقات	مجھ سے تو کرتا نہیں بات
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
جگمگا اپنی گود میں پال کر	کھٹلا کر مین گلے میں ڈال
دھوئی تھی زلفون کے بال	کیون اب مجھ سے تو ہر حال
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
تھا اس دل میں یہ ارمان	وودھوں ہل کر ہوئے جوان
مرگ نے لیکن دی نہ امان	کیا کیجے اے میری جان



حق کی مرضی تو میدان میں نہ میں منہ پھیرا	رن یہ بولے گا شہادیکھ ترد تیرا
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
کشتی آل بنی پر خنے کی طوفانی	اور پیٹنے نہ دیا ہم میں کسی کو پانی
بات پر امر الہی کی جو تو نے مانی	خلق اس امر میں کشتی ہے بجھے لاثانی
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
طوق گردن میں ہو گو میری یہ مجھے بھاری	راہ چلنے میں ہو ہو کف پائے جاری
بٹھکر تو نے وہ شمشیر ہر آن میں ماری	عمر بھر یاد کریں گے بجھے قوم ناری
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
مرتبہ ہیگا ہمیں اس سے نہیں ہم مایوس	سر یہ تنگا ہو اگر خار کریں میں پالوس
پایاں میں یکہ گرا شک آنکھوں کو گتو بن جس	صبر تنادہ نہیں کرتی جو ہے یہ افسوس
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
چپ ہو سووا تو نکر اب یہ بیان جاں کاہ	سننے والوں کے لو اپنے ہے آنکھوں کی راہ
مغفرت کو تری دریا دشہ عالی جاہ	بس ہو اتنا ہی کہ رو رو گئے سجان اللہ
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
<b>مرثیہ مسدس ترجیع بند</b>	
مان امنہ کی دن اور رین	رو رو کرتی ہیں یہ بین کو
ہاے رے امیر ابن حسین	کس کو دیکھیں گے یہ بین
مجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
کرتی تھی میں تجھ کو پیار	ہوتی تھی یہ جان نثار
تو میرا تھا گل کا ہار	کن نے لٹا لا تجھ کو مار
مجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
کیون تو پڑا اس جا پہ نہ ہال	کیونکر لا گئی تیر کی بھال

دین جو بچے مانی مین داب	خاک پڑو یہ خور اور خواب
سخت ہے بھجر زیت غدا ب	مچھو بھی موت آئے شتاب
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
تو تو مرے بارج و لقب	اور جیون مین ہائے غضب
زیت مجھے اب بھاوے کب	یہی کون گی روز و شب
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
بیل کا دل ہوے تنگا ر	بھڑا جاوے جس دم گلزار
اس کو اک پل ہونہ قرار	تین مرا تھا باغ و بہار
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
اصغر پیارے ہے ہے ہے	پیارے کے مائے ہے ہے ہے
آج سدھائے ہے ہے ہے	ان یہ بچائے ہے ہے ہے
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
بچے کو چڑیا جو گنواے	جنگل جنگل دھونڈھنے جائے
مانہ باپنی اسکو نہ بھائے	رین بیریے نیند نہ آئے
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
کائے بھی تب آراتی ہے	پھر ملے جو چھٹ جاتی ہے
آٹھ پسر دکھ پاتی ہے	میری تو کیا چھاتی ہے
تجہ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
جاگ بیلے ہوئی اویر	سومت لالا اتنی دیر

نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
چھینک بٹھے جب آتی تھی دے توجہ نہیں مین جی	کتنی تھی مین پیر شوی کہ مین تیرے ہساری
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
روتا مین کس کو بہلاؤں چھاتی آگے کس کو سلاؤں	دودھا تھپک کر کس کو پلاؤں بھولے مین اب کس کو بھلاؤں
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
بیٹا بڑا جو سر کٹواے وہ بھی جب گودی سے جائے	بھولے سے مان جی بہلاے کیونکر جینا اس کو بھلاے
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
ظلم یہ ٹوٹا میرے پر تو بلی رہتا پاس اگر	ہیٹھ گیا ہے گھر کا گھر صبر مجھے ہوتا افسر
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
اے میرے امرا و امیر حلق کے اندر مارا تیرے	کن نے تیرے بے تقصیر اب کس بھانت دھوئیں دھیر
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
اصل و گھر سے ہوئے مام تو ہی نہ تو پھر کس کام	گو کہ بھرا گھر بار مام کہہ کہ بیٹوں صبح و شام
نجم بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین

کرے ہن سب میں ہی ہاتھ اپنے ملے	ہم بھی مرین همان، ریشہ کا متقل
ان بن جگ میں سونہ ہارا کیا ہے جینا	جن بن سونا آج ہوا ہے شہر مدینا
ایک نہیں جتیار ہا جسکا لیون نام	وارث تو سب مر چکے اب جینا ک کام
بختوں کی جو کاش اُدھر کی جتے آوین	پھر مدینے میں جا کر منہ کس کو دکھلاوین
پوچھے جو کوئی آج کدھر تم کھو یا سرور	کہ کیا دیوین جواب اسکا دین کر میرا
لاکھ طرح کا اب ہمیں آنا ہے ہنوس	من کو اپنے رہنے یونی سوس سوس
ایسے کیوں تم بھول گئے ہم کو شہ عالی	تم بن جگ میں کون ہارا اب ہر حال
جس سے جا کر شاہ کریں ہم دکھ کی باتیں	دن تو روڑی کٹا کیٹیں کیونکر اب راہیں
ابے جی میں ہر یہی ہوتی ہوئے سو ہو	ہمارا کٹاری پیٹ میں مر رہے سو ہو
سبھی بہن باور بھانجی جان اپنی کھوتیں	افٹو بنر اسوار چڑھی جاتی ہیں زمین
کوئی پیٹے اے کس کا سنس کھلا ہو	کوئی کہتی کج جو ہم مر جائیں بھلا ہو
آگے آگے عابدین یادوں بیا دواہ	تب کو اے منف سی غلہ بچا ف راہ
ہم بن پٹ پٹ پٹین ذرا صورت دکھلاؤ	یا تم اپنے پاس بہن بھی آج بلاؤ
تم بن سرد بایے کو ہم کیونکر جوین	تم بایے مر جاؤ اور ہم باقی بیوین
اچھو ہوا سوقت میں تم جتنے شبیر	کیون جاتی تم شام کو ہو کر آج اسیر
شیقون زبان بے گناہ اب تنکو مارا	کیدھر ہے بہات حین اب پتھارا
کیا خطر اب ہلکو جان میں پڑ چکے	جب تھے ہون درج بیان فرزند بنی کے
اب جگ میں سکورا جینے کا ارمان	تم کو تو زیادہ نہیں آج ہاری جان
واٹ کوئی رہا ندل کی گس سے کہیں	اب توہن ناچار پڑا جو سر پر سیسے

مجھ مان سے مت آنکھیں پھیر	زیت سے حکومت کر سیر
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
تجھسا بیٹا ہوے ہلاک	جیون میں اس جینے پر خاک
لیکے چھری کو میں عنناک	تانا کروں اب سینہ چاک
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
کیا وہ کروں میں ایسا یاد	جس سے یہ غم ہو برباد
مر کے مگر میں ہوں ناشاد	قید سے اس غم کے آزاد
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
مطلب سودا اس عنوان	با نو کرین تھیں شور و فغان
روتے تھے سب اس وجہ جان	ہر دم سن سنکر یہ بیان
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
<b>مرثیہ مسدس دوہرہ بند</b>	
سنو تجو بات کون میں تم سے روؤ	غم ہے شہ کا آج خوشی کو دے دھوؤ
جسکو جب میں لوگ کہیں خود کو کہ سلطان	سین کا اب اسکاں کو نہیں غلطان
کہتا ہوں میں اب تھیں لکھ پر خاک لگائے	دین دینی کو تاج کا سر نرے پر جائے
اہل حرم سب اسکے زمین اسکو رو دین	بیٹ بیٹا سرینہ اپنے جی کو کھو دین
کتے میں تم جھڑپیں اب کہاں سدھائے	اب ہم کیدھر جائیں بتاؤ دکھ کو مارے
قید ہو میں جب بی بیان بیاں بکس لطفال	کمان رسول اللہ میں کھینچو چال
ستیا بانی	

اس دکھ کو سُن مٹنوں ہوں میں غنم کرک	
کستا ہوں رو رو سداسر پر ڈالو خاک	

## مرثیہ مسدس زبان پوربی آمیز و دھڑ بند

کاسین کیسے بات کون من کے بوجھے	رودت ہوں دن رات حیدنا رٹین جو بچھے
بنین برست نہ رکھت اگت ہے چھاتی	پیاسے مائے ہائے بنی کے ایسے نانی
گیرد سے کپڑے رنگے کھ پر ملے بھجوت	
پوچھیں بی بی قاطعہ کت گیو میر و پوت	
رو رو زنیب ہائے کین تم مر گئے بھائی	بدل تمھارے آج بہن کیوں موت نہ آئی
پوچھ نہیں کو و بات بیت کر ہم ہن مائے	کمان پھین اب جلے کھو دکھ میں کھیاے
بابائے تم لاڈلے نانا کے تم چین	
امان پیارے کمان گئے میرے بر حین	
وہ ہی سورج وہ ہی چاند وہ ہی نکست تھارا	شاہ بنا چھون اور کھو جگ میں اندھیا رو
لینے ہی جا کو نائون لوگ سب سیس نو اوین	سو کو تو کو و آج کمان ہم ڈھونڈ من جلوین
کیسیں اب من میں دھرن لوگ کھم سب حیر	
جا پر پیتی ہو کھو سو جانے یہ پیس	
لاگ تیر تر وار بدن سے نکست لو ہوا	سیس کو بن نیر پڑ و تر پھت جون رو ہوا
تن مائی میں ڈار اور کاٹ کر سیس تھارو	ہمکو بیری گھیرے چلے ہیں دیت نکارو
سیس کھلی سب ہی بیان اونٹون پر اسوار	
پیادے زین العابدین کھنچت جائے مہار	
اب کون چھورت نا نہ یہیری پیر کے بانی	جات لیے دارا ملت نہیں عاتین پانی
شام کو بے بس ہم تو چلے ہیں رودت بنین	لو تھہ اکیلی شاہ کی ہے رہ گئی رہنمین
پانوائین کائے پھین راہ جلی بنین جات	
بیری بن ہونگی بھئی آج ڈار اور پات	
تھرے پاچھے پیر نایو ہم دکھ بھرنے	جو تم ہکو مار پھل یک دن میں دھرنے

اب دین کے سلطان بتاؤ اب تو ہکو	کاشین ہم کسطح جہان بن تیر و غم کو
اب دیکھا جانا نہیں ہے یہ نپٹ عذاب	یارب ہمکو بھی بیان آئے موت شباب
عابد جیتا ایک تے نپ کی بیماری	رودتی ہر دن دین کیلینہ دکھ کی ماری
کستی ہے جو ڈھونڈو مہرے بابا کو لادے	اُسکے صدف جواؤں جو لا بھپاس بٹھا دے
کب سنئے ہیں دوزخی اب یہ وہ وفغان	بھولے سب اس گھڑی نانا کا احسان
لاگ گلے میں تیر مو اک بل میں اصغر	اور جا ہوا شہید پیاسا دن میں اکبر
قاسم دوطن چھوڑ گیا جان اپنی کھوئی	ایسطح سے موئے کٹم کے رہا نہ کوئی
ہمساد کھیا کون ہو جگ میں داؤ دینے	جسکا پیاسا ہو گیا گھر کا گھر تر تیغ
زینب اور کلثوم ہی اور دہر باری	کستی تھی مہر ایک ہیبت اور دکھ کی لہری
آج ہماری کمان گئی وہ زہر مادہ	لطفت و کرم کا آکر سر پر ڈالین چادر
زہرا کی ہم بیٹیاں بہنیں تری کمانیں	سرسنگے یوں بیٹیتیں انٹوں ویر جانیں
لاڈلی بیٹی آج جو وہ ہو ایک بھاری	اور بھیجی وہ ہم چھو بھید کی ہر پیاری
لے لے تیرا نام وہ ہر دم ہی پکاری	مرتی ہوں بن موت میں لباس چھپ کی لاری
کرمی تو بچیں آپ سائے کاشین ناؤں	کپڑا بھی اتنا نہیں کرین جو اُس پر بھانوں
اکر بل سے اب شام لیے جاتے ہیں شامی	اس دکھ میں ہو کون بتا ہسوکا حامی
جگ میں ایسا بے ہوا پانی کا توڑا	جن نے جیتا ایک نہ اب بن بے چھوڑا
ہم بکس اب کیا کریں دین کو سالار	بیکار گھر بن طرح بے جا نہیں کفار
سکے نہو یہ سودا کس طور اب ممکن	اہل حرم کو شام ملک یوں لیگے بیدین
سینے کو کرچاک کسے اب دل کھلائے	داغ نہیں یہ ایسا جو جیتے ہی جائے

	بابا جو تم دیکھ لو سبھی کلم کے لوگ اب کے بچھڑے کب ملین ندی ناؤ بھوگ	
پانی پر عباس علی کی باغین کا تین ایسے بیری کون تھے بیدرو کائی	سُن سُن یہ دکھ بے ہماری چھاتی پھائین اصغر کی جن ایک ہی تیر سی پیاس بھجائی	
	تال بھرے سب جگت کے میدان میں ہجار سایر پانی نالے کا سین کرین بکار	
جانو جو میں ٹھوڑا ٹھکانو حسین بتاؤن بات کہوں میں کا سین مانے کو اب میری	روس گئے ہوں کہوں تو انکو بگ مناؤن سائے وارث را کہ کی ہل میں ہو گئے ڈھیری	
	رہو نہ کو دھیس بد ہم میں بند یوان بیگ چھڑاؤ یا بنی اہل حرم کو آن	
کہ موسون اب سودا گت گویو کو تاء جن کو گت میں لوگ ہیں وہی سکھیا	بور گئی بن نیر کے گھر کی سیاس بن وارث حیران پھرت ہیں ہو کر دکھیا	
	رووت لندن جات ہی بھر بھارت میں کما جیت سنسار کو پیاسو گویو حنین	
	<b>مرثیہ دوازده مصرع مع دوہرہ</b>	
عابد کہتے ہیں یہ سب سے جب سے آیا چھوڑ مدینا میں دکھیا را کو اب رویا اکبر اور صفت سا بھائی کیسا ساتھ ہمارا چھوٹا	روتا ہوں میں جگ میں بے سے پھیر چا یا اپنا جینا باب چچا کر بل میں سو یا بتنگی ملک بھی خبر نہ پائی بیری نے گھر تیر لوٹا	
	لکھی تھی جو کرم میں میٹھے سے بول ہوئی تھی سو ہو چکی کا سین کہن سول	
اہل حرم سب بھوکے پیاسے مجھ سا کون بہت کا مارا	اوٹو پیر اسوارہ نر اسے قتل ہوا گھر جس کا سارا	



گھر میں پیری پھرین امارت سب کو گنو	پیر اب گس کام ہمار دجگ میں رہو
لیگے پیری لوٹ کے گھر کو مال و مال	دیجے کمانے اب کفن گز نہ جھاڑو مال
کھینچ کھینچ ترما زیدی بہن ڈراوین لو	عابد کو بستر پر سے بر جو رامٹھا دین
جب دیکھو اوت دیت دکھائی اب کھو دلو	تم بن بھائی آج مدینو ہو گیو سو نو نو
بے کہ اوڑھو ہے وہ آج ہماری بھانؤ	اب تو آئی کر بلا چھوڑ مدینا گاناؤ
امان جلے بیرنٹ بابا کے پیارے	پھر نہ پھرے اودھری ایسے کمان سدھار
بیر تھائے مرین ہتو گھر پیری لوٹین لو	ہم سے بند یوان کہو کیسے کے جھوٹین
ساتھ تھارے جوتے مرگھ میں کٹاے	شہر مدینے پھر بہن کون اب کیو پوچھاے
ابو کو د رہو نہ جگ میں کا کو تیر وں لو	ابن پیری اب ساتھ تھین میں کیسے بھیر وں
بیر بھیتے پڑے ہائے رن میں کوٹین	دیکھ کے آنکو ہم سب سر کے بار گھوٹین
تھے جو سب کے میں کو دن دنی میں تلج	سور تو رن میں جو جھ کے دل کو غاکین آج
باب کو اپنے دیکھ سیکھ ٹھاری و دووے	ملت نہ اتنا نیر واکے تن کو دھو وے
ٹھاری سرور ہونٹا یہ چاہت بیاس کو مالے	با بادیو جواب سیکھ تھکو پکارے
رہ نہ سکت میں یک پن چوریت بنت نہ توہ	روٹن نا تو کیا کر دن بیت پڑے ہر موہ
اور کو بہن کیا سنون قاسم کے دکھ کو	دیکھنے پانی ٹیک نہ دوٹن واکے ٹکھ کو
بیاباہ میں جیتا رہو نہ کو دھو سنگھاتی	یاد دھاکے ساتھ گئے مر سبھی براتی
گھر گھر سے ٹھاڑے سبھی نیکی مانگین نیگ	دینو پوت کا سیس اب دد لھا کی مان نیگ
بٹی ہو بلار تھائے مکھ سین لو لو	سووت ہوے ٹری باز نک تو آنکھیں کھولو
موت ہو تو بیگ کر داب ہم سے بتیان	مر گئے ہو تو کو لگوں میں کا کی چھتیاں

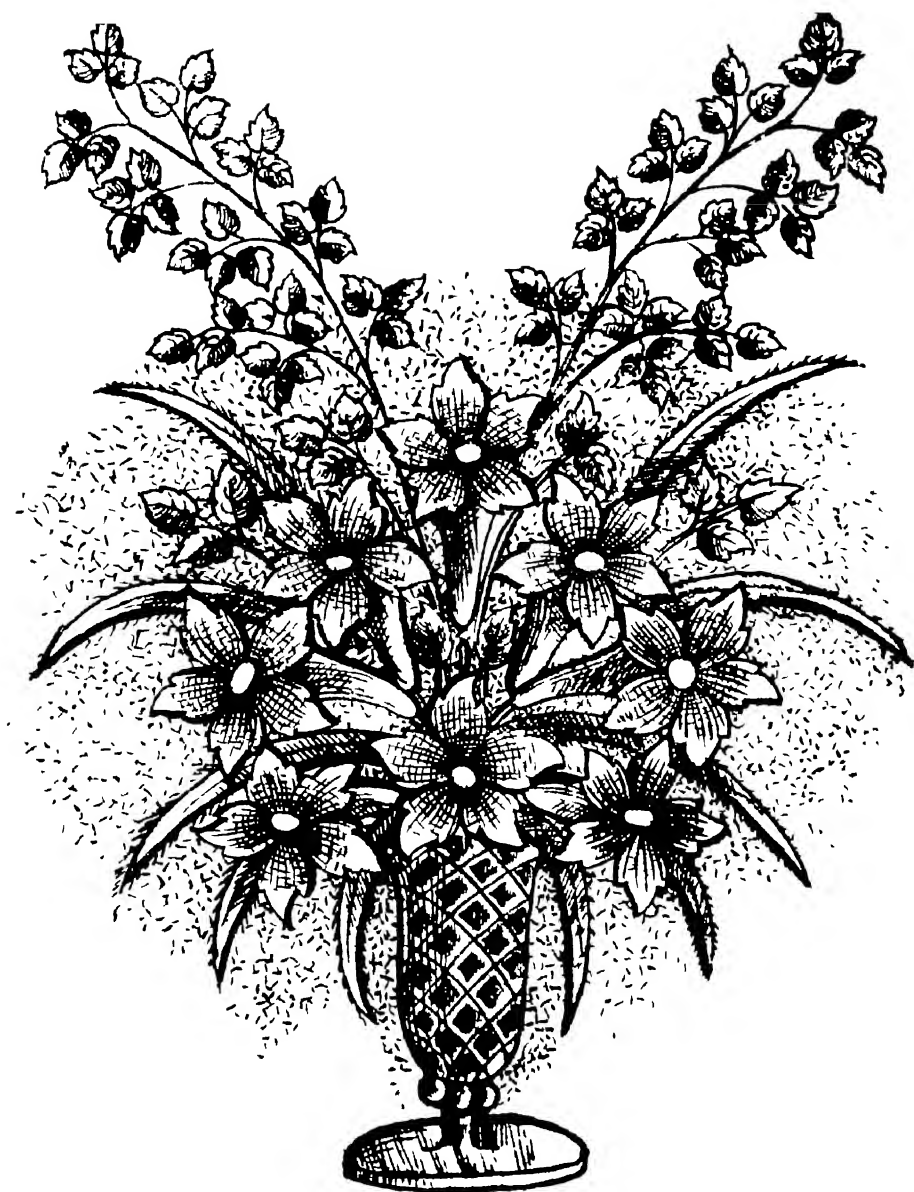
ساتھ حرم کے جا میں یزیدی جو جو دکھ آنکھوں سے دیکھا مجھ پر جو گزری بیدادی شام چلا میں تہنا جاؤں چابک مار چلا دین فککو	کافر سے بدتر وہ گیدی اب میں کروں کمان تک لیکھا کس سے ہوں میں جا فریادی ساتھی اپنا کس کو لاؤں نیچے کھینچ ڈرا دین مجھ کو
چچا برادر سب مٹے پایا کو نزدیک ایسا اب کوئی نہیں دکھ میں ہو دشمن	
کون بیادہ راہ چلا تھتا باپ کا ظالم خلق کٹا دین بابا سر پر رہا نہ جیتا شقیوں نے مل کر بن پانی کیسا ہمیر آج غضب ہے	مرنا ہی اس سے تو بھلا تھتا سر بر چھی پر دھریلج دین کیا میں کمون جو مجھ پر بیتا کھودی دین کی سب کج نشانی حد سے باہر رنج و لقب ہے
بابا جک پیاس کمرن میں کھویا جائے سو کیونکر جتیار ہی بجک دے تھلاے	
کیونکر شہر مدینے جا دین انکے سر پر رکھی نہ چادر قید ہوئے سب جب گھر لوٹا ذبح کیا وہ بابا کی صورت قاسم دو لکھا کو یوں مارا	کسو وان جانہ دکھلا دین ظلم ہوا یہ صادر ان پر چھوٹا وہ جو جی دے چھوٹا جو بھائی تھا بنی کی صورت لو ہو میں ڈو با سہرا سارا
آئے جو گھر بیادہ میں اس نوشتہ کے ساتھ مانی پر تڑپیں رہے کٹا کو پاؤں ہاتھ	
کون گھڑی وہ بیادہ رچایا دو لکھن اس کی رو دے گھر میں کھیتی ہے اے دو لکھ میرے کیدھر جا کے لیا ہے بسیر	جن نے اس کا سین کٹایا رانڈ ہوئی جی کھوئے گھر میں اب گھر میں آمدتے تیرے اکباری ایدھر کر پھیرا

مین تنہا اونٹون کے آگے طوق پڑا گردن میں بھاری راہ چلی جاتی نہیں غنیمت میں	پیر پیادہ کانٹے لگے تس اوپر تپ کی بھاری طاقت نہیں ذرا اب دم میں
جوین ملک بھی ٹھہر کر وون ڈھالین مار یا بیری کر یون کھون مار ڈاٹلو اور	
اپن کوئی یا نہ یا ور کو ہے جو سکی نہ بہن ہساری کوٹ کوٹ وہ اپنا سینا بھائی بھائی کس کو کھون گی ایسے بھائی جائیں مارے	در دہسار کس کو باور روتی ہے بابا کی پیاری کتی ہے یون اب کیا ہے چنا کیونکر جیتی اب میں رہون گی کیدھر جا کر بہن پکارے
کس پر گزایہ ستم جو بھیر ہے آج میں دکھیا ایک کروں نکست اور علاج	
صفر تجکو گود کھلاؤں کن نے تیرے تیر لگایا بیرا مج کو اب کیون بھولا مان تیری روتی ہے تجکو دودھ کی جاگہ اے میر بجان	کھل آکھین ملک بل بل جاؤں کس بیری نے مجھ کو کھپایا خالی مجھ بن ہے یہ جھولا چین نہیں اب ایک پل مجکو حلق سے تیرے گڈے پیکان
لے لے تیرا نام اب روتی ہوں میں ایسا بیری کون تھا جن نے کھو یا چین	
اور علی کا میں ہوں پوتنا بنت محمد جن کی مان تھی جیتا رہا نہ کوئی رن میں چاہوں کسو سے کیجے جاتیں ایسا کون مدینے جاوے	جاتا ہوں اس دیکھ سے روتا کوئی اُن کے سنگ نہ ساتھی جاتی ہیں یہ روتی بن میں کوئی نہ لو لے ایدھر آئیں سرور کو یہ خبر سناوے
جکوت پیا کرکتے تھے شبیر	اٹکا بیٹا لڑلا دیکھ یون اور اسیر

<p>یاد آتا ہے جب وہ ہنسر اکبر بھائی میرا پیارا قاسم دولہا کی وہ جوانی یاد آتی ہے مجھ کو ہر دم</p>	<p>مجھ دل پر گزرے ہے عشر تن سے اس کا سر ہے اتارا میرے چچا کی تھی جو شانی برجی سے لائے ہے پیہم</p>
<p>جب ہو پونچھا نکاح میں ظالم کے دربار یہی کہو نکاح قتل کر رہے سوا اک بار</p>	
<p>اگر دون کو اب یہ خوش آیا آل بنی کیا اس لائق تھے جسکو ان نے یوں کٹوا یا آگ دلائی ویسے گھر کو مقتل سے بہرہ جسکو ہوئے</p>	<p>ملک بھی آج نہ وہ سفر مایہ سب عالم سے وہ فایز تھے لٹوا کر وہ گھر بٹوایا یار سب ساجد تھے جس کے در کو خواہش دل کی اس سے کھو دے</p>
<p>کیا کیے اس چرخ کو ایسا بے پیر ہسون کی بھی بیت کی ذرہ بگانی پیر</p>	
<p>ہو جو محب ہمارا کوئی حال ہمارے پر غم کھلے درد ہمارے میں جو جیوے قطرہ آنسو کا جو ڈالے روحے یا خلقت کو دلاوے</p>	<p>حق میں اسکے ہے یہ نگوئی جنت میں وہ بیشک جاوے کوثر کا وہ پانی پیوے بخشاہش کا نعم وہ پالے دوزخ کی آج اُسے نہ آوے</p>
<p>عالم جسکو اس سودا کے مدام امام جگدین تو بھی رو پوئے لے سکنا نام</p>	

روتی ہون میں تجکو بن بن	کس کی کے ہوئے یہ ان بن
مچکو قاسم بیاہ کر کہ صر گیا ہے روٹھ	لوگ کہیں مارا گیا میں جانوں میں جوٹھ
جیتوں کی تو بھوک خبانی	مرقون کو بھی دیا نہ پانی ہو
پیاس کے مائے میں یہ بر سین	بوند کی خاطر بچے تر پین کو
حاک کے چا بھی مانہ کٹاوے	تیر پانی ہاتھ نہ آوے
پانی پر کس کس کچھ بیتا	جو کوئی گیا نہ آیا جیتا
پانی کی ہر موج تھی کالا	دہان جو گیا اس کو دس ٹھالا
باپ چچا اور بھائی اور بھائی	ایک ہی باری مر گئے پیاسے مری کنار
حقے بھائی جان حقے میرے	سب دان ہو گئے خاک کو دھیرے
ایسا کون جو مجھ تک آوے	مجھ بیکس کی پیر بٹاوے
ہیں جو حرم سو وہ بیجاری	مرتی ہیں عزت کی ماری
پھو پھیان میری باپ کو رووین	مان رو رو جی مجھ کھو دین
بہنیں میں جو سوہ لون پیٹیں ہو	لوہو کی اڑ اڑ پڑتی ہیں چھٹیں
جس میں انکا کون میں ان گج حین	کون نشلی ہے میں کیونکر آدی چین
وہ بابا جس کو پیٹیں	جی سے بی رکتے تھے بہتر
جس بابا کا باپ ہو حیدر	بیتے میں ہواؤں کے کوثر
لب سوکھے بن پانی جس کے	خاک اور خونین بڑا وہ سسکے
سر تیرے پر ہووے اس کا	شمر لین جی کھووے اس کا
آج عجب کچھ ظلم دستم ہی	دین کا والی یوں بیدم ہے
ان اکھوڑیہ سمجھے دیکھا جاے	پانک روؤں رات دن کچھ نظر آے
بھرنہ کسی نے مجھے دکھایا	وہ جو تھا زہر کا جاسایا

# اعتراضات



مضامین معاملہ واد ازین تشویش ہوا رہ سنگ بلا سیمہ میگو قنڈا شک حسرت از دیدہ میرا شد  
تا آنکہ فضل و کرم ایزد باری با بخت و طالع سخنوران مدوکاری کردہ آن جماعہ در زاد یہ عدم  
ستواری کہ آفتاب ظہور جناب مرزا رفیع سودا از مطلع فضل و کمال شارق و بانزع گردید و  
این فرقہ دستخوش غم و جامعہ پائمال الم کہ را تم حروف ہم از ان گروہ است بداد خود رسید  
بر مدق مقال این ہیچمان ناقل بیان تمام کلام بلا غنت نظام آن قدودہ متاخرین بل شرف  
متقدمین و متوسطین خصوص قصائد و شئیات و غزل شادیت روشن و برایت مبرہن  
اگرچہ این احقر العباد ضراعت نہاد کہ نا آشناے قلم و سواد بل بیگانہ اقلیم استداد است نہ چیزی  
باغہ دیگر عناد دارد و نہ بجناب مرزا رفیع کہ خلاق معانی تازه گذشتہ زیادہ از انہا اتحاد دین چہن  
مصرع الفان شیوہ ایست کہ بالای طاعت است و ہم شیفہ نازنین صنان افکار  
در دمنادہ و گرفتارہ عبرین مویان اشعار مین و عاشقانہ است و از کمان ابروی شادمان  
کافز کیش خانہ برانماز مضامین و کلام متین تیر در جگر خورده و خامہ مبر و قرائش را سیلاب عشق  
کافز کمان سخنان محاورہ قدسیہ سیلاب بردہ و جناب مرزا و احیای اسوات بخاک خفگان  
این علم سیمائی بطل آورده اند لا جرم در تحریر این سطور وادای و ام آن مغفور مبر و مجبور گردید امید  
از سخن فنان معنی یار و صاحب کلام انصاف شمار آن است کہ مطعون خود نمائی نکرد و این چند  
اوراق براس مہر کردن دہان زیادہ گویان مرقوم میگردد۔

## قصیدہ

کر تا ہی جو ہوا دس کی تو ہر مضمین تحریر  
سواد سکی تو اور لو سکے سخن کی کوہ تحقیر  
جن شعر سے شرمندہ ہے بہزاد کی تصویر  
اور لیکے عرب تا عجم اوس کی کیا تخییر  
جو شاعری خود رشید کی صورت کی جاگیر  
اور پوچ ترا د پوچ تری جا زین تقریر  
ہر اک سہ ہے ہین وہ مفر اپنے یہ تحقیر  
خانی نے کیا تھا تبہ دین صاحب تو قیر

کیا حضرت سودا نے کی لے مصحفی تقصیر  
غلبی سخن سے ہر جو آفاق کا مدوح  
جو شاعری ہے غیرت نقاشی مانی  
جو شاعری ہو پوچی ہر رنگ صفائیں  
کر تا ہی تو اوس شاعری کی جو دہ دست  
یہ سنکے جو پر مغزین کتہ بین بختے پوچ  
فضل و ہنر و علم میں گذری ہین جو کمال  
اس مرتبہ نفس اپنے کسے کسے در نہ پے



## بسم الله الرحمن الرحيم

سطر به چند بطور دیباچه تصنیف یکی از تلامذه ارشد مرزا رفیع المتخلص بسودا مع قصیده  
 نه صد و پنجاه شعر بنظر منتظم این مطبع در آمد و خصل کلیات مجموع سلمات کرده شد  
 مرزا محمد رفیع السودا که در اراج فضل کمال این مرد بزرگ مقدر حاکم زبان بیان بنانیت  
 و این معنی مثل آفتاب انور بر همه عالم روشن است و آنچه بعضی صاحبان سابق و حال  
 از شیخ و شاب لال خاطر بهر ساینده چیزی در حق ما نداشت تغییر کرده دل را خالی کرده اند و  
 میکنند زیاده از دهن ایشان است ناحق ستم بر نامه و خامه نموده و عجب راه انصافی پیورده  
 چرا که در عالم سخن هندی مرتبه مرزا کمال رسیده و این فن بسر حد تمام رسانیده از عروش  
 برین گنبد اینده نردبان فکر و اندیشه این مروج را ادعای رسائی آن رواق بلند خیال  
 است محال بل حوت است دور از خیال نیاده گوئی خود را مضحک رفقا رساخته اند و عجب  
 بلاست و کذا فزبان با صفا نماخته اگر چه مرزا فاخر متخلص نمکین نیز بسبب شکر آبی که نیامین  
 جناب رفیع و مرزا مذکور از لفظو بیان آمده بود چنانچه از رساله عبقة الغافلین مفصل و  
 مشروحاً احوال واضح می شود لیکن آخرا تا نیانه تحمل و غماض آن جناب متنبه گشته بتقریر  
 این الفاظ که با این همه بیان واقع آن ست که مرزا رفیع سودا یگانه روزگار بوده است  
 مقرر کمال آن جناب گردید و قطع نظرا از اخلاق حمیده از کمالات بلاغت و فصاحت  
 شعر و سخن جناب رفیع حتی برین فرق بل هر که سر بسن هندی داشته باشد گذاشته اند که  
 هیچکس از عمده شکر آن بردن نمی تواند بر آید و احدهای احوال این دام  
 نباید نمود چه بر صاحبان سخن و مالکان این فن هویدا است که بعد از فقاهت و وره  
 فارسه گویان نوبت پادشاهی ملک سنور و ریخته هندی بولی و کهنی و باخی و ابو و غیره  
 رسید طور و طریق فصاحت و بلاغت و متانت را صاف یک لحفت از صفو روزگار برانداخته  
 و از خشت و گل محاوره و کج معج تلاش ابهام و بزبان خام بموجب خاطر خواه خود قصری بلند  
 بر افراختند و بر عرّفه معنون آن شاهد رعنائی فصاحت و بلاغت جلوه پیراوند بر بام خیالاتش  
 ماه روزه با دای تازه و نزاکت و متانت سر گرم تماشا دل دادگان شاهد رعنائی اشعار  
 در و مندان ازین جنت همیشه و رآتش غم می سوختند و تیر در جگر خور و دگان عشق بیان

نوجائے بلینے آپ کو اور تیری حماقت دعوائے بلاغت کا ترہیڑی ہی مصداق کیا خوب مضامین میں کرتا ہر مذمت	کرتی ہے سدا جمل کی بنیاد کو تقسیم اس قطعہ کو اس واسطے کرتا ہوں میں تحریر محدود دن کو تو اپنے ہوا زردہ و دلگیر
---	---

## منہ

بعضے محقا کا جو پدر ہو دے ہی گاہ ہے از روئے تناسب وہ اُس زال بھکر پھر اسپرید دعویٰ کہ کہین شیر ہے مارا پرٹ جوہن ملک صورت شیرت بن نیز کیا اسپ معانی کو کد ادنیٰ گدوہ جن پاس	اُسے سے سپیدی کی جوانی ہی میں جن پیر کتنی ہیں کہ ہم رستم دستان کو ہیں ہم شیر کر لائے جو صحرایہ سیر گریہ کو بغیر کب شیر کو بچے سے کرن نسبت خنجر لے پوزی نہ چٹانہ فراقتی ہی نہ خوگیر
--	--

## مصنف

ہے سب یہ تری شاعری عجوبہ دیکھ دعوائے بلاغت کا سبب حق ہی تیرا ہر واقعہ میں جو کہ حقیقت کا تری حال گر عمر طبعی کو بھی پہنچے تو یقین ہے تو حق کو جانے ہی بلاغت سو کیا ہی کرتی ہی بلاغت پر تری لمن بلاغت لے مصحفی جانے ہی تو اپنا جہد یوان جوانی و بہزاد سے رکھتا ہے زیادہ مضمون و معانی و نہیں بہرہ کچھ اسکو کہ چشم حماقت یہ ذرا عقل کی عینک بہرہ از معانی کو ہیں کس ناک کو حیرہ اندا از تم جہر و نکی اون حور و شوئے تم بھو لکمان دیکھے گراؤ کا خم ابرو	عجوبہ تیرا سب ہی خنجر کی تقیر طینت کا بلینوں کی نہو حق کے تمیر دریافت کر اس کے قہین کتے ہیں جاہیر پہنچے نہ بلاغت کو تو بالبلون کو پیر خامہ و بلینوں کے تر کر حق میں یہ تحریر سن تیری فصاحت یہ فصاحت کی یہ تحریر نفرن خلائی کی ہی گویا کہ وہ جاگیر صوت بخشی معنی و مضمون میں شہیر کیونکہ زبان جس سے تو کرتا ہی یہ تقریر باریکی مضمون کی دیکھو اس کے تصاویر اور کیسی صفائی کی کو اکلن چٹنی تحریر تصویر بھی ہو دیکھ کے غرق خود کشویر مرزگان کی کمی دیکھ کر اس کے نہ چلے تیر
--	--

مغرور جو اتنا ہے تو اس کی ہنری پر دیکھا تو یہ غزہ ہے ترا از رہ تحقیق کمزور جو اپنے تئیں جانے ہو زبردست گدھے ہیں جو استاد سخن اپنے وہ اشعار بے بہرہ معانی سے سخن بسکہ ہے تیرا یہ شعر اور خریز میں بے معنی کہ جبین سو مصفون کے واسطے تا اسکو سنیں وہ	کیا کبر و منی سے تیری طینت کا یہ خمیر مغذ و رہے تو ہے یہ ترے حق کی تقصیر بے شبہ و شک ہے ہر ایک کو وہ زبرد سب کر گئے ہیں فخر و مبالغات میں تحریر لفظ و نین ارادہ ہو ترا کیونکہ گرہ گیر تو شاعری کے دعوے کی ٹھوکر اور دم زبرد مضمون کو کیا اور کین اس بحر میں نہ خیر
--	--

## شعر مصحفی

شانہ پہ میرے مہربوت نہیں نہیں	کرتا میں صاف دعوہ دمی و پیغمبری
-------------------------------	---------------------------------

## مضمون شعر مصحفی

شانہ پہ نہیں مہربوت نہیں کرتا یہ بات جو داہی تو بجا بند کر آنکھیں تخصیص یہ تجھ پر ہے نہیں شانہ پہ جس کے اس شعر سے کچھ شعر کا مخزیہ نہ نکلا اس مہربوت کے جو مضمون کو تو لایا او لہجہ و یہ اس تازگی معنی نے ڈالا لائے ہیں کین مہربوت کا وہ مذکور	پیغمبری و دمی کو دعوے کی میں تشہیر اس حوت کو کیا پائے نری عری تو قیر ہو مہربوت کرے دعوے پہ ہوا ہیر اور پوچھ یہ کہ کر تو ہوا داخل تکفیر نزدیک تری نعم کو ہے تازہ یہ تقریر عاجز جسے سلجھائے میں ہوا سخن تدبیر جو شاعری کو فن میں پیغمبر ہیں شاہیر
--	---

## مضمون منت

سودا کو تین کہتے ہیں تھا شاعر مطلق سوشاعری اسکی تو بیغونہ عیان ہے سودا کو کوئی شاعر مطلق نہیں کہتا کہتے ہیں وہ خلاق معانی تھا جہا نہیں	کیا مصرعہ ڈر لیا تو نے یہ تحریر ہم معنی ترا دس سے ہو زیادہ یہ بہ تسلیم ہر خلق پہ ہے از رہ بتان تری تقریر مذکور جہاں آئے ہے سودا کا تذکر
---	--

یہ مطلب فائدہ خوش گوئی سودا اندیشہ غیبی معنی تری طبع کا ہو خضر پر کثرت نشہ نے معنی کی حق کو حسن و سخن و لطف بیان دیکھتا اوسکا	تو غور سے گردِ کیمیا کے حق کی تصویر کرتا نہ بجھے داوی بدگوئی کا رگبیر فرستندی اگل آن جو آنکھوں کے تین چیر اور بکتانہ ہدیایں یہ لے وا ہونکے پیر
--	---

## من

سچ بوجھ تو اُردو کی فقط صاف زبان ہو اوس شاعر ساحر کی کہ حق میں تو یہ بات سودا کے سخن کے تین استاد تو ابنا اس طرح سے میدا سخن تقریر و بیان کے دیکھ اونکے کلام کو جو کچھ ماست اوسکے ہوتے وہ اگر تیری طرح حق کے پابند اتک ہوا اسی بات کا یہ سلسلہ جاری تو اوسکو کے مات زبان دیکھ کے جسکی کیا سہل سمجھتا ہو تو اوس مات زبان کو ویسا نہویک لفظ زبان سے ترے جاری یہ شعر جو بے معنی دوا ہی تو بکا ہے مہاو سین بھی تو غور سے دیکھ تو بہت جا	معمون نہیں کر جانتا نہ رنار وہ تحریر ہے تیری حماقت کی دلیل اب یہی تقریر کرتا اگر کس جرمہ کش بادہ لقصیر یہ ٹھوکرین کھا کھا کے نہوتا زبر زیر استاد بننا ہر کوئی زیرِ فلک بے پیر تو قطع نہو جاتی وہ استاد کی نہ بخیر ہیں سب ہوئے استاد بتقدیم و بنا خیر نقاشی کو ہے خاک بسر کر وہ تصویر گر سات جنم لیوے تو بالفرض ز تقدیر پیدا کرے ہرگز نہ تر اخلق وہ تو قیر اس طرح کیا مصرعون کو اوسکے بن بخیر یوں مصرع اول کو تو لایا ہے بہ تقدیر
--	---

## من

معنی ستم لفظ سے فراہد کان ہے اتنا تجھے سو جھانہ یہ کرتا ہوں میں جسکے عالم کے جہانین صفحات دل جان پر سودا کے سخن کو وہ دیا حسن خدا نے تو بد ہو جو اس طرح سے بدگوئی کو ہے	اور مصرع ثانی میں یہ مضمون ہو گرہ گیر لطق و سخن و شاعری و شعر کی تحقیر نقشِ حبر آسا سخن اوسکے کی ہے تحریر سکر جسے تخمین کو دشمن نہ کہ دیر سودا کے سخن سہنی کی اسے مایہ زویر
---	---

اگر مرہ و چشم و نگہ ناز و کرشمہ  
چشم او کی مین او ستاد ز کھار یہ غمرہ  
رغمار مین او کے وہ بھرا رنگ کہ جسکے  
خوبی خطا دے کہ بنفشہ کو یہ سودا  
زمیندہ کیے زلف و فریندہ کی خال  
مجبوبی و انداز و ادا خوبی و شوخی  
دیکھ او کے قد و قامت و رفتار کا عالم  
ہزار سخن تھا وہ جب اس طرح سے  
ہن تجھے ہزار دن بجان حیت بگاڑ  
اقلم سخن مین تھا وہ ہزار کا استاد  
روغن کی معانی کے توارنگ سخن سے  
طراحی تقریر کو سمجھے گا نہ ہرگز  
الوان معانی سے تو آگاہ ہو کیونکر  
سودا کے مضامین کا چربا چھتے سے  
اعجاز کو سودا کے اور افسون کو اپنے  
گو سال کو جہیل سے کیا نسبت کیا لفظ  
ہو داغ برص کا نہ کبھو اسکے برابر  
دعویٰ کرے ہے ہمسری و ہم سخنی کا  
اسکو تو یقین جان کہ بیودہ ہوا ہے  
سودا کی جو تحریر معانی ہے سادی  
بازار کی مورت ہوا گواہ کے برابر  
ملک دیدہ تقسیم سے تو دیکھ دے دیوان  
آئینہ عروسان معانی کا ہے گویا  
دیوان کو تہ و نون نہ کیا ملک جہان مین  
اسے شہر و مینائی مین آنکھیں مین تری کو

کی یکسر مو کھینے مین اوں نے نہ فقیر  
سورخ ہو جس سے جگر عاشق دلگیر  
گل ڈالے کی عینت کو گیا کوا تیش چیر  
مرغول کے زلف سے سبیل ہی بزم بخیر  
دکھلا خرد و ہوش کو کرتے مین وہ تسخیر  
ہر عضو مین انکو یہ بھری اوں سے یہ توقیر  
حیران کھڑا سر وہ شمشاد ز مین گیر  
کھینچن مین نگاران معانی کی تصاویر  
جو سمجھیں نہ پرواز کو اور جانے نہ تحریر  
تب کھینچ گیا حسن معانی کی تصاویر  
واقف نہیں کیا جانیگا تو کھینچ کے تصویر  
گردے کی سخن کے نہیں آئی تجھے تدبیر  
یہ رنگ کراتی نہیں ہرگز تجھے لقطیر  
اتنی بھی لیاقت نہیں رختی تری تقریر  
یک بلہ سمجھا ہے تو اسے سلمی کے پیر  
زعون کو ہو موسیٰ عمران کی نہ توقیر  
بخشی ہے خدا نے یہ بیضا کو جو تنویر  
ساتھ اسکے تو اسے مادہ حیلہ و تزویر  
تیرے سر میفر مین یہ خط گرہ گیر  
تب اس سے ہتیر کی ہو وہ بیودہ کی تقریر  
ہوے جو بنائی ہوئی ہزار کی تصویر  
تا سیر مرتع سے طبیعت ہو تری سیر  
از بسکہ پر از نور و مفا اوں کی ہو تقریر  
وہ ایک یر بخانہ چین کر گسا تعمیر  
اوس پر نور خورشید کی مطلق نہیں تعمیر

وہ بادی راہ سخن رخصتہ جس کے  
جن روزوں میں حاصل تھا سخن کا وہ اکمل  
تو دیسے کی ادکار کو از بسکہ ہلک جا  
اور مکایہ نتیجہ ہے کہ تیرا سخن و قصہ  
چھانی تری آنکھوں پہ زبس حق کی چربی  
بنائی اگر توتی ترے دیدہ دل میں  
کتے ہیں کہ سودا نہیں اس مہدین ہی  
سودا جو نہیں ہو تو نہیں تو ہوں بیٹھا  
پر دیدہ انصاف زبس کو رہن مجھ کو  
سودا کی جگہ پر تو زبان اپنی سے ایسا  
ہا کش کن او سکی نہ تیرا پوچھے کبھو وہم  
سودا کی جگہ کے تو لاک ہیں نگہبان  
کر تا ہو جو شیطان کی طرح جانیکا وان غم  
سودا کی جو مسد ہو معافی کی ہوا و سپر  
کی لات زنی تو نے جو بیودہ یہ سنکر  
بیٹھیکا تو کس طرح سے سودا کی جگہ پر  
سودا کی جگہ سے ہے تجھے فاصلہ اتنا  
ہیں دیدہ انصاف تو خورشید سے روشن  
ہر کوئی سمجھتا ہے تیرا دُکھ سودا  
کیا ربط سخن کو ترے سودا کے سخن سے  
جس جا میں کہ جامات سخن او سنے پیا ہی  
گدرا ہو وہ عالم میں اک اوسنا دز بروت  
خوبی معافی کون یا بندش الفاظ  
تھی رخصتہ کی قدر خرف ریزہ سے کمتر  
عالم میں وہ اک قلزم رقارہ سخن تھا

سب بیرون میں وہ بیوردی کر گئے ہیں سپر  
تھی میری تب مبتدیانہ ہی نہ تقریر  
ہو جب و تقریب جلاتا ہے بہ تحقیر  
نزدیک خلائق کے ہو بے رتبہ و توقیر  
اندھا ہی تو اس میں نہیں مطلق تری تقصیر  
یوں موند کے آنکھوں کو کرتا تو یہ تقریر  
یہ حرف بھی کیا محض غلط رکھتا ہو تشہیر  
سودا کی جگہ مسد معنی یہ بہ توقیر  
ہو ردی کش سودا بھی سمجھے نہیں سپر  
جا بیٹھا وہ گویا ترے بابا کی بھی جا گیر  
وی او سکی جگہ کے تین خالق نے یہ توقیر  
وان جا نہیں سکتا ہو خیال فلک سپر  
بھگواتے ہیں وہ مار کے آتش کے اچھے تیر  
کتا ہے تو بیٹھا ہو نہیں با عزت و توقیر  
وانا تجھے دشنام دے کرتے ہیں یہ تقریر  
شیر وں کی جگہ پر نہیں بیٹھا کبھو خسر سپر  
جنا کہ تفاوت رکھے توقیر سے تحقیر  
لکھو دی سل حق نے لیکن تری تبصیر  
گر صاف سخن طبع سے یا تری تقطیر  
فرہ میں کمان مہر جانتا ب کی تنویر  
اوس جانہ فرشتہ کے تین لے گئی تقدیر  
کیا کیا کروں اوصاف سخن او سکی میں تحریر  
با کیرہ بیانی کون یا صافی تقریر  
وی او سکی زبان نے گہر وعل کی توقیر  
مضمون گہرا و آب تھا غواض گہر گیر

اوس انوری ہند نے دیوان میں اپنے اک شعر کیا ہے اسی مضمون کا تحریر

## سودا

ہے میری صفائے سخن آئینہ کے مانند  
موند آنکھوں کو اس طرح جو منہ تو نے دیا کھول  
بکتا ہے تو یہ جس سخن ایجاد کے حق میں  
یہ شعر ہے جو سنے گا جو میں اوس کے  
میں جیسے یہ پوچھوں ہوں تباکیا ہر وہی  
کس شخص میں ہیں اوس کے سے الفاظ و معانی  
فکر اوس کے نے بخشا ہر معانی کو جو کچھ رنگ  
سودا کی فصاحت ہے جو کچھ نظم بیان میں  
ہو اوس نے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت  
ہر معنی دہر لفظ ہے خورشید ساروشن  
اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرار میں  
لیکر کے قصیدہ سے غزل تا بہ مہمس  
مطلع سے غرض کہیں گے تا حد مقطع  
انما لہر اک اوس کے قصیدہ کا جو دیکھو  
وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا  
دعوے جو کرے ہمسری کا شعر میں اوس کے  
ہر چند اوٹس کش بہ جا ذہن کسی کا  
مضمون کی تھی بھل جی گویا ذہن اوس کا  
گونا گم کو ہندی ہے بہ از فارسی ہے وہ  
کب میر گلستان کی خوش آوے اسے لکھے  
وہ مختصر طرز کہ طرز قدما پر  
رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اسی کا

جو بد ہے لگا دیکھ اوس سے بد کرنے ہر تقریر  
اس حرف کا سمجھا تو امتنا ہر وزیر  
اوس کے سخن و شعر کا آفاق ہے تسخیر  
بد کہنے میں ہر گز نہ کرے گا تو ہے تاخیر  
جو ہر ستم لفظ سے فریادی و دلگیر  
شاعر بجان جتنے ہیں گناہ و شاہیر  
یون لعل کوئے رنگ نہ خورشید کی تو یہ  
رکھتی وہ فصاحت میں غامی کی تقریر  
پھبتا ہے کے خلق جو سحران کا اوس سے پر  
ہر شعر میں خامہ نے کیا اوس کے جو تحریر  
جس طرح سے تھے اوس کو وہ کب آئین بہ تقریر  
ترجیع سے تاشنوی وہ غمخسار خیر  
ہر شعر میں معنی کے جلی رنگ سے تصویر  
تمید سے آتا گریہ نراک نی تقریر  
پاؤں نہ کھو کوئی کرے کسی ہی تدبیر  
داؤن میں ہوتا ہے بہ تمیق وہ شہیر  
ہر ذہن کے سودا کے رہیگا وہ سدا زہر  
کیا منہ جو کہے کوئی وہ گلہ زری تقریر  
اشعار میں اوس کے وہ مضامین ہیں کرہ گیر  
دیوان کو سودا کے نظر لہی کی جو زہر  
کھینچا خط نسخ اوس کے ہی خامہ نے بہ تحریر  
اب فارسی کا رنگ نسخ اوستا و کی تفسیر

<p>کرتا ہو اور سطح سے ہر ایک کی تحقیر          کر اس کی تقلید کی دل اپنے میں تدبیر          اس کا بھمان ہونہ سکا کوئی گلو گیر          بے اس سے طرف اس کے نہ عائد ہوئی تقصیر          اور جتنے بزرگ اس کے تھے منلوں کے تھو وہ پیر          کرتے ہیں سدا ہندیوں کو یاد بہ تحقیر          یہ بھی ہو محالات سے نزد خود پیر          اک شخص سے ایسی ہی موافق ہوئی تقدیر          سمجھا ہی بتائے زر تحقیق کی اس پیر          تحقیر کو ننگ اس سے ہر تیری ہو جو تحقیر          اس عجب نگہ بین تو کرتا نہیں تقصیر          ظاہر کی بدی ہو تری آفاق میں تشریر          یہ صورت و سیرت کسی کا فر کو بھی تقدیر          یک ذرہ نہیں پاس ترے میر کو تو قیر          مطلع ہو یہ ہو چنے نہ جسے مہر کی توبیر</p>	<p>جون کر گیا وہ سائے زمانے کی مذمت          رکھتا نہیں اس مہر سے ذرہ کی بھی نسبت          تھا اہل ولایت سے وہ اور شاعر عالم          کی جو ہر اک شخص کی ہر خد کہ اوسنے          ہو ایک سبب یہ کہ وہ خود آب مغل تھا          اور دوسرے مغلوں کی ہے خلقت بن تخر          اور تیسرے ذہن اس کا سلبیدار ہے کوئی          مندر کھا اس کے تین کتنی جہت سے          کیا اپنے میں تو فضل و بزرگی و مشخت          ظاہر ہو حسب اور نسب بھی تراجمول          حیران ہوں میں ایسے نسب اور حسب پیر          باطن سے ترے کھائے نہ بد باطنی لگا          اس ظاہر و باطن یہ کہ مت کیچور و زی          مرزا کو ترے سامنے مطلق نہیں کچھ قدر          بے پیر تو کتا ہو جنھیں او کی زبانی</p>
---	--

## مطلع

<p>سودا ساد کہ جانے کئے خلق کو بے پیر          دردی کش سودا بھی سمجھتے نہیں بے پیر          طینت کا ترے صاف سخن سے نہیں غیر          دانا ہو تو بے طبع و زبان اپنی کو تعزیر          بے لوح آپ کے خلق کی ثابت کرے تقصیر          عاجز ہو جو کر سکتے ہیں سودا کی سی تقریر          سر پہوڑنے سے فائدہ راضی ہو بتقدیر          شام نے قسمت کی جو تقسیم کی جاگیر</p>	<p>بے پیر فقط تو ہے کسی کی نہیں تقصیر          کتا ہو جو ہر ایک کو اپ تو یہ کہ مج کو          کس بات میں سمجھیں مجھے دردی کش سودا          کرتا ہو عیث خلق سے لے جا لے نادان          کیوں خلق کو تو دیتا ہو جھجلا کے دشنام          یہ گالیاں بے چاہیے تو اپنی زبان کو          کا ہیکو تو نارحسا اس کے میں جلے ہے          ہر ایک کو حصہ ہو دیا اس کے مناسب</p>
---	---



تھا نقد سخن نامرہ و قلب سے بدتر  
 نسان کا سحاب آبِ فحالت سے ہوا دیکھ  
 حیرت زدہ آفاق میں ہیں ٹیکہ کے اوسکے  
 خندہ نہیں گلشن میں دم صبح گلون بہر  
 اکثر جھلاکتے ہیں استادوں کی اوسنے  
 رہتی اڑہین آٹھ پیر سیر سخن کی  
 یک حرف مشابہ کسی مضمون کا اوتکے  
 ہوا دوسنے مضامین بروست میں باز سے  
 تو نام لے اوس خالق معنی کی جگہ کا  
 دور آوری شاعری میں تو نے کیا ہے  
 آدین نہ کریں مجھ سے فن شعر میں پنجہ  
 جسطرح فن شاعری میں کرنے کو پنجہ  
 اول تو مجھے میر سے کیا پنجہ نسبت  
 سودا کو چکھے بیٹھے جو کہتا اوداؤں کو  
 ہر چند کہ بھی میر کے ادیر یہ مٹھ آیا  
 اس پکھنے کو اور کھانیکو کیا کہتے ہیں گنگ  
 آفاق میں آئے ہیں سبھی مرنے کے خاطر  
 جاتا ہے جلا قافلا سچا سے ہر پیش  
 اس صورت مردہ شلو نصین سمجھ تو مردہ  
 ہیں مار گئے نقش وہ ایسا کہ نہ ہر گز  
 دیوان جانیں وہ گئے رکھ سخن ایسا  
 کب مرتے ہیں مقبول خیابا حدی کے  
 جو گزرتے ہیں مقبول خدا نقش انھون کے  
 جسطرح نگینہ پر عقیق جگری کے  
 کو کھایا ہو کتوں کے مگر تو نے زمین کے

فکر اوسکی نے خالص کیا جو نہ گری اکیس  
 اوسکے دہن لب کی گہ باری و تقریر  
 اوان مضامین کو کلمائے تصاویر  
 دیکھ اوسکی معانی کو ہیں غرق خوش تشویر  
 ہیں سائے مضامین چرا کر کیے تحریر  
 اوتکے جو ہیں آفاق میں استاد شاہیر  
 باتے نہیں اوسین جو وہ سودا کی ہر تقریر  
 رستم نے کب ہر طرح دیو و نکو کیا زیر  
 اس بے ادبی کی بجھے اللہ سے تفریر  
 اس شعر کے مضمون کوئی طرح سے تحریر  
 سودا نہیں بیٹھے تو ہیں سودا کی جگہ میر  
 لکھائے ہی تو میر کو ہر طرف یہ تقریر  
 زنار چھپو روں سے نہ پنجہ کریں گنہیر  
 کیا چکھنے میں سودا کے ہوے ایک ادو میر  
 برا سمن بیان کر گیا سودا کی بھی تحقیر  
 طمہ ہیں سب اوسکے جواہر نام ہر اک شیر  
 ہر باد فنا خانہ دنیا کی ہے تعمیر  
 ہر مصلحت وقت کوئی زود کوئی دیر  
 جو زندہ جاوید ہیں از خوبی لقت دیر  
 ساحر شراوٹھے صفحہ عالم سے وہ تحریر  
 نام انکار ہوتا ہے ابد جس سے توقیر  
 جو مردہ کہے اگو وہ مردود ہر بے پیر  
 ہر دل ہے ہر اس طرح سے تحریر کی تا تیر  
 کرتا ہے کوئی خامہ الماس سے تحریر  
 یہ فیض بغیر اوسکے نہ پاتی تری تقریر

## مصنف

مقاسب یہ قصیدہ ترے نغمہ قصیدہ  
 ہا اسکے معانی کو سنیں اہل معانی  
 گل کرتے ہیں جو تو نے ہر گل شہزاد کے  
 اس واسطے اشعار کیے اس کے من تحریر  
 اور دیکھیں بلاغت تری اے بہیدہ تو  
 دیکھے گراؤ نہیں دنگ اے ہر گلشن کشمیر

## مصنفی

اگر باز معانی کا میر ہوئے ہو اگر  
 پیدا کرین احرار ہوا حکم عصا فیر

## مصنف

کیا باز معانی ہو تراخون سے جسکے  
 احرار و معانی کو کیا تو نے ہے انجا  
 گزرے ہیں جو کامل سخن افکے قدو بنیر  
 بے دغدغہ ہوئے ہر وقت منزل معنی  
 بیرو تو ہوا کوئے گمراہ کا جس نے  
 بولا کوئی استاد نہ اس طرح سے اک لفظ  
 مطلق شعرا کی نہیں تقریر سے لگا  
 بولیں ہیں معانی کو ہزاروں جگہ استاد  
 لیکن کہیں احرار ہوا کو نہیں لائے  
 بے معنی نہ بولے کبھی طبع کی بھبت کو  
 استاد و ربوبت جو گزرتے ہیں انھوں  
 تھے عرش پہ جوال کشا مرغ معانی  
 اندیشہ کو شاہین خیال اپنے کو شہباز  
 معنی ہو شکار اور خیال اسکا ہر مینا د  
 اس بلا معانی کے اڑانے سے تو آ باز  
 پیدا کرین احرار ہوا حکم عصا فیر  
 ہرگز کسی استاد کو سو بھی کہ یہ دبیر  
 جو کوئی جلا جابے ہو منزل کا ہو ہر گیر  
 اس خوبی سے جس طرح کہ ہوئے بہد فیر  
 پاؤ نہیں ترے ڈالی ضلالت کی یہ زنجیر  
 جو کچھ ہو معانی کے بیان میں ہی تقریر  
 جس طرح سے کرتا ہو تو کہ شعر کو بخت فیر  
 طائر بھی کہ اور مرغ بھی اور چمنی و پھیر  
 دی کتنی ہی معنی کے تین شوکت و توفیر  
 گراستی ہوتی ترے اندیشہ میں جن تیر  
 با فکر متین و بحیالات وہ تبسم  
 لفظوں کا بچھا دام کیا او کو گرہ گیر  
 وہ کہ گئے اس فن کے جو تھے موجد تقریر  
 خود صید سے ہر چند معانی ہو ہو اگر  
 اور جالور و پیر اسے نہ نہا نہ کر سیر

جس جس کسی کا حوصلہ و ظن تھا جتنا  
 تجھ کو دیے یکسر خزن اوسکو گھر و بصل  
 یک قطرہ بھی لینے کی اگرچہ ہوئی مانع  
 جس رتبہ میں کم ظرفی و بچو صلی ہے  
 یا یا تو سراب آب کے دھوکے میں پڑو کی  
 ٹھٹ جانی تری شاعری کی کچھ نہ ٹھٹ  
 گو لفظ میں شرکت ہے کچھ پر کچھ اوس سے  
 تیرے سخن اور اوس کے میں اتنا ہی تفاوت  
 ہوش و خرد و فہم و ذکا عقل و فراست  
 مانیک بڑے ہر جو ہے روز سے یا شب  
 ہے خوبی تیرے ساری یہ کہ ہر ایک  
 ہرگز نہ کہے پنج پرین کوئی زمین کو  
 تیرے سخن اور اوس کے سخن کو کہے کیسا  
 ایجا کیا اوس نے کہ جس طرز و روش کو  
 لفظ اوس کے نے بخشی ہے سخن کو جو حلاوت  
 کہ غور و تامل سخن و شعر کی سیکا  
 جس شخص کی تعلیم اسی کے تے مکمل  
 لے مٹی ان بیو نہیں خود کھینچ گیا ہے

اوتنا ہی اوسے بادہ حکمت سے کیا سیر  
 اور اوسکو دیا آب بقا تجکو گل شیر  
 دریا میں سے فیضان سخن کے تری تقدیر  
 تیری سوبیان اوس کے میں حیران ہے تقریر  
 ہے آب بقا کی تیرے عندیہ میں تو قیر  
 سودا کو اگر یاد نہ کرتا تو بہ حقیقت  
 ہمسری تدبیر نہ ہرگز نہ کہے تقدیر  
 جتنا کہ تفاوت رکھے ہے خاک سے اکیر  
 ہر اک کو دیا حق نے جو ان کوئی نہ پیر  
 کہ نہیں تفاوت کے نہ اسکے کہے تاخیر  
 کرتا ہے جدا عنبر و عطر و بصل و سیر  
 ماری کی شب کو نہ کہیں مہر کی تنویر  
 تیرے بے بہرہ ازل سے ہو جو بے پیر  
 سو اوس کے ہی خامہ پہ ہوئی ختم وہ تحریر  
 وہ لطف نہ پیدا کرین لکھ شکر و شیر  
 کرتا ہے بجز فضل حق آفاق کو تسخیر  
 روکش ہو جو اوس کے کہے اپنے چین شیر  
 پہلے ہی تری صورت و سیرت کی تصویر

### از سودا

پکڑی جو لوٹے نے کہیں کھتی سے جڑیا  
 یا شب کو بیا گھوسلے میں جگنو کو لا کر

سمجھا کہ نہیں باز کوئی مجھ سا کلان گیر  
 جانے یہ دل اپنے میں کیا ماہ کو تسخیر

یہ بات جیدی ہے کہ وہ مہر آپ کو سمجھے  
 دم کر یک شب تاب کی چلے جو شب قیر

ہر چشم حقیقت میں اوس اندیشہ کے آگے رکتے جو معانی سے یہ الفاظ علامت وہ چھوڑ جاتے انھیں ہرگز تری خاطر ملک دیکھ تو استاد کے مضمون کا نقشہ	اندیشہ فلک کا ترے جون ہو زمین گیر عقبا ہو گرا حرا ہو گردیدہ زہ گیسر ناکھیلے نکسارائے کمان لیکے تو اور تیر یہ شعر نہیں کھینچی ہر اک سحر کی تصویر
---	--

## سودا

میرا دل لے کرے فکر سا کا افسے غزال	مضمون جو چھپے کوہ میں ہو صورتِ بنخیر
------------------------------------	--------------------------------------

## مصنف

بذکر کے جنکو تو ثمرندہ انھوں کے جو ہونے ارادہ کیا سو شعر کے تیرے شاگرد خدا جانے کس آلو کا ہوا تو تھا زور لٹورادہ کہ تعلیم سے جس کے ہو ستوریہ ہر شعر کے کہنے کا جہان میں لیتا ہر معانی کے تین طبع میں کھٹرا تیری یہ عجب فکر ہر جہین نہیں کرتا کیونکہ ترے اشعار میں ہو نور معانی روشن تر ہے معنی مضمون کی اک شمع تیرے بھی اشعار کے معنی کے بیان میں مہدی قصید کے تین سُن یہ جو تو نے	ایضاح ارادہ سے ہر خوشیہ کی تنویر الفاظ میں آیا نہ رہا دل میں گرہ گیر بتلائی تجھے شاعری میں جسے یہ تقریر معنی سے رہا باز تو عقاب ہوا شیر کرتا ہر بقدر اپنی طبیعت کے جو تحریر کرتا ہر پھر الفاظ میں لاوا سکوا گرہ گیر رکھنے کے معانی کی تو الفاظ میں یہ پیر طینت کی تری طبع کی ظلمت سے ہر تعمیر از بسکہ مجا یا ہے تری طبع نے اندھیر ہر بند غرض ہو علی سینا کی بھی تقریر کھینچی ہر ہر اک شعر میں مضمون کی تصویر
--	--

## مصنفی

دیوان کو میر نے لگا ہاتھ کہ نادان	ہر صفحہ کا غدیہ ہے بان شیر کی تصویر
-----------------------------------	-------------------------------------

لہ درخش چو دریلے گئے

یا لہ اس کے شورش خیز گرا گیا

معنی کوادراتا ہے کوئی جانور دن پر  
احرار ہوں سے جو عصافیر کو خارج  
ختم کہ ہیں طائر وہ سب احرار ہوا ہیں  
تو نے تو معانی کا بنا باز اوڑا یا  
اس شعر نے مطلع کو نہایت ہی دیا حسن  
اس شعر میں غنقا کا اگر ذکر نہ آتا

میں فرض کیا یہ کہ ترا باز ہوا شیر  
کرتا ہو عصافیر نے کیا کی تری تقصیر  
آفاق میں سمیرغ سے لے تا بہ عصافیر  
تا پکڑے تو اوس باز سے احرار ہوا گیر  
اوس مطلع غرا کو کھنی لازم بھی تقریر  
احرار ہوا پاتے کسی طرح نہ تو قیر

### مصحفی

یسا ہوں کمان فکر کی جب ہاتھ میں اپنا  
باتا ہوں میں غنقا کے تئیں اوس کے سر تیرا

### مصنف

کیا چستی تری فکر کی ہر تیر و کما نین  
لے مصحفی عالم میں تو ہر ایک شکاری  
عصافیر سے سمیرغ تلکست ہیں تیرے صید  
کی تو نے ان الفاظ کی موزونی بہ خواہ

رکھتا ہو تو غنقا کے تئیں جس سدا زہیر  
غنقا سا شکار لپے جو باتا ہے سر تیر  
پاؤ گیانہ اذکو جو معانی کے ہیں غمیر  
بردی انھیں زہناہ معانی کی نہ جاگیر

### مصحفی

اور باندھوں ہوں جبست نشا پے سخن کے  
رہ جائے ہر منہ دیکھ مرادیدہ زہ گیر

### مصنف

یشت نشانہ پہ جو باندھے ہر سخن کے  
اس مصرع بے ربط کے معنی نہیں سمجھ  
زہ گیر کے منہ دیکھ کے دجائے سترے  
بہتر تھا کہ دیتا کہ ارادے کی تو اپنے  
وہ شخص جو کوئی تھے اس اندیشہ کے الگ

ہو اس میں طبائع کو تردد بجا ہیر  
رہ جائے ہر منہ دیکھ مرادیدہ زہ گیر  
کیا پانی تری شاعری دھوئے تو قیر  
اس شعر کے ساتھ حاشیہ میں شرح بھی ہو کر  
جس طائر اندیشہ کی تھا عرش سرازیر

<p>بھبتا نہیں ان شیریں نہ کرنا تجھے یہ ناز          نقویر کے بھی شیریں پر شیر کی صورت          اس شعر میں الفاظ کی نقویر تو کھینچی          صفحہ پر نکات کے مصور نے لکھی ہو          کہتے ہیں سبھی جہرے کی نقویر کا لکھنا          اس طرح سنا کہ مصور کے شیریں کو          اس شعر کو اس رنگ سے اس وقت تو کہتا          ہر چند مصور نے گل لالہ کالے رنگ          پائے کورہ راست کی تقریر دیا ہے          بردیکھنے دیتا نہیں بلکہ طرف اوسکے          اس رنگ کی نقویر سے نقویر کا تو رنگ          سودا کا قصیدہ وہ کہ جو شعر ہو اوس کا          یہ تیری زبان سے جو ادا ہوئے نہ ہرگز          نادریہ مقولہ ہو کہ اس کہنے پہ تو نے</p>	<p>مانی میں کر کھینچ آئے تجھے شیر کی نقویر          دیوان کے ترے شیر ہن رنگ مگر خیر          معنی کا بھرا رنگ کیا اتنے کی تفصیر          حکم کے گل لالہ ترے رنگ کی نقویر          یہ رنگ کی نقویر فقط تیری ہے تقریر          کوئی کہے تو بھینچ مرے رنگ کی نقویر          گر غم سے بہرہ تجھے دیتی تری تقدیر          جہرہ میں بھرا پر نہ لمانی تری نقویر          کوشش میں تو ادوسی میں کرتا نہیں تفصیر          یہ حق کہ تیرا ہے ہر اک آن گلو گیر          گر بولتا ہو جاتے معانی تو نہ تغیر          معنی کی نزاکت سے ہو مند فحش نقویر          تھی اس سے جواب اوسکے ہنر کوئی نہ          سودا یہ کیا اپنے یہ ترجیح میں محسوس</p>
---	--

## مصحفی

<p>سودا کے کما نغز قصیدہ میں یہی نہ          مصرع سے لحد خون جگر مصرع چہاں</p>	<p>کچھ اسکے سوا اور تو میری نہیں تفصیر          مصرع یہ عجب پوچھ تولاتا ہے ہر شطیر</p>
--	--

## مصنف

<p>مصرع کا جو مصرع میں شعر لفظ اول کو          سوطر کے وہ قسم ہیں ہر شعر میں تیرے          جو تیری زبان ہو سوز بان تیر کی بلا دہی          اس پر تجھے ہر فارسی گوئی کا بھی نسوے          پھر فارسی گوئی پہ صنو محفل سیر اور</p>	<p>میں نہیں سنا تا نہیں ہرگز کسی تقدیر          صحت کی جنوں کی نہ سچا ہے ہر تدبیر          کرتی ہر ادا کہ نہیں سوطر کی تفصیر          کیا تاب زبان سے ہوتی منلوئی تقریر          کہہ کہہ کے جواب ایسوں کے کرنا ہو یہ تحریر</p>
---	--

	<b>مصنف</b>	
<p>جالا کی سے ہاتھوں کی بجائے ہین جو زنجیر پر قیمت کا فور کو کب پہونچے مباحثیر و کا لون میں جسکے ہونہ ہا و نہ عقا قیر شیرینی نہ پیدا کریں جو دانہ انجیر بر ہو دے گیدک کو نہ یا قوت کی تو قیر کرتے ہین تو پھر وہ بھی دوپلے کی ہر تیر میرا سخن اور میری زبان اور میری تقریر</p>	<p>اعجاز خلیلی کو کوئی پہونچے ہین وہ لوگ ہر چند کہ دو لون کا مرنی تو ہر نیسان پہنستا ہو کب اونکے تین عطاری کا دعوے غشی اش کے دانوں کو اگر دو دھین کھین ہر چند کہ یا قوت کے ڈھنگ لاسین ہوں سار مصنع کو بعد خون جگر مصرع سے چپان ہوں چاہیے لاش جو کہ شعر کا دعوے</p>	
	<b>مصحفی</b>	
<p>اس بات کو دے کھینکے جو ہو دینگے گنہیر</p>	<p>نیرانہ چھوڑ دن کی طرف روئے سخن ہی</p>	
	<b>مصنف</b>	
<p>اس شعر کو گنہیر دنی جانب کیا تیر اس وقت میں ہوتا تو وہ دیتا مجھے تعزیر بک جو تیرے منہ آئے نہیں کوئی گلوگیر اس عصر میں فوس نہیں میر علی شیر تصویر کھلاوتے کیا شیروں کو زنجیر</p>	<p>نستا ہر چھوڑ دن کے چھوڑ کر جو یہ تو نے گنہیر یہ کہتے ہین سخن کا کوئی پرسان تیرے سخن اوٹھ گئی از بسکہ جہان سے کہ تا وہ ہر حق کا ہلالی کا سا حوال یہ شعر ہی کیا وا ہی دینی کہ جس میں</p>	
	<b>مصحفی</b>	
<p>ہر صفحہ کا غلبہ ہے یاں شیر کی تصویر</p>	<p>دیوان کو میرے نہ لگا ہاتھ کہ نادان</p>	
	<b>مصنف</b>	
<p>سیرت میں تر لطف ہے ہو دیکھنے میں پیر</p>	<p>دہ ہاتھ لگا دے نا و خین جتیری صورت</p>	

معنی کی جو ہونا نام سے مشہور ہو کر  
 اداں سادہ ہو کوئی کھجوا آفاق کے لذر  
 روکش ہو وہ ایسوں کے جھین حق دیا فہم  
 یہ بات جڑی ہو جو وہ مہر اکبر سمجھے  
 صاحبِ مین کئی اس طبقہ میں شعرا کے  
 مصرع میں اگر لہجہ معنی ہو تو سلم بند  
 نقاد کا مضمون بد رستی جو یہ باندھے  
 سمجھیں مین کلام اپنا باز سورہ یوسف  
 کرتے ہیں مجالس میں پھر اوسکو بدی باد  
 اس خط کے عمدہ سے فہم وہ ہی بڑا دین  
 استاد کی ادا کے ہو اوشو کو یہ نصیحت  
 اتنا تو ملازم رکھو الف ظ کا ملحوظ  
 جب تک کہ نہ منظوم ہو بانگ ترازو  
 تم شعر سخن اپنے کی بندش میں کیا بن  
 پھرے گو نہ عشوق کے دوش سے شبیہ  
 مضمون جو قدر زلف کا مشوق کہا دھو  
 ملحوظ قرین رکھو ہر آن نظر میں  
 استاد کی اس بند پہ کی اور ترقی  
 مضمون جو ہو رنجیت کا تازہ کسی کے  
 پھر کہتے ہیں یوں ہی کسی استاد کا یہ شعر  
 اور اوشو کوئی فضل و کمال آنکے دیکھے  
 سرقہ کو نہ سمجھے نہ توار کو گرا دھنسنے  
 پھر بعد مال بجواب اوسکے یہ ذی ہوش  
 محسوس نشانہ ہو غیل میں اوشون کے  
 اتنا یہ سمجھتے نہیں نادان کہ جہان میں

اوسکو بھی پھوڑیں وہ کھجوں کیے شہیر  
 ہا فیض سخن اوسکی نہ طینت میں ہو شیر  
 نادانی سے کب لہجہ تین کر دین شہیر  
 دم کر مک شب تاب کی چمکے جو شبیر  
 ہم زہم سخندان کو نہ اوسنے کرے تقدیر  
 زعم اپنے میں سمجھے ہیں کیا پل کو زخمیر  
 کوس لمن الملک کے ٹھوکر ہیں ہم وزیر  
 معنی جو ہیں سو خواب فراموش کی تعمیر  
 سامع کرے عتین میں زہ بھی جو تاثیر  
 جو ملک سخن کے ہیں ہنستونین شاہیر  
 لفظی نہ تناسب ہو تو کچھ مت کرو تحریر  
 بے پختہ و ناخن نہ لکھو دودھ کو تم شیر  
 باز دھونہ کھجوشعر میں تم لفظ شکم سیر  
 بولونگم یا رکویا رونہ کھجوتیسیر  
 تاز لفظونکو باز دھونہ کسی شکل سے گلگیر  
 لکھو الف و لام کے سیارہ کی تفسیر  
 مرجع ہو مونس تو فیر اوسکی ہو نہ کیر  
 شیوہ وہ لیا غیر کی ہو جس میں کہ حقیر  
 کرتے ہیں اوسے فادری میں باندھے شہیر  
 سرقہ یہ کیا جس نے بڑا ہو کوئی پیر  
 ہیں طرہ مجموعوں جو ہوں خط سے تعمیر  
 پوچھے جو کوئی کیا ہوئی و نون کو تقریر  
 رد کسین سرقہ کو توار کو کسین شیر  
 ہونے نہ کمان حصار کے سے جدا تیر  
 حاصل نہیں ہوتی ہو کچھ ان باتوں سے توفیر



<p>جائے بین جنھوں کے سینے سے شعلیں          مادہ نمونی آجنگ اس طرح کی تقصیر          اے معفی سے اس گنہ و جرم پر تفریر          طینت کا تری بسکہ حماقت سے کی تفریر          رکھتی ہے زیادہ مہ و خورشید سے کشمیر          انداز کا اسکے دل آفاق ہے تفریر          اور فارسی کے فن میں ہر عنصری کا پیر          تعلیم معانی کی جو اداسکی ہے جاگیر          بخشی ہو تب آفاق میں ہر ادنیٰ ہے توقیر          جبریل امین کی بھی زبان کرتی ہے تقصیر          ہوئے ہو اداسے کب کسی مردود کی تقریر          کہنے کی جواب انکے جو کی توں یہ تدبیر          نہ معنی نہ لفظ نہ تقریر نہ تحریر          خورشید درخشان بسط بر فلک پیر          ایسی نہ زبان کی تری زہنا ہو تقریر          خامہ کو میرے مٹھوا کرنے سے تحریر</p>	<p>ہو شاعری و شعر میں یہ مرتبہ ادن کا          جزیرے کسی شخص سے از عمد نظیری          یا رب کہ نظیری کی بجھے روح مقدس          ہو فارسی و ہندی تری مٹھکا جو ہے          سودا ہو نظیری کی غزل اور قصیدہ          طراز اسکے پر اک خلق ہر مفتون بل و جان          ہندی میں ہو یا نوری و سعدی کا استاد          ہو اسکے تصرف میں مضامین کی کشور          تشریف قبول اونکے کلام کو خدا نے          اونکے سخن و شعر کے توفیق و ثنائین          دیا اسکے مقبول ہو جو درگہ حق کا          حق اپنے کی غلبہ سے اب اے کان سفا          جز قافیہ پائی کے اداس کا سا ہے تیرا          اس طرح سے تابندہ یہ مطلع ہو کہ جو ان          گرامر کے سوار جلائے بجھے تقدیر          تقریر وہ یہ معنی کی تصویر ہے جسکی</p>
---	--

## سودا

<p>معدن ہو جان سونیکا و ان خاک کی کیم          کب شبہ فرو شو کو حضور انکے سے توقیر          جاتی ہو دو پلکے یہ نظر ادنیٰ ہے تقصیر          لڑتی ہو سدا بر گہ بار سے تقریر          تعلیم ہے منشی فلک کو مری تحریر          پرواز کو منشی کے جو پہنچے ہیں وہ قصور          مضمون چھپے کوہ میں ہو صورت پختہ</p>	<p>مستغنی ذاتی نہ ہوس کی ہوں ستغیر          لبریز ہو کیسہ در مکنون سے جن کا          ہو لعل سے نسبت نلکہ چشم کو جن کے          ہو وہ در کیتا بجان جسکی زبان کی          یوں معجزہ یہ بولے ہو صریح و کلام کی          ہوتا جو سخن فہم تو ہزار سمجھتا          تیرا دنکے کرے فکر دیا کا افسے غزال</p>
---	---

یک صفحہ رہا تیرے نہ دیوان کا خالی  
اوس چاند پہ اس ڈالنے کی تیرے  
پھینکنا طرے اوس کے تو بہت گرجے لیکن  
بیہودہ کیا اپنی تو اوقات کو ضائع  
تو اوس کے عوض دیکھتا اپنے ہی سخن کو  
پر محنت تیرے تجھے اس پر متوجہ  
تو کیا کرے ہر طور ہی سب حتم کا  
جو ہو سخن خوب بُرا کہتے ہیں اوس کو  
ہیں متفق اللفظ وہ اس بات کے اوپر  
کہتے ہیں غزل اور قصیدہ کی زبان کے  
ہر طرز غزل اور قصیدہ کی ہر طرز اور  
مصرع غزل گوئی ہیں لیکن گونا گاہ  
کہتے ہیں قصیدہ بھی غزل ہی کی زبان میں  
طور غزل اپنے کی قصیدہ میں بھی ہرگز  
ایمانہ قصیدہ میں جو کچھ وزن غزل سے  
ثابت یہ ہوا اوس سے کہ انہیں نہیں قدرت  
ہر طرف یہ تقریر کہ اس کہنے پہ اپنے  
کہنے کا غزل اور قصیدہ کا جو مذکور  
سودا کی غزل کے سین رکھا نہیں منظور  
ہر جنہ غزل ہی میں نہیں درجہ گونی  
یہ میر کے بھی نام کا اک حرف ہو ورنہ  
کیا میر کا ذکر ہو سکتا ہے یہ غزل میں  
سودا کی غزل گوئی کا اسطرح جو مذکور  
اس سوج میں اور فکر میں ہوتا ہوں ہر گز  
منظور غزل اوس کی جو رکھتا نہیں شاعر

اس مرتبہ سودا کے مطاعن کیے تحریر  
دوئی بجمان اوس کی ہوئی نور کی تو قیر  
تیری ہی سرور پہ پڑا خاک کا وہ ڈھیر  
اوس سے تو تیرے واسطے انسب تھی یہ میر  
کچھ آتی رہ معنی پہ شاید تیری تقریر کہ  
ہونے نہ دیا ملک تری مطلق نہیں تقصیر  
طبع اونکی زبں ہوتی ہر محقق کی جاگیر  
اور کرتے ہیں ذکر اوس کے مصنف کا بقیہ  
ان دایہوں کی بس کہ جو صاحب نہیں تہذیب  
تقریر و بیان کر نہیں ہر فاصلہ سوتیر  
آپس میں ہوا ان دونوں کے فرق زبردست  
کرتے ہیں قصیدہ جو بعد فکر یہ تحریر  
مطلق اور خوں کی کرتی تفاوت نہیں تقریر  
کر نہیں رعایت کی نہیں کرتے ہیں تقصیر  
اور دیکھے کلام اونے کی کیاں ہر جو قیر  
تقریر قصیدہ کو غزل سے کہہ بن نفسیر  
باوصف کہ اک حرف میں انہیں تاثیر  
آتا ہر تولاتے ہیں ہر اسطرح پہ تذکیر  
جو طور غزل کا ہو سکتے ہیں اوسے میر  
جائے ہر اک اپنے تین میر کا بھی پر  
عند یہ میں ان کے نہیں کچھ میر کی تو قیر  
آئے بکل ادسا داخون کا فکرو کچھ  
ستا ہوں تو حیران ہوں میں جو قصیدہ  
ہوں غنچہ گرہ خاطر و نشگفتہ و دل گیر  
اوس سے بھی بُرا ہو گا وہ زیر فکر بدیر

سرسشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خدا کے نظرہ وہی پانی کا ہر قسمت کی ہر تفریق انکا ہوا اگر بو علی سینا بھی معلم نسبت سے فلزات کو مس ہو ہر سونا	افزائش قدر پانی میں چلتی نہیں تدبیر ہو ایک ملکہ ایک گھر ہو کے گرہ گیر تعلیم کرے کس لڑکے اوسکی انھیں تاثیر بہتر کی جو ہو جنس وہاں کیا کرے کیسا
---	--

## مصنف

اوستاد کو منظور جو اکیرہ تھی چوٹ وکیہ اسکو ہر اوستاد فونکی تقریر کا یہ طور کیا ربط ہر سودا کے مجھے طرز سخن سے مضمون و معانی سے نہیں بہرہ کچھ اوسکو عجاز تراوش کہے ہر نطق سخن کے اور مرز خرف اپنے کو سمجھتا ہر معانی وکیہ اوسکے ذرا جلوہ تقریر و بیان کو ورنری الفاظ و اوہندی معنی پائے گا تو ایسی نہ کسی اہل سخن میں سودا کا ہے سلک در شہوار سے بہتر سمجھا تو یہ گر ہجو میں سودا کے سخن کے کہلے سخن اوسکے کو برا تو نے تو اپنی ایک بستم کی عزت میں نہ فرق اوسکے سخن کے اوکھڑی سخن اوسکے کی نہ اک بستم بھی مجھے لے مفری سودا کا اگر توبہ بدی ذکر کس واسطے تو ٹوٹ پڑا اوسکی بدی پر کچھ باب کا تیرے وہ تھا قتل کا باعث تلاہ میں لگر اوسکے مجھے کیسے مقابل ہر باطنی اوسکے تین مجھے یہ تفاوت	ہر جا یہ جدی رنگ کیا صرف کی اکیرہ اگر دو کی فقط صاف زبان اوسکی ہر تقریر کہہ کھایا بحث تو نے یہ ہے مردک بے پیر اون کے تین تو یوں کہے جی ہر یہ تقریر مضمون و معانی کی تو اونکے کرے تحقیر رحمت مجھے اور اوسکو جو کوئی ہر زرا پیر صافی سخن اوسکی سے ہر لڑکی تقطیر بگینی تحریر و گہری تقریر جتنے کہ مشاہیر میں اور غیر مشاہیر ہر مصرع اشعار پچشم قرہ دہر اپنے لیے پیدا کر دیکھا عزت و توقیر توقیر بڑھانیکے لیے کی تھی یہ تدبیر آیا ہر نہ آویکا تو کتنی کرے تحقیر اور اپنے تین تو نے کیا خلق میں شہیر کرنا نہ تو ہوتا تھا ترا کون کلہ گیر کی اوسنے بھلا ایسی قوی کوئی نقیر بند عداوت تو ہے نزدیک بے کفر بتنگ اوسکے غلاموں کی ہر تیری ہر توقیر جون تیرگی شب سے لکھے مہر کی توقیر
---	---

گر میر جوہن گلشن دیوانوں کی اونکے  
 کچھنی ہو معانی کے قصیدہ میں بھی ہر چند  
 پر نازک و باریک کیا طرز غزل کو  
 توقیر مسانت نے غزل گوئی کی اونکے  
 ہونکا ہو جو کچھ خواہ غزل خواہ قصیدہ  
 موقوف غزل اور قصیدہ پہ نہیں کچھ  
 سودا کی غزل چاہتے ہیں اپنی زبان میں  
 اندیشہ دیا حق نے جھوٹے تین عالی  
 کرتے ہیں وہ لطف اپنی طبیعت کے موقوف  
 جو کچھ کہیں وہ خواہ غزل خواہ قصیدہ  
 کچھ ایک قصیدہ نہیں ہر بات میں اونکی  
 الفاظ و معانی ہیں ہم جن گہ و آب  
 دیکھ او سکو تو ٹک کھو کے تقسیم کی نکمیں  
 پہونچا دل وانا ہم اور دیدہ بینا  
 کہ فرق سفیدی و سیاہی جہا نہیں  
 تو خاک کو سمجھے ہو زرباب سے بہتر  
 بہتر جو سخن ہو گہر و لعل سے او سکو  
 رہتا ہو خزانہ رزوانی تھیل کے دیبے  
 ہرگز نہیں رکھتا گہر و لعل کا رتبہ  
 جیتک کہ نہ سنگ نہوزنگ نہوڑھنگ  
 سوانہیں سے اک بات ہو انکا سخن دشمن  
 کین با تین خدا نے یہ تمام ادلے سخن پر  
 ہیں وہ دُر کیسا بجاں جنکے زبان کی  
 یہ کیا غضب افہام جہاں پر ہو غذا یا  
 جو ایسی زبان میں ہو غزل و سکو کہیں بہ

گرم سے کچھ بہرہ تو رکھتا ہو یہ تقدیر  
 ادن مانی و بہزاد نے ہر شعریں تصویر  
 تنقاسا زمعانی کا جو ہم او سکا کیا زیر  
 رکھے نہ قصیدہ کی کسی شخص کی توقیر  
 رنگین و متین ایک سے ہو ایک کی تقریر  
 جیسے ہو زبان جسکی وہ لاتا ہو یہ تحریر  
 یہ ہونہ اگر چہ رخ و زمین ہوزر و زیر  
 کیونکر وہ کریں پست سخن کہنے کی تدبیر  
 گر ہوئے موافق نہ با فہام جاہیر  
 کب لفظ و معانی کی کریں خوبی میں تقصیر  
 پایا ہو جو کچھ خانہ فکر او سکی سے تحریر  
 تقریر و فصاحت ہیں ہم جن شیکو و خیر  
 طینت ہو بشرطیکہ تری فہم سے غیر  
 یکساں ہو تیری چشم میں تاکی و تنویر  
 یک رنگ سمجھتا ہو تیلے شہرے تا قیر  
 ذرہ کو بڑا جانے کرے مہر کی تحقیر  
 کہ تا نہیں تو رشتہ خاطر میں گرہ گیر  
 کہ نیکو تو کر جمع در و لعل کی تدبیر  
 دیکھا سخن اہل جہاں تا سخن میر  
 پاتا ہو سخن کب گہر و لعل کی توقیر  
 رکھتا نہیں یہ جتنے ہیں گنام و مشاہیر  
 وصف اپنے میں شعر جھون ڈیا تحریر  
 لڑتی ہو سدا برگہر بار سے لقتیر  
 انکو نہ دیا تو نے مگر فہم بہ لقتیر  
 اور لہجہ میں ہو عام کے سوا کچھ وہ توقیر

سودا سے بڑا شاعری میں تابقیامت  
 ہو شاعری میں اوس سے بڑا نام خدا کا  
 جو شاعری میں اوس سے بڑا ہودہ میسر  
 شاعر جو یہ موجود ہیں انہیں سے کیسے  
 کس فہم و فراست پہ یہ ہو کر کے میسر  
 اس فکر میں تھا میں کہ کہا پیر خرد نے  
 و دن طبعی و دماغی بد فکری کے باعث  
 اس واسطے جان اجہنی اوس طرز و رول کو  
 بہر چند کہ مقدور نہیں ایک بھی مصرع  
 اسپر بھی یہ نادان بہ تقاضا و سفاہت  
 اور اوسکی غزل کی کہ نظیری کی غزل سے  
 ہو سچ یہ مثل عقل کو جاتے ہو ہر گز شخص  
 لیکن یہ سمجھتا ہو حماقت پہ دلالت  
 وانا جو ہیں کرتے نہیں دانائی کا اقرار  
 کیسی ہی بنایا کرے باتیں کوئی نادان  
 منظور ہو کر کتے نہیں سودا کی غزل کو  
 لے آؤ دیکھتے تھے تا بہ خزن جتنے تھے شاعر  
 گذرا ہو پر آفاق میں جو اکبری دور ہو  
 اوس عہد میں کامل ہو دہر فن میں ہزاروں  
 تعریف خصوصاً طبعی کی شعرا کے  
 وہ بلبلیں تھیں اگرچہ ہزاروں سے زیادہ  
 ایک ایک کی ہر چھوٹو شور سے اب تک  
 اوس دورہ کے اوں بلبلوں میں سے زیادہ  
 نام اڑھکا طور دی و نظیری ہو کہ کوئی  
 مگر از فن شاعری میں تابقیامت

ممکن ہی نہیں یہ کہ کیسکو کرے تقدیر  
 اوسکے سخن و شعر کو دی حق نے یہ توقیر  
 گر ہوئے سخن کا تو بجا اوسکی ہر تقریر  
 سودا کی سی ہرگز ہے نہ تقریر نہ تحریر  
 سودا کی غزل سخی کی اب کرتے ہیں بخت  
 تو کیوں متردد ہو یہ ہی انگلی ہر تقصیر  
 اس رتبہ تک ان کو جو نہیں لگتی تقدیر  
 بد کہنے میں یہ اوسکے نہیں کرتے ہیں تاخیر  
 لکھ کر بن سودا کے یہ تقریر میں تحریر  
 طرز غزل اپنی کی بڑی جلتے ہیں توقیر  
 ہم پہلو دہم رتبہ پہ کرتے ہیں یہ بخت  
 ہر ایک کو وہ سیر بھر اور اپنی سوا سیر  
 یہ خط ہنوسے کسی خاطر میں گرو گیر  
 و انائی کے گواہوں کے مقرر ہو دین جاہیر  
 وانا و نہیں ہوگی نہ سخن اوسکے کو توقیر  
 کرتا ہوں ادھونکی یہ تشفی کو میں تحریر  
 ہر ایک ہوا اگرچہ کہ فن اپنی میں تحریر  
 اللہ نے اوسوقت کو بخشی تھی تیا شیر  
 حاجت نہیں اظہار کی سب ہیں وہ شاہیر  
 اوس عصر کے کو نہیں زبان کرتی ہر تقصیر  
 گلشن میں سخن کے تھا ہر اک چھپہ تقریر  
 گر گوش پسرین پر گوش جوش جاہیر  
 و بلبلوں کا زمرہ و نغمہ جمان گیر  
 بلسل نکلیا زمرہ اوں کا سا بہ تحریر  
 بجتی رہی انکی ہی دستا کی ہم وزیر

تھا شعر کا شوق اونکو جوانی سے نہایت  
ایک عمر کے عرصہ میں بہت شوق و شغف سے  
دل جمعی تھی منتخب اپنی سے سوا دیکھے  
نہ کو رسنا فارسی گوئی کا کہیں کے  
دل افشے میں آیا اسے لیجائیے اوس پاس  
اس تذکرہ کو لیکے لفظ وہ اوس پاس  
جو شعر ہو چست اوس میں کہے صا و وہ لہیر  
دکھلایا جب اوس تذکرہ کو خان نے کہیں کو  
لتھیج رکھی اوسکی کئی شرط پہ موقوف  
جہ دم نہ کی اون شرطوں کی اشرف علیخان نے  
ہاتھ اپنے سے اک بند پہ لکھ دئے وہ طرین  
پھر اونسے کہا کیجیے مہرابی اب اس بہر  
اصلاح کی لکھو اسناد اشرف علیخان سے  
اسطرح ہوا تذکرہ اوپر متوجہ  
ابکار مضامین و معانی کے سب سہین  
تن پر نہ رکھا ایک کے سرا وین کا اونسے  
آئے وہ سب اسطرح بزیر قلم اوسکے  
پہونچی یہ خبر جسکھڑی اشرف علیخان کو  
اوس حال سے آئے جو افامین وہیں جلد  
احوال کو خان کے جو وہ دیکھا متغیر  
پاس اوسکے سے لفظ وہ پیش بہ خوشنوت  
لا گھر میں جو اوس تذکرے کے حال کو دیکھا  
اس ظلم کا انصاف کرو دو میری تم داد  
سودا نے کہا خان سے کہ انصاف کے خواہش  
انصاف طلب ہو جے اون شخص خاص سے جا کر

مصرف اوس میں ہے جب تک کہ ہوئے پیر  
اون خان نے کیا تھا غفلت کرہ تحریر  
جہ میں کسی آگہ کے دیکھانے کی تھی تدبیر  
اشرف علیخان نے جو با فواہ جما ہیر  
لکھے ہو وہ اس شہر میں استاد کی تشریر  
تا دیکھے وہ اس تذکرہ کے شعر بتا خیر  
اور سست کے احوال کو یوں نہ وہ تغیر  
تب عذر دلاخ اپنا بیان کردہ بتکریر  
جو جو اوسے منظور تھا لا اوس کو تفریر  
لایا جو بتکریر وہ ہتال میں تاخیر  
جو باتیں کہ پائین یقین فرار اوسکی تدبیر  
تا ہوئے باسناد مزین بہت ریر  
وہ مشکئی مسند تعلیم جما ہیر  
کرتی زبان جسکے بیان کر نہیں تاخیر  
تھی زاد طبع اونی جو گدے ہیں شاہیر  
لی ہاتھ جو ظالم نے قلم اپنے کی شمشیر  
جون فوج گنگا راون کی آئے تہ شمشیر  
سن اونکے اس احوال کو حالت ہولی تشریر  
پاس اوسکے سر سیمہ و مضطر کے جون تیر  
تا دیر بہ قسم سے رہا غنیمت کے تصدیر  
اوس تذکرہ کو لائے اٹھا سخت ہو دلیہ  
سودا نے لا اوسکو لگے کرنے یہ تقریر  
میں ورنہ گریبان کو ڈالون کا ابھی چیر  
ایسی ہی اگر آپ کو تو کیجیے مت دیر  
جو فارسی گوئی میں بین بالفعل مشاہیر

اسطور سے اور وضع سے گردش فلک پر  
اور لائیں گے داناؤں کی کہ بجو بہ تحریر  
ہو دیگی بروں کی نہ کھوا چھون میں تو قیر  
اچھون سے جو اچھے ہیں تو ان کی کرے تحقیر  
زمان حاققت میں ہو جو جو کوئی زنجیر  
رکھتی ہو زیادہ یہ مثل مہر سے نشیر  
سوڈالے ہو خاک اپنی ہی انکھوں میں بے پیر  
معنی سے تیرے طبع کا ہرگز نہیں تحیر  
کتا ہو تو جو شعر میں تھا صاحب شمشیر  
چڑھتا کوئی منہ اس کے جو زیر فلک پر  
ایسا رکھے تھا دبہ شاعری وہ شیر  
ہو تبہ شناسی میں تیری فہم کی تقصیر  
سینہ کے تئیں اپنے وہ کرتا ہر تیر  
لے مفری اس جھوٹ چن دیکھے تقریر  
سوڈا کی بھی تھی خلق میں تیری ہی تو قیر  
احوال بقا میں جو کیا تو نے یہ تحریر  
جھوٹا ہو تو اور جھوٹ وہ مست تیری تقریر  
مانا میں جو کتا ہو تو بالفرض وہ نقدیر  
ہو معرکہ پرواز خورشید جہاں سیر  
معدوم شائے کہے جو نہ مہر کی تصویر  
واہی جو بکا ہو یہ تیری حق کی تقصیر  
کھنچوں میں اس احوال کی تقریر میں تصویر

آیا ہو عجب دور یہ تابندے کرہ بگا  
نادان و سفیل اپنے تئیں سمجھیں گے دانا  
اچھو کو برا جو کہ بیشک وہ برا ہے  
بھسانہ برا ہو دیگا آفاق میں کوئی  
مانند تیرے اور بھی بمعنی بکے ہیں تو  
کس کے نہ پریشان میں کچھ اس کے سخن کی  
جو خاک کوئی پھینکے ہو خورشید کے اوپر  
نازان ہو عبت تو سخن پوچ پر اپنے  
سوڈا ہی ہر اک شخص سے یاں سینہ پر تھا  
جھوٹا ہو تو زہناریہ سوڈا کی نہ تھی شان  
کب سامنے ہوتا کوئی رو بہ مفت اس کے  
یہ جھوٹ تو سب ایسے بکتا ہو کہ اس کی  
تھا اس کے مقابل نہ مان کون کہ جس کا  
سوڈا پر یہ بہتان ہو فقط تیرے گمان کا  
معلوم تھا اس سے یہ تجھ پر ہے یقین  
اوس اندر کہ پوچ میں لے مفری اپنے  
یرزا سے کیے لکھنؤ میں معرکہ اس کے  
ہر چند کہ بکتا ہو یہ سب پوچ تو اور جھوٹ  
وہ معرکہ یوں اوس سے تھے جو شک و خفاں  
عمدا اس کے میں اس طرح تھا نام شعرا گم  
تو اہل سے اوس حال کے مطلق نیل گاہ  
اوس ذکر کو سن من و عن اب میری بے

شروع مناظرہ میرزا رفیع سودا بافاخر ملکین و احوال بقا

اثر علی خان نامی باخلاق مہذب

کے عمدہ گوارنے سے وہ اک مرد ہو قیر





میں رنجیدہ گو ہوں مجھے اب کیسے ممان آپ  
 رنجیدہ و آزرده ہو سودا سے یہ سنکر  
 اوس تذکرہ کو ڈال گئے تھے وہ خفا ہو  
 ناچار ہوا اوس پردہ ہوا جب متوجہ  
 دیکھی تو عجب طرح کا ہر قتل مجایا  
 استادوں کے وہ شعر کہ ہر حرف جنھو تک  
 اوسکے تین کاٹا ہے بنایا ہر بگاڑا  
 کاٹا کوئی مصرع کوئی مصرع ہے بنایا  
 معنی سے گذر کے کہین لفظوں کی عایت  
 ٹھہرایا ہر معنی کوئی مصرع استاد  
 لکھا ہر کہین شیخ پہ بے علی کا کیا  
 لکھی ہر کسی شعر کی تقریر یہ شعریک  
 کروالے قلم خوردہ کہین صفحہ کے صفحہ  
 لے سدی سے تاجامی خرم سے جن تک  
 جو تھے مقدم متوسط متاخر  
 وہ تذکرہ اون سب کے سخن سے تھا مزین  
 اوس تذکرہ پر بات وہ اسطرح کیا صاف  
 سودا ہوا اوسم کل تصویر سا حیران  
 بعد اوسکے افاتے میں جو آیا تو یہ سمجھا  
 استاد فلک رتبہ کہ ہر خلق کے نزدیک  
 کرتا ہر کلام کو جو اون شخصوں کی اصلاح  
 سودا کے ہوا دل کو یقین دیکھ یہ احوال  
 مشتاق سخن اوسکا ہوا تا کرے دریافت  
 استادوں کے اشعار پہ غلط کا اطلاق  
 آگاہ ہوا اس فن سے جو اسطرح سے اوسکے

کو کھلایے اسکو دھین اچھی ہی یہ تدبیر  
 ڈیڑھ کو گئے اپنے فوہ با حالت تعمیر  
 اسواسطے سودا کے رہا پاس ہر تدبیر  
 جس جا کہ اون اجزائیں بھی اصلاح کی ہو  
 ہاتھ اپنے میں لے اوسنے قلم کا بر و تیر  
 دیوان فصاحت کے کتابہ کی ہر تحریر  
 ہر شعر کے معنی کو کیا ہے زبرد زبرد  
 ہمینی کوئی لفظ کہ اوسکی لکھی تقریر  
 لفظوں کا بدل کہین معنی کی ہے تقریر  
 مصرع کوئی ہمینی کہ اس میں کیا تفسیر  
 پھیرے کہین لفظ اوسکے جو بھی شیخ کی تقریر  
 سمجھانے کہ ہر اپنی ہی نا فہمی کی تقسیم  
 خط پہنچ کے اوراق کے اوراق کے قبر  
 لے مولوی روم سے تا محسن تا شیر  
 ذات اونکی ہوئی اشاعی کی بانی تعمیر  
 قاصر ہونا جسکے میں آفاق کی تقریر  
 جسطرح سے جو رنگ لگاتے ہیں بشمشیر  
 یوں دیکھی جب اوسکی وہ جہن نندی تحریر  
 ترزا اوسکے اس اصلاح میں کچھ ہو سکی تدبیر  
 از روے شرف خاک رہ اونکی بلذ اکسیر  
 استادوں کی استاد کی وہ ٹھونک ہم دزیر  
 وقت اپنے کا وہ شخص بلا شک ہر برابر  
 استادوں کی استاد کی کیفیت تقریر  
 کر کے جو کرے ہر سخن اون کا زبرد زبرد  
 سخت سے عجب کیا ہر کہ طینت کا ہو تعمیر

یہ سن چھری اک شخص نے کوکھ کو کوکھ چھری  
 کھنے لگے بجائیں گے ہم کو اس وقت  
 اور لے لور سال کو جو لکھا ہے وہ تم نے  
 سووائے اور اشارہ کی دیکھی جو یہ سدا  
 ناچار میا نے کو نکا اوس میں وہ بیٹھا  
 اوسین سے چھری کھینچ وہیں آگ جلدی  
 اس طرح جب لچلا تنہا اوس سے پا کر  
 گھر اوس کے سے لے ہو پئے تھی تاؤں ہم کو  
 نواب سادات علی خان ہاتھی کے اوپر  
 دیکھیں تو ہر میرزا رفیع ایک میانیکے اندر  
 سودا سے لگا پھٹے یہ ماجرا کیا ہے  
 بٹھلا لیا نواب سادات علی خان نے  
 آمادہ وہ نامزد ہوئے بھاگنے کو سب  
 سودا سے جو ہیں ملک متوجہ تھے نواب  
 فرمایا یہ نواب نے وہ ماجرا سن کر  
 تا اول سے خبردار ہوں جاتے ہو وہ یوں  
 جزییر کے گھر اپنے کا اک آن میں ہو پئے  
 آشکر حق نے توبہ دی او کو نہریمت  
 نواب جو سودا کے تین لکے ہمراہ  
 حاکم نہیں اس عہد کا مجبور ہوں ورنہ  
 فرمایا پھر اوس کے تین ازراہ تفصل  
 تھے کریں پھر آنکے شاید کہ خلش وہ  
 سووائے کیا یہ ہر میرا خانہ امید  
 اقبال خداوند سے اک خلق کو ہر راہ  
 آفاق مجھے جاتے ہر اور بہو نکو میں بھی

اور سر پہ کھڑے دو ہوئے کے برہنہ شمشیر  
 چلنے میں یمن کے کئے ہرگز نہ کر و دیہ  
 جانکی نہیں پیش تمہاری کوئی تقریر  
 سمجھا کہ کرسکے نہ یہ بد ذاتی میں فقیر  
 جب دیکھی کوئی اوسنے بجز اوسکے نہ تدبیر  
 چڑھ بیٹھا میانین بھی اک لطف مختصر یہ  
 وہ لشکر شیطان و غا پیشہ بے پیر  
 نگاہ تماشہ کھائے او تھین تقدیر  
 با فوج و چشم او کھڑی آکر ہوئے رہ گیر  
 اور گرد ہر بس میا نے کے اک جمع تھا ہر  
 سکر کے اوس احوال کی کچھ ٹھوڑی تقریر  
 سودا کے تین اپنی خواہی میں توقیر  
 اوس حال کو دیکھ او کی حالت ہوئی تنہا  
 یک چشم زدن میں یہ ہوئے دانے ہوا گیر  
 یہ بھاگ نجا دین کہیں کر لو اٹھیں نہ گیر  
 جسطرح کمان سخت میں سے جان نکلی تیر  
 ٹھہرے نہ کہیں پنج میں یہ بھاگ و بھویر  
 یوں آگے کا احوال کیا خامہ نے خریر  
 داخل ہو مکان میں لگے فرمائے یہ تقریر  
 تم دیکھتے دیتا میں جو اوس کے تین تقریر  
 تم بیان رہو یک چند کہ جانا نہیں تدبیر  
 ان موزوں کا بسکہ بد ذاتی سے تنہا  
 حق اسکو کھے حشر ملک نہیں کی جاگیر  
 بادوستی و یکدلی زہر فلک پیر  
 احوال یہ رکھتا نہیں کچھ حاجت تقریر

لے تا میرے چہ نشاں بادہ بندہ کن زانجا تو بہل گرفتہ از قہر شراب بیلتو ۱۱

صورت گل دلالہ کی اگر ہوتی گرفتہ  
معنی کے سوا بندش الفاظ کے اسکے  
اوتاد کا تب شعر نہ شعر کے اپنے  
اوتاد کے اوس شعر کے مضمون کو بھی میں نے  
کیا یادہ خوشی ہے کبھی جب ہجرت تیر  
ہر خند کہ معنی میں ہو دونوں کے تناقض  
اس شعر کو لکھ کر دیا تھا اوس نے بقا کو  
جس وقت کہ دکھلا چکے سودا کو یہ اسناد  
بے سقم سبھی شعر میں اسطرح ہمارے  
سودا نے کہا اوس سے کہ اے فہم دشمن  
یہ شعر ہوتا میرے ہی سخن کا  
اوس شعر میں اوتاد کا جو کچھ تھا ارادہ  
جب شعر نہ ٹھہرا وہ نہ شعر کہیں کے  
اون بیوقوف کا احوال کہا اے کہیں سے  
جب بند ہوئے شاعرین تب انھیں اپنے  
بہتر کہ سودا کے تین دیجے حفت  
یہ مشورہ ٹھہرایا بلا سب کو کہیں نے  
سودا کو بکرا لاؤ تم اور دو اوسے حفت  
آکے وہ دل و جان سے قبول درگم باندہ  
آئے تھے بہم جمع ہو بہتیار و نکو لیکے  
گھر اپنے میں بیٹھا تھا وہ اندر افکون غافل  
پیش آیا متعظیم وہ اخلاق سے اون سا  
یہ بولے وہ سب بیٹھے ہی کو کہیں نے  
سودا نے کہا اس گھڑی مجھ کو خفان ہے  
کل آؤنگا میں اون کے کند و پھولنے

کب کرتی پیالہ کی تباہی سے وہ تدبیر  
سودا نے رسالہ میں مفصل لکھی تقریر  
پھر اوس نے دیا کر کے بقا کے تین خود  
الفاظ میں ہندی کے کیا لاکے گرہ گیر  
نظر و بین قبح ہو دل گرفتہ کی تصویر  
لفظوں کے نشاہ سے کہ اوتاد کی تدبیر  
یہ کہہ کہ یہ اسناد دکھا کر اوس سے زیر  
پھر کچھ طرف سے میرے تو اس کی تقریر  
ہو اون کے مجھنے میں تری فہم کی فقیر  
لا شعر کے معنی کو سمجھ کر تو بت نہ کر  
سمجھانیں تو معنی کا اسکے زبرد گیر  
سودا نے کیا آگے بقا کے اوسے تقریر  
تب وان سے اٹھا ہو کہ بقا لڑم و لگیر  
اون دونوں کے مضمون کا جو آپس میں تھا تفسیر  
حفت کے مٹانیکے لیے سو بھی تہ تدبیر  
تا خشک جھون کا ہو ہمارے خوی تصویر  
جو شیخ بچہ اوس کے تھے درحیطہ تسخیر  
اور اوس نے جو ایراد لکھے ڈالو ان میں  
کنے کو سمجھ اوس کے کیا اوسے جو تقریر  
سودا کنے اشرار وہ بر غزم زد و گیر  
ناگاہ یہ وارد ہوئے لے خجرو شمشیر  
اونکو وہ نہ سمجھا کہ یہ ہن مایہ سرد گیر  
جلدی ہو بلایا نہ کرو چلنے میں تاخیر  
سچ جانے اور کیجیے موقوف یہ تقریر  
جاگیر نہیں ہی جو کہیں گے مجھے تفسیر

حیران تھا کہ کیا بات بناؤں میں کہ جس سے  
 تھا اوسکو سلوک اوسکے اولیامین منظور  
 خاطر کا تھا پاس اوسکے جو مختار کو ملحوظ  
 ارکانوں سے تب اپنے بلا کر کہا اوسنے  
 سب شیخ بچوں کے تین تم اور مکین کو  
 حاضر ہوئے ہیں آگے گھنگار تمہارے  
 القمہ جو تھے نائب مختار کے ارکان  
 سودا کے گھراب تم چلوں لیکے مکین کو  
 سودا کے جو قتلہ اوسکے تین لائے  
 نصت سے اوسکے تھا جو کچھ چہر کا عالم  
 سودا کے حضور ان کھونکولائے وہ شخص  
 سودا کے کہا اکی میں نصت سے گذرا  
 یہ کیا کہین امین کہ مقدمے یوں تھا  
 نصت اوسکے سودا کے کیا عطر دار پان  
 ہر کائے نواب صفا الدولہ کے تھے حاضر  
 سودا کے تین لپٹے تھے جیسے وہ مودود  
 اور ڈالتے تلوار سے مارا اوسکو وہ نامرد  
 پایا ہر اکیلا جو سلاطین کو اکثر  
 پر گندہ کیا اوسنے جو اوستادی کو اوسکے  
 سودا کا کشاکش وہ ہوا موجب عزت  
 اللہ جو شخص کو کرتا ہے مقرر  
 شاعر کے تین کام ہو کیا تیغ و سپر سے  
 اثبات قصور اوسکے ہوا تیغ زبان کا  
 اے معنی اسطر سے یہ جانے گذرا  
 بد ذاتی میں کچھ شبہ نہ تھا اوسکے و لیکن

نواب کے نزدیک معات اولیامین نصت  
 رکھتا تھا وہ شیخوں کی بپرداری جو تھہر  
 از بہر فہام اوسکے یہ نائب نے کی تدبیر  
 یہ کام کرو جند کرو اس میں نہ تاخیر  
 سودا کے لیجا کے کرو اوس سے یہ تقریر  
 جھٹج اوسکے چاہیے اب ڈیکھے لغزیر  
 آئینوں کے گھر میں وہ لگے کرنے یہ تقریر  
 اس میں ہی بھلائی ہے تمہاری نگر و دیر  
 خجالت سے ہر اک اوسکے تھا غن جو تنویر  
 احوال وہ رہنما رہن قابل تحریر  
 اور بولے کہ ان خلیفہ کو بھٹے شرف نصیر  
 سر کے مرے آگے اوسکے ڈکڑ جب زیر  
 انسان کو لازم ہو ہے تابع نصت دیر  
 حاصل یہ اوسکے اس حرکت کی ہوئی توقیر  
 جاعز کیا دیکھ گئے تھے جو یہ نصیر  
 لیجا تی گھراپنے اوسکی بالفرض و نقدیر  
 عزت کی ہی سودا کی نہ اک... کی تحقیر  
 اسطر سے ہیں لگے لاخبر و شمشیر  
 اوس گندہ کی اب مشکل دشوار ہو تھہر  
 اس سے بڑھی اور اوسکی تو اوستادی کی توقیر  
 اوسکے لیے ہر امین عزت کی ہو توقیر  
 جب لڑنیکو دی حق نے بنائے اوسکے شمشیر  
 جسدن سے کی بات تیغ و تبر لٹنے کی تدبیر  
 جو تو نے بقا ساتھ کیے مہر کے عویر  
 نصت سے اوسے کون نصت جو نصت دیر

ناگاہ شرارت سے نہ تھا اُنکے میں ہرگز  
تکرار سخن کی تھی عداوت نہ تھی مجھے  
شاعر کیلئے جنگ سخن کرنے کو باہم  
تیغ سخن اور اسکی جو اصالت نہیں رکھتی  
کچھ مجکو نہ تھی اوس سے سخن اپنے پہ تکرار  
اصلاح دی اپنے تئیں سمجھا کہ بناء میں  
کھامیں یہ اسواسطے تا نزد سیفہاں  
خالص ہوا دن اور تا دو کافقہ سخن ایسا  
تا مغمی سے جب اوسنے لکھے اور بيطاعن  
دیوا کومنگا اوسکے میں جطرح کر اوسنے  
میں نے بھی اوسطرح سے شمار کئے اوسکے  
پر میرے اور اوسکے یہ لکھتے میں تفاوت  
احوال یہ کہ عرض ہو نواب سے رخصت  
ہو چکی اور سے جب یہ خبر آفاق میں چلا  
وہ آصف حجاز کہ عدلی و سکے سے دہم  
یہ شعلہ در آتش خشم و قہر کہ اوسکے  
بہشتی تھی آتش غضب و غصہ کی اوسکے  
مختار تھا اوس عصر میں نواب کا نائب  
فرمایا اوسے آصف دوران نے بلا کر  
تا حق متعرض ہوئے سودا سے دہ جا کر  
کھد داؤ محلہ کو ابھی جا کے اوتھونکے  
پھر اومین سے ایک ایک کو گنگا کو رو پار  
اور پہلے اوسے پارا و تراؤ کہ جس نے  
ہا اور بے حکام کو تم جلد عمل میں  
نائب جو نواب کے اوس وقت میں بھی

پیش آئیے اسطور سے مجھ ساتھ وہ دوسرے  
کچھ اوتھونکے ہی فقط حق کی تقصیر  
بہتر نہیں یہ تیغ زبان سے کوئی شمشیر  
اسواسطے شمشیر سے کی لڑنے کی تدبیر  
مجھ پر نگوارا ہوئی استادوں کی تحقیر  
اوتھا داوتھونکا میں جو وہ استاد شاہیر  
اوتھا دوکے حرف آئے نہ دروغ تو قہر  
ہر قلب نہاسا منے جس کے زرا کسیر  
جلکہ مجھے ناچاری سے تب سو بھی یہ تدبیر  
اوتھا دوکے اشعار کیے ہیں زبرد زیر  
باشخ و بیان معنی کی تقریر کی خیر  
بچا ہر وہ تقریر و بجا ہے مری خیر  
کر آیا اوسی رات کو گھر اپنے میں شبگیر  
فریاد رس آہو دکھ شکن شہر  
شاہین رہا عہد اوسکے میں محکوم عصا  
اوس لحظہ تھی قاصر یہ بیان کی میں تقریر  
ہر چند کہ ارکان تھے مجھائیکے تدبیر  
لایا تھا مالک کو وہ سب اپنے یہ تخیر  
ان شیخو کی تم نے سنی یہ بدعت و تقصیر  
واللہ کہ ہوا کی خطا کی یہ ہی تقریر  
اور منہدم اوسکو کر جو امان کی ہونیر  
اخراج سہو کو کر دے طفل سے تا پیر  
بھیجا تھا اودن اشرا کو از ہرزد و گیر  
خاصہ میں نہ کھاؤنگا اگر اس میں ہونی دیر  
اس مرتبہ نار غضب و غصہ کی تاثیر

اوسکا ہندو فصل ہر اک دل پہ لکھا ہے  
 ہر فرد کی ای بیش نظر جسے زیادہ  
 جلنے ہو اوسے ماہی دمذره و خورشید  
 ایسا نہیں گذرا ہر جہا نہیں کوئی ابلک  
 نوکرا و سکا ہو لکھنا ترا ایسا کہ جہا نہیں  
 اگر نظم و ذکر نہیں جو تو نے بکا ہے  
 کیا جو تری اوسکی اگر مدح کرے تو  
 و مو پہلے تو بامشک گلاب اپنے دہن کو  
 کوسا سٹے گذرا ہو وہ مقبول طبائع  
 مقبول اوسے جانے ہو تو مقبول کے مردود  
 اوسکا ہو بھرا دل میں حسد تیرے لیکن  
 شدت سے حماقت کی ٹھہرائیں کیا  
 یا جھائی ہوئی اوسکے سخن کی ہر جھوٹ  
 کیے اوسے خورشید سپر سخن و شعر  
 اور دے تین نسبت ذرات ہو اوس سے  
 یوں اوسکے سخن سے ہو نمود سخن خلق  
 اے مصحفی ہر ایک کے حساب اور نسبت  
 ہیں فارسی کے تذکرے بید و نہایت  
 البتہ کہ سب ایک سے ہو دینگے نہ شاعر  
 لازم ہو سخن کے تین پستی و بلندی  
 پر ثبت کیا اونہیں ہر جن جنکے سخن کو  
 وہ کون ہو جس شخص کے احوال کو تو نے  
 اس تذکرے میں تیرے کسی شخص کو حق میں  
 معلوم ہوا اس سے کہ تھا تجکو یہ منقطع  
 جس جسکا بھرا ہو حسد دلین ترے دلین

نوکرا و سکا نہ تھا کچھ تیرا محتاج بخیر  
 احوال کا اوسکے جو نقیر اور سہ قلم  
 ہو لیکہ وہ آفاق میں مشہور مشاہیر  
 اور بعد کے ہونیکے خبر رکھتی ہو تقدیر  
 زورہ کرے خورشید کے احوال کو تحریر  
 کچھ شان کی اوسکے نہیں ثابانہ تقریر  
 ہو رتبہ و قدر اوسکی کا وہ موجب تحقیر  
 اس شخص کا تب لا زبان اسم بتو قبر  
 تو اب ہی کے یاد سے لے داہیون کے پیر  
 کرتا ہو تو پھر کس لیے ہر شعر میں تحقیر  
 تقریر و بیان کے ہو سلیقہ کی یہ تقصیر  
 لکھی ہو کہیں مدح کہیں ذم کرے تحریر  
 اسواسطے کرتا ہو تو بھٹکی ہوئی تقریر  
 انوار کلام اوسکا ہر از بس کہ جہا لکیر  
 ہیں ریختہ گو جتنے کہ گنام و مشاہیر  
 جون پر تو خورشید سے ذرات کی تنویر  
 اسطرح ہوا کہ تو خبر دار و خبر گیر  
 دیکھ اونہیں کہ کس طور سے مذکور ہیں تحریر  
 ہر ایک کا یکساں نہیں اندیشہ و تدبیر  
 ہوئی ہو جذبی طرح سے ہر فکر کی تقریر  
 ہر ایک کے احوال کو لکھا ہو متوقیر  
 لکھا نہیں بے رتبہ و بد طور و بہ تحقیر  
 اظہار معائب کے سوا کچھ نہیں تذکیر  
 پر دین کرے تذکرے میں ہو جہا ہیر  
 کرتی ہو اوس احوال کو ظاہر تری تقریر

ہو سننے کی یہ نقل کلاس جنگِ جدل پر  
 سودا سے نئی روز کے بعد آگے بھاگے  
 اور کہنے لگا یہ کہ بلا شک ہو مسلم  
 یہ عرض ہو میری جو قبول اسکو کرن آپ  
 دیکھ مرے دیوان کو اصلاح کی تشریف  
 ہر چند کہ تھانگ کا سودا کے یہ موجب  
 آیا گیا لینے کے وہ اصلاح کے خاطر  
 دیوان کے اصلاح ملک رکھی یہ بہت  
 دیوان کو کیا اپنے جب اصلاح سے فارغ  
 شاگرد میں سودا کا ہوا آگے و لیکن  
 شاگردی سودا کی وہ بہت شکنی کر  
 اوس طوق اطاعت سے کل اپنے گلے میں  
 برگشتہ ہو کہنے لگا یہ وہ وہ وہی  
 یہ تو نے سنی معرکہ آرائی بے لک کی  
 سودا سے ہو کس طرح بقا معرکہ بردار  
 اوساد کے بھیجے سے تو آنیکو بقا کے  
 اے وہی کیا تذکرہ میں تو نے ہو اپنے  
 اوس شہرہ آفاق کے احوال کو کوئی  
 نسبت کری ہو سرقہ کی اور جمل کی اوس  
 جمل اوسکی کا اور سرقہ کا رتبہ مجھے کھلتا  
 جمل اوسکی کرنے ناز سدا علم و ہنر پر  
 ہر چند کہ ہیں اوسکے مراتب مجھے طوطا  
 اس لکھنے سے قدر اوسکی نہ یکذره ہوئی  
 اغلاط و توار کا کرے اوسہ تو بہتان  
 لکھتا تو اگر یہ کسی گناہم کے حق میں

جس سے پڑی اسناد کے بنیاد کی تعمیر  
 اوس بخش ماضی کا کیا عذر تقاصیر  
 اوساد تم اس فن میں با قرار جا ہیر  
 انسب ہو مری فہم کے نزدیک تدبیر  
 تا اہل سخن میں ہونین کو مرے تو قیر  
 ہر خلق سے قبال میں کی اوسکے ذخیر  
 دیوان جو کئی جز کا تھا کرا و سکو بنگلہ  
 کی وقت میں اصلاح کے ہرگز نہ بھودیر  
 بعد اوسکے معاد سے تین سو بھی تدبیر  
 ہو دیکھا مکین سکے اس حوال کو د لکیر  
 لاجت یہ موجب ہے ربط بوقت ریر  
 جا ڈالی پھر اوس سلسلہ کی باونین زنجیر  
 مجددوب کے مانند وہ جذبے کا ہو تخیر  
 اوس کذب کو دھو ڈالکر اس صدق کو تحریر  
 خورشید کا ذرہ نہ کچھ ہوئے کلو گیر  
 اگر معرکہ سمجھے تو ہو اسین تری تقصیر  
 مذکور کو سودا کے عجب طرح سے تحریر  
 لکھتا ہو بے قبلی و خفت و حقیر  
 رکھ بوضو نہ عندیہ کی اپنے کرے تقریر  
 گر ہوتی تیرے دیدہ تقسیم میں تبصیر  
 اور سرقہ نے طبع و دل عالم کیا تخیر  
 ہو اوسکے تجاہل میں حسد کی تری تقصیر  
 اور تیری حماقت کی زیادہ ہوئی تشریر  
 نفست تر اس جھوٹ یہ کمفتری پھر  
 تب خلق کے نزدیک بھی تجی تری تقریر

کس لطف سے الفاظ سماں میں کیا دخل  
 رکھنی تھی عجب معجزہ بے علمی سودا  
 بغض اور عداوت کو جگہ دین نہ دیکر  
 بعد اس کے تو انصاف نہ کر غور کہ عالم  
 مختار کیا تجکو میں ہو کر کے حکم تو  
 کچھ شعر کی باتیں نہیں ایمانی و دینی  
 اوستا و نہیں باپ کی گریبات بری ہو  
 اس بات کو سچ جان کہ پیدا کرے معنی  
 جتن پر سو جھانے سے قیامت جو کوئی  
 سودا و مکین میں بڑی اوس سے لڑائی  
 کہنے سے ہو مگر کوئی بنی یاد ولی کوئی  
 ممکن نہیں ہو نچاے ہم رتبہ معصوم  
 سہو اور خطا ہے بشریت کا لوازم  
 پاک اپنے تئیں جانے جو انسان خطا  
 عیب گران کے تئیں ہر یک نگران ہو  
 تیزی نظر عقل کو دی حق نے مجھونے  
 آفاق میں جو عقل سے معذور ہیں ان کے  
 حق اپنے سے اور دیکھے ہنر کو جو کوئی عیب  
 حال دیکھے سے اک شعر نظیری ہو مطابق  
 یک عمر کا دوست کو عیب عیب جہان میں  
 اکمال سمجھتے ہیں مومن تیرے جس کو  
 اس قصہ کے لکھنے کا ہوا معصی باعث  
 لکھنا نہ اگر معرکہ سودا سے بقا کے  
 ناواقفوں کی واسطے واقف تو ہیں وہاں  
 کیا معرکہ نکار بھٹا تھا سودا سے بقا کو

اشعار کے اوس کے کراؤ نہیں کر دیا تصویر  
 علامہ کا اللہ نے جاہل کو کیا پیر  
 دیکھ اوس کے رسالہ کا لغیر احد تو غلط  
 اون دونوں میں سے کسی طرف ہوتی ہو تقصیر  
 وہ کر کہ ہو جس پر متقاضی تری تدبیر  
 بد کہنے سے جن کو ہو کوئی داخل تکفیر  
 اچھی نہیں کیجاتی بنگل تبر و تبر  
 شکر و غم کے لڑنے سے نہ اوستا کی تقریر  
 ممنون نہواور لیکے لڑے اوس سے وہ شمشیر  
 تھے مدد ہم پیش ازین جو شک و شبہ  
 تو اوسکی خطا سے بری و پاک ہو تقریر  
 بالفرض ہوا شعور میں خاقانی کا بھی پیر  
 انسان جو ہی ہر امر میں ہی مصدر تقصیر  
 بے شبہ و شک جرم و خطا کا یہ وہ تخیر  
 کچھ اوس سے کسی شخص کی بڑھتی نہیں لغیر  
 عیب اپنے بھر جشم کے کنداؤ کی ہر توبیر  
 اور ذکی خطا جو فی یہ مصروف ہو تدبیر  
 کیونکہ خطا بنو کا ہو ہے بدست تیر  
 اس واسطے معصوم کو کیا اوس کے میں تحریر  
 دشمن سے سُن اپنے تو ذرا دمف کا تذکر  
 کس نقض سے اوس کے تئیں کرتا ہو وہ تقریر  
 تھا ورنہ دماغ اس کے کسے کرنے کا تحریر  
 کرتا یہ بیان کر نیکی میں کس لیے تدبیر  
 اس معرکہ کی میں نے قلم بند کی تقریر  
 یہ اوسکی فقط جمل حماقت کی ہر توبیر



اور یہ وہ اگر زلیخ و لہجہ واپی و بے ربط  
تقریف نہ کر بلکہ سخن کے سین کر خوب  
منہ پر ترے بخشین کرین مجھے تری نفس  
نعیت نفس اپنی حماقت سے نکر تو  
بد طبیعت بد نفس جو کوئی ہیں جمانین  
رکھے نہیں زہنا زخیر عیب سے اپنے  
نام و ازل ہیں سودہ اور دن کی ہمیشہ  
صورت ہیں ہنر کی وہ نظر میں حمق کے  
جو واقعی میں مرد ہیں اذکا ہر یہ احوال  
کتا ہوں میں مجھ سے زہرہ پند نصیحت  
اکیس بنا چاہے اگر عرو و شرف کی  
گر یاد ہو کر خاصیت خاک تو پیدا  
ہر چند تری طبع کی بالصدہ میں یہ باتیں  
بد فہم سے غایہ کبھی نسبت کرے پیدا  
دل اپنے میں کر سوچ کے گا کہ جسکے  
بد ہنر اسکا تھا بہ از گو ہر شہوار  
اور ایسا ہی احمق جو رہا تا دم زلیت  
کسو اسطے مجبور سرشت اپنی سے ہو تو  
لے نا طبق اب ادھم خامہ کی عنان لے  
ہونگے حقارتی نصیحت سے نہ غافل  
تقریف میں کچھ لفظ و بیان اپنی کی لکھ تو  
لازم ہو جو ہیں جو ہری بازار سخن کے  
اس لطف و مفا سے کہے جو ہری ہنر  
فرمان بلاغت کی ہو پیشانی کا طعنا  
جون زلف بتان اسکا ہرک سطر گوش

تقریف سے تیرے نہ اسے ہو دیگی توفیر  
تا خوب تر از خوب نہولا بہ تحسیر  
ہو یہ حرکت کر کے تو زہنا نہ تشمیر  
جو کوئی مرید اسکا ہی شیطانکا ہو یہ  
شان اپنی پڑھاتے ہیں وہ کوفہ کی تحقیر  
اور نکلے ہنر کی کرے ہیں عیب سے تقریر  
رہتے ہیں بدل ڈھونڈنے کے درپے تقصیر  
ہیں گرچہ ستر با قدم عیب کی تقویر  
ہیں اپنے معائب کے وہ ہر آن خبر گیر  
سُن گوش دل جان سے ذرہ تو یہ تقریر  
مرد و نکی کر گرد قدم ہونے میں تقصیر  
آتش ہو تو بھو بچا تو بہم آب کی تاثیر  
اور تیری حماقت کے مخالف ہو یہ تقریر  
تب جان زانیسکے فیہمون کا مجھے پیر  
ایک حرف نے کی تب نمے دین تاثیر  
تھی اسکے سمجھنے میں یہ فہم کی تقصیر  
ہو تا نہیں اس جرم سے تو واجب تقریر  
کر نیسکے بد و نیک کے مختار ہے تقدیر  
تنگی کرے ہو صفحہ بھولانی تحسیر  
احق ہیں ازل ہی کے یاد کی نہیں تقصیر  
جاگر سخن میں سے مجھے چاہیے توفیر  
اب گوہر شوار میں تو لین تری تقصیر  
جسطح کیے لعل و گہر تو نے گرہ گیر  
اس نظم کے ہر مصرعہ مودہ دل کی تحویر  
ہیگا دل عشاق سخن کے لیے زنجیر

طاقت تھی کہ ہوتا کوئی سودا کے مقابل  
 اے رو بہ پر حیلہ داسے گر بہ پر مکر  
 اوسکا ہی بھرا بغض ترے دلیں نے تو  
 ان باتوں نے اچھے نہ برے ہو دین کی طرح  
 سمجھا تو کہ سودا کہ بڑا کہ کے ہوں اچھا  
 اے مٹھی اچھا تو منہ دیکھا کسی طرح  
 اچھے جو میں سمجھے ہیں برے تین اچھا  
 اچھا جو دکھاتا ہے تجھے تیری نظر میں  
 اچھا تو اگر آپ کو سمجھا تو نہ آیا  
 جائیگا بڑا اپنے تین سے جب اچھا  
 خوب آپ کو سمجھا تو ترفی سے رہا تو  
 و شوار ہی تا منزل اکمال پہنچنا  
 ہر نقص کے اندیشہ میں نکلیں کی کوشش  
 وانا ہی تو نادان ہو دانست کی کرسی  
 گر خوب ہے اپنے سخن خوب کو بد جان  
 ہر خمشہ دیکھ لے، ہر تیری زبان سنگ  
 رکھنا گناہ تیغ زبان اپنی سے کب تک  
 صدر رحم و بخیہ کے پے زخم دل خلق  
 گر فہم ہی تو اپنے تین ہیچدان جان  
 بالفرض اگر تو فلک فضل و ہنر کا سر  
 جو ان ہو سکے تو نقش خودی کہ تین کہ نیست  
 کیسا ہی تو اچھا کے اوپر نور امنی  
 ز نہار طبیعت کو مکر حق کا پیر و  
 تعریف نہ کر آپ تو بڑے فکر سخن اپنا  
 دیگی جو تری طبع کی تین خوبی معنی

کیا رو بہ روا دے تھی بقا کے تین تو تیر  
 سودا نے برے کئے پر از بسکہ تو ہی شیر  
 رکھ اور نہ پرادے تین لاتا ہے بتقریر  
 کیونکہ وہ برے ہوں جھین اچھا کی تقدیر  
 اچھا نہ بنا بلکہ برہن میں ہوا شیر  
 اچھا وہ نہیں ہے جو کسے اچھو ملی حقیر  
 کتا ہے بڑا اچھو کو تو ہے برہن کا پیر  
 سو حق ہے تیرا کہ وہ تیرا ہے گلو گیر  
 فہرست میں اچھو کے ترانہ نام بہ بحریر  
 ہو دیکھا تو اور پائیگا ت اچھو نہیں تو تیر  
 اس حرف کو ز نہار نہ کہ دلیں گرہ گیر  
 پہونچاتی ہے وہاں لاکھونیں لیکھ تو تیر  
 جب سمجھا تو کامل ہوں ہوا نقص میں تیر  
 تا ہوئے تو دانستے جو میں دانا مشاہیر  
 گو بہر سخن غیر کا کراد سکی نہ حقیر  
 تا چند رکھیگی یہ درستی تری تقریر  
 ہر خاطر دہر دلو لگا زخم تو دل گیر  
 تقریر تیری چاہیے پیدا کرے تاثیر  
 تا تجکو جہان کے ہمہ دلو نہیں ہو تو تیر  
 خورشید ہے کردہ مثالوں کی نہ حقیر  
 تا صفحہ ہستی میں ہو قائم تری تصویر  
 کرسی کہ ہو اس سے بھی اچھی تری تقریر  
 کر عقل کو فکر اپنی کا تو را بہر و پیر  
 ہے تجکو شتم ادسکی جو ہے خالق تقدیر  
 سامع نہ کر لگا کھنوعین میں تا تیر

تکرار قوافی کے قصید میں نہیں عیب  
آئے نہ نصیر اور نظیر اس میں کسی طرح  
اس بحر کی خاطر میں کئی قافیہ مخصوص  
اس وزن کے میں قافیہ سوئے ہیں میں  
سب فارسی و ہندی ملا قافیہ اس کے  
ان قافیہ میں آٹھ سوار کتنے ہیں اشعار  
تکرار قوافی کے میں اسناد کے خاطر  
صائب سا ہوا کوئی کم آفاق میں استاد  
اوشا و ساحر کے قصید و کتب جو دیکھا  
پہونچے نہ جسے وہم فرشتہ کا بھی زہار  
تکرار کو پر قافیہ کے حسن سمجھ کر  
مضمون معانی کو بدل اوسنے کیا ہے  
استادوں کے نزدیک نہیں عیب کچھ ہمیں  
القصد کہ جسم میں جن نطق میں میرے  
گلہ دستہ بنایا پے طبع عفت لایں  
تا اس کے تفرج سے تفرج کریں حاصل  
بہر حمق دستہ ہے تیرون کا یہ گویا  
ادھر تے ہیں میں اوسکے تین بے کہ لگے ہے  
سینری و صفائی کو قصیدہ کی مری دیکھ  
بہتر ہو کروں خاتمہ اس کا بدعا میں  
تا جہل کو نسبت کریں ظلمت کے جہان میں  
جو عاقل و عالم میں زمانے میں الہی  
اور جتنے کہ ہیں احق و جہل و انھوں نے

یہ قاعدے ہیں کہ گئے استاد شاہیر  
اس وزن کے میں قافیہ ہر چند بہ تکثیر  
آتا نہیں لفظ و تغیر اس میں میرے  
خامہ کی مرے کچھ نہیں اس میں تقصیر  
کچھ میں سے شاید کہ زیادہ ہوں بہ طیر  
کس طرح سے میں نہ قوافی ہوں بہ تکریر  
اس فکر کو ان بیتوں میں لایا ہوں بند کیر  
لائق ہو اسے گر میں سکون شاعر کا پیر  
رکھتی ہو ہندی معانی یہ وہ وقت پیر  
ہر چند اڑے عرش پہ ہو کر کے ہو اگیر  
صورت کش معنی وہ بہ ازمانی تصویر  
لعل ایک دو بیتوں کے دوسری قافیہ تحریر  
تا دان ہو جو یہ عیب سمجھ کر کرے تحقیر  
اس رنگ شگفتہ یہ ہوا گلبن لقتیر  
گل ملا کے گلستان طبیعت سے بہ توقیر  
جو وقت مطالع کریں یہ خوبی تحریر  
دیکھے سے اسے ہوتے ہیں از بسکہ دلگیر  
ہر مصرعہ حیرت اور کجا کے میں جن تیر  
بالقے خطاب اوسکو دیا برش پیشیر  
کسی ہو اجابت نہ دعا یہ میں کر دیر  
تا جلوہ گر آفاق میں ہے علم بہ تنویر  
تدبیر سے انکی نہ تفاوت کرے تقدیر  
لغت کا گلے طوق ہو با و نہیں زنجیر

کیا طاقت دیکھا تا ب جواب اسکا معاند  
 دیکھے جو مخالف کوئی اسکو جگر اوس کا  
 آنکھو میں اجاکے یہ ہے کھل جواہر  
 اقلیم معانی میں ہو راقم ترا ڈنکا  
 شاہنشہ اقلیم سخن ہو توجہ ان میں  
 ہو چار قب لطف و بیان سخن و حوت  
 لیتا ہے ترا خامہ فکر اذن سے سدا باج  
 ہو طبل و دوات اور علم خامہ ہو تیرا  
 شہید کی تعریف تری کیا گردن جس سے  
 ہو فارس میدان معانی تو وہ جسکے  
 ہو شاعری کی فخر و شرف طبع سے تیری  
 در کوہ کنی سخن لے خسرو شیرین  
 شہدیر بجا اندیشہ انگلیوں ہو تری طبع  
 دامت ہو دل اہل جہان جس کا اسکے  
 لایا ہو بکوہ ایک جوی شیر کو فرہاد  
 شہرے نے ترے خامہ کے لیلی وشی کے  
 جس جس سے تو نے بخت مہنی بہن تراستے  
 الفاظوں سے یوں اسکے معانی ہیں نمایان  
 غرا و ضیح اور بلبل یا ایسا قصیدہ  
 تیری ہی طبیعت میں ہو یہ زور کہ تو نے  
 لے سحر رقم مانی اندیشہ نے تیری  
 مدد آفرین ہو بلکہ ہزار آفرین تجسکو  
 جس نظم کی عمر محض و عمر مسیحا  
 سودا اسکو میں لکھا کہ نہوتیے فلک سے  
 سکرار توانی کی جو نادان کرے تکرار

لاف زبان اور کرے لکھنے کی تدبیر  
 دو ٹکڑے ہوٹ کر یہ وہ بُزدہ ہو شمشیر  
 سیراد سکی ہو اذن کی سبب قوت بتصیر  
 عالم میں سخن کی تری بجتی ہے ہم و ذریعہ  
 چاروں حدین اوسکی تیری فرمائی ہیں لایہ  
 قامت پہ زبان کے ترے زبیدہ یہ تقریر  
 بہن تخت نشینان سخن جتنے مشاہیر  
 معنی ہو سپاہ اور زبان ہو تری شمشیر  
 تو نے ہو کیا ملک سخن کے سین تنویر  
 خامہ کا فرس ران بیانکے ہو سدا زیر  
 جسے کہ معانی کو دیا خلعت توقیر  
 خامہ ہو تراشیدہ فرہاد کا بھی پیر  
 شکر ہو مضامین تری شیریں تری تقریر  
 غدرانی یہ رکھتی ہو تری خامہ کی تحریر  
 ہر بین دستور اسکی ہو اک تازہ جوی شیر  
 جون شہرہ مجنون کیا آفاق کو تسخیر  
 آذر کی فلک سے نہ تراشین یہ نصا ویر  
 فانوس سے تابندہ ہو جون شمع کی تنویر  
 ہو مصحفی کیا کہ نہ سکے مصحفی کا پیر  
 یوں باندھ یہ مضمون زبردست کیے لایہ  
 کبھی بھی ہو کس انانہ ساس نظم کی تصویر  
 کیا طویل نے تو نے یہ قصیدہ کیا تحریر  
 آگے کرے تطویل کی کوتاہی و تقصیر  
 لے مصحفی ہو محبت سودا کی یہ تائید  
 اوسکے لیے اشعار کیے میں نے یہ تحریر

۵ نام نیکو و فغان ضائع گمن + تا بماند نام نیکت برقرار + کیسکه بسیارست و خود را کم می پندارد و بسیار تراست و کیسکه کم است و خود را بسیار می شمارد و خود سه است از پامی افتد آدمی را باید که اوقات در تربیت و تهذیب اخلاق صرف نماید بدان که خمیر مایه مرات از سنگ و آهن تار کیست اما بواسطه تربیت و کسب مفا کارش بجای می رسد که صورت انسان در جلوه گر می شود تو که خود انسانی اگر پیش انسان کاملی زانوی ادب نه کرده نشینی همچنان در تو نیز گم سال او صورت می گیرد هر صاحب نماله که ترا خواهد دید بصورت خود خواهد یافت هر یک هم جلس خرد را دوست میدارد و غرزد اما خواهی شد ۵ اگر دریافتی برداشت بوس + بگو تا غافل شدی افسوس افسوس -

## بدانکه این رساله مسمی بعبره الف فلین متلبرج فصل است فصل اول

در بیان موجب نوشتن رساله فصل دوم در بیان اشعاریکه میرزا فاخر بر دخت کشیده اند فصل سوم در بیان اصلاح نمودن میرزای موصوف بر اشعار استادان نقد ماضیه فصل چهارم در بیان اشعار مقرر میرزای مسطور فصل پنجم در بیان اشعار مقرر میرزای مومی الیه که بنده موافق نمم ناقص خود در آن دخل نموده فصل اول در بیان موجب نوشتن رساله باید دانست که درین ایام ساعده عجیب و غریب روی داده لازم که سخن طرازان روزگار تذکره سخنان هر دیار منبه از گوش هوش بر آورده تحویل سامعه نمایند اشرف علیخان نامی مرد بزرگ از خاندان عمده که آشنای دیرین این احقر اند از تذکره های قدیم و جدید بشقت باز کرده سال تریب لک بیت و تذکره خود تالیف بخدمت میرزا فاخر صاحب متخلص به مکین سلمه الله الواهب آورده اند و سماجت بر اے تصحیح بر دند میرزا صاحب فرمودند که ما را دماغ نیست خوب این کار را بر اے خاطر شما بشرط قبول کنیم که اشعار تمام شعراے هند را از فیضی و غنی و سبکی و ناصری و تبدل و بلج الدین علیخان آرزو و میر شمس الدین فقیر گرفته یک قلم خط بکشیم مگر تصحیح و انتخاب اشعار شعراے اهل ولایت نخواهم نمود خان مذکور باستماع این حرف بمعنی تذکره را برداشته آورده اند و قبول نمودند بعد از چند سال سنی جزو تذکره را بخدمت شیخ آیت الله صاحب متخلص به ثنا بر اے تصحیح برده بودند چنانچه شیخ صاحب مذکور چند جزو صحبت رسانیدند بعد از اتفاق رفتن ایشان از لکنهو بطرف فیض آباد افتاد بعد از آن ناچار شده باز بخدمت میرزا موصوف تذکره مسطور را خان بردند

## عبرة الغافلین

بسم الله الرحمن الرحيم

بما رباب فتم و ذکا مخفی نماند هر دو در مندی که بخود وار رسید برود و لها رسید و تا بدو و لها رسید بخدا رسید پس بر زبان راستی بیان خدا رسیدگان در کلام اساتذہ مسلم البشوت  
حرف جاد و بجای تامل نمیگذرد و داند بیت

هر که سخن را به سخن منم کند | قطره از خون جگر کم کند

و تبر دل آگاه ایشان روشن است جمعی که در فن سخن لہای دریدہ دهنان دوخته کوس  
لمن الملك اليوم کوفته از دار الفنا بدار البقا پیوسته انداز آنها انحراف و زریں کار  
خود خند آن نیست که نفوس نفیس مذکوره علت غائی ایجاد سخن و صیاد مرغ معنی عرش ممکن اند  
و عقیده این هیچدان نیز همین است چنانکه شاهمازخیال قدرت آنها بالافشان است  
ما کجشک طبعان را چه یار که زیر سایه او بر زمین اگر میلان طبیعت کسی به سخن طرازی و نکته‌سی  
باشد باید که شیر جان را در متابعت بچو کسان صرف نماید و ما در اے این اگر باقیم سخن  
با گذارد و پهلونیشینی اہل معانی دستش ندید باید که درین راه بر نقش قدم آنها جبین سالیہ  
پیروی کند تا از نشیب و فراز راه سخن نغزسته نخورد و سرنگون نیفتد عیاذ باللہ اگر کسی سوا  
طریق آنها بعمل آرد بجز نایہ افعال و رسوائی بدست تیار و سرنجیب فرد بر دگان این طائفہ  
گرداب دریای بلا اندر نہار بے آشنای این بانی پسے نهای تا غرق نشوی و تلاطم  
امواج طبیعت آنها کوه را از جامے برد تا بکاه چه رسد اگر طبیعت کسی بر صفحہ قلم خورده آنها  
سرگرم نکته چینی شود بدان مانند که باد تند خاشاک را بدم شعله بد اوراق مشتوش کرده آنها  
لیاقت آن دارد که کسی سرش خود نماید تا بجمع منظور ایشان چه رسد و در ریزہ چینی ایشان  
صاحب قمتان خطا بر میدارند و لذت ہائے بزند لیکن نوالہ باندا زہ کام و ذہن  
باید برداشت تا از ذہن باز نریزد و مصرعہ این لقمہ باندا زہ ہر کام و دہان نیست بے اے  
غیر از اگر جرعه از بادہ سخن نزدشت سرخوش باش و لیکن از شور انگیزی یہودہ نکند و پاش  
که از کیفیت خواہد رفت و مہج خمار گرفتار خواہی شد عرف مال این قال مقال گفتگو آنت

نوشکده و همین محفصه بودند که روزی بخاطر ایشان چنین رسید که آن اشعار قلم خورده را بنابر  
منصفی نزد این ضعیف الباد آورده انصاف خواستند بنده خاکسار محمد رفیع متخلص به سودا  
التماس نمود که این احقر بزبان امور فارسی چندان ربطی ندارد و دخل همچونی در زبان فارسی  
بدان می ماند بهیت تو کار زمین را نگو ساختی به که با آسمان نیز برداختی به و خدا عالم است  
این چند بهیت ریخته از قبیل فقیده و غزل بچه سبب حسن قبول یافته است و الا نه بنده هم کلام  
خود را از آب نه کشیده و میرزا فاخر صاحب البته این کار فهمیده و سنجیده بعمل آورده باشند  
و کمالات ایشان هرگز شبنم نیست اگر مزاج یقین چنین انصاف طلب است  
می باید که انصاف این نسخه را نزد سخنوران فن فارسی برده طلب انصاف نمایند چنانچه  
بالفعل از شاگردان شیخ محمد علی حرمین رحمه الله علیه شیخ آیت الله متخلص شنوا و از  
شاگردان میر شمس الدین فقیر میرزا همچو متخلص بزره حاضرند و سوای این هر دو صاحبان  
میرزا ابو علی هالفت در بنگله و نظام الدین بگرامی متخلص بصالخ در فرخ آباد و شاه نور الدین  
داققت در شاهجهان آباد موجودند حق تعالی این همه صاحبان را بجز طبعی برساند انصاف طلبی  
این ابیات یکپای مودی میخواند چندان دور نیست بنده را معاف فرمایند چون این کلمات  
التماس نمودم خان مذکور این شعر خان آرزو و بزبان آوردند شعر آید بحال ذائقه خوشش  
گرایم به یک آشنای با فرزند روزگار نیست به بعد از خواندن شعر فرمودند که مگر صاحب  
را خبر نیست این نام برده با را کی بخاطری آرند هرگاه گرد بر آفتاب تابان انداخته در حق  
شمس الدین فقیر چنین می فرمایند که در رساله عروض و بجز و شش جا غلط فاش بر آورده ام  
و بر اشعار شیخ آیت الله منع اعتراضات دارند و اشعارند همین داققت را اکثر جا اصلاح  
می نمایند و اشعار صالح و دیگران را سهل انگاشته میفرمایند که دیده و نادیده خط کشیدن  
بر اشعار ایشان موقوف نمودم چون خان موصوف چنین فرمودند بنده بدیرستی التماس نمود  
عجب حال است هرگاه پیش میرزا همچو کسان اعتبار ندارند تا بن هیچدان چه رسد طلب انصاف  
از بنده دور از دانائی صاحب است غرض با وصف آنچه فرمایند آن اجزای تسلیم  
خورده را بجز آدقمایش احقر انداخته کسیده خاطر برخاسته بخانه خود تشریف بردند چنانچه درین  
ایام گاه بیگاه که این عاصی سیران ابیات نموده در دفع اکثر اشعار شیخ سعدی و امیر خسرو دهلوی  
و مولوی روم و مولوی جامی و غیره اسانده قدیم و جدید که منتخب و برگزیده عالم اند قلم خورده

و اتماس نمودند که شعر غلط را صحیح نمایند و مکرر را اهل کمر بنویسند میرزا صاحب اجزا را که شیخ آیت الله صاحب تصحیح نموده بودند ملاحظه کرده فرمودند که این تذکره را آن زمان بصحت میرزا محمّد که یک نوشته در باب سماجت خود بدید چنانچه خان مذکور نوشته دادند چون نوشته ملاحظه نموده شد بید ماغانه از دست انداختند و فرمودند قسمی که من میگویم نوشته بدهند ایشان گفتند که هر چه بفرمایند همان قسم نوشته بدیم میرزا صاحب فرموده چنین نوشته بدید مسوده زبانی میلا فخر که سابق تذکره را بخدمت فصیح الفصحا و المصنف ابلغا میرزا صاحب مشفق کرم فرمایند تا فخر صاحب سلمه الله الواهب برای تصحیح اشعار و عبارت برده بودم ایشان بسبب کثرت اشغال فرصت نیافته ناچارستی جزو تذکره را نزد شیخ آیت الله طننا که گمان اوستاد می باشد برایشان هم داشتیم برده بودم ایشان تا مدت دیده بعضی جاها که غلط بود آن را صحیح دانسته در گذشتند و بعضی جاها غلط دانسته به تصحیح پرداختند آن را غلط تر نمودند لهذا مرتبه ثانی به حدی و آرزوی تمام بخدمت فیض هویت میرزا صاحب که درین فن استادان و مثال ایشان درین جزو زمان و درین شهر صاحب کمال دیگر نیست برای تصحیح بردم تمت کلامه خان مذکور اول بل خفته شده ابایی همچنین نمودند که صاحب را بشیخ آیت الله صاحب چکار ذکر اوشان درین نوشته خوب نیست که از آشنایان بنده و استاد مسلم الثبوت اند چون میرزا فخر صاحب مقصر بر این معنی برای تفاخر شدند ناچار بهر خود موافق درخواست اوشان او نوشته دادند بعد از مدت مدید چون بسمع خان مذکور رسید که اشعار چیده چیده از تصانیف استادان سابق ذحال که در آن جریده مندرج بودند همه را قلم خورده مشکوک ساخته بل اکثر جاها با صلاح پرداختند سر اسیم گشته از خود رفتند چون بهوش آمدند با اضطراب تمام نزد میرزا فخر صاحب حاضر شدند میرزا این صورت ملاحظه فرموده بستم می نمودند و خان مذکور نتیجه سماجت سابق را برعکس دیده در طلب تذکره به بید ماعنی پیش آمدند آخر کار از حضور فیض گنجور میرزای موصوف آن اجرای را بجان آوده چندی گوشه نشینی در زدیند و به مشغله صاف نمودن اشعار قلم خورده شب و روز بسر می بردند درین ضمن هر آشنایی که بخدمت خان مذکور می رسید و مستفسر احوال بر نیامدن خانه میکرد دید ایشان آه سرزد دل پرورد و کشیده میگفتند که ای مهربان از چندی در تعزیه زادگاه طبع سخنوران سابق و حال غالت اختیار نموده ام که میرزا منظمه خول فرزند آن اهل معانی را ناحق گردان خود گرفته



گویند که از خوبان بدنام شدی خسرو که شمشای تو از بسکه هست رنگ آمیز خسرو که نخست دی اول دلش دهید نداغم مر ترا در دل چه انت د تفاضل کردنت بے فتنه نیست سخن باقی و شب در گفتگورفت	دل چون نکند فرمان خسرو چه کند آن را نه آتش تو داند کس نه جنگ ترا دان دل که سوخته بود آتشش دهید که دادی صحبت دیرینه بر باد فریب صید با خد خواب میداد پسیده دم دید و مه فرو رفت
--	--

### سعدی علیه الرحمة

برین که صوحنی زده ام خرقه حرام است آرزو میکشم با تو دلم در بستان چون تنگ نباشد دل مسکین حامی هر غمی را فرمی هست از ان می ترسم چرا د چون نرسد بندگان مخلص را پیش دگر نمیستوان رفت	ای مجلسیان راه خرابات کدام است یا بگر گشته که باشی تو که خود بستانی کش یار هم آواز بگیرند بای پیش از انم بکشند زهر که تریاق آید رو است که همه بدی کند که نکوست از توبه تو آمدم به زهن ر
---	--

### مولانا ی روم علیه الرحمة

ای خداوندی که یار جفا کارش ده تا بداند که شب مایه جهان می گذرد دلبری عشوه گری سرکش خو خوارش ده در عشقش ده و عشقش ده و بیارش ده	این هر دو شخص در آفریند که با بنام مولوی روم ثبت است در بان در عالم نیز چنین است و مینوا صاحب می فرمایند که این هر دو شعر از مولوی روم نیست خوب مصرع متاع نیک هر دو کان که باشد متا بل خط کشیدن نه بود +
---	--

### مولوی جامی علیه الرحمة

سرود مجلس در دست آه و ناله ما مرا بگوی تو خواهم که خانه باشد	حباب خون جگر لاله گون بیاله ما زهر آمدن آنجای بهانه باشد
---	---

بنظر درآمده و بسبب نارسائی فهم ناقص خود فتح این ابیات مطلقاً بخاطر نرسیدن امکان انبقر دانست البته که از چنین صاحب کمالی که کمال خود دعوی دارد بچوکاری بعمل آید بیوجه نخواهد بود فی الواقع مرتبه میرزا درین فن بجائیست که متراد و را مردم اگر بر بیان دیده بنویسند جادو و گمشدل من بهمدان بهکنه او پی نبرد لیکن از داناتی میرزا صاحب بید بود که چنین حرکت بعمل آورده روشش و صنیع و شریف گشتند خدا نخواسته اگر هر یکی از منتقدان شعرای مذکور مشکوک نمودن این اشعار سوال نمایند بقیه عمر ایشان در بهم رسانیدن جواب به نوحی صرف شود که جای دم زدن نباشد علی الخصوص دو حرکت بسیار قبیح از ایشان بعمل آمده یکے خط کشیدن بر اشعار صحیح اوستادان مسلم الثبوت و دیگر از جهان گذشتگان را بخوبی یاد نکردن برین هر دو چیز یقیناً تذکره موقوف نبود عالم سخن هزار رنگ است و هر یکے بر یکے مآلوف چه لازم بود که شعر دیگرے را که مرغوب طبع خود نباشد سست دانسته مغشوش سازند می بایستی هر شعر که پسند خاطر می نمود بصدا خاص مزین می ساختند و باقی را بحال خود میگذاشتند بد است این احقر محضراً صلح و انسب چنین می نمود و الله اعلم بالصواب -

## فصل دوم

در بیان اشعار اساتذه که میرزای موصوف بر خط کشیده اند در قبول نموده -

### حضرت امیر خسرو علیه الرحمة

خودم الفسان بدستین امکان دارد  
جان من یا دلان غم یاران ازین بهتر خورند  
که بلاها همه زمین زخمه برودن می آید  
که در میان من دل هزار فرسنگ است  
که شنید است که دید است و کرا پیش آمد  
از جور تو که کم گله افکار نه کردے  
کنون بر میبندم محمی که من میکاشتم روز

تو بدین خوبی و من عاشق آنکه ز تو دور  
عمر با بگذشت یا من نیامد در دست  
اے صبا خاک پیش آید بید از به چشم  
تو که منم که مراد دے چه سود ازین  
انچمن دیدم و من میکشتم از درد و فراق  
ز انسان شده ام خواه پیش تو که هر چند  
من نمیکسیدم دلان را خفته پی بندم و نه

	امینای حقینی	الحدید بن علی
بخطرت نرسیم گر همه غبار نسوم	کجا شد آن همه مهرے کدائستے اکنون	
	میر حسنین مخاطب بامتیاز خان متخلص فخالص	
<p>که تا آید نگاش بر سر مژگان حیا گردد مقری تشبیه ازان بی بهره انداخت سیر گلشن پیشکش پیر جم گلچین چه بود انقدر دل ز کس خواه که مقدور شود میند بر گشته مژگان شان بر کاکل ترا بمن آب و هواے دل مگر دیان میسازد چه بکار خویش آید که بکار ما بیاید سهره چوبست عافش بچه آفتاب شد</p>	<p>ز شرم آلوده چشمی دیده ام نظاره گری بهر که شد بالا نشین محروم گشت از یاد تو شوخی مشت پری یعنی که بلبس با چرا آدمی نیست صنوبر که بود بارش دل حسن سرشار تر از مشاطه دکان نیست ز تاثیر نگاه چشم او پیوسته بیمار بمرا خود نشد چون بگذارد کم شود دل ماه من از مبارکش بسک آفتاب شد</p>	
	میر اصائب	
<p>که شد گویتمی سایه افکن از برودشش صورت ابلیس را بگذران تا لوم شوے بغیر ما که دشنام میتوان داد ما سر بر قلم واجب دادیده ایم صائب چها شنید ز مردم برائے تو سخت میرسم دو چار آفتاب من شود</p>	<p>به خطت این نمایان گشته از طرف بنا گوش ترک عجب و کبر کن تا قبله عالم شوے که کام عاشق ناکام میتوان داد بهرگز نبوده است باین رتبه حسن خط گر بشنوی از دود سه حرفی چه میشود آنکه دارد عتاد خیرگی بر چشم خویش</p>	
	حکیم شیخ حسین شهرت	
<p>اگر کردم حسد بر تارک دنیا حسد کردم بید رفیع جور و جبار اگر ان کمن</p>	<p>نشد هرگز کس محمود من از مردم دنیا سودای باز محنت وصل تو در گرفت</p>	

<p>آه ازان شوخ که من بر سر آتش چوروم گذر کن از سخن بوسه این نه بس باشد خواهم از دل بر کشم پیکان تو شکار پیشه دو ترک اند کفچه چشمانش</p>	<p>بهر محرومی من از ره دیگر گذردم که بگذرد سخنان تو بر لب و دهنش لیک از دل بر نخی آید سرا هناده بر سر بالین خود کبان هر دو</p>
<p>آه سبزواری</p>	
<p>شود از دیگران در حتم و بر من افشاند تابوت من آهسته در کولیش گذر آیند</p>	<p>غباری در دل از هر کس دارد بر من افشاند چون نیست امید ی که بیایم دگر اینجا</p>
<p>مولانا فشری</p>	
<p>آئی و بگذری و بمن هیچ ننگری</p>	<p>ای جان من فدای تو این نیز بگذرد</p>
<p>نعمت خالغالی</p>	
<p>شد گل ویش گم بگذرد گل گزنگ تر هر خط ز لب آمد و رفت تو در اینجا است گل افک چشم دلاله دل سنبل بیداشانی اگر نشست عالی پادشاهین شکوه توان کرد و اعطای منع شراب از دوسه حرمی کردند قدر و قیمت نیست هرگز مردم بی فیض را مد چشم گز خوری یک سخت نیست درست با رخ و زلف تو کار است چه می باید کرد به عینیت هر که حق آشنائی را نگه دارد</p>	<p>کز ناله ببلبلان شد ناله سیر آهنگ تر در بستر هر برگ گل جای تو گرم است گرفته هر کسی از عشق چینه یادگار از من که در اواز غوغا ز متعشوقانه عاز از من قفل ایجد بگرفتند و میخ نه زدند عاقلان عبرت ز نخل بے ثمر باید گرفت ز آنکه دیدیم بیک حرف تو بچ غلط آفت یل نهاده است چه می باید کرد اکی هر کجا باشد خدا باشد نگهبانش</p>
<p>شفیعی اثر</p>	
<p>بخون غلطیدن دلم از بیداد تو می باشد</p>	<p>سم در قبضه و شرکان جلا د تو می باشد</p>

## محمد قلی سلیم طشتری

انکه بر با گل نمی زد پیش ازین ازد دست  
 نگاه باغبانم می پرستم لاله دگل را  
 میکشد به چمن طبع پر عنبر در مرا  
 سلیم بار فروشی عشق را نازم  
 تر ببلان گلستان سلیم صد فریاد  
 لے باغبان بجان تو ما آموده ایم  
 به معشوق کسی هرگز ندارم میل آمیزش  
 رسید کار بجای ز عاشقی ما را  
 از گرفتاری چسبانا نام سلیم  
 ز ناز و غمزه دران چشم هر چو بخت  
 گرم آتشازی ام چون دید در طغی بدر  
 گرفتیم آنکه دهد وعده شاید امید  
 آن لب سلیم آب بقا را شهید کرد  
 دارد اید دست ز تو شکوه بسیار سلیم  
 حق عشق از یک نگاه گرم بارم شوند  
 ولتے بر آنکه کند توبه به هنگام بهار  
 گرم بومل رساند سلیم منت عجب  
 من کجا و سفا از کس خرابات سلیم  
 بره گذار نظر ریزنے دو چار شدیم  
 چو سوی صیدگاه آید ز دوق و غلمان  
 ز بوی سیرین برون نیلایان مرغ است  
 بباغ میرود آن شاخ گل سلیم و گره  
 گلر خان بنیند مهر که بر اسیر بید و گره

میزند اکنون بچوب گل من دیوانه را  
 کنم چون موی بنیند ز بابت شاخ سبیل را  
 شراب میکشد اینجا گله بزور مرا  
 که خاک بودم و بفرخت چون عیر مرا  
 که از بهار نکر دند با خبر ما را  
 از کیمت گل است علاج ز کام ما  
 به بیل میدهم گل با اگر دست من باشد  
 که در قبیله ما هر که بود مجنون شد  
 فکر آزادی چو در اندیشه نیست  
 و لے چه سود اسیران نگاه میخوانند  
 گفت این بد بخت مشق عشق باری میکنند  
 دماغ کو که کس صرف انتظار کند  
 خونهای خلق که نه شدن خون تازه است  
 آه اگر مهر خوشی زو بان بر خیزد  
 چون دهم شهری کرد عزت و چارم شوند  
 این گناهیست که مستوجب عقیدن است  
 که هر چه کوئی ازین روزگار آید  
 چه توان کرد و جو تقدیر آسے باشد  
 خبر ز دیده بدل نارسیده کارم شد  
 صد آسے خنده زخم از سربک تیری آید  
 که چون برگ گلے هر جا آسے دید میلزد  
 بهار در چمن امروز میمان گل است  
 آفرین گویند بر هر زخم تبریک دگر

<p>بیش چون خودی هنگام عوف و عاظم          بزرگ نوی مینی میدهم جاد و دل خوش          گدائی رابه نخوت میکنند مرد و ویشان          برین است بوی ناله هر جا میرم شهرت          گرفته بودم از لعل کیش دشنام می خواهم          نام صاحب بهران از کار فاش بلند          عشق چون کامل عیار افتد کز ایجا دشن          شهرت از فرزندی دم نگر دی حق شناس          و نیای سفله پر در نگر دست مردی          من دشمن جنج دوستی با هر که می بندم          یک عمودین میکده بودیم سدا فراز          شهرت رخ یار تو نکو خطه جو بر آورد</p>	<p>زبان خوش را الکن میدی کاش میدی          اگر از زلف یار افتد بست من ساری          چه میکردند اگر میداشتند این قوم دنیائی          ننیدانم گره از زلف با کاکل کشا و اشب          که من کار نمایان کرده ام لغام می خواهم          شادی از بهر این دعوی بلند شمشیر نیست          کو کهن معشوق را از سنگ پیدا کرده است          بندی باید میبسر زادی منظور نیست          تا چون خودی نه بنده از خاک بر ندارد          بغیر از دشمنی با شرط دیگر نیست منظورش          چون دختر ز یک پسر ساده ندیدیم          در بنگ تو کیف است که در با ده ندیدیم</p>
--	--

### سراج الدین علی خان آرزو

<p>اگر میدیدم رخ از بنگ بان فدان جان را          شیخ آنجا دعوی تقوی نخواهد رفت پیش          هر خطه آیدم بنظر دیگر او مرا          کام دو بان من ز می بوسه بر کنند          گر تو هم آئی بے طوف شهیدان در نیست          زین پیش طاقت جورا بے یوفانداریم          آید سجال ذالقه نخویش گریه ام          بتقریب مجب بودم فتن محاسب عمری          از زلف دل گرفته بخت تو بستمیم          همه کامل بنورانی رخ دبر نمنه ماند          دیدیم زلف تا کمر آن دل سرور را</p>	<p>گستی شیخ چون شک تابش جان را          عالم آبت این دانشی نفع نیست          زان رو وصل ریش بود آرزو مرا          در برم وصل است همین آرزو مرا          گریه می آید و رنج راه چندان در نیست          تا چند خون توان کرد آن دل که ماند ایم          یک آشنای بامزه در روزگار نیست          بے تاراج مے تا خانه خوار می رفتم          این عذر بدتر است بے از گناه ما          اگر ماند شب ماند شب دیگر نمی ماند          شامی مجب مقابله دیدیم روز را</p>
--	--

## در کی قتی

کرده ذوق چمنی گرم طلب باز مرا  
شوق گل با قفس آورد به پرواز مرا  
بروز عهد تو هر دل که بود پر خون شد  
ستم تو کردی و تهمت بنام گردون شد

## دانای کستیری

ز کوه حسن ز عاشق در لعل توان داشت  
درست اگر ندی نیم بوسه بسیار هست  
تأب مقاض ندارد ورق نازک گل  
لب گستاخ رساندن برخ او تم هست  
منظر اب اندر سخن عیب است انا چون بلال  
مصرع بر لبه باید گویش ماهی رسد

## فقیه در دمن

نامه ام تا باز ننماید کس خوب مرا  
کشته قاصد را بگردن بسته مکتوب مرا

## ذهنی مشهدی

صد سفر همراه دی بودیم از عهد صبی  
از رقیب امر دمی پرسد که او هم که کیت

## رضی الدین نیشاپوری

آگر بر سر من ز چرخ آتش بارد  
مکن بود که دل ترا بگذارد  
آخر روزی گذر کند بر دل تو  
این سوخته دل ببا امید دارد

## رضی اصفهانی

از غمی بمن نزد که دم تیغ برنگشت  
بر گشتی بخت من از این قیاس کن

## رفنا پروی

دل جان سپرده بسکه طمید است در بزم  
من خوش بر این گمان که قزاق گرفته است

بروای عالمی شدی از دست گلر خان سلیم رفت ز گفت خست را بایرون قد باغ ز سامان گل لاله کمی نیست منت ز باغبان چه کنم از برای گل بدبسیان گر نظر بکیم جدا نیست	صد بار گفتنت که سلیم بخین میباش نصیحت من دیوانه بعد ازین عبت است چیزیکه درین فصل فروست فلان است دارد خدنگ ناز تو زخمی که واه واه گرش بابا نظر بودی چه بودی
---	--

### خضر خناری

ز رفتن تو دله باز پس نمی ماند	تا تو میروی و درین شهر کس نمی ماند
-------------------------------	------------------------------------

### جلیل خلیل خلص

دردی که میکشد دلم از انتظار وصل گره شد بر تو از تنگی جابیم شمع تابان	داند کسی که بر سر رای شمشیر است بنگین یا قوت حمر گشت آخرا بن بنگین
---	---

### درویش دمی

بزرگ دیگر امروزم نصیحت میکند نا صح هنوز پیش آنکه اعتباری بهت ای هدم افسوس که کار مشکل نتاد	مباد اول ز دستس برده باشد دلربایی من که شب بودست با اغیار و پنهان آرد من مستلم بر رضای قاتل انتاد
--	---

### میر رضی دانش

می خور خندانکه نشاند ز گل گلچین ترا چند هر هفته کف خون دل بخواران	یا سبان جن پاک خورشیدین دن غمش است شب آدینه نهین در رمضان میبایست
--	--

### داود دینولی

بیتواز شعله آه دل دیوانه ما که افتاده بکف زلف تو و کام گرفتیم	سپیل دودی شد و بر خاست دیوانه ما شب بر سر دست آمد و آرام گرفتیم
--	--



## میر نظام الدین سنہلی

برہامی کہ آن نامہربان کیا پیش آید | روم از خویش دماہی باید تم تادل خویش آید

## سیفی بخاری

ہر کہ دید از غم آن ماہ جبین نارم گفت | ہر بلائے کہ ترا بہت ہمین یکماہ بہت  
ہست از دہنت در دل ہر غنچہ سخنہا | گلہا شگندہ گر یکشایستہ دہنہا

## میرزا سیلمان جابری وزیر

اگر ز دل غم زنت مبر معدوم است | و اگر مراد من از تو وفاست معلوم است

## حاجی فریدون شائق

مست و مہیاک و دفا و بھمن و خجرب کف | خوب می آئی اگر رحم شفاعت نکند  
آتش مہ و دہشتہ خوش با ضیاست بنگر | شائق بہال چہے آن نازنین نباشد

## میر سنجر کاشی

روندارم کہ بگویم تو در نہ دارم | سخن چہ کہ بروے تو گفتن دارد  
ہمین حیرتم ایدل ز سادہ لوے تو | اگر وجدائی و امید ز بستن داری

## حسن سیرتی

دل محمود شد اسیر یا زہد | کار خود کرد عشق بندہ نواز  
ز پردین کبوتر ہم تن در مضطراحم | کہ کجا شستہ باشد کجا رسیدہ باشد

## سالک فرومینی

ز ان کجہ مردہ را نفسش از بند گیت | دشنام خشک ہم بدعا گوئے رسد

## میر رضی ارطمانی

باور مکن که از تو دل آزرده میروم  
چند دوستی است بآن سنگدل رضی دیگر

جنگ مرا جو صلح تو هیچ اعتبار نیست  
چند دشمنی است که با جان خویشین داری

## رضای کاشی

نیاز عاشقان معشوق اور ناز می آرد  
تو سرتاپا وفاداری ترا من بی وفا کردم

## سعد الدین راقم

از آزار دل من یکسر موکم نمی گردد  
ستگر بی وفا برگشته مژگان کنی کرم

## میر محمد زمان خان راسخ

از گلگشت چمن بیرون چو آن سحر نمایان شد  
کنشاده بال قمری سرو چاک گریبان شد

## حسن بیگ رفیع

ز جور پیاپی گویم مثل که به پیشل است  
بلطف اوستم رفدگار می ماند

## سلمان ساوجی

دعوی زهد تو آن روز سلم دارم  
عشقل صنوبری که دلش نام کرده اند

که روی بر سر آن کوچه و میثاق آبی  
سلمان بیا و قد تو در بر گرفته است

## مثنوی

افتاد مرا عجب شکارے چکنم  
تا لوسم و زاهدیم و لیکن در راه

و ندر سرم انگنده خواب چکنم  
گر بوسه دهد مرا نگارے چکنم

شاه واقف		
نمی گز چشم ما خیزد جهان او خطر دارد	معاذ الله که این ابر بلا طوفان انگیزد	
شاه حسین		
چون نیازم در مقام نازمیدارد ترا	بر من زار از ترحم باز مسیله ترا	
شرف تبریزی		
دست تو چون بگردن قاتل نمیرسد	ای مرغ نیم گشته طبعیدن چه فایده	
شرف جهان		
شد سینه بسد چاک ز تیغ ستم او	بیرون نشد از سینه صد چاک غم او	
میر شاهی		
ز جهانیاں ندارم بکسی جزا تو لغت	تو هم ازوری برائی سر یکی سلامت	
شرف جهان		
سگ کوش اگر آرزو مار از دخی رنجم	میان همنشینان گفتگو بسیار میباشد	
شاپور		
کم کن ای شاپور از ناز زلفش گفتگو	این سخن با آدمی ناز و دکا فرمی کند	
شانی تکلو		
تکلمم ناز و بوسه بران بچشم	طودین عاشقانه افتاده است	

دل سر از زلف برنمیدارد ای بے قتل چون منی دعدہ چہ میکنی مکن بکتابے لبست مشغول زمان کہ خواہی شد ہمچو در افتادہ ناگہ بیار خود درسد پروانہ مزن لان محبت کہ نداری	دست پسر گرفته بست پدر دہ زین طلسم شکستہ چون بستند بند قباہی خویش را خاطر خود گرہ مزن کہ در ہر گوشہ از چشم تو افتادہ است بیا کہ دست تاد گرہ دن من کہ تنیش خون گریست آن سوز کہ بی منت پرواز تلان ساخت
--	--

## میریادت لاہوری

چو آفتاب لب بام آخر عمر است	رسید بر سر ناخن حنای عشرت من
-----------------------------	------------------------------

## سرخوش

حال دلم بگوش تو غافلن چہان رسید چشم اد ابروے میکدہ زینخت	کفتم پیام شوق تو قاصد خویش رفت مے بکشتی نشستمے آید
---	---

## سری مشدی

خوشین را ہیچکد بے ذوق شفی کار نیست	از ہوس پہلو خورد عشقی کہ ہوا دان نیست
------------------------------------	---------------------------------------

## سرخورد

بتاب حوصلہ عاشق تو مے نازم	کہ جان ز جور تو بر لب دیہج نگفت
----------------------------	---------------------------------

## رباعی شاہ بوعلی قلندر

دل کرد بے نگاہ در دست عشق	جز روی خوشت ندیدم از خور عشق
چند آنکہ رخت حسن ہند بر سر حسن	بیچارہ دلم عشق ہند بر سر عشق

# بافت کاشی

حیران خودم که از چه جسم  
مین بچ باین و آن مناسخ

## مرزا بیدل علیه الرحمه

عشق گاهه قدر دان درو پیدا میکند  
دل جمع این زمان چه مکان است  
رجیب هر فرقه آغوش می چکد اینجا  
عشق اسرو بر حکیم پیرس از فقر اینجا  
نشاء گوشه دل از دیر و حرم نمیرسد  
روز در غم حسرت شب بکوی نومید است  
ازین عبرت سرا گفتم چه بردند آرزویشان  
آنجای جواب نامه عاشق دریدن است  
همه عمر با توفیق زدیم و رفت بخت خوار ما  
بیتون تا حشر اگر نالد و گریه و میست  
ریشه گل کرد و رفت دانه و ماء  
بیا که جاں تو در چشم دوستان نیست  
عالم همه افسانه مادر و ما هیچ  
سر سبز از رنگ زن مدد بهم نمیرسد  
روز آن شمع نیست طرفه زندگانی هست  
حقیقت محرومان گفتند دلغ آشنائی با  
بیهوده انتظار خبر می کشیم ما  
چه قیامتی که نمیرسی ز کنار ما کنار ما

## رباعی

بیدل به تلاش لـزق آماده به بر  
در زمره کائنات دیده که نه کرد  
سگ تالـج سنگ گشت و خراجا کر خر  
این ننگ بخود قبول خبر نوع بشر

## رباعی

زاهدان سوسه فطرت مردانند  
یک ره خبر از آتش کاغذ زده گیر  
در معبد شوق نیستی مندر دانند  
تا سرخشان جو سحر می گردانند

## رباعی

بیدل بسجود بندگی توام باشن  
تا بد نفس بدوش داری خم باش

## حیدر شکونی

میز اکتش نہ باندازہ است اسے محرم | بگو بستم بسیار بار بکنم

## شفائی

صبا دایمست بامن سینه صافینا ازان ہم | کہ بوسے پیرہن درغیر اہ کلندہ برگردد  
از درول چو در آید نگر در چپ و راست | ہما بانو کشتہ است وفانہ نشیند  
من کجا دہوس بوسہ ازان لعل کجا | لب گزیدی و دلم در طلب جام افتاد  
غافل خود شدیم بگویش کہ وداع | خود را از اضطراب ہما نجا گذاشتیم  
شفائی از تو تمنائی یک ہمہ دارد | امیدوار ببلداری و فتایت نیست

## شیخ بہاؤ الدین عالمی

مرا امید بہودی نمادہ ای خوش از روی | کہ میگفتم علاج این دل بیمار می باید  
نہادے بیخانہ سرخرو بہے دیدم | گفتش مبارکباد از منے مسلمان

## کمال الدین ثنائی

دل داد و جان از ان لب بگرش گفت | جان تمام داد و عوض نی جان گرفت

## شرف الدین علی پیام

جز غریزہ القدر یوسف را گئے خوشہ است | از غور میر زانی تنوخ بے پرواے ما  
غیر و وصل کسے نہ ہے طالع | من و ہجران یار یا قسمت  
تو ہم بگیسے خود گو کہ داشود با ما | اگر مناسبت شام باغبان است  
ساختہ است آئینہ سان با خوب شیت و نگلہ | اول بہر صورت کہ باشد زندگانی میکن  
موش گفتی کہ قیبا از تو نکایت دارد | ہر چہ خواہی تو بگو غیر چہ طاقت دارد

مینت در سفر کردی صاحب بخیر را تنج ہندی کشیدہ سے آید گر بہ بیند رخ زیبایہ تما در شیشہ یلور سے جان فزا قبول قبول بسکہ کنی خویش را بوملش گم شیدہ دستی و نمخہ دستم از جہان مجنون بریدہ دردی دیر لکھ کو گفتش میسکنی بہ من نہ کہے کو میر دم از بجای اداسے کاشش	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را داسے بر ما شتی کہ بے جگر است گل فرستد بہ محمد صلوات ہر کس کہ دید گفت کہ حج مجسم است ترا نشستہ بہ پہلوی یار توان دید کم کہے دانکہ این ہم مشربی است کم کند عاقل چنین کاریکہ این دیوانہ کرد از سزا نہ گفت باید دید در مقام ستیزہ گوید باشش
--	--

### شیخ آیت اللہ شتا

مردیم چون کنیم کہ باید بخلق ساخت ما را کہ در غمہم تو بخود ہم بر آریست	در تذکرہ خان موصوف نقطہ شک گذاختہ اند فی الواقع در معنی این بیت اشک در شہر میں میرزا بلا شک۔
--	---

چہ سودا فطرت تو را زدادہ سینہ میداند کہ از بس بدگمانی دوستی را کینہ میداند	میرزا میگویند کہ معنی فطرت درست نمی آید و تذکرہ اشرف علی خان نقطہ شک درین شعر کردہ اند اینجاشک از فطرت میرزا صاحب بعید است۔
---	--

### شیخ محمد علی حنین علیہ الرحمۃ

لب باقوت او سازد محل لعن خشان را نہ آنم کہ تخاصم عشق آسان دست بردارم ول را بہ بنان خانہ دیدار فرستیم واعی خوشی افتاد ز عشق تو بہرستم بجفات دل نہادم کن ایچہ می توانی ہدف سینہ ز من نالوک مرغان از تو	خطایحان او در دام آرد ما تا بان را بمان قیامت سے برم چاک گریبان را این نامہ سر لبتہ بدلدار فرستیم این لالہ بآرایش دستار فرستم چکنم نمیتو آنم ز تو احترام کردن سخت جانی زمین و سستی چہان از تو
---	--

زین غرہ کہ حد کار کہ طبیعت تست | الله نمی توان شدن آدم باش

## رباعی

در مذہب خود گر ہمہ خر گرد و کس | تا صبح نشوی بہا و تر گرد و کس  
اے بیخبر این قافلہ او ہام است | جاے نرسیدہ است کہ بر گرد و کس

## رباعی

بیدل اگر از عالم جودت خبر است | انظار قناعت ز ہر بدست است  
ساغوز رو عشرت کن و قبال طلب | مہمان کریم را فضولی ہنر است

## رباعی

بیدل عمریت کہ طلب در بدریم | در معنی تحقیق ہمان بے خبریم  
امد پردہ شگافیتیم و جبری نکشو | اکنون بر خیز تا گریبان بدریم

## شوکت بخاری

خط کہ بیا قوت تو نظارہ پسند است | اگر دلیست کہ از آمدن خندہ بلند است  
کی بود طاقت آغوش من نہ اندام | ایگدا زد و چون کہ آب نگیں نام ترا  
کے می بخند آن دندان یا قوت لب اورا | کہ از بطنم بود سنگ ز بزرگ گل ترازویش

خان آرزو و در اول ہر عیان بیت چنین دخل کردہ اند۔

نہ بخند گوہر دندان و یا قوت لبش آئیں | اگر از شبنم بود سنگ ز بزرگ گل ترازویش

میرزا صاحب بعد از خطا کہین در تذکرہ مذکور بد خطا حاصل داشتند و ہر دم صورت معنی ندارد و ہر بار با بقہ روشن است کہ ہر دم صورت بے معنی ندارد و در دخل خان آرزو و ترقی معنی است

## غنی بیگ قبول

بے اصل ہر کہ دید بنائے زمانہ را | آئینہ دار ساخت ز یک خشت خانہ را



## حالت

از چاک تنم در دل پر خون نظری کن  
نظاره صد بار زمین خسته تری کن  
با مهر و محبت تو جفا همیشه چه دارم  
روداغ بجای نه و خون از جگری کن

بسمان الله این هر دو شعر حالتی را بلند رنجه دانسته و در تذکره مذکور تحت خود نوشته اند و بر  
همچو شعر رنجه دارا و خط کشیده اند اینست  
کشیده تیغ و سر حالتی بنظر آتش  
خبر و بهید کزین ره چنین سوار گذشت  
فصل سیوم در بیان اصلاح نمودن میرزای مسطور بر اشعار  
شعرای حال و استقبال میان نورالعین و اقف ساکن بیابان

دیدم بحر مرغ چین زاده در قفس  
نالییدی که ز لوله افتاد در قفس  
میرزا صاحب در مصرع ثانی بلفظ بیتابی لغت نموده میفرمایند که ناله تعلق بشنیدن است  
نه به دیدن حال آنکه شعر محسن تاثیر که از استادان نطق و مسلم البیوت و زبان دانان و از اعزا  
ایران است سند شعر واقف است -

## محسن تاثیر می فرماید

اثر ناله ام آخر به قفس آتش زد  
کس چنین ناله مرغان گرفتار ندید  
و جباب فیض آب حضرت شیر از حواجر حافظ نیز می فرماید  
این چه شور است که در ده قف می بینم  
همه آفاق پر از قفسه و شرمی بینم  
و نیز باید دانست که از بیتابی مرغ ز لوله در قفس لطف ندارد و اگر طوطا هم بال پر  
بجنباز قفس در حرکت می آید و در اینجا لطف صوکت تاثیر ناله مرغ مدعای شاعر است -

## غزل

بر سبک روحی ما کس نتواند در لبست  
چون هوادر همه آفاق بود خانه ما  
در مصرع ثانی اصلاح میرزا اینست  
همچو بود در همه آفاق بود خانه ما

<p>طفلی که زمستی نشناسد سرو پا را          ز بهر جان دیده ام طایه که کافرا ز اهل بنید          اگر آن دیده انبای زمان مستوری          یک روشن نیست جان گذران آفا فل          من آن غارت گر جان می پرستم          سز و کز تو کنم عهد جوانی          من گشته دور از کوی جانان خانه دارم</p>	<p>از بے سرو پا یان چه خبر داشته باشد          خدا کو تا ه سازد عمر ایام جدائی را          خوش بیاسای که از جمله بلا دوری          خاک ره گردی اگر تاج سر فقوری          غم جان نیست جانان می پرستم          که یور پر کفنان می پرستم          دل آنجا دلیر آنجا دعا آنجا امید آنجا</p>
<p>آنجا میرزا صاحب عقل مصاحب بعد از خط کشیدن بر اشعار اوستادان در تذکره          مذکور بدست خط خاص نوشته اند عجب حالیت که مؤلف تذکره شعر بلند رتبه را موقوف          داشته بلکه موقوف بر نوشتن دیگران گذاشته و اشعار رتبه دار همین اند</p>	
<p>سعید اشرف</p>	
<p>منتن گردان ز گس خونخوار اگر دوری          چون رگ یا قوت در لعلش بود موج سخن          کوس شهرت نتوان زو ز میان دگرے          تا بلایه زرم دم بود دوست ز تو          تازی از بهر هن طافت ما تا باقیست          زبان را نیست یارانی سخن گفتن مگر کرد          بگفتا کیست اشرف اینکه می نیم سرافش          ازین چشمه ایم از انتقام با می برسی</p>	<p>چون طبعی گو کند بیمار اگر دوری          بسکه کرد است از حیا گفتار اگر دوری          چند چون کوه بنالی ز فغان دگری          چکنی دست فروشی ز دوکان دگرے          ماه من کار ندارد بکتان دگرے          طبع نهی دل افشگری لازیکه سیدانی          گرفتاری کمی بینی نظربازی که بدانی          با چنانکه کادی فیض از ما بیشتر یابی</p>
<p>ظاهر میرزا صاحب قیاحت این شعره نموده اند که بلند رتبه دانسته با تحاب نوشته اند</p>	
<p>ببلع رفتی و گردید عارض کلمت          بستی در سر کشته دارم نهان چون گرد باد          صد هنر دارم که لافم بشعر و کلمش است</p>	<p>بزرگ چهره مقلس ز شرم مهان سرخ          خاک حرامم گردوم بر آسمان چون گرد باد          خامه در دست هنر در تیر روی ز کس است</p>



چون مزاج شریف ایشان بفراسم آوردن الفاظ متناسب بسیار راغب است چنانچه در شعر بالله عارف رفت لهذا مصرعه آخر را چنین اصلاح نموده اند که	
چنانکه چشم دگوش است بینی چسبنا سفت	
گوشه معنی از صفحه عبارت حکا شود میرزا صاحب را پیچ پروا نیست وله	
دوستی پاندار بایسته	عهد با برادر بایسته
میرزا صاحب بجای پایدار استوار صلاح داده اند فی الواقع با اعتقاد خود خوب فهمیده اند لاکن اعتقاد جمهور نیست که براس دوستی پانماری و برای ستون چوب و کمر استواری می باید زه استواری فهمید میرزا صاحب صاحب مدینه	
یکدیگر براسه عدل کفایت است	هر چند روی مروم دنیا نمیدانی است
میرزا فاخر صاحب در مصرع اول چنین اصلاح نموده اند مصرعه	
یکدیگر براسه عدل	لود ضرور
فصاحت مصرع میرزا صاحب و مصرع اصلاحی میرزا فاخر بچشم غور ملاحظه باید نمود	
مولوی روم	
من با تو نمی گفتم که ده دوسه پیمان	من مستم و تو مستی اکنون که برد خانه
میرزا صاحب بدستخط خاص مصرعه ثانی را در تذکره اشرف علیخان خط کشیده چنین اصلاح نموده اند	
من مست و تو مستی مست اکنون که برد خانه	
بر بلاغت و فصاحت طبعان خوبی صلاح ردش من میر عقیل نامی شاعر متخلص به کوثری از سادات همدان بر میزد و محب حضرت امیر اطهار علیا کلام بود حتی که شاه عباس ماضی روزی باو تکلیف شرب کرد و گفت میخوردم بسر مبارک مرتفعی علی علیه السلام شاه فرمود بسر من بخور آشفته شده گفت که من نخورم مگر ترا از تقوی علی دوست تر میدارم شاه را بسیار خوش آمد و مبلغی بعد و سیورغال برای او مقرر کرد دشوی شیرین و فراد خوب گفته نظمش صفائی گوهر و سلاست آب کوثر و ارد اشرف علی خان ال ریاض الشریع از سفینه و تخطی شیخ محمد علی حرمین این نقطه را مع احوال و تذکره خود ثبت نمود	

همده التماس می نماید هر چند بوم سکروج است لکن در بودن همه آفاق تعلق ندارد چه حکما  
 خلارا بسبب امتلاک هوا محال قرار داده اند نه بجهت پوشش نامبرده درست است  
 و اصلاح میرزا این نکته رسان و نکته سخنان قبیح و نادرست اگر اصلاح منظور بود کاش  
 چنین می فرمودند - ع

همچو بود هر کس گلزار بود خانه ما

## غنی بیگ

ماه نو گر چه رفت برگردون / زیر جاق کمان ابروی اوست

میرزا صاحب در مصر دوم این شعر بجای زیر جاق زیر طاق اصلاح نموده اند اینجا حق بطوت  
 میرزا محمد فاخر صاحب است چه ازین اصلاح شعر دو کطف پیدا کرد اول آنکه طاق  
 مناسب ابروست و دوم آنکه مبالغه طول قیامت معشوق است لاجل ولا قوه الا  
 بالله العلی العظیم نفهمیده اند که زیر طاق اینجا معنی ندارد و اصلاح دان می داند که  
 زیر جاق مصطلح محکوم و فرمان بردار شدن است حق تعالی اصلاح غلط فنی و غرضی  
 ایشان نماید آمین +

## اشرف

مهر خود را از توای بے مهر کی توایم برید / اما جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

میرزا صاحب مصرع اولین را چنین فرموده اند

ای بت بهر قطعا از تو توانم برید / اما جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

ازین اصلاح شعر نزدیک زبان دان از پایه سلامت افتاد و کسبیت تناسب الفاظ  
 قطع و برید که لازمه زبان میرزا صاحب است هرگز مزاج ایشان بر حسن تکرار لفظی زرفت

## میرزا خلیل

شنیدن بتو رفت از باد ویدن سد فراموشم / چون می بینی همه چشم چو می گوئی همه گوشم  
 میرزا صاحب چنین در مصرع آخر اصلاح فرموده ع جوی بینی همه چشم جوی برسی همه گوشم

مؤمنان خط بد در رخت مفت کشیده اند | احمد گونه جز را تو مرف کشیده اند

و سواي این شعر ملا محمد سعید اشرف است که مرزا از زمزه مفت خواران  
مانده سخن او خود را میداند اشرف

بسیار مرف و لبران تازه خط | مصطفی گرمی نوشت آنهم خط خواند

# سردوخان عاقل

اگر چه غایت می باشد ز چندین جزو معجون را | اگر چه غایت می باشد ز چندین جزو معجون را

میرزا صاحب در باب معنی این شعر چنین میفرماید که بدستخط خاص در تذکره مذکور نوشته اند چه نویسم  
مؤلف زاد و نمه بلخی شده که اشعار بی رتبه را خط کشیم سخن شناسی گو که سستی این بیت مرحومی  
را بفهماند واضح با دلاش در عرصه مابعد از چنین تشبیهات بارده میگیرند مرزات بیخون را  
تشبیه بیخون داده و اهل عالم را اجزای آن گفته هر چند معجون یعنی آمیخته شده آمده اما بنا بر  
عرف خالی از سودا نیست متشبع میفهمد این تتم تشبیهات بد معنوم را اهل کمال در کلام  
نمی آرند مگر جائی که غرض تشبیه بقیج باشد معنای قه نمارد و شب معجون بی نشه بود علی البرحمه  
والغفران نفهمید که سر رشته کجا می کشد تنها معجون قرار دادن ذات بیخون را نقالی شایسته  
یقولون محل گرفت نیست بلکه ترکیب تمام بیت بی کیفیت واقع شده کاش چنین میگفت

بود آیرشی با هم بطینت ربع مسکون را | اگر کیفیت یک باشد ز چندین جزو معجون را

و اگر عالم را معجون مراد گرفته مصرع اول بمعنی ربط ندارد و تمام شد کلام مکن منت کلامه و  
مقتاد این عاصی نیست که صلا بکنه مصنون مصنف بجهت پیاده اند مصنف مدحای معجون را  
بعلا کمال خلقت آنها از عناصر است مناسبست و لایه است و غایت معجون را بوحده سخن  
پیش یا افتاده را نظر بکوب سودا می کشیم فهم ملاحظه نمیکند و در تقضیع مصنف و مؤلف عبارت  
آرایی بیجا نیلاند نمیدانند که این عبارت موجب تفحیک سخن شی ایشان است بنا بر ناقصی  
خود در مصرع غلام سودا بقراباده اند و مصرعی که معنی ندارد و بدولت موزون خود  
این است مصرع

بود آیرشی با هم بطینت ربع مسکون را

بر برزی فم شورید است که معنی ربع مسکون یعنی چهارم حصه زمین که آبادی دارد و چنانچه

نمودی از ریاضین زریب تزییب	نمودی از ریاضین زریب تزییب
زنگها خروده داد و ستد	زنگها خروده داد و ستد
گه آراستی سر و دامن را	گه آراستی سر و دامن را
که ساز و آشیان در پس لنگل	که ساز و آشیان در پس لنگل
فردان گشت طرف لاله زار شش	فردان گشت طرف لاله زار شش
بر آورد از کین گاه بلا سحر	بر آورد از کین گاه بلا سحر
که گلچین را بخارے کرد محتاج	که گلچین را بخارے کرد محتاج
بیوی آشتنا گرد و داغش	بیوی آشتنا گرد و داغش

اعتراف من میرزا فخر صاحب امیت تزییب از لفظ زریب ظاهر آید و نه اند چنانچه  
 زریب بمعنی آراسته میگویند فاعل اند که چون فعلش که زریب است لفظ فارسی است تزییب  
 و تزییب چگونه درست باشند چنین لغزش در کلام ناگهان بسیار است چنانچه مرلف و  
 مرغن افسوس که رفته رفته اهل علم ما هم آنگاه بی بعضی اوقات نمی شود کلام کین تمام شد نیست  
 کلامه چون مؤلف تذکره نوشته که از میان من و شیخ محمد علی حنین علیه الرحمۃ و الفقراں نوشته ام درین  
 حدیث کنایه آنگاه که شیخ سید ابوالحسن بنیاد اند که شیخ مذکور بعضی گذشته است که تحریر و تقریر او برای  
 تمام عالم سند است و لفظ تزییب را که شیخ درست داشته بے سند نخواهد بود و او استادان اکثر  
 الفا فارسی را مصوب نموده در اشعار خود آورده اند چنانکه حکیم خاقانی علیه الرحمۃ و رتبه العارفين  
 فرموده خاقانی نے ذوق خود شیدین شد خراسان و لغتی او هر کی مفاهاے در تذکره در تقریب  
 مولانا فیضی قلمی نموده که جمعی متاخرین حتی مولانا حنفی ابکاره شیخ مند طبعان از سوبان فطرت  
 و مصاحبت او با صلاح آمده باید دانست که منند در بخار و هند ساخته شده است و لا کوثری  
 هم مرد ولایت نادر عالم و زبانان است و معنی اهل عرب هم اکثر الفاظ عجم را معرب نموده اند چنانچه  
 لفظ یاه ناریخی است این را معرب نموده مبنی گفته اند و هند ما منند پس زریب را تزییب کردند  
 چه لفظ خان دار و ما و یاه این چیزے که شیخ محمد علی حنین علیه الرحمۃ و رتبه العارفين  
 ما مردم زیاده از دهن است و همچنان مرلف که اصل ماده فعلش زلف است بر است اهل  
 محم این قدر شهرت دارد که مصلح مقرر شده در صحت این هیچ شک نیست چنانچه دستور  
 ولایت است و اکثر کلامی گویند از امیر خسرو است

<p>بیاید طرح غزل کنیم این غزل در پیش بود آب استاده است آفتاب استاده است اول فقیر اسپ را در میدان تاخت و این مطلع را بدیده گفته خواند سر خوش</p>	<p>این نظم تا گردن غزل استاده است   سر بر فتن عیان بچون جابا استاده است</p>
<p>ناصر علی حسن مطلع بھر ساینده جواب مدعیان را باین عبارت فی الفور اداساحت</p>	<p>اہل ہست را بنائند تکیہ بر بازوے کس   یحیٰ افلاک بیچوب و ملناب استاده است</p>
<p>میرزا فخر صاحب بدستخط خاص در تذکرہ مذکور نوشتہ اند علی ہذا القیاس مصرعہ اول ناصر علی علیہ الرحمۃ مست افتادہ واقع شدہ اگر بجای اہل بہت سر بلندان ملکیت ملایم افلاک بود انظر و انظر الالفاظ باوصفی کہ موجب گفتن حسن مطلع ملاحظہ نمودہ مصرع اول شعرا و راست انکاشتہ باصلاح پرداختہ حاضر جوابی اور انجا کہ سیہ برابر ساختہ و بکنہ عاں پرداختہ کہ جواب مدعی را بچہ خوبی بیان کردہ اند کہ روح ناصر علی انظر و انظر الالفاظ بگوید نہ محل لفاظ خواستن میرزا ست شیخ آیت اللہ قزوینی غزلی خوب گفته این ست</p>	
<p>اول ادبیا لہ قسمت عیش خروش کشند عنت بلذت شادیت خامہ کامی را نشست و خاست جوی طم زضع نمایند چو آید از پس دیوار تنگ پاسے بچار سوی خم آبادم آن کہ اہم ہست چہ می فروش کہ حکم او دہد بغاغیہ اش چنان مہر معید کی بشور شیم ش</p>	<p>درد و دمان رسد بچہ کو نموش کشند کیش قسمت خود نیم سخن بدبو کشند گر کنیم کنون تادیت بدوش کشند چراغ دازد کہ سر ز راہ گوش کشند کہ سر بکوی فرج بخش می فروش کشند ملک ز پایہ عرش مجید دوش کشند کہ نفس با تواند کس نموش کشند</p>
<p>میرزا صاحب موصوف در مصرعی کہ لفظ پیش و نوش یکجا بستہ شدہ میگوید ہمگن پیش کشیدن بمعنی خوردن درین بیت واقع شدہ جمابجائے آن زہر نگفتہ کہ زہر کشیدن مستعمل است دہم صنعت طباق کہ در ان ست فیت یعنی شود عامی گوید مرا جمع ثانی آن ست کہ شاعر بدرا مثل نیک بر خود گوارا میکند و کشیدن بمعنی خوردن است چنانچہ شراب کشیدن مشہور و معروف است و شراب خوردن نیز بالفرض اگر میرزا صاحب در پیش خوردن بلفظ کشیدن شبہ باخذ باعتبار تشبیہ نوش خوان مفید و متراض دویم</p>	

اهل ریاضی جلای که حقیقت زمین یعنی کره فرضی نوشته اند یک ربع را مسکون نوشته اند پس قطب  
 زمین را با هم چه آمیزش است بلکه آن را با هم در طینت آمیزش است که ترکیب همه از عناصر  
 و قطعه زمین صرف عنصر خاکی است و آمیزش کثرت بخوابد و بر چندین آن معنی که بسیط است  
 نوع از کثرت دارد لکن این کثرت باعث آمیزش که در اینجا عبارت از فعل و انفعال است  
 نخواهد بود و درین مقام فائده نخواهد بخشید با اینهمه رسانی قلم اعتراض بای بیجا بر اساسنده  
 مسلم الثبوت دال بر ذکا و طبع و قواد است و لفظ معجون بلام تقصیح مستعمل زبان اهل  
 هندوستان قباح است مثل بیچاره چه میداند که در هندوستان قباح است شیخ  
 ناصر علی علی تخلص که از جمله خوبان روزگار است و اکثر صاحب تذکره آذربایران  
 شعرا و هندوستان نوشته اند و میرزا معز فطرت و سرخوش و دیگر شعرا عالمگیری  
 و بهادر شاه پوری اودا و در حق او میرزای موصوف چنین میفرمایند انصاف را چه پیش  
 آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم یعنی فی بطن الشاعر پیدا کرده منصفان را چه خدا بر او  
 چه بصورت اکثر الفاظش ترکیب لایمی بهم رسانیده هیچ نمیگویند میرزا صاحب مرحوم یعنی  
 جناب میرزا صاحب را این حالت رسیده که مورد چنین کلمات شود.

از موش ربوفند کلین هزه در ایوان	خیر است چرا اینهمه بیوش نشسته
شور زن ذلیغ بلند است درین باغ	ای بلبل خوش لجه چه خاموش نشسته

عاسی گوید فی الواقع این بلبل خوش لجه سزاوارترین که با زاغ و زغن طرف نشود و در حق  
 چنین میرزا صاحبی که اشعار او را میرزا فاخر صاحب خط بکشند و اصلاح نمایند ناصر علی اگر این  
 مقطع لغت گفته باشد چه مضایقه است ناصر علی شخصه است که نمیدان شعرا و کمال است  
 بهیچنشی او کمال است و میرزا صاحب میفرمایند که منصفان را چه شد که انصاف نمی نمایند  
 هرگاه منصفان بیچاره در حق میرزا صاحب چیزی نمی توانند گفت تا به ناصر علی چه رسد  
 ناصر علی صاحب کمال و مودت رسیده بود میداشت که شخصه بعد از من در بلده کهنه بخوابد  
 که زاده طبع مردم به تیغ قلم قتل خواهد ساخت بنا بر خوف اکثر شاعران که  
 فی بطن الشاعر است حق بجانب او است محمد فضل سرخوش در تذکره خود نوشته است  
 که در او اکل مشق رذری فقر با ناصر علی گفت اغره میگویند مسوده اشعار ملاذیم بدست  
 ناصر علی افتاده اشعار او را بنام خود میخواند ناصر علی گفت که امتحان شاعر طریح غریب است



میرزا صاحب قاضی مصرع اولی که روزگار بود آنجا که هماره صلاح داده اند و قاضی مصرع ثانی  
 که کو هماره بود آنجا روزگار بر معنی همان که از لطف سخن بهره دارند واضح است که  
 کار بر روزگار تعلق دارد و استواری که کو هماره این تقدیده انوع را دارد

هر سخن جای و هر نکته مکانی دارد که

وله

اگر قدر درین بندگی کو مزد غم پروردگی  
 لطف که با ما میکنی با گبر و ترسا کرده

اصلاح میرزا قاضی صاحب

کو قدر غم پروردگی کو مزد درین بندگی

در حق بن اصلاح چه باید گفت لکن خون غرض خط کشیدن و اصلاح نمودن بچو من  
 نادان بر اشعار شیخ محمد علی حزمین علیه الرحمة که بعد از میرزا صاحب بچو شاعری زبردست  
 نه در ایران و نه در توران و نه در هندوستان بهر سیده خالی از غلط و داغ نیست و باوری  
 این شیخ مرحوم یک اعتباری بچشم اساتذہ این فن داشت که آنرا پیدا کردن بسبب سواد  
 مشکل است و سراج الدین علی خان آرزو سے مرحوم که اور اشعراى این طلقه  
 که از ابو افضل و فیضی بمنى دانند و چه پیش برو که ایشان تقدیر بچا کشیده اند و سجاده  
 تعالی بهر کاریکه شخص را اعتبار سے میدهند بچا تا بیدار گشتن کار چهل است  
 چراغ من این سخن خود را بنظر فهم ملاحظه فرمودند که معترض میرزا رفیع ریخته گوشت فی الحقیقت  
 این شعر میرزا مصداق اصلاح میرزا است

اگرچه ناسر زمانی انصاف خلق حشر  
 و هم ولی غیر آگاه از حقیقت خویش

چنانچه این چند بیت از دیوان ایشان درین جلدی گردید افضل چهارم در بیان اشعار  
 معترض میرزا مذکور است و آخر کین وله

راستی من یاد دادم بکجلاہ خویش را  
 من گدائی خویش کردم بادشاه خویش را

عامی میگوید لطف از معنی این بیت پیداست فرض کردم که عاشق را راستی یاد داد لکن  
 از یاد دادن راستی شاه گدائی شود و بکجلاہی بر معشوقی برآرنده است و گدازد از

کلیات سودا  
 میرزا قاضی  
 اصلاح  
 کو قدر غم پروردگی  
 کو مزد درین بندگی  
 لطف که با ما میکنی  
 با گبر و ترسا کرده  
 اصلاح  
 میرزا قاضی صاحب  
 کو قدر غم پروردگی  
 کو مزد درین بندگی  
 در حق بن اصلاح  
 چه باید گفت  
 لکن خون غرض  
 خط کشیدن  
 و اصلاح نمودن  
 بچو من  
 نادان بر اشعار  
 شیخ محمد علی  
 حزمین علیه الرحمة  
 که بعد از میرزا  
 صاحب بچو شاعری  
 زبردست  
 نه در ایران  
 و نه در توران  
 و نه در هندوستان  
 بهر سیده خالی  
 از غلط و داغ  
 نیست و باوری  
 این شیخ مرحوم  
 یک اعتباری  
 بچشم اساتذہ  
 این فن داشت  
 که آنرا پیدا  
 کردن بسبب  
 سواد  
 مشکل است  
 و سراج الدین  
 علی خان آرزو  
 سے مرحوم که  
 اور اشعراى  
 این طلقه  
 که از ابو  
 افضل و فیضی  
 بمنى دانند  
 و چه پیش  
 برو که ایشان  
 تقدیر بچا  
 کشیده اند  
 و سجاده  
 تعالی بهر  
 کاریکه  
 شخص را  
 اعتبار سے  
 میدهند  
 بچا تا  
 بیدار گشتن  
 کار چهل  
 است  
 چراغ من  
 این سخن  
 خود را  
 بنظر  
 فهم  
 ملاحظه  
 فرمودند  
 که  
 معترض  
 میرزا  
 رفیع  
 ریخته  
 گوشت  
 فی  
 الحقیقت  
 این  
 شعر  
 میرزا  
 مصداق  
 اصلاح  
 میرزا  
 است

میرزا صاحب بر این بیت آخر قطعه است	چو می فروش که حکم اردو بد لغاشیه اش	ملک ز پای عرش مجید دوش نشاند
میرزا صاحب در تذکره مذکور نوشته اند این بیت حکم معنی فی لطن الشاعر دارد و لغاشیه گفته می باید تنها از لفظ غاشیه خدمت و اطاعت مفهوم نمی شود بنده میگوید بجان الله مرتبه شعر نمی در زبان دانی تا بکجا رسیده شاعری گفته است که لغاشیه دهد و غاشیه را کس نمی خورد و نمی پوشد بالفظ کشیدن ازین احتمالات تمیز گرداند علاوه آنکه لفظ کشد در غزل ردیف ابتاده است یا زهم غاشیه کشیدن نفهمیدن خالی از بیدار معنی نیست که بسبب آن نکته این معنی رسیده تر سیده اند		
ایترسان حبه اگر گریه بهم آمده راه	میرزا صاحب بجای لفظ لقصع بلفظ مکلف اصلاح نموده اند این اصلاح هم کم از خود گرفت	بیتو خندان به لقصع چو فلفل چند کنم
شیخ محمد علی خرن علیہ الرحمہ		
میکویم بجان سر را به گاه	او هم از لطف نماند زشت بگاہی ہی	دوسه روز ایست که وز دیده نگرین عجب است
میرزا صاحب در مصحح ثانی بجای لفظ نمان لفظ بیا اصلاح داده و مره لطف نمانی را بنجاگ برابر ساخته و در مصحح آخر حسن مطلع بجای لفظ نمانی لفظ خطا به هم سایند و مطلبه آل مصنف بے زبروه او میگوید که از دوسه روز که نگاه وز دیده است پیش ازین چه جواب ازین بظهور آمد که نمیکرد حالا چه گناه از من بوقوع آمد که نگه میدزد و این اراده شیخ علیہ الرحمہ از لفظ دوسه روز پدید است سخن فنی می باید که بے باراده مصنف برود ایشان لفظ گناه و خطا که بر زبان عوام کمی متعمل است از زبان آنها برداشته و بجای اصلاح نموده اند و مرتبه شعر را از اعلایین تا اسفل السافلین انداخته است		
وله		
از مرد کار دل روزگار می لرزد	از مرد چو راست کنم کو سار می لرزد	

فقیر نزد مرد میدان سخن درست دهر که اذن سیرت در پے معنی دانستن شعر میرزا فاخر جیل  
بکار برد عقل و شعور دوست است و له

از مدارا کر چه کام دل نشد حاصل له | خاطر یار و دل دشمن بدست آید مرا |  
اراده میرزا ازین بیت چنین مفهوم میشود یا چنین می خواست که ترک تننا از و بکنم پس منکم  
مدار کردم یعنی قبول این معنی نمودم کام دل من حاصل نشد و دشمن دیار هر دو از مارا نمی شنید  
لاکن عاصی می گوید هر گاه خاطر یار و دل دشمن بدست آمد در حصول کام دل کدام عقده  
باقیمانده درین صورت هر تننا که عاشق در دل داشته باشد می تواند بر آرد چنانچه  
تشبیه کاشی می گوید

بر روضای یار تشبیه حصول عاشق | کام دل شود خاطر بدست آورد |  
یار و غیر چشم من گردند با من اختلاط | آفتاب ذره در روضن بدست آید مرا |  
هر چند آفتاب و ذره در روضن یکجا بدست آوردن غالی از خروق عادت نیست نا هم لطف  
معنی سوای لطف و نشر مرتب ازین شعر مفهوم و معلوم نمی شود و

## وله

یا بهر جانب نهادم در شهادت گاه عشق | از تو تمشیر و ز خود گردن بدست آمد مرا |  
اراده میرزا چیز دیگر خواهد بود که بقسم ناقص میرسد و معنی تحت لفظی نیست که میرزا در  
شهادت گاه عشق بهر جانب که پای نهادند در شهادت گاه چنین پیدا است که چندین  
تمشیر و چندین گردن بدست آمدند و ندانستند که اینجا لفظ بدست آمدن موقع نیست  
محل نظر آمدن است

## وله

گرفته بود درین بزم چون قبح دل من | تنگفته روی صبا تنگفته کرد مرا |  
عاصی گوید اگر در محل قبح صورت گرفتگی می داشت گرفتگی دل را با تشبیه میباید نزد  
سخنوران قبح را با گل تشبیه است و گل را با قبح و غنچه را با صراحی و صراحی را با غنچه و  
ماورای این میرزا صاحب را برودن استنادان عبور بسیار است ظاهر محل قبح

راستی کلاه است لطف ندارد و له

ازن سیرتان دور جهان را صلا دهند | اساقی گرفت ساغر مرد آزما می

عاصی می گوید اول دعوی مردی بر زن سیرتان ثابت نه کنند و بعد از آن بر ساغر مرد آزما صلا بآنها دهند آن بیچاره ها کجا دعوی مردمان دارند و کسیکه ساغر مرد آزما بدست دارد باید که صلا بآنها دهد که دعوی مردی داشته باشند نه زن سیرتان و لفظ آزما بودن هم همین میخواهد چنانچه این شعر نظیری بنیاید ریست

کار نظیری در رضا غم خوردن خوشی و دن | دارم می مرد آزما خوش باد شیخ و شاب را

برعای نظیری علیه الرحمة ازین بیت است که در رضا الکی کار نظیری غم خوردن و خوش بودن است و همین را می مرد آزما قرار داده پس خطاب میکند بشیخ و شاب که هر دو را دعوی این معنی است نه کسی که میرزا گفته اند که ساقی بر ساغر مرد آزما صلا بر زن سیرتان دهد زن سیرتان کجا دعوی مردی دارند و شیخ ابو فیض فیضی نیز می گوید + +

گرفتاشند حر لیفان بزم عشق نو | بر خاک بیز جریه مرد آزما می را

حاصل معنی همین است حر لیفان را که حوصله کشیدن جرعه مرد آزما داشتند که دفاتشند یعنی در عالم نماند چنانچه بساقی می گوید که آن جرعه را بفراک ریز غرض که نظیر علیه الرحمة بر می مرد آزما صلا بشیخ و شاب میدهد که هر که طاقت این میداشته باشد بکشد و فیضی علیه الرحمة می فرماید که حر لیفان بزم عشق گرفتاشند که نماند که این می مرد آزما بکشد پس میرزا صاحب بچه سعد بر ساغر مرد آزما زن سیرتان را صلا میدهند درین صورت بر سه علم و اهل و حق و عقل ظاهر و بوجد و واضح و پیداست که علم و فضل و شعر و شاعری میرزا فخر با علم و فضل و شعر و شاعری مولانا فیضی و مولانا نظیری علیهما الرحمة نسبت ذره آفتاب درخشان و مناسبت قطره با دریای بیکر آن هم ندارد اگر زن سیرتان را قبل کشیدن ساغر مرد آزما میداشتند آن هر دو شاعر ساحر و دین هر دو شعر خود ذکر سیرتان کنی آوردند از برای میرزا صاحب چرا میگذاشتند که بر شاعر مرد آزما صلا زن سیرتان میدادند بر جرعه مرد آزما زن سیرتان را صلا دادون فقط سیرت میرزا صاحب زیرا که آنچنان بر عایت الفاظی بردارند که خانان معانی و بیان می سازند چنانکه از برای مرد زن آورده اند که شعر بمعنی شود لیکن رعایت لفظ از دست زود اعراض

پیام زبانی بقاصدمی داد پرسیدن آن راه بدی میداشت و المضمون نامه قاصد کے	
اطلاع میدارد که از دہ پرست چنانچہ بیت اوستاد است بیت اوستاد	
چون نامہ بران میروم از شہر بہ شہری	ابامن خبری هست و مرا بیج خبر نیست
ولہ مکین	
طریق اہل خرابات و خانقاہ کیست	و دجادہ گر بہ بیابان فتادہ راہ کیست
عامی گوید	
طریق اہل خرابات را بارسم متکلفان خانقاہ میج ربط نیست مصرع اولی از لفظ طریق	
مصرع ثانی را ہم ضایع ساختہ اہل خانقاہ نمازمے گذارند ساکنان خرابات شراب	
نخورند و حلال و حرام شرعی برعم اہل خانقاہ نزد ساکنان خرابات تفادے ندارد و اگر	
میرزا صاحب قباحت این بیت را از راہ خود سری نفہمند اللهم زد ولا تنقص و باعتبار	
این عامی اگر بجای طریقی لفظ آل و بجای راہ منزل ہے بود ماہ بدی داشت چنانچہ	
مصدق قول ما شعر میرزا منہ فطرت علیہ الرحمۃ است فطرت	
توان دید از چراغان ہای کثرت وحدت اورا	بود تو حید موری رنگ کفر آئینہ کیشان را
ولہ مکین	
مردم و خون میخورم از غیرت دشنام او	جان شیرین رفت و حریف تلخ ادا نزل رفت
بنائے معنی این بیت بر تناسب الفاظ شیرین و تلخ گذاشتہ اصلا بہ میزگی پیے نبردند	
کو لقیب عاشق کہ معشوق بدشنام نواز و خون خوردن از غیرت دشنام او چہ معنی دارد	
چنانچہ ہلالی گوید ہلالی	
پیش تو دعا گفتیم و دشنام شنیدیم	ہرگز اثری بہتر ازین نیست دعا را
مصححی	
بے گزنازی کی بار بستم بر بنی تا بد نہ	بجون غلظم کہ امروزش بدشنام آشنا کردم

را بگر فکلی لبته دیده باشند و اگر این شعر با ذل راسند نوشته اند و تحت پنداشتند با ذل	
چه نشاط داده بخشد بن خواب بی تو	بدل گرفته باند قبح شراب بی تو
مال ازین شعر مبالغه است یعنی باو مفیکه قبح بهر صورت سگفته است تا هم بدون تو بدل گرفته میماند و احیاناً اگر اراده میرزا چنین باشد گرفته بود و دل من درین بزم و تنگسفته روئے صبا مانند قبح او را تنگسفته ساخت در نیت صورت لفظ مرا بیکاست و اگر اراده لطیف ذات خود است یعنی تنگسفته روئے صبا چون قبح مرا تنگسفته ساخت پس دل من بیکار است ۵	
بندش عجیب دارد و مضمون تازه است	این شعر نیت میت ملا و دیپایزه است
وله	
دارد شدیم بتو بهر جا که ما میکن	شد مورد هزار ملامت در دوما
از من این بیت سوائے رسوائی حصول دیگر نیست چرا که شاعر خطاب به معشوق میکند هر جا که بتو دار شدیم مردمان ملامت نمودند و بسیار میش کشیدند که چرا او را همراه نیاوردی ترا کسی چه کند ما مشتاق او بودیم نه مشتاق تو وله میکن	
از غوغای نئے و مطرب به بزم غیورانی رویش	رود بر من عذاب و دلخ در و حساب مشب
اول اینکه به بزم غیر رفتن چه لازم و دیگر آنکه در بزم غیر معشوق خویش دور از غیرت عشق است و هرگاه او در آن مجلس خواهد بود دیگر آن هم نظاره خواهند نمود و با او مشغول اختلاطی خواهند شد و گفتار عاشقان غیور این است چنانچه در بیت میفرماید	
غیرت از چشمم برم روئے تو دیدن ندیم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندیم
وله میکن	
کن بنیان زمن گرد سرت کردم بگو قاصد	که از بهر قریب آن مه چه بنیانی نوشت مشب
عاصی می گوید	
بمشوره قاصد بنوشته باشد که اول ظهار نماید پسیدن شاعر کور سواد از قاصد بجا است اگر	

بدعا ازین شعر چنین مفهوم میشود که بسبب ناچاری بادیده خونبار بدست و پای غیر افتاده رنگین نموند و رقیب را که خار راه است گویا گل بر سر زدند یعنی خوشامد او نموندند لیکن در عالم محراب افتادن مسلم و بدست افتادن مسموع هیچ کس نیست پس دست چگونگی رنگین شد و این معنی هم میتواند شد که در راه آمد و شد خود از بسکه خون گریستم و از ان راه غیر هم میگذرد دست و پای او رنگین شد در این صورت هم پای غیر رنگین شدن درست و رنگین دست اینجا هم ثابت نیست مگر غیر مانند چار پای راه رود و این روش جد است و اگر به محاوره هندی بسته اند ایجادیت لاشلم

### وله مکین

اگر چه دارد کلنت اما حرف میگوید درست | دل شکستن خاطر آردن نمیداند که چیست

این بیت از ان غزل است که در تمام غزل مستوق را بعالم طفلی قرار داده اند بیک نسق گفته اند بنده در مصرع اولای این بیت اعتراض دارد حرف درست گفتن را تعلق پلکنت نیست هر گاه سخن درست از زبان بر آید پلکنت کجا ماند و اگر مراد شاعر از لفظ درست این باشد یعنی قول و فعل او درست پس کسے را که اینهمه طفل قرار داده اند در مصرع ثانی اظهار نادانی او نموده اند که بسبب کسے سن خاطر آردن و دل شکستن نمیداند که چیست قول و قول و فعل درست چه قسم خواب بود و همچو مضامین را سابق برین هم استادان بسته اند لکن باین صورت :

### شاپور

طفل است و بواشش روش نیست نداند | صد جان اگر از کس طلب نیست نداند  
ولد از نداند دل ما از دل غنیار | و نداند دل است این دل کیست نداند  
شاپور به محشر چه حساب است کتاب است | با بهیچ است که ده از بیست نداند

### ه

دل اگر میگویم از طفلی بخی دانی که چیست | آنچه روز اول از ما برده آرا بدیده

	مکین	
کجا روم چه شوم چون کنم سپان سازم	گذار من بسر کوی قاتل افتاد دست	
<p>در عالم عشق کوی مشتوق را فو قیت بر مرد و جهان و باغ جنان است و مراد عاشق بچاره          همین است که در آنجا کشته شود و در عالم عشق کسی که از پا گذشتن بکوی قاتل ایمنه مضطرب شود          باید که از راه دیگر بجنانه خود تشریف برد و همچو عاشقی که از بلهوسی نیست و چه شوم طرفه لفظی          و عجیب عباتی است و ازین لفظ کمال اضطراب پیدا است لازم که شاعر خود را بشکل نواغ          و زغن قرار داده از مثل طیور پر و از شاید سابق این مضمون را امیر خسرو چه خوب بسته اند          نسکین بان صورت</p>		
کجا روم بکه گویم چه چاره بکنم	اگر تیر عشق مرا اندرون جان زده	
در واقع هرگاه تیر عشق درون رسید عاشق کجا رود سخن خسرو درست است		
	مکین	
همچو صبح شفق از ذوق شهادت دل من	بر سر کوی بتان تیغ و کفن برداشت	
<p>تشبیه کفن با صبح مسلم است و تیغ تشبیه بشفق ندارد و چون شاعر را دعوی عبور بیا راست          ظاهر تشبیه تیغ به شفق دیده باشد و باعتبار بنده تیغ خون آلوده تشبیه به شفق میتوان داد          و این عبارت خون آلودگی تیغ ثابت نیست ظاهر اغلاش از تحمل یا با ناسمج کرده باشد</p>		
	وله مکین	
در فقر و فاقه می گذرد میتوزند گس	دور از تو عمر من همه ماه صیام گشت	
<p>در ماه صیام روزه می داند روزی رافاقه نمی توان گفت و عاشق را به بے خواب          و خوری نسبت میدهند بفقر و فاقه جائ دیدن نشد و لفظ فقر و فاقه مستعمل بر فقر است          عاشق اگر چه غریب و تا هم خون جگر می خورد ماه صیام این جا بے بطه ندارد</p>		
	وله مکین	
دست و پا می غیر را اگر نگین کرده ام	مهر ز لوم امر و ز بر سر خار راه خویش را	



مانشید شود و اگر شهادت عاشق باین طور باشد لفظ شروع مضالقه ندارد به بسم الله

### مکین وله

بلبل ز رشک سوخت که از شور ناله ام  
چون مجر و سپند ز شور صغیر من بود  
هر نیش خار بر سر دیوانه روشن است  
صیاد عاقل و قفس دانه روشن است

و این هر دو شعر لفظ روشن است که به معنی سوختن آورده اند جز جمع و آتش و چراغ  
اطلاق روشن است که به معنی سوختن باشد نیامده و سندنه خواهد اگر تشبیه شععی بود  
هم مضالقه نداشت

### وله مکین

نیار و تاب شیخ من هجوم عشقا زانرا  
عاصی گوید کار سلطنت از کثرت خیل  
شبی از کثرت خیل چشم برنجیده را ماند  
نه که می رنجند نقشش با مصرع اولی درست نیست

### مکین وله

اگر فریفته آن دوزخس سیه ام  
چشم سمرنگ جای دیده نشده و به قیاس  
چشم سمرنگ جای دیده نشده و به قیاس  
برنگ باشد آنجا چنین الفاظ مستعمل سیه گون و نیلگون و کلگون و نیلگون و لفظ ناک مقام  
مفت می گویند چنانچه غمناک و غمناک و آتشناک و غضبناک چشم سمرنگ و سمرنگ است

### وله مکین میفرماید

پاره می کرد دل از شوق گریبان را  
هرگاه دامن یار بدست آمد از روی پاره کردن چه لازم است و لفظ چه می باید کرد  
دست در دامن یا دست چه می باید کرد  
نیاست چنانچه نظری می فرماید

شماری تا سحر و تتم زلف بهی دارد  
گریبانم گریبان است و دامن دست مشب

## مکین فاخر

از کس بخود تافتہ ام هیچ باب رخ ای بت تو و خدای تو از من کتاب رخ  
لفظ تو و خدای تو موافق این بندش بنود و این لفظ مصرفت گواه گرفتن است یا کے  
که بر کے تمت کاری بند و او چنین بگوید تو و خدای تو که این کار از من بوقوع آمده

## مصرعه

هر سخن جاس و نکتہ مکانے دارد  
و ما و راے این قباح است که عاشق در در سیده میگوید من از کسی در هیچ باب رد نگردانیده  
ام تو هم از من رد نگردان و شاعر گزین مال معنی خود پے نہ برده هر چه بجا طریقه پیدا باشد

## فاخر مکین

تقصیر چیست مشت مزین پنجه ام هیچ قربان شوم بزور ازین ناتوان مرجع  
مشت زدن و پنجه بچیدن کار سپردان است کار معشوق ناز و او غمره خود را ببارش نمودن  
تا دل عاشق بسیار فریفته شود و اے بر عاشقی که ناتوان باشد قوی بیکل اگر مقلد برگردد و  
سخت قباح است هر چند بچیدن و مشت زدن سابق شعر است اند اما باین صورت  
چنانچه میرزا صاحب گفته است

دست بچیدن و دل برون پنهان گشتن هر چه میگوئی از آن موی میان می آید

## مکین و له

شهادت از کف او بهتر است بسم الله کند شروع به چیزے که بهتری دانند  
لفظ شروع در مصرع ثانی پرده جاست کار که طول بانجام لفظ شروع استعمال است  
درین مقام محض نام و بیت بر کن واقع شده و اهتمام بسیار به بی ربطی و شهادت کالیت  
که بیک ضرب همیشگی و غیره می انجامد صفت کشته نیست و نه باین طور که معشوق عاشق را گرفت  
و هر روز بیک ضربت و یک جریه اذیت رساند مثلاً ام و ز به بخور و فردا به تیر و پس فردا بشمشیر

## مکین و له

از غبار ره کند رم آهوی من بعد ازین | سرمه خواب نرگس جادوی او در خواب دید  
عجب معنی غریب است شاعر میگوید که آهوی من از غبار راه رم مینماید پس سرمه چه  
طور چیز نیست که نرگس جادوی او بر دنگاه کند مگر در خواب اول اینکه از غبار راه همکس  
رم مینماید تخصیص بر آهوی میرزا صاحب نیست دوم اینکه از معنی غبار راه بر سرمه  
ترجیح یافته است چرا که شاعر میگوید هرگاه از غبار راه آهوی من رم مینماید پس سرمه چه  
رتبه است سوا می این لطف دیگر ندارد

## مکین و له

از نزاکت سر بردیش می نماید چون کلف | خیره چشمی گر رخ نیکوی او در خواب دید  
اینجا لفظ نزاکت نیز بیکار است اگر کسی ثبوت نزاکت بر پا کرده باشد لفظ نزاکت  
اینجا هم راه بدیهی داشت ماه را تعلق بنوع و ضیا و تجلی است و در مصرع ثانی معلوم نیست  
که خیره چشمی نزدیک خود چه چیز را قرار داده اند در السنه عجم خیره چشم آنرا گویند که در چشم  
او حیا نباشد پس درین صورت این مضمون مجرب و مستوفی است

## مکین و له

در خیال باغ خلد و شاخ طوبی شیخ گفت | کوی او را باقد بلجی او در خواب دید  
چیزی را که بذات انسان تعلق داشته باشد یا به نفس او باشد او را بان چیز بخواب  
میتواند دید اگر کسی بگوید فلاغی را با لباس مکلف یا بحال تباه یا زید را با عمر و بخواب  
دیدم درست است و ازین قبیل میتوان گفت لیکن کوی را یا دروازه را یا حیولی را باقد  
کسی ندیده باشد کوی باقد دیدن مضمون تازه است مندر بخواب

## مکین و له

از زخم دشت روان سیل عرق از شرم شد | رود نیل آخر نمود آب از یوسف چاه را

از معنی این شعر پیدا است هرگاه دامن یازلفت مستوق بدست آید پاره کردن گریبان  
چیز دخل دارد

## وله

نه طوفی چون کین در کعبه کوی توان کن  
نه لبی چون زمین بر خاک پای می توانم زد  
از زمین پار می بوسد نه خاک پارا چرا که زمین خود خاک است درین صورت تمثیل زمین بدست نیست

## وله

شب دل از آشفته گیسوی او در خواب دید  
صبح از بیدار بختی روی او در خواب دید  
سوای الفاظ مناسب هیچ معنی ازین مطلع بگفتم ناقص عاصی پیدا نیست نتیجه بیدار بختی  
این نیست که می او را نیز بخواب بنید بلکه بالستی که روزانه بظاهر ملاقات کمال متناهی کنید  
و گرنه بیدار بختی را بدتر از آشفته دل باید دانست لازم که سخن سخنان بچشم دل ملاحظه  
نمایند و بگوشت موش بگفتم دیگر آنکه مضمون این بیت علی الرغم و خلاف مضامین است اولان  
سابق است هر یک عاشق را به خواب لب نیست داده است چنانچه شیخ سعدی علیه الرحمة گفته است  
گفتی بشی بخواب تو آیم و نه چه سود  
چون من بجز خورش ندانم که خواب چیست

و نیز حضرت حافظ شیرازی علیه الرحمة می فرماید

قرار و خواب از حافظ طبع در ایست دل  
اقرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

و نیز شعر دیگر از مثنوی

بگفتا وصل من در خواب در یاب  
بگفتم را نیست لیکن کجا خواب

از به نتیجه بیدار بختی که عاشق تمام و محروم در خواب باشد

## مکین وله

چون مستی که بنید گوشه خراب را  
چشم جادویش خم ابروی او در خواب نید  
شخصه خواب چیز را می بیند که بظاهر هم او را می تواند دید و ابروی خود چشم خود بمنظری آید  
مگر در آینه پس آینه در شعر معارضه نیست

کسے دل و غم را ناپاک ننوشتہ

## مکین ولہ

در محبت بدعا گریہ اثر دادم را | زہد خشک ایچہ وہد دامن تر دادم را  
 زہد خشک کجا اثر دارد و چه میدہد کہ ایشان تمثیل دادہ فقط بہ تناسب لفظ تر زہد خشک یا دفرمودہ ہد بلکہ  
 زہد خشک زہرست چنانچہ شعر او ستاد است ۵  
 بجای چوبہ مانند زہد خشک علقی را | امین زہار این تقوی شعائران یابی را

۵

حلال است بر لفظ گشتن حلال | زہد انکہ مہمنے شود پامال

## مکین ولہ

زہرہ بان طرہ جادو ندی دل | کردوش قہم مار چو ضحاک بر آید  
 از عبارت این شعر پیدا است کہ ظاہر اضحاک بہ جادوی کسی دل دادہ بود کہ بعلت او مار  
 از دوش او برآمد قطع نظر از شعر دشاوی نیز زانام خدا متورخ بے بدل اند ضحاک کے بطرہ  
 جادوی مہوشان دل دادہ بود کہ علت مار بر آمدن باشد و مشورست کہ شیطان برکتف  
 اولوسہ دادہ کہ این بلا برد نازل شد تمثیل نزد آگاہان سخن درست نیست و این مضمون لایس ازین  
 شاہ لول صاحب سلمہ بہ بخوبی بستہ اند ۵

کرد مشاطہ بزلت تو مگر شوخی ہا | مارش از شانہ چو ضحاک برون می آید

## مکین ولہ

آنکہ کارش لغیم عشق جگر خوار افتد | ہر نفس خیزد و از ضعف نگوں سافتد  
 در غم عشق از ضعف افتادن مسلم لاکن علت نگوں سافتادن بعبید از لای ناقص فقیرست  
 و این مضمون را ابوالقاسم خان قاسم مخلص بسیار بخوبی بستہ است ۵  
 حکارم نیست بگوئی تو کہ چون سالیہ ضعف | کہ بخاک افتم و کہ تکیہ بدیوار کنم

عرق شرم را بیشتر بچین نسبت است یا بر خسار و عرق از زدن آن جوش زدن ظاهر مجموع  
 هیچکس نباشد چنانچه شعر او ستاد است ۵  
 اما بر چین او عرق شرم جوش کرد آینه را دوکان جواهر فروش کرد  
 و شعر میرزا صاحب میرزا امید نیز ۵  
 بشنم مع این گلستان نشانند جوش بهار خود را عرق چو سیلاب از چین رفت و اما کرم کار خود را

### مکین وله

تا شود در امم هزاران حیل و فن میکنم آنچه می باید که او با من کند من میکنم  
 مشوق را با حیل و فن کار نیست کار او نازد او او عتوه است و میرزا صاحب  
 قیامت با منم میسر مایند آنچه می باید که او با من کند من میکنم  
 او را چه ضرورت که از او عتوه را گذاشته حیل و فن برای ملاقات ایشان نماید میرزا کار او را بجا برود  
 گرفته اند غایان شان ایشان نبود -

### مکین وله

مرادل در بند دارد ملی صحبت اثر دارد غم خون جگر دارد ملی صحبت اثر دارد  
 اثر صحبت با مصرع ثانی را باندارد و غم جگر خوان کن است و جگر غم خوان کن نیست

### مکین وله

یا نشم غیر عشیر در خود محنت ایوب کردم آستان  
 با یوب نسبت محنت مسمرع نیست سندی خواهد اگر نسبت بگوین میدانند مربوط  
 می بود صبر ایوب مشهور است

### مکین وله

در سینه غم آلوده چرا ماند دل من نایاک ز آتش که گریاک بر آید  
 غم و دل هر دو مخلوق نایاک که ندارند فرض کردم که هر دو حکم زهر قاتل دارند تا هم

آفل اینکہ آتش بیگانہ سمیوع نیست دویم اینکہ لفظ هنوز در مصحح ثانی پر بیکار است

مکین ولہ

خورد و سال من نماند رسم بھوری ہنوز نہ / یکدم از طفلے نداد دھات دوری ہنوز

شاعر این مضمون را ظاهر از بانی فایده طفل بسته است و ما در اس این لطف دیگران  
عبارت مضموم و معلوم نمی شود

کمبین ولہ

لعل جان بخش بماند انقدرت از غلط لازمست نیست عیسی را از تنها بسوزن اختلاط

شاعر لعل جان بخش بتان را عیسی و نمود خط را بسوزن قرار داده میگوید که چنانچه عیسی را بسوزن اختلاط نیست باید که لعل جان بخش بتان را هم نفرت از خط باشد عاصی گوید تمثیل غلط است عیسی از تمام ال دنیا بسوزن در شسته اختلاط داشت که همراه خود بر دیا چنانچه تمام شعرا عیسی را بسوزن در شسته نسبت کرده اند

## مکین ولہ

از سامانی که دارد بنوع باشد این سخن روشن

عالم اسباب مانع از نیستی هر سری را که درد گرفت گو عالم اسباب باشد میگرد آید  
معنی اموقوف بر تمثیل شیخ نبود و اگر اراده شاعر اینست که من او در دسر عالم اسباب  
میگردیم پس لفظ در که بمصرعه ثانیه است سبب این معنی مفهوم و معلوم نمی شود

مکین ولہ

دوی که بود را توبه من یار و آشنا | امروز می شود دشمن و بیگانه دیده ام

این بیت مفهوم می شود که بعد از شناسنامه او به میرزا مربوط بود و قتی که او را هم محبت میرزا ندیدند همه کس از ایشان رو گردانیدند این شعر چه لطیف دارد که شاعر اوقات ضائع نموده

## مکین ولہ

نیست ممکن کرد و داز سرکوش بیرون  
بر سر عاشق او گرد و دیوار افتد  
در و دیوار بر سر که بهیئت حرکت نمی تواند کرد موقوف بر عاشق نیست و مدای میرزا نیست که  
در و دیوار مشرف بافتاوان باشد تا هم عاشق خد ز کند این معنی از بندش این شعر پیدا نیست

## مکین ولہ

آنرا که بادبان دراز آنسریده اند  
گو یا چو شمع بهر گداز آنسریده اند  
به تناسب شمع لفظ زبانندازی و گدازگی آورده اند لکن بخاطر ایشان نرسید زبانند راز  
آن را میگویند که کسی سخن زیاده از دهن خود بر آورد کس را که بهر گداز آنسریده باشند  
اورجیم است باز بان درازی اورا چه نسبت حریفی از دهن او همچنین بر نی آید که موجب  
بخش دل کسی باشد پس درازی زبان را با گداز گے دل چه نسبت گوی این هر دو شمع تعلق  
داشته باشند و استادان زبانندازی شمع را باین قسم می بندند  
بپای شمع شیندم ز قیچی فولاد  
زبان دراز سر خویش امید بهر برباد

## مکین ولہ

نرگس از چشم گل افتاد ز سیم و زر خویش  
طالب سیم و زر را س غنچه دهن نتوان شد  
افتاوان نرگس از چشم گل شایب نیست و اگر نرگس را بعلت سیم و زر از چشم گل افتاده  
سے فرمایند گل هم ازین علت خالی نیست چنانچه زور و مشهور و معروف است و نرگس  
در مرتبه خود هیچ کم از گل نیست اگر گل را بر خسار مشوق نسبت است نرگس را به چشم هر چند  
او عا هم در فن شعر درست است تا هم اندکے راه بدیسی داشته باشد از باب سخن متنی که او ما  
در فن شعر قرار داده اند از و این معنی بیگانه و جد است و سخن رس سے فہم ہو کو

## مکین ولہ

شمع را گر آتش بیگانه می سوزد مکین  
از گداز خویش باشد احتراق ماهنوز



قیامت را با اهل درد و بیدر و هر دو کار است ایشان تھنیه کرده که قیامت را با موتاے  
بیدردی کار نیست از چه روست

## وله

آخر نماز تا کجا ای طفل خوابازی کنان اگر یانی بر بسلی گلے سر بر بسلی

پانہادن قاتل بر بسلی از راه شوخی و طنازی مسلم لکن سر بر بسلی نہادن مسوع نیست محتوی  
کہ این ہمہ طفل مزاج باشد کہ پاز سر نہ شناسد قاتل شدن برداشبات نمی شود

## مکین وله

نخن شد دلم از فکر کہ چون دوش شسته از بر چه سر برده در آغوش شسته  
در عالم فکر و اندوه سر بر بیان سنجیب و سر برانو متعل است سرور آغوش  
مسوع نیست سندی خواهد نہ

## مکین وله

تا قیامت رسوائے خود کرد مکین نے کشد ختم گر بیان ونہ دشمن دامن  
و دشمن گر بیان گیر دامن گیر است و دامن کشے از راه دوستی است چنانچه شر او تا موجود است

## ه

شور مرغان چمن دامن پرواز کشید ورنہ مارا ہوس دیدن گلزار نہود  
پس باید فہمید کہ شور مرغان چمن کہ دامن پرواز ہم جنس خود را کشید از راه دوستی است یا دشمنی  
و نیز گواہ اینی مطلع ہمین غزل است

## مکین وله

اگر بود ترس می کشمت من دامن اگر ہر اشک بپار بخینہ دامن دامن  
پس این مطلع خود انصاف نمایند کہ کشیدن دامن دال بردوستی است یا دشمنی دامن سخن شعل

## مکین وله

زنجیر زلف یار گرفتد مرا بدست | خاقان ز چین همیشه فرستد خراج من  
 خراج بزور کشید بدست می آید نه بزنجیر زلف معشوق کاش چنین میگفتند که اگر تیغ ابرو من  
 یار بدست من بود و خراج از خاقان میگردم فتم چون شاعر بزنجیر زلف در مصرع اول  
 سری کشیده برای تناسب خاقان چین را در مصرع ثانی تقدیم داده در رعایت زنجیر  
 بگوش افتاده چراغ و این فیل چین را یاد نفرموده که از حق تناسب هر دو ادای شد سخن  
 فتم معنی یاب را باید که بعد از استماع این بیت زنجیر در نشا طزده عمل بر این آیه کلام شریف  
 نماید **مصرع** کو اقلیلا ایسیلا اکثر

## مکین وله

این سیه در رقیب است کمی آید باز | این همان بچه زراغ است کمی بینی تو را  
 درین بیت بجز تناسب لفظ باز و زراغ معنی دیگر پیدا نیست اگر لفظ میسر نکار هم می بود  
 باعتماد شاعر شعر ترقی میکرد

## مکین وله

از آفت و از بلا فرزونی | نه غلطم بر ابری تو را  
 این قسم معنی شعر را ترقی معکوس میگویند در مصرع اول معشوق را از آفت و بلا افزون قرار داده  
 اند و در مصرع ثانی برابر گفته بعد از گفتگوی شاعرانه است

## مکین وله

تا صبح بر غیر شب افسانه شنیدی | در خواب شدی چون سخن خانه شنیدی  
 معنی مصرع ثانی معلوم شد که مدعا شاعر از شنیدن سخن خانه چیست  
**وله**

دل افسردگان از شور محشر کی بدر آید | قیامت را نباشد کار با توبای بیدرد

	مکین ول	
چہ جای غیر ہر کس عشق آن شیرین پسوارو	پدرناشاد ازین رسوائی مادر زاد خواہد رفت	
ارادہ شاعر ازین بیت این ست قطع نظر از غیر اگر پیدا برو عاشق شود آنہم ازین رسوائی مادر زاد از دنیا ناشاد خواہد رفت لاکن مشوق را کسی رسوائی یا در زاد نگفتہ و رسوائی روز تولد بطفل تعلق ندارد مگر حرام زادہ باشند این بیت سوای تفعیل مشوق خوبی دیگر ندارد		
	مکین ول	
ایکبار روی غیر بنگاہی کہ دیدہ است	از چشم پاک حورو ملک قابل تو نیست	
معنی این شعر مفہوم نمیشود شرح آن باید نوشت تا بفہم رسد فصل پنجم در بیان شمار متفرع میزدی موی الیہ کہ بندہ موافق ہستم خود در آن دخل نمودہ است		
	مکین ول	
دائم کہ دل از لالہ بیاد تو ز خود رفت	ہم رنگ بلوی تو اگر است و اگر نیست	
ہست نیست چہ دخل دارد البتہ نیست چگونه رنگ لالہ ما تا بلوی معشوق باشد اگر شاعر ما ہر مے بود این مضمون را این قسم می بست صلح		
از دیدن گل رفت بیاد تو ز خود دل	ہم رنگ بروے تو اگر است و اگر نیست	
	مکین ول	
بسکہ بے نام و نشان تو یکسم تو یکم مکین	ایچنان افتادہ بگذارند روز محشر م	
عاصی گوید کہ این مقام شادی است کہ کسی بروز خضر نہر سد نہ محل ترس است چرا کہ از بہر جان روز محشر خون باز پرس است چنانچہ او ستاد میگوید		
بروز خضر لغانی ز باز پرس مترس	تو بگیسی و غریب تر کہ مے پرسد	
و با اعتقاد اگر چنین مے گفتند	دست مے شد اصلح	
بسکہ بے نام و نشان تو یکسم ستاد مکین	ایچنان افتادہ بگذارند روز محشر م	

زبانهاست چنین آزار بکسی نباید رسانید که روز محشر دامنگیر من شود اگر بجای دشمن دوست  
می بود منی مهر غائی با صبح او لے مربوط میشد و بر لے مراعات قافیه شعر بے ربط نباید گفت

## وله

صبا و بابریده گرفت است کار خویش | گستر و دام و زلف رسا را بهانه ساخت

عاشق را بخوبی زلف کردن لطف است و در دام هر جانوری را صبا و اسیر میکند و نه ای  
معشوق که میدارد بام که قمار بکند و بهانه زلف نماید درین صورت ترخیص دام بزلف است  
و لطف زلف پائمال است معشوق را باید که بزلف گرفتار سازد و بهانه دام نماید و اگر اراده  
شاعر ازین شعر اینست که از زلف میدارد گرفته است و دام را بهانه نموده این معنی ازین  
لفظ بر سر نه آید .

## مکین وله

ازندان جو گوش حرف موزن نمی کنند | زیاد کردی علی را بهانه ساخت

موزن بپاره برندان چه چیز میگوید که حرف او گوش نمی کنند این کار تعلق بنا صح یا بوا عطا  
دارد و ازین عبارت این معنی برنی آید که موزن بشور و فریاد در حق زندان ناسزا میگوید هرگاه  
آنها کتک گرفته در پے او می شوند او بهانه می کند

## وله

نمیدانم چه نیرنگ و خون کرو آن حبیب مشب | که کی بود عی می نالد و کیور قیب مشب  
معلوم نمی شود که در عالم عشق معنی کیت و قیب کدام است

## مکین وله

گرم می جوشد بغیر آفرده خاطر اوست | هر نفس نیرنگ او رنگ و گر سوز دمر

معشوق را سرد و مهر گفته اند و لفظ آفرودگی خاطر معشوق نمی زبید آفروده خاطر عاشق است  
و از رنگی خاطر معشوق مسلم اینجا لفظ آفروده به تناسب گرم جوشیدن آورده اند که معنی

## مکین

شب بخوابم چرخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده بر شکم بیدار نمود
عاصی گوید در مصرع ثانی لفظ رشک بر بجاست	بخت خوابیده عاشق او نیست که بر دمس
اورشک بر دکار بخت خوابیده همین است	که برخلاف مدعای عاشق کار کند بر حصول مطلبش
رشک برد با عقاد عاصی این مصرع ثانی بهتر از دست اصلاح	
شب بخوابم چرخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده سراپا زود بیدار نمود
بر آس بیدار ساختن سراپا زدن مناسب است	چنانچه شعر استاد است
در همه شهر یک فتنه خوابیده نماند	که سراپا زده مرغان تو بیدار نکرد

## مکین

این زمان دم از محبت میزند آن بی وفا	ظلم چرخ دون و جور طالع از دون گشت
هر دو مصرع محتاج دو مصرع دیگر اند موافق مصرع اولی	مصرع ثانی چنین می باید اصلاح
این زمان دم از محبت میزند آن بی وفا	گشت چون ریش از خطا و انهم حد بران گشت
و مطابق مصرع دوم مصرع اولی چنین می بایست اصلاح	
شکر ایزد که یازد دوستی دم می زند	ظلم چرخ دون و جور طالع از دون گشت

## رباعی مکین

در خدمت شاه عالم و عالیشان	بشست اگر مکین مزن طعنه بر آن
بر خاک منت ز خاکساری سایه	ناچار پیش آفتاب تابان
آفتاب دن سایه پیش آفتاب اختراع تازه است	نقصیده اند که نور و عظمت با هم
نقیض اند چنانچه حافظ می گوید	
آفتاب از دوی او شد در حجاب	سایه را با خد حجاب از آفتاب
دنیاز شعر عری است که در ملح گفته عری	
رود باروی زود سایه او با خورشید	چشم پا چشم کند پای او جنب زحل

## مکین و له

اگر گریه فلک دشمن عجب دارم که برخیزد	بهر بستر مرخصی ز گرس بیمار یار افتد
دشمن گری فلک به مردم بیمار چه نسبت دارد و در دست گیری میجا لطف دیگر است که لعل	
به نبض هم دارد درین صورت برائے مصرع ثانی او کئے چنین رے باید صلاح	
میخارد دست او گیر عجب دارم که برخیزد	بهر بستر مرخصی ز گرس بیمار یار افتد

## مکین

بر لب گره از بیم تو دل صد گله دارد	این خسته زانیم چقدر حوصله دارد
عاصی گوید اگر گله و شکوه بر لب از ترس و بیم گره شود او را و سعادت حوصله دل نمیتوان	
گفت بلکه بنا بر خوف جان خواهد بود حوصله آنجا کار میکند شخصی که بقوت و قدرت به همه چیز	
قادری باشد و از شخص ضعیف حرف پست و بلند نشود چیز گوید وقتی که پای بیم میان آمد	
حوصله گجا ماند و با عتقا و بنده بجای بیم اگر لفظ خوئے می بود شعر درست می شود لازم بود که	
این قسم می گفتند اصلاح	

بر لب گره از خوئے تو دل صد گره دارد	این خسته ندانم چه قدر حوصله دارد
-------------------------------------	----------------------------------

## مکین

بهر آخر شفع خویش کردی قاتل خود را	مکین مریخ را نا امید کردن از نومی آید
عاصی گوید میان قاتل و مقتول شفاعت کننده شخصی دیگر باید تا شلغ او باشد و شاعر	
همان قاتل را شفع قرار داد و این خود را آئین ستوری دور است و ما در رے این اوستا و میظبرانند	
که ترک فلک را رقامه ساخته اند قطع نظر از این که ترک فلک نا امید شفعیت رقامی در و پیدا	
گردیدیم صفت شفاعت میبایست که این مضمون این قسم می بزند اصلاح	
بهر خوشی تو سرگرم کردی قاتل خود را	مکین مریخ را خود شید کردن از نومی آید

	مکین	
شادیم ز دیدار به پیغام تو گویا	بر خاستی از دیده و در گوش نشستی	
	شعر عاصی	
عبد پیام را توبه بوی شکسته	بر خاستی ز گوش و بپینی نشسته	
<p>بسی باید همنید که به تناسب دیدار لفظ دیده آورده اند و به نسبت پیام گوش اگر چه مراعات نسبت مسلم است لکن دخل معنی درین بیت دو دارد از فهم سخن سجان است و شعر بنده عاصی نیز علی هذا القیاس شاید جهت تمییز او ستاد حسن قبول یابد و در محاوره او ستادان سلف چنانست که معشوق را بسر چشم و دل جا میدهند و گوش و بینی اختراع تازه است چنانچه شعر حضرت سعدی علیه الرحمة است</p>		
گر بر سر چشم من نشینی	نازت بکشم که ناز زینی	
سبیل هدایت		
<p>بسم الله الرحمن الرحيم          حمد یعنی که عند لیب طبع یک گل خرموده چمن ابداع اوست و طافوس نظر یک گلدسته پریده رنگ باغ اختراع او و طوطی شکری خای ناطقه در محاذی آئینه عرائس معانی سرگرم ادای دلکشای و ساغر نظایر به جره تحقیقش دماغ آسمان پیام شور عشق یک سکدان خوان کرم و شیرینی شکر خواب راحت مضامین یک انگشت از ماده نعم قادری که عقل کل یک پردانه پر توه شمع مجالش قماری که معلم المکوت شرر جیده مجر جلالش بهشت یک گل بیرون مانده دیوار گلزار مهرش سقر یک گرم دودیت بر خاسته از مطبخ ترش محیطی که دریای بیکران فیضان باین موج دینی قطره ایست از قلم اسرارش جمیلی که مرآت خیالات دوعالم مشتاق یک جلوه دیدارش کتاب حکمش نوشتن و بیاجیه نون کنی اتمام گذاشته و دوره افلاک و مرکز خاک سر انجام ساخت کجا بزبان کوتاه بلیلان خو گرفته نفس منیوائی بشکر ادای شمه انان تواند پرداخت بهرست که لذت بکام و زبان رسام و لرغنت سید العالم حضرت محمد مصطفی علیه السلام سر درسی که معراج یک پای بلند یوان قدرت اوست مقاله انار یکب افلی در شان</p>		

سخن رس می فیه چیز محال را در عالم مبالغه منقبت و مدح می آزند اگر سایه را پیش آفتاب  
جامی بود سنی این شعر براس مروج چه لطف و خوبی آشت ظالم را میرزا فاخر کمین این شعر را دیده  
سایه پیش آفتاب انداخته اند و حرف نمی گوید ۵

سراسر آفتاب عشق تا پیدا است عالم را | تو فکر سایه کن اول پس آنکه سائبان پیدا

موافق نهم بنده برای مصرع آخر رباعی این مصرع مربوط است **افساح**

این خاک نشین شست همچون پر تو | ناچار به پیش آفتاب تابان

غرض از نوشتن این اشعار خدا نخواسته عداوت به مصنف منظور نیست بلکه مدعا بر تبیت  
خود است اگر حق تعالی توفیق مطالع این اشعار به سخن سجان دهد درین امر را بے بنده برخلاف باشد  
از ان اطلاع بخشند تا متنبه شوم و اگر بر صواب است باید که نوشقان سخن به پیروی ایشان  
انعام و دوزبان را آلوده مرکب سازند و ایشان را نیز از خط کشیدن و اصلاح نمودن بر شعار  
استادان مسلم الثبوت پای عداوت کسی نخواهد بود بلکه مرکز خاطر همین قلم باشد که مردمان  
اوستاد اوستادان مسلم الثبوت ندانند و سائبان برین کسانیکه بدرجه اوستادی رسیده اند  
عمر عزیز را به عیب جوی خود صرف نموده اند به نکتہ چینی که دیگران چنانچه بنده هم از جهل و بیخ  
سال اوقات خود را در فن ریخته منابع ساخته است و هنوز سخن خود را بعضی جاها بنایه عمرانی  
بیرون نیافته کسان را که درین فن مسلم الثبوت میدانند باید حصول فائده از انوس ادب  
نکرده پیش آنهامی نشیند بلکه نوشق هم اگر دخل بجای شعر این عاصی نموده است مسلم داشته  
و امدای این مرتبه سخن میگزیند و در فن شعر و سخن عبارات رنگین بوستان بے خزان  
است و الفاظ مناسب نهالان اندیش طیکه بقرائن در گل زمین شعر بنشانند و  
منه بر جسته شمشیر من آن بلغ است و نمز نه طراز دران حدیقه بلبل طبیعت است و  
بنظر خرم ملاحظ نمودن بدان ماند شمس که باغبان سبزه بیگانه را از خیابان کند یه بیرون  
باغ اندازد و بے این سخن موزون گفتن به بطول می واد که حق الله و پاک ذات الله  
میگوید و می داند که حق الله کدام است و پاک ذات الله که لے گویند چنانچه شعری  
میرزا بهدل علیه الرحمته است ۵

جهان آئینه دهم است داین طومر زار دلش | نفس پرواز تقریر داند و سے گو بند الهی

و حال این دو شعر که یکے از میرزا است و یکے از بنده موافق این مقال است



دو تیش رشک چہار ابروی دلبران و باہر حرفش اعجاز عیسیٰ تو امان غرض از مطلع تا مقطع چون  
از لف و لہ ریاض و شہار مدعا ہر حرفش آسمان پیمائست اگر مستعان این از مدد در  
شہوار خراج گیرند و چشم بیند گانش از قبیلہٴ یسلی باج ستانند بہر کیف ہر گاہ این شرح مرثیہ  
و سلام نزد احقر رسید بنظر دشمنی در پے تلاش جواب شدم بہر حرفش بسیار دو چراغ را ضائع  
ساختم خیر از بے جوابی نیافتم لیکن محل استعجاب ست کہ من کلام میر محمد تقی صاحب را بسیار  
بکس بلافت دیدہ ام و شنیدہ ام و این مرثیہ و سلام ہم از جملہٴ کلام ایشان ست چنانچہ  
میرزا صاحب موصوف بدستخط ایشان دارند و پیش من ہم رسیدہ است بیان واقعہ کہ  
این مرثیہ و سلام قابل شرح ست و جای دیا فت فہم دانا ست کہ چنین کلام ناقص انجاء خیر

### سبیل ہدایت

مبدع عقل و کان ہنرمند و ذکا  
اعتراضی سے پر مجھے ملے ڈر  
اس سبب سے کہ تجری جائے ادب  
کچھ نہ بولا سوا اے امتنا  
کرنی مجھ کو ہوئی بہن واجب و فرض  
مرثیہ کہنے کا ہوا اند کو رہ  
حق میں اس بے زبان کے بندہ لازم  
لفظ و معنی میں اسکے کم ہو چل  
بندش اُنکی نہ آوے اپنے پسند  
شرح لکھ دے جو مرثیے کے ساتھ  
دلین گذرا کہ مرثیے کا فن  
میر کی گفتگو سے وال اس پر  
سیکھے اس سے کہنے کا اسلوب  
دل میں بسا کوئی نہ طہرا اور  
ڈھونڈھنے میں لگا ہر اک کے گھر

میر صاحب مرے کرم فرما  
عرض رکھتا ہوں اے کرم گتر  
کھول سکتا ہنہن میں اپنے لب  
جو سخن آپ کی زبان سے سنا  
لیکن اب آپ سے کئی اک عرض  
آپ کے ہوتے جب یکے حضور  
وان یہ بولی زبان سحر طراز  
رہتے گی جو وہ کبھی بے غزل  
مرثیوں کے سنے جو کہتے بند  
معنی اُنکے تب آوین فہم کے ہاتھ  
جب بتکرار میں سنے یہ سخن  
ہوئیگا فن شعر سے باہر  
اسکا آگاہ جو کوئی ہو خوب  
ماہر اس فن کے جب کیے میں غور  
آپ کے مرثیوں کو تب اکثر

و حکمت است انگشت فرنگش مجر ساری پید میضای کلیم را چهار انگشت میشارد و دم  
جان بخش هزار عیسی را قالب بی روح می پذیرد از آن روزی که آفتاب طهورش برین خاکدان  
تابیده معاشر انبیا را چنان چشم چراغ نموده که در خیال خواب تصور چشم بر همزدن بخاطر  
گذرد آمی لقی که از ازل تا ابد گوشه دولتان ایچد خوان او سر و قضا و قدر غلامان جادویش  
و رگهایش تقدیر داخل و پیاویده خبر گیران سپاهش نکته خاک گردی ست دور مانده از قدم  
ر هر دان جوای وادی کنه مغاشش بجای قطره عرق چکیده از پیشانی بیرون از آتش هوا فست  
که در باد آن سرمای دم و هوشش ایجاد دوستانش بالا کشیده آتش گرمیت از آله آله پایان  
محرای شوقش که در انوار علم مطلب رسیده اندیانه رسیده اند صلی الله علیه و آله انبیا و است الارض  
و السما فی منقبت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیه الصلوٰه والسلام مبارک تری و در هوش  
خرامی قلم بمنقبت ساقی ایست که از سبب او نشئه کرنا آدم بمحانه حقیقت انسانی رسیده  
نگاروی ابصار موج پیمانه اودهای هوفسهای قلقل مینای متبانه او خورشید خشتی ست  
بر تافته خم کیفیت هوش ایمان غیش نه سپهر و روی کش جام جان بخشش دو عالم حریفش  
جام وحدت آشنایش طرنگهای باده خیالات سرخوشت از ساغر هوشش بایش ساغر گل  
امید کوین متوقع قطره دامنه انجام ستانه اود بیل عالم علم بطون بی وقفه بحسن طلب  
مدح خوان او صلوٰه الله علیه مع آله و اولاده و انما ابدانی روح استکلم و الکلام اے  
طبع اگر اثر کلام میخواهی افغان را از دست ده و بیا بوصف سلطان المعانی نهنگ  
بحر سخنانی المنج ابلاغ افصح لفظی میرزا محمد رفیع سو واکه حالا قلم سخن باضانت یزین  
حکم ایشان ست و کلام ایشان مصفان عالم را عجز تر از جان ست علی الخصوص شرح این مرثیه  
و سلام که مسمی بسبیل هدایت ست تحفه بر بلاغت روزگار میزند محض الی براس تربیت اهل محبت  
نه برای محافل سرانجام شده متفق علیه بلیل طبع مصفان عالم تبویفیش نغمه سر است خیر بینی  
مضمونش اگر مورچه از کافز پیدا کند رو است منون بلاغتش که راجون گل سراپا گوش  
گرداند شکر خوانی مغیش هر کس را از ملاحظه میوش سازد از مطلعش مطلع آفتاب پامال حیرت  
میشود اگر اثر شمع الفاظش بر خاک مرده بکوبند باندیم قیامت میشود هر مصرعش چون ببرد  
از دست از خلل سنگ بی انصافان هر بیتش بلج گیرنده از میت ابروی خوبان برین  
بین السطوش و الی صبح صادق و مقابله و مصرع مقابل طاق ابروی موشان عاشق

## شرح

پہلے یہ کیسے اے کرم سرما  
 آپ پر جس طرح سے ہو تحقیق  
 دوسری بات یہ جو کسہ ڈالی  
 اور اس نوع کو بیان کیجے  
 یا وہ جسطرح مجھ پہ ہے اثبات  
 مگر چہ وہ شخص ہے امام حسینؑ  
 لگے فرمائے مجکو بتلا تو  
 تب یہ چھاتی پہ لوٹ کر بولا  
 عرض کرتا ہوں مجکو کیجو معاف  
 مان مری فاطمہ علیؑ ہے باپ  
 اور جس شخص کا نواسا ہوں نہ  
 حق میں جسکے ہے آیہ لولاک  
 سب بنی جان اس کو مان میں  
 نور چشم اپنے سے عرض سنکر  
 مبسم ہو تب یہ فرمایا  
 انکے رتبے کی ہے بہم یہ منط  
 ظاہر اتم کو ہے یہ قصہ یاد  
 رتبہ اباطنی پیغمبر  
 نسبتی مرتبے کو تم فائق  
 باطنی رتبہ جو بنی کا ہے  
 موجب اس رتبے کے بنی کریم  
 میم احمد سے کرد یا جب رد  
 احدیت سے ہے مرتبہ بالا

باطنی رتبہ ہے بنی کا کس  
 اپنے مخلص سے بھی کہو تحقیق  
 ہو تم اک نوع اُن سے بھی مالی  
 مجکو آگاہ اس سے کر دیجے  
 کہ تو عرض میں کروں وہ بات  
 ایک دن جس کو سید الثقلین  
 مرتبے میں بڑا ہوں میں یا تو  
 کیوں یہ سررشتہ بات کا کھولا  
 دلین کر لیجو سنکے یہ انصاف  
 والدین اپنے اب بتاؤں آپ  
 امر ہو تو اُسے بھی بتلا دوں  
 بزبانی ہے خالق افلاک  
 اپنے نانا کو آپ جنان میں  
 یہ لطیفہ ہوئے خوش آن سرور  
 سخن راست حق کو بھی بھایا  
 لیک جو آپ سمجھ میں سو غلط  
 جسکی ردوئے گی فہم کر بر باد  
 اپنے نزدیک لیک ٹکڑا کر  
 اسے سمجھے ہو یہ نہ تھکا لائق  
 اسکے مافوق ہے جو بیجا ہے  
 آپ کو لو لے احمد بے میم  
 تھا جو احمد سو ہوگا واحد  
 سمجھے محاکات ہی پوچھنے والا

<p>غرض اک مرثیہ اور ایک سلام          وہم اپنا بہت بجا پایا          واقعی فن شاعری میں نہیں          مرثیے میں روارکھے ہے یہ کہ          شاعر اس راہ سے نہیں آگاہ          چاہے ایسا کہے تو کہہ نہ سکے          کہنے لائے تھے مرثیہ کم کم          ہوا اپنے تئیں کو یوں معلوم          روئیں سن پڑھیں جب انکے پاس          چپ ہی رہ جاؤں ہو نہیں سہ دھنکے          لیکن اسپر کبھو نہ رونا آئے          حق میں بندے کے غائب و حاضر          نہیں آتا وہ جس سے رو دین سب          خون جس سے عوام کا ہے دل          شام سے کوئین سینہ صبح ملک          یہی آتا ہے بار بار افسوس          معنی اُسکے نہ مجھ سے حل ہو دین          اسی عزت کے مائے مرنا ہوں          مانو تو جان کی ہے اپنی نجات          دستخط خاص سے رکھے ہے غلام          عمل اور معنی اُسکے رکھ دیجے          چھوٹی امت میں بیٹھ کر روؤں</p>	<p>ہاتھ آیا مرے بسعی متام          فہم میرا جب ان میں در آیا          مرثیہ کہنے کا ہے جو آئین کو          بلکہ وہ چیز جس سے شعر ہو رو          مطلب اس کام کی جدی راہ          مذک کے مائے تو یوں وہ کچھ ہی کے          شعر کے قاعدے کے موجب ہم          سوز بانی تمھاری اسے مخدوم          مرثیہ وہ جسے عوام الناس          اور سودا کا مرثیہ سُنکر          کیسی ہی طرح کوئی اسکی بنائے          بار ہا یہ سخن ہوا غلام          سچ ہے یہ مجھ کو مرثیہ کا ڈھب          آپکے مرثیے کا ہونا تامل          سنکے جہاں جس پہ بدھو تک          لیکن افسوس صد ہزار افسوس          بدھو جہا سمجھ جسے رو دین          جب یہ صورت خیال کرتا ہوں          غرض اس امر میں کہوں اک بات          وہ جو اک مرثیہ اور ایک سلام          من بکا کے حدیث پر تہجے          میں بھی آگاہ اس سے تا ہوؤں</p>
--	---

متن

ظاہر اُن سے بھی ہوا کہ نوع عالی اسلام

اے بنی کے باطن اُرتے کے والی اسلام

	متن	
ہاں گریان گیر گردن تیرے لشکر کا لو	تا قیامت کم نہیں ہوتی ہے لالی اسلام	
	شرح	
نہیں آیا مجاورے میں کبھو ہونہ ثابت شفق سے یہ جب تک معنی جو چاہا ہوا سین تم سو کمان		نخون سوا ایسی جا میں لفظ ہو اور لالی کا حرف کرو و حک سانہ تشبیہ ہو شفق کی یہاں
	متن	
وے ہو الظاہر ہو الباطن کے والی اسلام		اے ہو الاول ہو الآخر کے مالک بالیقین
	شرح	
کیا ہو الباطن و ہو الظاہر اس سوا جس پر کیے ہے تکفیر مالک اسکا حسین نہیں رایا		کیا ہو الاول و ہو الآخر حق کی جانب پھرے اراں کی منیر کیا یہ خاطر میں آپ کے آیا
	متن	
کیا حدیث مشکلم تم نے بچالی اسلام عبد ہو کے بات سننے ساری بائی اسلام لی مع اللہ کے ہو تم ہر وقت عالی اسلام		یہ شہادت تیری نامہ انا بشر کی تھی یہ شہادت تیرے کلمے کی شہادت تو نام ورنہ تم بے شبہ و شک احمد بے میم ہو
	شرح	
کیا بندے نے آپ کا معلوم ہے تمہارا یہ مدعاے کلام		مطلب اس پرہ شعر سے مخدوم کرتے ہو تم خطاب یوں بانام

فہم یون باطنی سے ماہر ہے کس طرح سے کہو تو سبط بنی حرف میرا نہیں ہے لایعنی غش نہیں صرف اُسکے مضمونین کہو لفظ شکر کو کروں مصرع ثانی سے بھی ہو آگہ	اس سوار تہ جو ہے ظاہر ہے رتبہ باطنی سے ہو عالی فہم کے معترض ہیں یہ سنی خلل اس سے زیادہ موزونین بندش الفاظ کی ہے ناموزون نوع کے عین کو نہیں جاگہ
--	--

متن

اے تصدق یہ پدر یہ مادر اور یہ جد پاک ختم ہے تپیر یہ سب صاحب کمالی السلام

شرح

گر نہیں جانتے تو سن لو اب گر تعلق کمال کا ہوتا منحصر کچھ نہیں نسب پہ کمال بندش الفاظ کی غلط اس کی پیش مصرع میں لفظ یہ سے مراد پر نکلتا ہے اس سے یون بیکید	ساتھ اوسکے ہو جسکا نام و نسب پر نوح باپ سا ہوتا جس پہ ہو فضل ایزد متعال بری ہے مہنی کی بنط اسکی آپ کو ہے بزرگی اجداد سب تصدق پدر سے لے تاجد
--	--

متن

لا مکان بھی ایک بازگاہ طفلی ہے ترا کوئی مکان تم سے نہیں باتا میں خالی السلام

شرح

عوذ کوئی مکان جو لفظ فصیح	بولتے کوئی جا تو تھا یہ مسح
---------------------------	-----------------------------

— — — — —

<p>علی کے دوست حق کے کئے پر اور اس کے کلام کی تائید میں سنے ہیں سلام تو اکثر لطف ہے اس سلام میں اکل اور بس کہ بے ربط اس قدر ہو سلام</p>	<p>ہو سکے ہو کرے وہ عقل اگر جس پہ کھڑا دے یہ کفر شدید لفظ و معنی میں بہتر از بہتر کہ نہیں اس میں سلام کو منظور بیچے تم سا اسے بہ نذر امام</p>
---	---

مفسر میر پر آمینہ دار ان معنی کے مہرین ہو کہ محض عنایت حق تعالیٰ کی ہے جو طوطی  
ناطقہ شیرین سخن ہو پس یہ چند مصرع کہ از قبیل ریختہ در ریختہ خاتمہ دو زبان اپنے سے  
مصفیٰ کا غز پر تحریر پائے لازم ہے کہ تحویل سخن سامعہ سجان ردگار کردن بازبانی  
ان اشخاص کی ہمیشہ مورد تحسین و آفرین رہوں مطلع

میت و قدر شناسا سے پہونچے ہو ہم  
ورنہ دریا میں غرق نہ بھی نہیں گھر ہو کم

مضمون سینہ میں پیش از مرغ اسیر نہیں کہ ہو بیچ فقس کے جو قوت زبان برکایا فریاد بیل ہے  
واسطے کوس و ادس کے غرض جس اہل سخن کا در منصفی زینت لب ہے سر رشہ حسن  
معانی کا اس کلام کی اس سے الفاظ طلب ہو اگر حق تعالیٰ نے صبح کا غنہ سپید  
کے مانند شام یہ کرنے کو یہ خاکسار خلق کیا ہے تو ہر انسان کے فائوس و ماغ میں  
جراغ ہوش دیا ہے چاہیے کہ دیکھ کر نکتہ چینی کرے ورنہ گزند زہر آلود سے بے  
اجل کا بیس کو مرے ہر چند کلام استادان سلف پر بھی غلطی کا گمان ہے کہ واسطے کہ انہاں  
مربط اخطاء و النیایں ہے لیکن خداے تعالیٰ نے جنھیں شعور کرامت کیا ہے وہ  
سمجھتے ہیں ناگہ اگر لکھیتی کی بدی سے قدرے زر قلب نکل آوے تو اس پر کسی کو خوض و  
غور نہیں اور جو خریطہ مراف سے ایسا کچھ پائے تو اس سے کہیں ٹھوڑی نہیں پس لازم ہے  
زیہوش کو ربط الفاظ سے معنی کو سمجھ کر دے تا وہ بال فیضان ناطقہ اپنی گردن پر نہ لے

چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

ادل اندیش انگلی گفتار	پایے پیش آمد ست و پس دیوار
انسان کہ جس فن سے آج کو کامیابی ماہر نہ کرے چاہیے کہ انہیں اپنے حد سے سخن باہر نہ کرے گفتگوے جاہل پہلوے عالم مورد انفعال بلکہ ٹوٹی ہے اس کی	برابر مد فضل و کمال ۵

ہے بنی و امام حق کی ذات  
 انا بشر جو بولے پیغمبر  
 رتبہ تیرا ہے جو خدا عالی  
 تو بلا شک ہے احمد بے میم  
 ہے قصوف کی راہ سب یہ درست  
 نہیں لفظوں سے معنی کو کچھ ربط  
 اور ہے راہ جو شریعت کی  
 کلمہ ہے جو کہ دین کی بنیاد  
 وہ نبی نے جسے پڑھایا ہے  
 انا بشر ہے آیہ قرآن  
 مشکلم جزو ہے اس آیت کا  
 اس کے اسکا بیان ہوشان نزول  
 علماء وہ جہین ہے عقل معاد  
 دعوت دین جب احمد مختار  
 دل چھیاتے ہیں اپنے ہم اس رو  
 نہیں سنتے ہمارے گوش ہین کر  
 تب یہ آیت غرض بران سرور  
 عالموں سے مین گوش دگودے  
 کہ کہ مین بھی بشر ہوں جو ہو تم  
 آپ سمجھے نہیں اسے بخدا  
 کرے ارشاد جو خدا کی ذات  
 سمجھے اس کلام کی تائید  
 جائے تائید ہے وہ جب باہم  
 تھی اگر آپ کو بفکر اسلام  
 بولتے یوں تو اس میں تھا خلل

حق کو کیا کام از حیات و ممات  
 اسکے اثبات پر دیا تین سر  
 عبد تین ہو کے بات سب پالی  
 لی مع اللہ مین ہر زمان ہے مقیم  
 بندش الفاظ کی بہر اتنی سست  
 سمجھے وہ ہی جسے ہو مجھ سا خط  
 وان خدا ہو خدا بنی ہے نبی  
 مسلمین کا ہے صبح و شام اوراد  
 آپ کو عبد کہہ جتا یا ہے  
 وحی ہر پیر دو جہان  
 منفصل باندھنا نہ مین سمجھا  
 جسطح چاہیے سوائے رسول  
 یوں نہ بانی ہے انکے مجکویاد  
 لگے کرنے تو بولے یوں کفار  
 اے محمد جو کچھ کہے ہے تو  
 اپنے آئین کی بات ہم سے نہ کر  
 ہوئی نازل ذخا لقی کبر  
 سنے ہین مسنی یوں اس آیت کے  
 وحی آتی ہے مجکوا سے مردم  
 جمل کیجے تو ہے یہ امر جدا  
 سب مبرا ہے وہ نہ تائیدات  
 کر شہادت کو فہم سے ہے بعید  
 ملے بحثین کسی کے تم یا ہم  
 یہی آیت غرض بدح امام  
 انا بشر ہے مین کیا ہے عمل



## مرثیہ عن شرح

یہ مطلع جو ہے آپ کا تو عجب ہے  
کہ یہ ریختہ کنے والو کا ڈھب ہے  
وے فیض کا ناطقہ کی سبب ہے  
نجانو کہ یہ مرثیہ یونین سب ہے

## متن

مجنون نے دلے خوشی سب تجی ہو  
عجب طرح کی دلے دیلا جی ہے  
ہر اک گھر میں ماتم کی مجلس رچی ہے  
کہ روز قیامت کی گویا شب ہے

## شرح

تجی کا رچی قافیہ شائگان ہے  
رچی اور رچی قافیہ جبکہ یان ہے  
سو وہ ہر صرح میں صورت کمان ہے  
تو یہ قافیہ ہر طرح سے کڑھب ہے

## متن

کوئی دل نہیں جبکو ماتم نہوے گا  
یہ دن کچھ قیامت سے بھی کم نہوے گا  
وہ دل دیر ہو حسین یہ غم نہوے گا  
قیامت میں کچھ نہوے گا جواب ہے

## مرثیہ

جو لفظ سے شعر کی تم ہو ماہر  
مرا صاحب اس بحر کے رکن آخر  
تو افروزی ہمزہ دیا ہے ظاہر  
نہوگا ہے موزون نہوے گا کب ہی

## متن

ہے چار و لطف ہو رہا شور محشر  
حسین علی پر چلا یا ہے خنجر  
زمین آسمان ہو رہا ہے تل داو پر  
ہر اک جان اس غم سے خنجر طلب ہو

بات گلاوے تو چپ رہ کر گمانے نزدیک	سوطح کا ہے سخن پردہ خاموشی میں
اگر آگاہ جس نے آگاہ سے اس فن کی بولی بولے گویا ہر دو لب اوس کے دروازہ	رسوائی کے پاٹ ہیں کہ عدا اپنے منہ پر کھولے بیت
طرفہ میوہ ہے یہ سخن اے دوست	مغز شیرین قلع جس کا پلہ نست
<p>محقق نہ رہے کہ عرصہ چالیس برس کا بسر ہوا ہے کہ گوہر سخن عاصی زریب گوش اہل ہنر ہوا ہے اس ملت میں مشکل گوئی و قیقہ سنجی کا نام رہا ہے اور سد امرغ معنی عرش آشیان گرفتار دام رہا ہے باوصف اوس کے قول خدا مفاذ مع ما کدر پر عمل کیا ہے بلکہ تمام عالم کے سخن افسانہ پر تمکیزانہ گوش دیا ہے جس کی زبان پر قبیل اعدا سے حرف واقعی اور منصفانہ جاری ہوا ہے ! اللہ کہ مرتبہ من قلم حزفا فہو لا طاری ہوا ہے اور بے اختیار زبان سے یہ مہر ہوا ہے ہر نوع</p>	
و اے برجان سخن کہ بہ سخندان نرسد	
<p>لیکن مشکل ترین و قائل طریق مرثیہ کا معلوم کیا کہ مضمون واحد گوہر ار رنگ میں ربط منی سے دیا چنانچہ اس کا تم میں بخشم سا کو نے غز قبول نہیں پایا ہے اسی مغفور مرحوم کے یہ فرمایا ہے</p>	
جہی کہ پاس محل شان داشت جبرئیل	گشتند بے عماری و محل شتر سوار
<p>پس لازم ہے کہ مرتبہ در نظر رکھ کر مرثیہ کہے نہ کہ براے آریہ عوام اپنے سین یا خود کرے نادر مقالہ ہے کہ عقلا جو نہ سمجھیں اور ضبط تفہیم و قصد بکامین رہیں اس کا سیاق و بیان جلا دریافت کریں اور پھوٹ بہین ملت</p>	
معنی لفظوں سے ہوتے ہیں دلوش	یا ان ملک رتبہ سخن بہو بچا
<h2>مرثیہ عن متن</h2>	
دلوں پر مجنون کی حالت عجب ہے	مہبت ہے اتم ہر قسم ہر تعب ہو
غرض کیا کہوں کس دوش کا غضب ہو	حسین علی کی شہادت کی شب ہے

نہ لینے دیے اسکو اک دم بھی سالم	دیے اسکو کیا کیا لقب پر لقب ہے
شرح	
ویسے مین دیا ہے یہ کنار و اسے	زبان جمع واحد سے یوں آشنا ہے
یہ لہجہ مین حیران ہوں کس ملک کا ہے	ویسے اسکو کیا کیا لقب پر لقب ہے
متن	
دو دنوں بات و دن تو گئے ہر طرح مین	بظاہر مصیبت پہ باطن فرح مین
سحر پہ ہوا خون قضا کے قدح مین	کہانی لے شیر تو خشک لب ہے
شرح	
چو پوچھوں قدح مین بھرا خون کن نے	تو بتلاؤ گے تم شہادت کے دن نے
پہ حیران ہوئیں کون نہ وہ کہ جن نے	کہانی لے شیر تو خشک لب ہے
متن	
سحر تھی کہ خواب عدم اسکو کیسے	سحر تھی کہ آخر کا دم اس کو کیسے
سحر تھی کہ ظلمات غم اسکو کیسے	کہ اک یہ تو اسکا سویدا کی شب ہی
سحر تھی کہ تلوار کی کوئی جھک تھی	سحر تھی کہ برق ستم کی چمک ہے
سحر تھی کہ کوئی واپسین کی پلک تھی	سحر تھی کہ موت اس سے رودر جیب ہے
شرح	
دم واپسین گوش زد ہے ہمارے	پلک واپسین کی زباں پر تمہارے
پھرے تھی اجل جس جگہ منہ لپا ہے	اسے کیسے پردہ سین وان کیا عجب ہی
کہ وہاں ہی نہ ذکر شہادت	کہ کھواضی و حال مین کچھ تفاوت
کہو تو یہ کس طرح کی ہے عبارت	سحر تھی کہ موت اس سے رودر جیب ہے

## شرح

یہ تھیں مصر کے یونان مجھے سنکر  
زمانے میں ہر سمت ہے شور و غش  
یہ تھیں مصر کے یونان مجھے سنکر  
ربا پر فیضوں کو لانا غضب ہے

## متن

بجا ہے کہ لوہو کے دریا بہائے  
یہ کشتی فلک کے لومین ڈوباے  
شہ تشہ لب کا کے غم سناے  
یہ کس منہ سے کیے کہ وہ خشک لب ہے

## شرح

کے کہتے ہو کون ہو وہ کہاں ہے  
کین ہر مصر میں اسکا نشان ہے  
جو اپنے پہ اس گفتگو کا گمان ہے  
تو یوں کیے کہنے کا ایک ڈھب ہے

## شرح باصلاح

بجا ہے کہ لوہو کے دریا بہاؤں  
یہ کشتی فلک کی لومین ڈوباؤں  
شہ تشہ لب کا کے غم سناؤں  
یہ کس منہ سے بولوں کہ وہ خشک لب ہے

## متن

یعینون نے اسکو دین سے بلایا  
بچ اقبال کے بن میں بیا  
پھر اس جو سے اسکو ملا اہی ملیا  
کہ بس غم سے خورشید کے تین تبا

## شرح

بچ اقبال نے زانزدنی با  
کیا غیر موزون یہ مصرع سراپا  
نہیں اس میں ہرگز مرا حروف بیجا  
کہ اوزان اشعار میرے لب ہے

## متن

غرض وہ جفا اوس کو دکھائی ظالم  
کہ بسکا وہی آپ رب ہیگا عالم

تھیں میں نے اللہ کو سونپا اب ہی	اے میرے عیال اور مری بیٹی بہنا
شرح	
جنہیں دختر خواہر اس جا کہا ہے عیال ایک جو لفظ ہے اس میں سب ہی	عیال اے ملاذان سے کب ماسوا ہی یہ تفریق بیجا سے کیا نہ عا ہے
جواب اسکا کچھ ہو بجز ہرزہ گوئی تھیں میں نے اللہ کو سونپا اب ہی	یہ ہو چوتھے مصرع کا پوچھے جو کوئی سخن کہنے کے طرز یہ بھی ہیں کوئی
متن	
سب اہل حرم سینہ کو بان کھڑے ہیں کہ دیدار اب تیرا پھر ہلکو کب ہے	شہ دین یہ فرما کے رنگو چلے ہیں بلا میں وہ چاروں نظرت لے رہی ہیں
شرح	
پیر اتنا نہ سو جھانہزار آفرین ہے روا ماضی میں حال کا ذکر کب ہے	تھیں اپنے پر شاعری کا یقین ہے چلے ہیں کے کہنے کی یہ جانہیں ہے
یہ معیوب فن سخن میں لیا ہے بہت شوخ ہو اور پر بے ادب ہے	چلے اور کھڑے قافیہ جو کیا ہے تھیں جن نے بے عیب آکھ دیا ہے
سخن واجبی پر کے دن نہ رہنا کہ دیدار اب تیرا پھر ہلکو کب ہے	جو عتہ کرو گے مجھے وہ بھی کہنا بلا میں لیے سے نہ نکلا یہ کہنا
متن	
اور اس طرف کلثوم تھی لب بلاق فراق اب ترا ہکونا اور حطب ہو	اور عزیز نب اس کے تھی قربان جاتی اے بھائی یہ آفت سی نہیں ہو جاتی

<p>متن</p>	
<p>غرض اس سحر نے جو چہرہ دکھایا حرم نے جواب اسکا اور کچھ نہ پایا</p>	<p>شہ دین نے اسباب رن کا منگایا سبھون کے منہ اوپر نہیں اور قصب ہی</p>
<p>شرح</p>	
<p>سخن سب کو سب کا خوش و ناخوش آیا خدا جانے تم اس میں کیا مغز پایا</p>	<p>پر اس گفتگو نے نہایت رجھایا بدانت لینے تو ہدیہ ان تب ہے</p>
<p>قیص اور قصب یا نہایت ہیں بجا کسین پر بن کو قیص اے ملاذا</p>	<p>بتاؤ مجھے کہنے کیا ان کو بھجا بناتاتین سے ہی کچھ سو قصب ہی</p>
<p>قصب اس سوا قسم ہے پارچہ کی جگہ آب نے جس اراد کو یاں دی</p>	<p>نہ اس معنی سے بھی ہوا بنی تلی سو لفظوں سے اسکا ٹکنا عجب ہے</p>
<p>کو مرنے یہ رولا دے گا کس کو رولانے کی خاطر سناؤ یہ جس کو</p>	<p>روئے گا سر اپنا کوئی سنے اسکو کہو کیا جو پوچھے وہ کیا شے قصب ہے</p>
<p>متن</p>	
<p>کما شاہ دین نے اے میرے غریب خزان دل باغ کی عنبر لیبو</p>	<p>زمانے سے ساری عمر بے نصیب عجب طرح کا تم اوپر فضل رب ہی</p>
<p>شرح</p>	
<p>خزان دل باغ کب گوش زد ہو غلط گوئی کتنی غرض یاں بکد ہے</p>	<p>خزان دل باغ کی کو تو سند ہے اگر فرض و واجب نہیں مستحب ہی</p>
<p>متن</p>	
<p>تو اب ہاتھ سے تم رضا کو نہ دینا</p>	<p>جو اوپر سر و چشمہ یا اس کو لینا</p>

نہیں ہرگز ہرگز تمھاری زبانی	انھیں اس میں لکھ لینے کا کیا سبب ہے
متن	
اُدھر باؤن پر گر پڑی ام قاسم	کہ میں بیوہ تیرے برادر کی خادم
اے حضرت مرے دین و دنیا کے حاکم	کہو میرے مرینکا بھی کوئی دھبہ ہے
شرح	
اُدھر معنی کی رو سے افروز ہریان	یہ لفظ اپنی جانب میں بے سود ہریان
یہ لے غیر موزون بھی موجود ہریان	نہوں یہ دو لفظ اس میں بے سقم تب ہر
متن	
اے بھائی جی میرے تو جو کچھ تم کہتے	مرے جیسے مرینکے رکھوالے تم کہتے
چھتر میرے اور میرے پوتے تم کہتے	میں تم بعد جیونگی یہ کیا غضب ہے
شرح	
عوض آپ رکھوالے کے بندہ پرور	یہ کہتے کہ وارث ہو تھا اس سے بہتر
جھین لوگ کہتے ہیں رکھوالے اکثر	جتنا مجھے انکا یاں فرض اب ہے
جیسے کیے رکھوال سو پاسان ہر	جو موتا پہ ہو پاسان وہ کہاں ہے
مجاور با فواہ اہل جہان ہے	نیویں بولے ہونگے کہ دراز ادب ہے
چھتر کہتے ہو کیا ہوا ہر یہ تم کو	عرض کیا کہوں واہ صلو و جلو
کہو کن کے لے کی آتی ہریان بول	جہان دیدہ ہوا آشنا قوم سب ہے
متن	
اُدھر بیٹوں نے ہر دامن کو پکڑا	گر بیان لپنے ہی دونوں نے بھاڑا
لے بابا جی ہکو یہ جینا ہے کھانا	کھلا دو اگر زہر کی کوئی حب ہے

	شرح	
تو جا کر بنین شاعری کے وہ فن میں کہ جو منہ سے نکلے ہو بے لٹا سبھا		جوا تہی ہو تقطیع لفظی سخن میں مگر کان بے ربطی کے ہیں ہن میں
لگی ہر ہن کئے کوٹ اپنی چھائی چلا تو بھی بھائی مرا کون اب ہے		یہ بندش تھیں کاش یوں باندھ آتی نہیں تیری فرقت سی مجھ سے جاتی
کون کیا میں یہ مرثیہ ہو کہ پھکڑی فقط قافیہ کے لیے یاں حطب ہے		مزاج آپکی سچ سے جاتی ہو اکڑی زاق آگ بیشک ہے لیکن نہ لکڑی
	متن	
علی کا ہوا داغ تازہ دو بارہ نکرنے کا جو ہر بہین کیا سبب ہے		اے بھائی بنی آج گویا سدھارا اے بھائی پھر ننگے کمان ہم اوارا
	شرح	
کر لے کا بنین اسمن ہرگز ٹھکانا جسے شعر تقطیع کرنے کا ڈھب ہے		سریت اس بحر میں یہ بخانا انہیں اس جگہ ان نے موزون ٹھانا
کسی میر و میرزا کو کہتے نہ پایا کو اہل خطہ ہو وہ یا عرب ہے		ادار فقط تم سے سننے میں آیا بلا مدامے تمکو کن نے بڑھایا
	متن	
زمین کھود ہم سب کو یاں گاڑ جاؤ ہماری بھی آنکھ شہادت نسب ہو		ہمیں اپنے ہاتھوں سے تم مار جاؤ لگا ہلو ایک ایک تلوار جاؤ
	شرح	
کون طبع پر گرنہ آئے گرائی		میں اس چار مصرع میں جبات جانی



وہ آشاہ کے پادشہ گر پڑی تھی	کہ یا شاہ احوال میرا عجیب ہے
نہ لٹنے کی اب مجھ کو اپنی خبر ہے	نہ معلوم ہے سر کی چادر کدھر ہے
یہ تم نے جو مرنیکو باندھی کمر ہے	مری موت بھی اسگھڑی مضطرب ہے

## شرح

سنی آپ سے میں عجیب یہ حکایت	کہ لٹنے کی تھی غم کے آگے شکایت
عبد رتوانیج بھی ہے نہایت	خبر آکھو ایسی باتوں کی تب ہے
خلل اور اک اسیمین ہر بندہ پرورد	نہیں موت وہ غم سے جو غم سے ہو مضطرب
اسے یوں کو اپنے تخلص سے لے کر	مرے جسم میں جی مرا مضطرب ہے

## متن

مری موت اب مجھ کو پاتی نہیں ہے	کہ ہر مرگئی موت آتی نہیں ہے
مری آہ جگ میں سامتی نہیں ہے	مرے غم سے فریاد بھی جان بلب ہے
ترسی راہ بالوں سے لپے بہاروں	سر اپنا اٹھائے قدم پر اتاروں
لے سرور میں اپنے یقین تیرے واروں	مرا موبو بوجھ یہ قربان سب ہے
میں اصغر کو بھی اسگھڑی بھول گئی ہوں	کہ شب جسکو ساری ہلائی رہی ہوں
میں اسدم تو فانوس سی جل گئی ہوں	مرا تن بدن شمع ساں ملتب ہے
آتے میں اوھر عابدین نے پکارا	سر اپنے کے عین چار پائی سے مارا
کہ بابا جی میں کیا کروں کا بچا را	مرا دل عجیب طرح سے مضطرب ہے
اتے بابا اکیلا میں اب کیا کروں گا	یہ ناموس کیدھر میں لیے پھر دوں گا
لے بابا مصیبت میں کیا کیا بھر گا	میں کیا جانوں قیمت میں کیا کیا اقب ہوں گا
میں تم بعد احوال کس کو کہوں گا	بچوں کا بلکنا میں کیونکر سہوں گا
اس آتش کدہ میں کیتک دھونگا	مرا دل تو تندور سا ملتب ہے
مجھے کہیے ناموس کیدھر لجاؤں	یہی چاہتا ہوں کہ سر کو کٹاؤں
کہاں جا کے عورت کو میں چھناؤں	کروں کیا وصیت کا پاس ادب ہے

<p>شرح</p>	<p>کونئی نظم میں ہو کہ اتنا ہر دور ہے کروں منہ آدہ ہو کے کر نیکو تائے</p>
<p>کیا تم نے یاں ہو کوئی دوست کا ہو تھین تو یہی پٹینا جب نہ تب ہے</p>	<p>نہ اودھر ہی کے لفظ کا وہب ہو نہ بابا ہی جی کا مخاطب ہو آئین</p>
<p>نہ صحت قوافی ہی کی اب ہو آئین بجز ربطے ربط جو چاہو سب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>ابن حاجی مولس سے شاید لیا ہے بھلا کیے یوں قافیہ ٹھیک کب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>ابن گور پر فاطمہ کے بھٹا دو بتا دو جو کوئی اس زمین میں نقب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>سر پایہ لائے بھلا اسکی تقصیر فصاحت کو اس واو کی دان طلب ہو</p>	<p>متن</p>
<p>سرکشا سکے دامن تلک لک لڑی تھی</p>	<p>سکینہ کی مان پیچھے سب کے کھڑی تھی</p>

یہ مصرع بھی ہر روح کا فتنے سوبان	اکراک اک نے سو سو سے کیا حرب ہے
----------------------------------	---------------------------------

متن

وہ بادن نے ایسا ہے میدان کیا	کہ تینوں سے وہ کھپ کھلیاں کیا
پھر اک اک نے جی اپنا قربان کیا	محبت کا قربان ہونا حسب ہے

شرح

مرے یار جو چاہے سو مجھ کو کہ جا	یہ کیا تو ہے حاجی مونس کا لہجا
کہا میں زبانے کہ خاموش رہ جا	زیادہ نہ بک آگے جاے ادب ہے
درست اور توبہ ہر معنی کی رو سے	تمھارا جو ہے طور اس گفتگو سے
اسے میں نہ سمجھا یہ پوچھوں کس سے	محبت کا قربان ہونا حسب ہے

متن

پھر آئی جو اولاد حیدر کی باری	تو کیا کیسے ہر ایک نے کیا سنواری
ہزاروں ہی مائے وہ مردود ناری	بڑا لشکر کا فران میں شغب ہے

شرح

دل و جان سے قائل میں اس نظم کا ہوں	کہ یہ ہر مصرع بخوبی ہے موزون
اگر لفظ ہی چوتھے مصرع میں بیرون	بڑا معنی سے اور تو ٹھیک سب ہے

متن

غرض آخر شسب نے پانی شہادت	چہ اصغر چہ اکبر گئے سوے جنت
رہے شاہ تنہا میدان ہمت	کہ یکبارگی ذوالحج کیا ادب ہے



و لیکن میں اب ان کو کید کر لجاؤں	میں چھینے کو انکے کہہ گھر بناؤں
کہ ان سے میں ایسے کئے کو لاؤں	یہ صحرا تو بیرون حد عرب ہے
کہا شہ نے ہر اک کو چھائی لگا کر	کہ لے بیگسو میرے استلا پر
بوقت مصیبت ز آیات اطہر	قصیراً جمیلاً ہمیں منتخب ہے
یہ فرما کے پتھر رن کو سدھائے	کھڑے ہو مخالف کے منہ پر پکائے
کہ دیکھے اب اگر جو ہر مرد بائے	کہ یہ دست و تیغ امیر عرب ہے
شرح	
کئی بندیہ جو کیے غور میں نے	درست انکا پایا کچھ اک طو میں نے
توانی و الفاظ بن اور میں نے	قباحت نہیں پائی یہ کیا سبب ہے
من	
اے ناکارو میں تے حجت ادا کی	بھین کہ حکایات ساری خدا کی
پھر اپنے رفیقوں کو شہ نے ندا کی	کہ لے یارو یہ قوم دلا عرب ہے
شرح	
کہہ و مہ کے یوں گوشہ دہر روایت	سوا شہ کے جب پا چکے شہادت
کیا شہ نے اسوقت اتنا مہ حجت	سخن یہ جو ہے سوز روئے کتب ہے
من	
زہیر ابن قیس اک جوان دلاور	ہوا پہلے پا بجون تنوں سے بچا ور
وہ ایسا لڑا اسکو تم کیجو باور	کہ اک اک نے سو سو سے کیا حرب ہی
شرح	
بچا ور کے کہنے کا موقع نہیں یان	نثار اس جگہ بولتے ہیں زبان دان

کیا شے نے کب شمر کو یہ اشارہ اسے تم سناؤ گے جس اہل دین کو کو بھگا بجا کہتے ہو اس لعین کو	کہ میں بو تراب اور تو بولہب ہے کہیگا تمہیں آفرین اس یقین کو زبانی پھر ایسے کے یہ کیا غضب ہو
علی کا اگر بولہب ہوئے قاتل فقط قافیہ کے لیے حرت باطل	رہے تب یہ تشبیہ اک نوع حاصل جناب ایسی میں کیسے دور از ادب ہو

### متن

بھتی کو مراحق نے قاتل کیا ہے بھلا کہ تو کیا تیرا میں نے کیا ہے	یہ ابلیس کا جگو حستہ ملا ہے کہ میرا ہو جگو شہد و رطب ہے
---	--

### شرح

بقول آپ کے شے نے یونین کہا ہے تو یوں کیوں کہیں میں ترا کیا لیا ہے	جو پہلے دمصرع میں مضمون بندھا ہی کہ میرا ہو جگو شہد و رطب ہے
--	---

### متن

یہ سکر شمر آ کے بیٹھا سرھانے کہا شے نے اسکو کہ سن لے دیولنے	لگا ڈھونڈھنے مار نیلے بہانے مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے
--	--

### شرح

زبانی ننھائے فقط یہ ہے انشا جو کہتا یہ اس سے بی کا نوا سا	کچھ آیا نہ تھا شمر نانا کا بھیجا مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے
--	---

### متن

نبی آپ یان منکرم کہ گئے بین وہ خود اس مقام کے چپ گزین	عناصر کے سائے اثر یہ گئے بین مجھے اب یہاں بولنا کیا حسب ہو
--	---

## شرح

نہیں ہر صرغ میں یاں بھی قباحت  
لٹاتی ہو پر مجکو یہ بھی طلاقت  
نہیں اس میں پڑھے تو موزون نہیں ہو  
نہیں طور یہ نظم کا بالیقین ہے

و دجی ہی رہی کون کی لیکن فصاحت  
کہ کیا رگی ذوالحج کیا ادب ہے  
بلاغت سے دور اور کیا کہیں ہے  
یہ لہا دو پیارہ کی میت کا ڈھب ہو

## متن

روایت ہے امیر سوادر کچھ اوپر  
کہا عمر کو فی کو تب یہ ندا کر  
دیے ڈال رو مال سے سب زمین پر  
کہ اب کیا ہوا تم کو کیا دیر اب ہے

## شرح

خلل پہلے صرغ کے یہ درمیان ہے  
عمر کو عمر یہ کیا زبان ہے  
تھکین بولوا لضاف ہو منہ تھکا ہے  
یہ موقع ہو دشمن کو یوں وہ بکا ہے  
خبر یہ کہ ہو کہ مائے ہین کتنے  
شہر دین کے تھے جسم پر زخم اتنے

جگہ اور کے سے کو اس میں کہاں ہو  
پھر اس گفتگو پر یہ شور و تعب ہو  
کچھ اوپر جب انیس سو کوئی ماہ ہے  
کہ اب کیا ہوا تم کو کیا دیر اب ہے  
یہ تعداد فرماتے ہین آپ جتنے  
جو سمجھے ہو تم قول راوی وہ کب ہو

## متن

لینوں نے جب ضعف سرد کو دیکھا  
کیا شاہ نے شمر کو تب اشارا  
ہزار دن نے چار و نصف آن گھیرا  
کہ میں بو تراب اور تو بولہب ہے

## شرح

جسے گوش زد ہوئے قصہ یہ سارا  
اے اسکا سننا نہوئے گوارا

تو اس گھر میں غارت کا وہ غل پڑا تھا کہ جس کو بیان دار گننا ادب ہے

## ش

پنجی حسن مطلع میں ہے واسے دیلا  
مذکر مونس میں کیسے ملا ذرا  
حقیقت سنو جو کچھ مصرع کی صاحب  
جو یوں کہتے اسکو تو تھا یہ مناسب  
مچا واسے ویلا یہاں تم نے باندھا  
اسے مشترک کہنے کا کیا سبب ہے  
کہ منی بین الفاظ سے اس کے غائب  
بیان دار کیسے تو سوے ادب ہے

## ن

وہ خیمے کو پہلے میں جلا یا  
پھر آہن کا ہراک کو گھنا پھنسا یا  
نہ چھوڑا کہ کوئی اپنے منہ کو چھپا سے  
نہ چھوڑا کہ اک ہوش بیمار باد سے  
وہ سب مبتلا اشتر دن پر بٹھائے  
وہ عابد کی بانو کھڑی کل کھائے  
بچے شام لگ تو پیادہ چلے گا  
بچے تو اس آفت میں جیتا رہیگا  
بچے کیا میں اس دن کو بچو جانا تھا  
مرے چاند بھیر یہ کیا ہیگا ہالا  
بچے اپنے دادا علی کو بلا لے  
نہیں تو مجھی کو یہ لومہ بھالے  
بچے تیرے دادا نے ہن جو چھوڑا ہے  
نہیں جانتی میں کچھ کیوں بھالے  
یہ کہہ کر وہ آپ ہی علی کو پکاری  
کہ شاہ کمان ہی تمھاری سوار می  
جو کچھ پایا رومال تک بھی چھنایا  
نہ پوچھا کہ تو کون پر کیا نسب ہے  
نہ چھوڑا کہ طفلہ نیمہ دامن اڑھاوے  
نہ دیکھا کہ اس سال ہر ایک تب ہے  
مسا رائے اس نا توان کو دلائے  
کہ ہر ہر بچے بچو مقدور کب سے  
ان اونٹوں کی تو سار بافی کرے گا  
مجھے پاؤں رکھنے کا تیرے عجب ہر  
کہ تیرے گلے میں یہ آہن ہو ڈالا  
کہ گننا کچھ آہنی آج سب ہے  
یہ ہاتھوں کا لومہ تو اس سے کھلا لے  
کہ تو پاؤں جاتا ہی اور بکلو تب ہی  
وہ سب کے بڑے وقت میں کام لے  
بھلا نیک تیرے بچے کیا سبب ہے  
نجف کی طرف ہاتھ دونوں پساری  
شتاب آؤ اس دم تمھاری طلب ہے

## شرح

معانی اس آیت کے کنزے بنائے  
سخن کا ہیکو کیے کر کہ نہ آئے  
سخن کا ش یون کرتے نہ کی زبانی  
نہ کی مرضی حق نے ذرہ گرائی

جان لائے تم اسکو بے ربط لائے  
کیا فرض اس مرین مستحب ہے  
کہو میرے نانا کو بھر زندگانی  
مجھے اخراجات اسکی مرضی سے کب ہو

## متن

ولیکن ذرا دم لے لے بیمر و ت  
شمر دیکھا سرور کو محو عبادت

کہین کر لون اب اک نماز شہادت  
کہا اب چلانا خیر مستحب ہے

## شرح

نماز شہادت سنی مین تمھیں سے  
نہکا لو تم اسکی بھی نیت کہین سے

سند اسکی پوچھو کسی اہل دین سے  
کہو دین وضعی تو اک یہ بھی ڈھب ہی

## متن

وہ مقتول سجدہ بھی کرنے نہ پایا  
پھر اس بعد خنجر جو جا کر لٹایا

کہ مردود نے خون اس کا بہایا  
تو اسدم کا واقف وہی آپ رب ہی

## شرح

تمھیں شہ کو کہتے ہو محو عبادت  
کہ سجدہ بھی کر نیکی پائی نہ فرصت

پھر آپ ہی یہ کہتے ہو اے میرا حضرت  
تناقص سخن مین ہوتا نا غضب ہے

## متن

دہ گھر جن مین یہ واسے ویلا مچا تھا  
کہ عرش اس گھڑی خوف سے ہل رہا تھا





## شرح

تم اس جا پہ تذکیر مشفق ہمارے  
زبانِ ندان تھیں آفرین کرتے سائے  
اگر کہتے یوں احمق و لون پسارے  
بتانا ہیٹ لفظ اس جاکہ ڈھب ہو

## متن

اے شاہ نجف تم نے سلمان چھوڑا یا  
یہ عابد جو اژدر کے منہ میں ہے آیا  
اے شاہ نجف تم نے بربرین جا کر  
اس عابد کی بندی بھی ہوت آ کر  
اے شاہ نجف تم نے بیر العلم میں  
ہم آئے ہیں جنات کے ابستم میں  
اس امت نے ہم پر ہلا دن ہو ڈالا  
اے حضرت علی شیر باری تعالیٰ  
اے میر اس حکایت کو کوئی کیا کہیگا  
کوئی مہربان ہو سکے کر بلا جا  
میں اسکو جو اک طول دیکر ہے لکھا  
وہا منصفونے ہو اب اس کا دعویٰ  
اُسے شیر کے منہ سے تم نے بچا یا  
اُسے نہیں چھوڑاتے یہ کیا راز رب ہے  
ہزاروں بندھوں کو دیا ہے چھوڑا کر  
چھوڑاؤ کہ یہ بھی بڑا کار رب ہے  
مسلمان کیسے لاکھوں جن ایک دم میں  
یہ کیا قوم ہے جنکا امت لقب ہے  
کسی وقت کا بغض ہم سے نکالا  
ہماری حمایت کا بھر وقت کب ہے  
یہ دو حرف ہیں اس کے جو میں ہوں بولا  
کہ وان جا کے مریگی دنگو طلب ہے  
غزل نہیں ہو ہو مرثیہ نام اسکا  
بیان شہادت کا اک یہ ہی ڈھب ہو

## شرح

تھیں خواہشِ انصاف کی میر جی ہو  
طلبِ یان نہ منصف کو انصاف کی ہو  
غرض مرثیہ یہ جو تم نے کہا ہے  
بلاغت کا جی ناک میں آ رہا ہے  
سنا منصفون نے تو یہ داد دی ہے  
پر اسکا ہر اک بند مننی طلب ہے  
عجب بحر ہے ربطی اس میں بہا ہے  
فضاحت کو دیکھو تو وہ جان لب ہو